بعون اللہ

ولی التوفیق کتاب

حدیث تحقیق مشرب سُنّی

در مطبع جعفری

واقع نخاس جدید لکھنؤ باہتمام مولوی

میرزا محمد علی مطبوع شد

بعون خلاق انفس و آفاق و حکیم علی الاطلاق و رافع سبع طباق

درینولا بموجب رغبت طالبین و شائقین کتاب لاجواب فیض انتساب مسمی باسم تاریخی

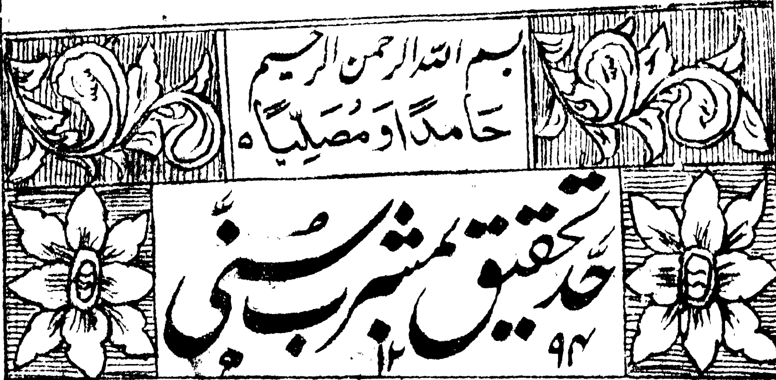
۱۲۶

حدیقۂ تحقیق مشرب سنی

از تصانیف عالیجناب نصفت و عدالت نشان مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

در مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکھنؤ باہتمام مولوی مرزا محمد علی مالک مطبع طبع شد





اس تحریر کا نام تاریخی حدّ تحقیق بمشرب سُنّی ہے کہ جو سید وحید الدین خان بہادر آزاد نے بمقام نیورہ قریب داناپور کے مرتب کیا اور اس نام سے سال ١٢٩٤ سنہ ہجری کا بحساب ابجد کے نکلتا ہے اور یہ تحریر مشتمل ہے اوپر ١٣٤ فصلون کے جو کہ عدد ہے حق گو کا۔

فصل ١

رباعی

ہر روز یکے زور در آید کہ منم	خود را بجہانیان نماید کہ منم
چون کار جہان برو قرارے گیرد	ناگاہ اجل ز در در آید کہ منم

اس ہستی موہوم پر کہ ایک وجود بین العدمین ہی ہم بہت متحیر ہین کہ ہم قبل

اپنی پیدائش سے کیا ہی اور کہان تھے اور اس دنیا مین جو آئے تو بخودی خود
ہین یا کیا اور جب ہم دنیا سے چلے جائینگے تو انجام کار کیا ہوگا بہر حال آدمی جو
ظاہر البصفت عقل کے دیگر حیوانات سی ممتاز ہے سو بہدایت اوسی عقل کے
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو ہر حال مین پابندی صدق و راستی کی ضرور ہے
اگر سچ بولنا لازم کیا جائے تو سچ سمجھنا بھی نصیب ہو سکتا ہے۔

الراقمہ

چہ شئی ہستم کجا بودم چہ انجام است در آخر	ز بس مشکل ازین دریا رسیدن تا لب ساحلہا
زبان تا در دہان داری نگوئی جز کلام حق	کلام راست تاثیری دہد قبس در ہمہ دلہا

فصل ۲

میل طبیعی ہمارا ابتدا سے سن شعور سے بطرف خیالات مذہبی کے ہی کہ اس واسطے
شوق سے انواع مذاہب کی کتابین نظر سے گذرین اور دلائل موافق و مخالف
دہریہ و طبیعی اور موحد بلا تقلید اور اقسام بت پرستان و یہود و اقسام نصاری
و اقسام مسلمانان کے بقدر وسع اپنے خوب غور کیا اور ضرورت اس غور کی یہ معلوم
ہوئی کہ آخر دنیا چھوڑ جانا ہی تو ضرور ہے کہ ساتھ کسی ایک اعتقاد مستقل کے
اس دنیا سے جائین اور بڑی حیرت کی بات یہ ہی کہ ہر فرقہ مین علماء کامل اور صاحب
دیانت اور راست پسند دیکھے جاتے ہین تو پھر یہ اختلاف کیسا ہی مگر بات یہ
معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسائل دنیوی مثل تعلیم صدق و عدالت وغیرہ کے از قسم
تجربیات ظاہری کے ہین اسواسطے اس علم معاش مین کچھ اختلاف نہین ہے
خلاف اوسکے مذہب کی جو نام ہے علم متعلق بعد مرگ کا کہ جسکو علم معاد کہتے ہین او
حال بعد مرگ کا محسوسات سی نہین ہے کہ اسی سبب سی ایک ایک فرقہ جدا گانہ

قائم ہوا اور ہر فرقہ کی بافت جدا جدا ہے

فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کیجاے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اسواسطے مختصراً اپنا اعتقاد
ہم یہ لکھتے ہین کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت و انجیل وغیرہ کا بہت حق ہے
اور سلسلہ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات حضرت مسیح علیہ السلام کی
ایسی ملکی صفات ہی کہ اگر ہم اونکو خدا نہ کہین تو اونکو ہم مجرد آدمی بہی نہین کہہ
سکتے ہین کہ اونکے صفات عام ظاہرا قوت بشری سے بہت زاید ہین اور سواے
اسکے چارہ نہین ہے کہ اونکو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کرلین اور قران شریف
مین جو ذکر اونکا بہ لفظ کلمۃ اللہ و روح اللہ کے ہی سو اس سے زیادہ ہم کیا
کہہ سکتے ہین اور توریت و زبور وغیرہ مین پیشین گوئیان نسبت اونکی اس کثرت سے
ہین کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیح کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیح بہ نشان بادشاہ
یہودان کے اون پیشین گوئیون مین مذکور ہین اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری
نہ تھی تو اس وجہ سی حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیح موعود نہین سمجہتے ہین حالانکہ بہت
بادشاہان اونکی امت کے بادشاہان یہود ہو گذرے ہین اور اب تک موجود ہین
اور اوسی توریت وغیرہ و انجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہی کہ اوس سے
حقیت دین اسلام محمدی کی بہی بخوبی تمام ثابت ہی اور چونکہ اس رسالہ مین کوئی
بحث خاص نسبت حقیت اسلام کے نہین ہے اسواسطے نشان دینا اون
پیشین گوئیون کا اس رسالہ مین کچھ ضرور نہین معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم
کرلینے حقیت دین اسلام محمدی کے ہی —

لراقمہ

انچہ کہ وعدہ بود بذات تو شد وفا	دانم توئی مسیح زرب آگہ ما
اے ذات احمدی کہ لقبتہ ترا حبیب	سو عود رہنما ورسولے براہ ما

فصل ۴

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سُنی مشرب ہین تو ہم مناسب سمجھتے ہین کہ ہم اپنا اعتقاد لکھ جائین کہ درمیان خلفاے ثلثہ اور حضرت علی علیہ السلام کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہین اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہی کہ کسی امر کو اپنی طرف سے ثابت کرنا ہم پسند نہین کرتے ہین بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ مین ثابت معلوم ہو سو اوسکی ہم پیروی کرتے ہین اَلْحَقُّ احق بالاتباع ولو کان خلاف الجمہور اور ہم دیکھتے ہین کہ اکثر علمار اہلسنت معاویہ شاہی کے بوجہ تعصب احترام لوازم اہلبیت سی برکنار ہوکر راہ کج اختیار کرتے ہین سو اسواسطے ہمکو کچھ تقلید اونکی نہین ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے اوپر قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح کے ہی اور امید قدردانی کی اون لوگون سے زیادہ تر ہی جو کہ قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتے ہین اور تعصب سے برکنار ہین اور امید ہے کہ بقول اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ کے صاحبان انصاف اسبات کو مدنظر رکھینگے کہ ہم کیا کہتے ہین اور نہ یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہین اور بہ نسبت ترک تقلید علمار اہلسنت کے سُنی لوگ ہمکو مورد الزام نہین کرسکتے ہین کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت مین کاغذ وقلم واسطے لکھنے کچھ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ قرآن کفایت کرتا ہی بس ہرگاہ حضرت عمر نے وصیّت آخرین رسول کو بمقابلہ قرآن کے غیر ضروری سمجھا تو بمقابلہ قرآن وحدیث وتاریخ کے تقلید اقوال متعصبانہ علمائے اہل سنت کی کیا جائے

قائم ہوا اور ہر فرقہ کی بافت جدا جدا ہے

فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کیجاے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اسواسطے مختصراً اپنا اعتقاد ہم یہ لکھتے ہین کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت وانجیل وغیرہ کا بہت حق ہے اور سلسلہ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات حضرت مسیح علیہ السلام کی ایسی ملکی صفات ہی کہ اگر ہم اونکو خدا نہ کہین تو اونکو ہم مجرد آدمی بھی نہین کہہ سکتے ہین کہ اونکے صفات عام ظاہرا قوت بشری سے بہت زاید ہین اور سواے اسکے چارہ نہین ہے کہ اونکو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کرلین اور قران شریف مین جو ذکر اونکا بہ لفظ کلمۃ اللہ وروح اللہ کے ہی سو اس سے زیادہ ہم کیا کہسکتے ہین اور توریت وزبور وغیرہ مین پیشین گوئیان نسبت اونکی اس کثرت سے ہین کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیح کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیح بہ نشان بادشاہ یہودان کے اون پیشین گوئیون مین مذکور ہین اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری نہ تھی تو اس وجہ سی حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیح موعود نہین سمجھتے ہین حالانکہ بہت بادشاہان اونکی امت کے بادشاہان یہود ہو گذرے ہین اور اب تک موجود ہین اور اوسی توریت وغیرہ وانجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہی کہ اوس سے حقیت دین اسلام محمدی کی بھی بخوبی تمام ثابت ہی اور چونکہ اس رسالہ مین کوئی بحث خاص نسبت حقیت اسلام کے نہین ہے اسواسطے نشان دینا اون پیشین گوئیون کا اس رسالہ مین کچھ ضرور نہین معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم کرلینے حقیت دین اسلام محمدی کے ہی ــ

لراقمہ

انچه که وعده بود بذات تو شد وفا		دانم تو ئی مسیح ز رب اکہ ما
اے ذات احمدی کہ تعبد ترا احب		موعود رہنما و رسولے براہ ما

فصل ۴

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سُنی مشرب ہین تو ہم مناسب سمجھتے ہین کہ ہم اپنا اعتقاد لکھ جائین کہ درمیان خلفاے ثلثہ اور حضرت علی علیہ السلام کے کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہین اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہی کہ کسی امر کو اپنی طرف سے ثابت کرنا ہم پسند نہین کرتے ہین بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ مین ثابت معلوم ہو سو اوسکی ہم پیروی کرتے ہین اَلحَقُّ احق بالاتباع ولو کان خلاف الجمہور اور ہم دیکھتے ہین کہ اکثر علماء اہلسنت معاویہ شاہی کے بوجہ تعصب احترام تولاے اہلبیت سی برکنار ہوکر راہ کج اختیار کرتے ہین سو اسواسطے ہمکو کچھ تقلید اونکی نہین ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے اوپر قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح کے ہی اور امید قدردانی کی اون لوگون سے زیادہ تر ہی جو کہ قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتے ہین اور تعصب سے برکنار ہین اور امید ہے کہ بقول اُنظُر اِلے ماقال ولاتنظر الی من قال کے صاحبان انصاف اسبات کو مدنظر رکھینگے کہ ہم کیا کہتے ہین اور نہ یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہین اور بہ نسبت ترک تقلید علماء اہلسنت کے سُنی لوگ ہمکو مورد الزام نہین کرسکتے ہین کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے لکھنے کچھ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ قرآن کفایت کرتا ہی بس ہرگاہ حضرت عمر نے وصیت آخرین رسول کو بمقابلہ قرآن کے غیرضروری سمجھا تو بمقابلہ قرآن وحدیث وتاریخ کے تقلید اقوال متعصبانہ علماے اہل سنت کی کیا جاے

فصل ۵

خلاصہ ہمارے اعتقاد کا یہ ہی کہ حدیث خلافت کی دو طور پر وارد ہی ایک خلافت سی سالہ کہ جو حضرت ابو بکر سے چھ سات مہینان زمان خلافت حضرت امام حسن تک ختم ہوئی اور دوسری خلافت دوازدہ گانہ کہ جو حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے کہ جنکو دوازدہ امام کہتے ہین پس حضرت علی باعتبار خلافت ظاہری سی سالہ کے خلیفہ چہارم اور باعتبار خلافت ائمہ دوازدہ گانہ کے خلیفہ یعنی امام اول ہین اور بمقتضای حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے حضرت علیؑ اوسیطرح پر مولی خلفاء ثلثہ کے ہین کہ جسطرح حضرت پیغمبر خدا ان خلفاء کے مولی ہین شعر دو تا ویکے چون زبان قلم + علی و نبی ہر دو نسبت بہم + پس خلفای ثلثہؓ کو حضرت علی سے کچھ رتبہ ہمسری کا نہین ہے اور تصریح ان سب مراتب کی آیندہ ہوگی۔

فصل ٦

ایک مورخ خوب لکھتا ہی کہ اختلاف مسلمانون کا اول اول خلافت ابو بکرؓ سے ہوا سو یہ امر واقعی دیکھا جاتا ہی کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی اصل منشا سب اختلافات کی ہوئی یہان تک کہ سُنی لوگ لضرورت اثبات حقیت خلافت ابو بکرؓ کی توہین و تنقیص شان علیؑ و اہلبیت مین مبتلا ہو گئے اور شیعہ لوگ ان خلفاے ثلثہ کو غاصب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ علماے اہل سنت کے کوئی لفظ مولی و اہلبیت و عترت و آیت مباہلہ و آیت تطہیر وغیرہ کی ایسی نہین ہے کہ جسکے معنی بنانے مین کوشش نہین کرتے ہون اور کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہے کہ جسکی حمایت نکرتے ہون یہان تک کہ ہیئت مجموعی تمام تحریرات علمای اہل سنت سے

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ان لوگون کو ساتھ حضرت علی اور اہلبیت کے کچھ کھنس
یعنے عناد و عداوت ہو حالانکہ اگر خلافت حضرت ابو بکرؓ کی کسی طرح صحیح
تسلیم کر لیجائے تو درحقیقت کچھ حاجت اسقدر کشش و کوشش کی واسطے توہین اور
کسر شان علی کے نہین ہے اور فی الواقع شان حیدری اسقدر ارفع و اعلی ہے کہ
خلافت ظاہری اگر حضرت علیؑ کو بعد پیغمبر خدا کے نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان
شان اونکا نہین ہے بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند	میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۷

حضرت علی اپنے چچازاد بھائی پیغمبر خدا کے اور بیٹا ابو طالب چچا پیغمبر صاحب کے ہین کہ جو محسن اور مربی پیغمبر خدا کے تھے کہ اس رو سے حضرت علی صراحتہ محسن زادہ حضرت رسول کے ہین اور حضرت علی شوہر فاطمہ بنت رسول اللہ کے ہین اور اگر حضرت ابو بکر کو شرف اسبات کا ہو کہ حضرت عائشہ زوجہ رسولخداؐ کی بیٹی اونکی تھین تو یہ شرف بمقابلہ حضرت علیؑ کے کیا ہے کہ خود بیٹی رسول اللہ کی زوجہ حضرت علی کی ہین اور اسی بنیاد پر جواب موہم ایک عالم کا ہوا کہ جب ایک شخص نے اوس عالم سے پوچھا کہ ابو بکرؓ افضل ہین یا علیؑ تو اوس عالم نے کہا من بنتہ فی بیتہ یعنی وہ شخص افضل ہے کہ بیٹی اوسکی اوسکے گھر مین ہو اور یہ جواب ایسا ہے کہ اگر یہ مراد لیا جاسے کہ بیٹی پیغمبر خدا کی اوسکے گھر مین ہو تو حضرت علیؑ افضل ہین اور اگر یہ مراد ہو کہ جسکی بیٹی پیغمبر خدا کے گھر مین ہو تو حضرت ابو بکر افضل ہین اور ظاہر ہے کہ بیٹی دینا بغیر پسندیدگی کمال درجہ شخص منسوب الیہ کے نہین ہو سکتا بخلاف بیٹی لینے کے کہ اوسمین شرف اور بزرگی بدرجۂ غفر و

چندان دخل نہین ہے کہ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان اور صفیہ دختر ایک یہودی کی
تھین کہ یہ سب بھی منجملہ ازواج حضرت رسول کے ہین بس کیا ابوسفیان اور اوس
یہودی کو کچھ شرف منزلت اوپر حضرت علی کے ہوسکتا ہے غرض کہ شرف دامادی شرف
خسر ہونے سے عقلاً بہت زیادہ تر ہے خصوص اس حال مین کہ حضرت فاطمہؑ بنت
رسولخدا کے بطن سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی تھین کہ جو اصل زوجہ حضرت رسول
کی تھین کہ جنکے حیات تک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آخر عمر تک آپ
اوس بی بی کو اور اوس بی بی کے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے ہان اس شرف
دامادی مین حضرت عثمان البتہ شریک حضرت علی کے ہین کہ اونکو پیغمبر خدا نے یکے
بعد دیگرے دو بیٹیان دین کہ وہ دونون بیٹیان بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پیٹ سے
تھین مگر یہ امر بھی عیان ہے کہ حضرت عثمان بنی امیہ مین سے تھے اور شرافت نسب مین
ساتھ حضرت علیؑ کے کہ از خاندان بنی ہاشم اور پوتا عبدالمطلب جد رسولخدا کے مقابل نہین ہوسکتے ہین

فصل ٨

سنیان معاویہ شاہی کی مثال ساتھ جرمن سیلور یعنی ظروف نقرئی انگریزی اور
ظروف گیلٹ انگریزی یعنی ظروف مسی ملمع کے بہت درست ہے کہ ظاہرا یہ سب ظروف
چاے خوری وغیرہ کے بڑے رونق اور چمک دمک کے ہین اور انواع کاریگری اور
نقوش عمدہ سے معمور ہین مگر اصل مین ناقص چاندی یا سراسر تانباسی بنے ہوے
ہین سو اسیطرح پر یہ سنیان معاویہ شاہی ظاہر مین جبہ و دستار سے خوب تجمل اور
اعمال نماز و روزہ مین بھی بہت چست ہین مگر جب حب علیؑ سے خالی ہین تو یہ سب
صورت و اعمال ظاہری بالکل بیکار ہے کہ حدیث مین لایحبہ الا مؤمن ولا یبغضہ
الا منافق واقع ہے یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھتا ہے مگر مومن اور علی سے

بغض نہین رکھتا ہی مگر منافق اور اسی انحراف اہل بیت کی یہ سزا ہی کہ یہ سنیان عداوت
شاہی اکثر مبتلای زراندوزی اور قلت رحم وکثرت بغض وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین
غرضکہ یہ سنیان اس امت محمدی کے یہود ہین اور اس جبہ ودستار اور ظاہری نماز
روزہ سے کیا ہوتا ہے کہ جنگ جمل اور صفین و نہروان وکربلا مین جو لوگ کہ ساتھ
حضرت علی اور امام حسین علیہ السلام کے لڑتے تھے سو وہ لوگ بھی صورت و اعمال
ظاہری مین مسلمان تھے۔

فصل ۹

ذات خداوند تعالے کی عجب طرح سے عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہے کہ
کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کرسکتا ہے اور ایک کتاب انگریزی دہریہ کی جو
ہمارے پاس ہے سو اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ اس مقام مین بہت عاجز
ہے کہ ملاحظہ تمام کائنات زمین اور آسمان وہیئت افلاک وغور حالات جمادات
اور نباتات وحیوانات سے ایک ارادہ و بندوبست و انتظام عام پایا جاتا ہے
کہ جس سے وجود ایک وجود اکبر صاحب ارادہ وذی شعور قادر قیوم کا ظاہر ہے اور
علاوہ اسکے ایک حکمت خداوند تعالے کی یہ دیکھی جاتی ہے کہ اسی شکل انسانی مین چند
آدمی مثل حضرت موسی وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین کہ جو اونکے خرق عادات مثل
عبور دریاے نیل واحیاے اموات وغیرہ کے ایسے تھے کہ جس سے وجود قدرت
خداوندی کا ظاہر ہوتا ہے اور اون لوگون نے وجود باریتعالے کا اقرار کیا پس وہی
اقرار اون لوگون کا واسطے اقرار ہم لوگون کے کافی ہے اور اگر ہم لوگ خود ذات الہی
کو سمجھ نہین سکین تو ہم لوگون کو اسیقدر بہت غنیمت ہی کہ بہ تقلید اونکے ہم لوگ
بھی خدا کو حسب تعلیم اونکے مان لین +

بیت - با بدان رتبہ عالی نتوانیم رسید	ہان مگر لطف شما پیش نہد گامی چند

اور سلسلہ انبیا بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات مسیح ع کی ایسی ہوئی کہ جس سے قدرت و بزرگی و رحم عام خدا وند تعالے کی تمام عیان و نمایان ہے اور انجیل کا وہ فقرہ تعلیمیہ ہمکو بہت یاد آتا ہے کہ اپنے اطوار و اخلاق کو ایسا درست کرو کہ تمکو دیکھ کر کے لوگ خدا کی تمجید کرین سو موافق اس تعلیم کے ہم ذات حضرت علی کو پاتے ہین اور مضمون ناد علیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لك فی النوائب کل ھم و غم سینجلی بنبوتك یا محمد و بولایتك یا علی کا بہت حسب حال ہے اور فی الواقع ذات حضرت علی کی عجب طرح سے مظہر العجائب واقع ہوئی کہ علاوہ کمال شرافت نسب و قرب قرابت حضرت رسول و زوجیت بتول کے صفت علم و حلم و حیا و وفا و شجاعت و سخاوت و رحم و کرم و عدالت و زہد و ریاضت و توحید و عبادت و حل مشکلات و دستگیری حاجتمندان کی اس ذات شریف مین ایسی مجتمع ہین کہ اونپر کمال ہر ایک صفت کی بہت سی نظائر سیر و تواریخ مین مندرج ہین کہ کچھ کچھ ذکر اوسکا اس رسالہ مین بھی اپنے اپنے مقام پر ہوگا اور آپکا کمال ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اسقدر عجائب کمالات سے آپ معمور تھے کہ ایک فرقہ نصیری کا ہوگیا کہ جو خود آپکو خدا جاننے لگا اور معاویہ کو آپ سے کیا نسبت ہے کہ خود اوسکا فریا مسلم ہونے مین اختلاف ہے اور ہمارا حال تو حضرت علی کے حسب مصرعہ شیخ کے ہے کہ جسپر ہمنے کہ تخلص ہمارا آزاد ہے ایک مصرعہ تضمین کیا ہے

بیت - گرچہ آزادی یہ اپنی فخر تھا مجاو لے	دل میرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا

اور اگر سنی لوگ بملاحظہ حب علی کے ہمکو شیعی قرار دین تو ہمکو اسمین کچھ عذر نہین ہوگا کہ لقب سنی یا شیعی کا کوئی چیز نہین ہے بلکہ قول حضرت امام شافعی کا ہمارے واسطے خوب تمسک ہے لو کان الرفض حب علی فانا ارفضی یعنے اگر رفض نام ہے حب علی کا تو ہم رفضی ہین

فصل ۱۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب وعن سہل ابن سعد ان رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة غدا رجلا یفتح الله علی یدیه یحب الله ورسوله فلما اصبح الناس غدوا علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وکلهم یرجون ان یعطاه فقال این علی ابن ابیطالب فقالوا هو یارسول الله یشتکی عینیه قال فارسلوا الیه فاتی به فبصق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی عینیه فبرأ حتی کان لم یکن به وجع فاعطاه الرایة فقال یارسول الله اقاتلهم حتی یکونوا مثلنا قال انفذ علی رسلك حتی تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام واخبرهم بما یجب علیهم من حق الله فیه فوالله لیهدی الله بك رجلا واحدا خیر لك من ان یکون لك حمر النعم متفق علیه وذکر حدیث البراء قال لعلی انت منی وانا منك فی باب بلوغ الصغیر

ترجمہ اور روایت ہی سہل ابن سعد سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا بروز خیبر کے کہ ہر آئینہ عطا کرونگا مین اس علم کو کل کے روز ایک آدمی کو جو کہ فتح کریگا اللہ اوسکے ہاتھوں پر اور وہ شخص ایسا ہے کہ دوست رکھتا ہے اللہ کو و رسول کو اوسکے اور دوست رکھتا ہے اوسکو اللہ اور رسول اوسکا پس جبکہ صبح ہوئی تو آدمی لوگ سویرے صبح کو چلے گئے رسول اللہ کے پاس اور ہر ایک آدمی امیدوار تھا کہ اوسکو رسول اللہ وہ علم دینگے پس کہا رسول اللہ نے کہ کہاں ہی علی ابن ابیطالب پس لوگون نے کہا کہ اے رسول اللہ اوسکی آنکھین درد کرتی ہین تب رسول اللہ نے کہا کہ بلوا بھیجو اوسکو پس بلائے گئے علی تب تھوک لگا دیا رسول اللہ نے دونون آنکھون مین اوسکی تب اچھی ہوگئے علی اسطرح پر کہ گویا

صلے اللہ علیہ وسلم جب فرود آئی موضع غدیر خم مین تو آپ نے پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا
کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو اس بات کو کہ ہم اولے ہین ساتھ مومنین کے ذاتون سے
اونکے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو
اس بات کو کہ تحقیق کہ ہم اولے ہین واسطے ہر ایک مومن کے ذات سے اوس مومن
کے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے ای خدا جس شخص کے ہم مولے
ہین سو علی مولے اوسکا ہے اے خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے اوس علی کو
اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے اوس علی کو پس ملاقات کی عمر نے اوس علی سے
بعد اوسکے اور کہا اوسکو خوش ہوی پسر ابو طالب کے کہ صبح کیا تو نے اور شام کیا تو نے
اسطرح پر کہ تو مولے ہے کل مومن اور مومنہ کا روایت کیا اسکو احمد نے فقط اور شاہ
عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ آپ نے یہ حدیث فرمائی بعد
اسکے کہ جمع کیا صحابیون کو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آپ نے ایک ممبر بنایا پالان ہای
شتر سے اور اوسپر چڑھ کرکے یہ حدیث فرمائی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ آپ نے
قول اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّی اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کو تین بار مکرر فرمایا مگر شارح مذکور
نے جیسا کہ عادت سنیون کی ہے اس لفظ اولی اور مولی کو بھی بڑی کوشش سے
بمعنی محبوب اور ناصر کے قرار دیکر کے کہا کہ اس جگہ مین مولی بمعنی حاکم اور والی کے نہین ہے
اور شارح مذکور اس حدیث کو کچھ دلیل وصیت امامت کی نہین سمجھتے ہین حالانکہ اسطرح
صحابیون کو جمع کرکے اور پالان شتر کا ممبر بناکرکے اور فقرہ اول کو تین مرتبہ تکرار کرکے
اور صحابیون سے مکرر اقرار بلفظ بلے لیکر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہنا سوائے
ایک قسم وصیت تاکیدی کے اور کیا ہو سکتا ہے اور شارح مذکور نے جو معنی بنانے مین اولے
اور مولی کے کوشش کی ہے سو یہ سب کوشش رائگان ہے اسواسطے کہ اس مولی کے معنی

کچھ ہون مگر بات اسقدر رہی کہ محمد رسول اللہ کو جو نسبت مسلمانون سے ہی سو وہی نسبت
حضرت علی کو بھی مسلمانون سے ہی بس مولی کے معنی جو کچھ سنّی لوگ قرار دین تو یہ نسبتی
علی کے ساتھ نبی کے کسی حال مین زائل نہین ہو سکتی ہے بلکہ معنی اسیقدر پیدا ہونگے
کہ محمد رسول اللہ بمقابلہ مسلمانان کے جو کچھ ہون سو وہی نسبت علی کو بھی ہے اور ہم
نہین سمجھتے ہین کہ محمد رسول اللہ کے مولی ہونے مین بمعنی خاوند اور مالک کے سنیون کو
کیا عذر ہی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ محمد رسول اللہ کو اسجگہہ پر سنّی لوگ مولی بمعنی خاوند
کے کیونکر قبول کرین کہ اس حال مین حضرت علی کو بھی مولی بمعنی خداوند کے قبول کرنا
پڑیگا اور خلافت ابوبکرؓ کی سنّیون پر کیا ایک مصیبت ہی کہ ہر جگہہ پر جہان کہ کچھ
فضیلت اہلبیت کی پائی جائے سو وہان پر حق سے سنیون کو گذر جانا لازم و ضرور
ہو جاتا ہی اور حضرت عمر نے جو اس حدیث پر حضرت علی کو مبارکباد دیکر کے کہا کہ تو
مولی کل مومن اور مومنہ کا ہے سو یہ بات محض بمقتضاے اوس وقت کے تھی کہ پیغمبر
خدا نے حجۃ الوداع سے پھر کر کے یہ ارشاد وصیت بمقام غدیر خم کے فرمایا تھا اور
اوسوقت مین حضرت رسولخدا صحیح و تندرست تھے ورنہ مرض الموت سی حضرت رسولخدا
کے جو کچھ تغیر حضرت عمر مین ہوا سو اوسکی تفصیل آیندہ ہوگی اور ہماری رای یہ ہے
کہ یہ لفظ مولی اس حدیث کا صراحۃً بمعنی خاوند اور مالک کے ہے اور شارح مذکور نے
اپنی شرح مین کیا خوب داد سنیت کی دی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اگر مولی سے امامت
مراد ہو تو امامت فی الحال کیا ضرور ہی کہ آخر کو درجہ چہارم مین حضرت علیؑ بھی امام
ہوئے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت علی نے اس حدیث نصّی کو کسواسطے
بوقت خلافت ابوبکرؓ کے دلیل نہین کیا حالانکہ حضرت علیؑ نے بوقت خلافت ابوبکرؓ
بخوبی تمام طلب حق کیا تھا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین

شیعہ لوگ مولی کو اسجگہ پر معنی اولے با امامت بدلیل فقرہ اول آنحضرت الست اولی بکم کے قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر یہ معنی مراد نہ تھا تو حاجت جمع کرنی صحابیون کی اور اس مبالغہ سے خطاب کرنے کی کیا تھی اور شارح مذکور کا جواب یہ ہی کہ اگرچہ حدیث صحیح ہی مگر درجہ تواتر کے نہین ہے اور حسب اصول شیعہ واسطے دلیل امامت کے تواتر حدیث شرط ہی سو یہ جواب محض ضعیف ہی اسواسطے کہ جب یہ حدیث نزدیک خود شارح مذکور کے صحیح ہی تو اپنے اصول سے کہنا چاہیے کہ اس حدیث کی لتعمیل مین سنیون کو کیا عذر ہے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ اگر خلافت ابوبکر کی ناحق و ناروا ہو تو ابوبکر و دیگر صحابیان اتفاقی اونکے گمراہ قرار پاتے ہین تو صحبت رسول کی بے اثر ہوئی اور اس سے رسالت مین آپکے نقصان لازم آتا ہی مگر یہ تقریر بھی محض لچر ہے اسواسطے کہ رسالت ایک چیز خاص ہے کہ وہ محتاج اس بات کی نہین ہے کہ تمام صحابیان اوس رسول کے راست باز اور ہدایت یافتہ ہون اسواسطے کہ آیت انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء الى صراط المستقيم کی اس بات پر شاہد و ناطق ہے کہ جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق کہ تو ہدایت نہین کرتا ہی اوسکو کہ جسکو تو چاہے ولکن اللہ ہدایت کرتا ہے اوسکو کہ جسکو وہ چاہی طرف راہ سیدھی کے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک رسول سچا ہی اور کوئی شخص راہ راست پر نہ آوے تو اوس سے کیا نقصان اوسکا ہی اور شیعہ لوگ جو کہ ایران و ہندوستان وغیرہ مین کروڑ دو کروڑ آدمی سے بہت زائد تر ہین سو تمام خلفائے ثلثہ اور تمام صحابیان اتفاقی کو اونکے گمراہ اور برا سمجھتے ہین مگر رسالت مین حضرت رسول کریم کے کچھ نقصان نہین وارد کرتے ہین اور سوا ہی اسکے جب حضرت علی نے کسی طرح اس خلافت ثلثہ کو قبول کر لیا تو اب اس خلافت ثلثہ مین کیا عذر ہو سکتا ہی مگر صرف واسطے اس

ایک امر کے کہ خلافت ابو بکرؓ وغیرہ کے صحیح ثابت ہو جاے یہ اہتمام کیا ضرور ہی کہ معنی بنانے مین مولی وغیرہ کے اسقدر کج راہین اختیار کیجائین۔

فصل ۱۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ عشرہ مبشرہ مین سے ہین کہ فرمایا آنحضرت نے حضرت علی کو کہ تو ہماری نسبت سی بجاے ہارون بہ نسبت موسی کے ہی مگر تحقیق کہ فرق یہ ہی کہ نہین کوئی نبی ہی بعد میرے متفق علیہ اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جب آنحضرت اخیر غزوہ تبوک کو جاتے لگی تو حضرت علی کو اوپر اہل وعیال اپنے مقرر کیا تب حضرت علی نے کہا آپ نے مجکو چھوڑا اوپر عورتون اور بچون کے تب حضرت رسول نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہین ہو کہ تم ہماری واسطے بمنزلہ ہارون واسطے موسی کے ہو بس اس حدیث سی معلوم ہوا کہ حضرت علی کو ساتھ پیغمبر خدا کے وہی نسبت ہی جو کہ ہارون کو ساتھ موسی کے تھی اور یہ تشبیہ نہایت عمدہ ہی کہ جسطرح پر حضرت علی بھائی حضرت رسول کے تھے سو اوسیطور پہ ہارون بھی بھائی حضرت موسی کے تھی و نیز جسطرح جبکہ حضرت موسی اپنی قوم پر ہارون کو چھوڑکر کے کوہ سینا پر گئی تھے سو اوسیطرح پر حضرت علیؑ کو اپنے اہل وعیال پر چھوڑکر کے حضرت رسول بطرف غزوہ تبوک کے گئی مگر جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جس جگہ سے کچھ فضیلت اور خصوصیت اہل بیت کی پائی جائے سو اوسکی معنی بنانے مین ہرگز قصور نکرینگے سو اسجگہ پر شاہ عبد الحق صاحب یہ بات بناتے ہین کہ حضرت رسول نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا مدت غزوہ تبوک تک اور خلافت مطلقہ مراد نہین ہو سکتی ہی اسواسطے کہ ہارون چالیس سال قبل موسیٰ

مرے اور آنحضرت نے بقدر ایام غیر حاضری غزوہ تبوک کے ابن ام مکتوم کو واسطے امامت
نماز کے خلیفہ کیا تھا پس اگر خلافت مطلقہ مراد ہوتی تو خلافت امامت نماز کی بھی
حضرت علی کو دیتے مگر شارح مذکور کیخدمت مین ہماری یہ عرض ہے کہ یہ خلافت خبر گیری
اہل وعیال کی گو واسطے تھوڑی مدت کے ہو مگر تشبیہ نسبت حضرت علی کے ساتھ حضرت
نبی کے وہی ہے کہ جو ہارون کو ساتھ حضرت موسی کے تھی اور اسیواسطے یہ تشبیہ
بحق ابن ام مکتوم کے نہین دیگئی اور ظاہر ہے کہ امامت نماز معمولی کے بمقابلہ خلافت
خبر گیری اہل وعیال کے بہت کم ہے اسواسطے کہ اس امر مین عقل اور تدبیر المنزل درکار
ہے بخلاف امامت نماز کے کہ اوسمین عقل کی کچھ ضرورت نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے
کہ خود شارح مذکور کو بھی اپنی توجیہ اور تاویل پر کچھ تسلی نہین ہے اسواسطے کہ آخر
شرح مین اس حدیث کی شارح مذکور لکھتے ہین کہ اگر یہ حدیث اوپر خلافت کی دلیل ہو
تو اوپر حصر خلافت علی یا خلافت علی بے واسطہ بعد مرگ رسول کے کچھ دلیل نہین ہے
مگر ہم کہتے ہین کہ اس تشبیہ ہارون مین حضرت رسول نے اسقدر فرق اس تشبیہ کا
کہدیا مگر فرق اسقدر ہے کہ نہین کوئی نبی ہو گا بعد وفات اونکے سو بیچارے شیعہ
لوگ حضرت علی کو بعد وفات حضرت نبی کے کچھ نبی بنانا نہین چاہتے ہین فقط اور
ہرچند حضرت علی کو خلافت چہارم درجہ مین ملی مگر اس بات سے کیا انکار ہو سکتا ہے
کہ بقدم خلافت کا اون اصحاب ثلثہ کو دیا گیا کہ جنکو تشبیہ ہارون سے نہین دیجا سکتی ہے

فصل ۱۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ابن عمر قال اخی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم بین صحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال اخیت بین اصحابک
ولم تواخ بینی و بین احد فقال رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم انت اخی

فی الدنیا والآخرۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابن عمر سے کہ
کہا اوسنے کہ حضرت رسول اللہ نے برادری ومواخاۃ لگادی درمیان اصحاب اپنے
پس آئے علی کہ روتی تھین آنکھین اونکی اور کہا حضرت رسول سے کہ آپ نے برادری لگادی
درمیان اصحاب اپنے اور نہین برادری لگادی آپ نے درمیان میرے اور درمیان کسی
صحابی کے پس فرمایا رسولخدا نے کہ تو بھائی میرا ہے بیچ دنیا اور آخرت کے روایت
کی اوسکو ترمذی نے فقط مقام شکر ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی
شرح مین کچھ کوشش واسطے معنی بنانے بھائی کے نہین کی بلکہ بہت صاف دلی
سے بیان کیا کہ حضرت رسولؐ نے کہا کہ تو بھائی میرا ہے دنیا اور آخرت مین اور تجکو
کیا حاجت اور کیا مناسبت ہی کہ تجھکو ساتھ کسی دوسرے کی برادری کرا دین فقط
ہرچند یہ حدیث کچھ دلیل حقیت خلافت بلافصل علیؑ کے نہین ہو سکتی ہے مگر اسقدر
اس حدیث سی ظاہر ہوا کہ اصحاب لوگ آپسمین بھائی بنا کرین مگر حضرت علی ایک
دوسری چیز ہین کہ اخوت اونکی خود ساتھ حضرت نبی کے ہی اور سنیون کو اس بات سے
انکار نہین ہو سکتا کہ خلفاء ثلثہ جو بعد حضرت نبی کے خلیفہ نبی سو وہ لوگ بجاے
حضرت علی بھائی اور داماد اور وصی رسول کے خلیفہ قرار دیئے گئے۔

فصل ۱۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن انس قال کان عند النبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم طیر فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا
الطیر فجاءہ علی فاکل معہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی انس سی کہ کہا
اوسنے کہ تھے نزدیک رسول اللہ کے ایک چڑیا بریان پس کہا اوس رسول نے کہ اے
اللہ میرے لا تو میرے پاس ایک شخص کو کہ جو محبوب ترین تیرے خلق کا ہو تیری یا

کہ کھائے وہ ساتھ میرے اس چڑیا کو پس آئے اوس رسول کے پاس علی اور کھایا اور چڑیا کو ساتھ اوس رسولؐ کے فقط بتا کھڑکا اور گھوڑا بھڑکا ایک مثل مشہور ہے سو سمجھہ پر چونکہ محبوب ترین خلق اللہ کا ہونا حضرت علی کا خدا کے پاس ثابت ہوتا ہی اور خلافت ثلثہ کو صحیح ثابت کرنا سنیون کو ضرور ہی کہ بوجہ اس ضرورت خاص کے شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس لفظ احب کے معنی بنانے مین کچھ قصور نہین کیا شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ اس حدیث سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہی مگر شارحان نے تخصیصات کئی ہین کہ لفظ احب سی معنی از جملہ احب خلق اللہ مراد یا احب خلق بنی اعمام سے یا قرابت داران قریب سی یا اوس شخص سے مراد ہی کہ جو اولی و اقرب و احق ہے ساتھ احسان بنی کے اور شارح مذکور اپنی راے مین لکھتے ہین کہ یہ سب تخصیصات اسواسطے ہے کہ احب ہونا حضرت علی کا بمقابلہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق کے لازم نہ آوی اور حقیقت مین کچھ حاجت اس تخصیصات کی نہین ہی اسواسطے کہ تمام خلق علی العموم مراد نہین ہے کہ احب مطلق حضرت رسول تھے اور صحابیون مین سے اگر کوئی شخص محبوب تر بنظر بعض وجوہ اور افضل بنظر کثرت ثواب کی ہو تو کچھ منافات نہین ہی اسواسطے کہ احب ہونا حضرت علی کا بجمیع وجوہ مراد نہین ہے اور اوس لفظ احب کو اسقدر تنگ کرنا کچھ ضرور نہین ہی فقط ہم کہتے ہین کہ تحمل اس لفظ احب کا بہ نسبت حضرت علی کے جو سنیون کو نہین ہے اور اس لفظ احب کی تاویل مین یہ سب عرق ریزی بہ سبب ایک غرض خاص کے ہی سو اسمین شعر مولانا روم کا بہت حسب حال ہے **شعر** چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ٭ اور اس لفظ احب پر بہ نسبت حضرت علی کے جو اسقدر چڑھائی ہے سو کچھ ضرورت اوسکی نہین ہی اسواسطے کہ ایک دوسری حدیث سی بھی اطلاق لفظ احب کا حضرت علی پر پایا جاتا ہی مشکوۃ المصابیح باب مناقب

اہلبیت عن جمیع ابن عمیر قال دخلت مع عمتی عائشۃ فسالت ای الناس کان احبّ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا

ترجمہ روایت ہی ابن عمیر سے کہ کہا اوسنے کہ پہونچے ہم ساتھ پھوپھی اپنی عائشہ کے پاس تب سوال کیا ہمنے کہ کون شخص محبوب ترتھا رسول اللہ کے پاس تب کہا عائشہ نے کہ فاطمہ تب پوچھا گیا کہ مردون سے کون شخص محبوب تر تھا تب کہا عائشہ نے کہ شوہر اوسکا فقط مگر یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین بھی اپنی عادت سے باز نہین آکرکے یہ بات بناتے ہین کہ یہان پر انصاف عائشہ صدیقہ کا دیکھنا چاہیے کہ جواب مین نہین کہا کہ مین اور میرا باپ محبوب نتوتھا اور دور نہین ہے کہ اگر حضرت فاطمہ سے پوچھا جاتا تو یہ کہتین کہ عائشہ اور باپ اونکے محبوب ترتھے اور فرق ہے درمیان محبت اور فضیلت کے سو اس تاویل پر ہمکو خود شاہ صاحب پر رحم اور افسوس آتا ہے اور فضیلت خیالی شاہ صاحب موصوف اور عام سنیون کی جو بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے ہی سو تفصیل اوسکی آئندہ کیجائیگی کہ فضیلت حضرت ابوبکرؓ کی حضرت علیؑ پر کس حد تک ہے۔

فصل ۱۵

عن سعد ابن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایۃ ندع ابنائنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ الہ وسلم علیاً وفاطمۃ وحسناً وحسیناً فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی رواہ مسلم

ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسنے کہ جب اوتری یہ آیت۔ ندع ابناءنا وابناءکم کی تو بلایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو پس کہا اوسنے کہ ای اللہ میرے یہی لوگ اہلبیت میرے ہین روایت کی اوسکو مسلم نے اور یہ آیت پوری اسطرح پر ہے کہ آیت ۵۴ سورہ آل عمران

کی حسب ذیل ہی فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا
وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علے الکاذبین
ترجمہ اور جو شخص کہ حجت کرے ساتھ تیری بابت اوس مسیح کے بعد اوس دانست کی جو دی گئی ہی تجھکو
سو کہہ تو اون لوگون سے آؤ تملوگ چاہئے کہ ہملوگ بلاوین اپنے بیٹون کو اور تم لوگ اپنے بیٹون
کو اور ہملوگ اپنی جوروُن کو اور تم لوگ اپنی جوروُن کو اور ہملوگ خود اپنے سبکو اور تم لوگ خود
اپنے سبکو اور تب ہملوگ لعنت مانگین اور کہین لعنت خدا کی اون لوگون پر کہ جو جھوٹھ بولتے
ہین اور قصہ شان نزول اس آیت کا یہ ہی کہ عیسائی لوگ ساتھ اپنے سردار پادری ابو حارث کے
پیغمبر صاحب کے پاس بطور سفیران منجانب باشندگان نجران کے اکر کے اور کچھ بحث کر کے
ساتھ اوس پیغمبر خدا کے بابت مذہب اور تاریخ عیسی مسیح کے وی لوگ متفق ہوی اس بات پر
کہ امتحان مباہلہ کا کل کے روز کیا جاوے کہ کون فریق برسر غلط ہی تب پیغمبر خدا اپنی بیٹی فاطمہ
اور اپنے داماد علی اور اپنے دو نواسہ حسن اور حسین کو اپنے ساتھ لیکر کے اون عیسائیون کے
پاس جا پہونچے اور اونسے چاہا کہ وہ لوگ نماز پڑھنے تک انتظار کرین مگر جبکہ اون عیسائیون نے
دیکھا اوس پیغمبر کو رکوع مین جاتی ہوئے تو اونکا عزم ڈھیلا ہو گیا اور مباہلہ کی لعنت نہین پڑھ سکے
بلکہ جزیہ دینا قبول کیا سو اس حدیث سی صراحتہ ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے فاطمہ اپنی بیٹی اور
علی اپنے داماد اور حسن حسین اپنے دو نواسہ کو بلفظ ہولا کے اشارہ کر کے بتلایا کہ یہی لوگ اہلبیت
ہمارے ہین کہ جو خود پیغمبر صاحب مع ان چار شخصون کے پنجتن پاک کہلاتے ہین مگر چونکہ سنیون
کی عادت ہی کہ جس حدیث یا آیت قرآن سے کچھ بھی فضیلت اہلبیت کی ظاہر ہو تو اوسمین سے
لوگ کچھ ایسا معنی بناوینگے کہ جس سے اوس فضیلت مین کچھ نقصان لازم آوے چنانچہ موافق
اوسی عادت کی شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی معنے بنانے مین بھی بہت کوشش کی ہی
کہ لکھتے ہین کہ اہلبیت کی کئی معنی ہین ایک یہ ہی کہ جنکو زکوۃ لینا حرام ہے یہ لوگ بنی ہاشم ہین

که جو شتمل ہین اوپر آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث کے دویم یه که
اہلبیت بمعنی اہل وعیال کے ہی که جس رو سی ازواج نبی بہی داخل اہلبیت ہین اور شاه صاحب
موصوف لکھتے ہین که کبھو اطلاق اہلبیت کا ایسا ہی که جس سے خصوصیت حضرت فاطمه وعلی
وحسنؑ حسینؑ کے ساتھ لفظ اہلبیت کی پائی جاتی ہے اور لکھتے ہین که حضرت ام سلمه سی روایت
ہے که ہم رسولخدا کے پاس تھے که خادم نے آکر کے خبر کی که علی اور فاطمه دروازه پر کھڑے
ہین تب آنحضرت نی ہمکو کہا که الگ ہو جاؤ تب ہم اندر گھر کے چلے گئے تب حسنؑ اور حسینؑ آئے
اور اونکو آپ نی گلے سی لگا لیا اور علی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور فاطمه کو ایک دوسری ہاتھ سے
پکڑا اور اون سبکو اپنے بدن سے لپٹا لیا اور اون سب لوگون کو اپنے کالے کمل کے اندر
لیلیا اور کہا که ای خدا یه لوگ میرے اہلبیت ہین اور شاه صاحب نی اس بات کو بھی لکھا ہے
که حضرت ام سلمه سے روایت ہی که پیغمبر خدا نے فرمایا که یه مسجد میری حرام ہے اوپر ہر ایک
حیض والی عورت اور اوپر ہر ایک جنب مرد کے مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اونکی یعنی
علی اور فاطمه اور حسنؑ وحسینؑ اس حکم سے مستثنی ہین اور شاه صاحب موصوف لکھتے ہین
که بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوم بیت سکنی سوم بیت ولادت کی بنی ہاشم
اولاد عبد المطلب کی اہلبیت از روے نسب کی ہین اور ازواج آپ کی اہلبیت سکنی کی ہین
اور اولاد آپکی اہلبیت ولادت کی ہین مگر اسکے ساتھ شاه صاحب اقرار کرتے ہین که اطلاق
معتاد اہلبیت کا علی اور فاطمه اور حسن اور حسین پر ہے مگر ہرگاه خود پیغمبر خدا نے بلفظ
ہولاء کے علی اور فاطمه اور حسن اور حسین کو بتایا که یه لوگ اہلبیت میرے ہین تو شاه صاحب
کو اتنے معنی مختلف بیان کرنے سے اہلبیت کی کیا فائده ہوا بلکه ایک خصوصیت خاص علی
اور فاطمه اور حسنؑ اور حسینؑ کی یه ظاہر ہوئی که انکو بطور خود پیغمبر خدا کی حالت جنب اور
حائض ہونے مین بھی مسجد نبوی مین جانا [illegible]

کہ اون لوگون کو حالت جنب اور حائض ہونے مین داخل مسجد نبوی ہونا حرام تھا اور وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ درحقیقت پنجتن پاک بذات خود تمامتر طاہر و مطہر ہین اور کسی حال مین اطلاق نجاست کا ان لوگون پر نہین ہوسکتا ہی پس کسیطرح سے خلفاء ثلثہ مقابل یا ہمرتبہ ان چار بزرگان اہلبیت کے نہین ہوسکتے ہین۔

فصل ۱۶

خصوصیت حضرت علی کی حدیث متعلق آیت تطہیر سے بھی ظاہر ہوتی ہے من عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غداۃً وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاء الفاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطھرکم تطہیرا رواہ مسلم ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ سے کہ کہا اونسے کہ ایک روز باہر نکلے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے بدن پر ایک کمل تھی منقش کالی اونکی پس آئے حسن ابن علی پس لے لیا پیغمبر خدا نے اوس حسن کو اپنے کمل مین تب آئے حسین اور لے لیا اونکو ساتھ حسن کے تب آئین فاطمہ تب لے لیا اونکو تب آئے علی اور لے لیا اونکو تب پیغمبر خدا نے پڑھی یہ آیت انما یرید کی یعنے نہین چاہتا اللہ مگر اس بات کو کہ دور کرے وہ اللہ تم لوگون کو ازروے پاک کرنے کے روایت کی اوسکو مسلم نے اور پوری آیت ۳۳ سورہ احزاب کی بائیسوین پارہ مین حسب ذیل ہے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ترجمہ اور بیبیو حضرت صلعم اپنی گھرون مین ورنہ نکلو باہر ساتھ نمائش ایام جاہلیت کی اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوۃ

کو اور تابعداری کرو خدا کی اور اوسکے رسول کی کسواسطے کہ خدا صرف یہی چاہتا ہی کہ
تمسے دور رکہی نجاست کو ای اہلبیت اور تمکو ظاہر بنا دوے ساتھ کمال طہارت کے
اور اہلبیت سی اس جگہہ پر علیؑ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ مراد ہین جیساکہ اس حدیث
مین بہی اون ہی لوگون کا ذکر ہے اور بہت غنیمت ہی کہ شاہ عبد الحق صاحب نے
اس حدیث کی شرح مین کچھ کوشش معنی بنلانے اہل بیت کی نہین کی اسواسطے کہ
شرح حدیث مین آیت مباہلہ کے اہلبیت کی معنی مختلف بیان کرچکے ہین -

فصل ۱۷

عن زر ابن جبیش قال قال علی والذی فلق الحبۃ و برء النسمۃ لعہد النبی
الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن و لا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم
ترجمہ اور روایت ہی زر ابن جبیش سے کہ کہا اوسنے کہ کہا علی نے قسم اوس شخص
کی کہ جسنے چیرا دانہ کو اور پیدا کیا خلق کو تحقیق کہ عہد کیا نبیؐ نے ساتھ میرے
اس بات کو کہ نہین دوست رکہے گا مجھکو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا مجھ سی
مگر منافق روایت کی اوسکو مسلم نے اور شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی
شرح مین لکھتے ہین کہ محبت علی کی علامت ایمان کی ہے اور عداوت علیؑ کی
نشان نفاق ہی اور ظاہرا یہی وجہ ہی کہ شیعہ لوگ بدلیل محبت علی کے اپنے کو بلقب
مومن کے کہلاتے ہین -

فصل ۱۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ عن عمران ابن حصین ان النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قال ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن
رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عمران ابن حصین سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا کہ تحقیق کہ علی مجھ سے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ ولی ہی کل مسلمانونکا
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط شاہ عبد الحق صاحب نے شرح مین اس حدیث کے
اس بات کو قبول کیا ہی کہ یہ فرمانا رسول کریم کا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے
ہون کنایہ ہی کمال اتحاد و اتصال و اخلاص و یگانگی سے مگر حسب عادت
سنیون کے ولی کے معنی دوست اور محب و ناصر لکھا ہی اور یہ امر بنظر حدیث
من کنت مولاہ فعلیّ مولاہ کے ہی کہ اوس حدیث مین بھی احتیاطاً مولی کے معنی محب
اور ناصر قرار دیا ہی بہرحال شیعہ لوگ جو علیّ ولیّ اللہ وصیّ رسول اللہ بعد
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھاتے ہین سو اس امر کے حق اور
واجب ہونے مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہر چند کہ علیّ ولیّ اللہ وصی رسول اللہ کو جزو کلمہ
کردینا چندان ضرور نہو اور شاید یہ اضافہ کردینا کلمہ مین بمقابلہ تعصب سنیون کے
ضرور رکھا جا سکتا ہے۔

فصل ۱۹

عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیّ منّی
وانا من علیّ ولا یودی عنی الا انا او علی ترجمہ روایت ہی حبشی
ابن جنادہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ علی مجھسے ہی اور مین
علی سے ہون اور نہین کوئی حق ادا کریگا میری طرف سے مگر مین یا علی روایت کی
اسکو ترمذی نے اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جس سال مین کہ آنحضرت نے حضرت
ابو بکر کو امیر حاج کرکے طرف مکہ کے روانہ کیا تھا تو آنحضرت نے پیچھے سے حضرت علی
کو بھیجدیا تا کہ نقض عہد مشرکون کا کرین اور سورہ برأت کو اونکے سامنے پڑھکر کے ندا
کردین کہ مشرک لوگ جو نجس ہین بعد اس سال کے مسجد حرام کے پاس نجائین اور

سوای اسکے کچھ دوسرے احکام بھی تھے بہرحال اس حدیث سی یہ بات ظاہر ہوئی کہ تعمیل
ان سب مراتب کی یہ تجویز رسول علیہ السلام کے حضرت ابوبکرؓ سے نہین ہو سکتی تھی کہ
حضرت رسول نے یہ فرمایا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون اور ہماری طرف سے
آدائے حق نہین کوئی شخص کرسکتا ہی مگر کہ مین یا علی۔ اور شاہ عبدالحق صاحب
نے اس حدیث کی معنی بنانے مین کچھہ کوشش نہین کی مگر جسقدر کہ اونسے ہو سکتا تھا
سو واسطے ضعیف کرنے درجہ اور رتبہ اس حدیث کی یہ نکتہ لگا دیا کہ عادت عرب کی
تہی کہ جب اون لوگون مین کچھہ گفتگو نقض اور اجرام اور صلح اور عہد وغیرہ کی
ہوتی تو ان سب امرون کو وہی شخص ادا کرتا کہ جو سردار قوم اور بہتر ان لوگون کا
ہو یا کہ جو شخص اوس سردار کے قرابت قریب مین ہو اسواسطے حضرت رسول نے
حضرت علی کو اس کام پر متعین کیا یعنی کہ یہ متعین کرنا علی کا مبنی اوپر عادت عرب کے
تھا مگر درصورتیکہ حسب اعتقاد سنیون کے حضرت ابوبکر افضل حضرت علی سے
اور توسل قرابت مین باپ حضرت عائشہ کے تھے تو باصول سنیون کے بھیجنا
حضرت علی کا بعد حضرت ابوبکر کے کیا ضرور تھا مگر بات یہ ہی کہ الحق یعلو ولا
یعلی یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس حدیث سی شرف و
منزلت اور خصوصیت حضرت علی کا بخوبی ظاہر ہے۔

فصل ۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کنت
اذا سئلت رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدانی رواہ الترمذی
ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ جب ہم مانگتے تھے رسول اللہ
سے کوئی چیز تو وہ رسول ہمکو عطا کرتے تھے اور جب ہم ساکت رہتے تھے تو آنحضرت

خود ابتدا کرتے تھے۔

فصل ۲۱

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا دار الحکمۃ وعلی بابہا
رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی اوس علی سے کہ کہا اوس علی نے
کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مین گہر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اوس حکمت کا ہے
روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ عبد الحق صاحب کہتی ہین کہ مشہور بلفظ
انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کے ہی یعنے مین شہر علم کا ہون اور علی دروازہ اوسکا ہی
اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علم مخصوص علی مرتضی کو نہین ہی اور دوسری صحابون
کو بھی آنحضرت سے علم پہونچا ہے مگر یہ تخصیص باعتبار وسیع تر ومفتوح تر وعظیم تر
کے ہوگی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اقضاکم علی یعنے کہ قاضی ترتم لوگون کا علی
ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ یہ حدیث ابی الصلت عبد السلام بن صلاح
ہر دی سے ہی کہ شیعی ہے مگر صدوق ہی اور تعظیم اصحاب مین تقصیر نہین کرتا تھا
فقط دیگر صحابیون مین بہی جو کچھ علم ہو سو اوسمین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی مگر بات
اسقدر ہی کہ حضرت علی بمقابلہ دیگر صحابیون کے عالم تر تھے چنانچہ سترگین مورخ
انگریزی دہریہ لکھتا ہی کہ علی عالم اور شاعر اور بہادر اور ولی تھے مگر باوصف
اسکے سنی لوگ علی کو آخر درجہ مین قرار دیتے ہین یعنے کہ یہ مورخ شمار ہونے سے
حضرت علی کے درجہ آخر مین سنیون پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ اس حدیث مین
حضرت علی کے علم کا ذکر ہے اسواسطے جو کچھ مثالین آپکے علم کی اسوقت سرسری
مین یاد آتی ہین سو ہم اوسکو لکھتے ہین۔ ایک یہ کہ ایک شخص نے سوال
کیا کہ ہم لوگ تین آدمی بحساب نصف وسوم ونہم حصہ کے شریک سترہ اونٹ

کے ہین اور حساب تقسیم کا درست نہین بیٹھتا ہی تب حضرت علی نے فوراً واسطے تسکین
سائل کے ایک اونٹ اپنا ملا کر کے اٹھارہ اونٹ قرار دیا اور اوسمین سی نصفی حصہ دار کو
نو اونٹ اور سوم حصہ کی شریک کو چھ اونٹ اور نہم حصہ کی شریک کو دو اونٹ یعنی
کل سترہ اونٹ دیکر کے اپنا اونٹ پھیر لیا اور حساب تقسیم شتران کا اسطرح پر بخوبی درست
ہوگیا کہ ہر شخص نے سترہ اونٹ کی حساب سی اپنا حصہ زیادہ پایا اسواسطے کہ سترہ کا آدھا
ساڑھے آٹھ ہوتا تھا کہ بجای اوسکے نو اونٹ پایا اور حصہ سیوم ولے کو چھ سی کم
اور حصہ نہم والے کو دو سے کم سترہ مین سے ہوتا تھا کہ بجاے اوسکی پورا چھ اور پورا
دو پایا اور وجہ اوسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے ماخذ مشترک کسرات نصف اور
ثلث اور تسع یعنے نہم کا اٹھارہ حساب کر کے تقسیم کر دیا کہ مجموعہ ان سب کسرات کا
وہی سترہ ہوتا ہی اور یہ فیصلہ آپ کا از قسم معجزہ اور خرق عادت کی معلوم ہوتا ہی
کہ اس قصہ کو بارہ سو برس سے اوپر ہوا مگر اس قسم کا فیصلہ عین وقت پر کسی
دوسرے عالم کا دیکھا نہین جاتا ہی۔ دوم یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ مخرج مشترک
کسور تسعہ کا کیا ہی یعنے وہ کون عدد ہی کہ جس سے نصف سی لیکر کے نہم حصہ تک
سب عدد پورا نکلے تب آپ نے فوراً فرمایا کہ ضرب دو اپنے ہفتہ کی سات دن کو بارہ
مہینے مین اور اوسکو سال بھر کے تین سو ساٹھ دن مین اور اوسکو تقسیم کر دو دو پر یعنی
کہ ۱۵۱۲۰ مخرج مشترک کسور تسعہ کا ہی سوم یہ کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ
پر بعلت زنا کے حکم سنگسار کرنے کا دیا تب حضرت علی نے کہا کہ لڑکا جننے تک
مہلت دیجای ورنہ ایک زانیہ کی سزا مین دو جانین تلف ہونگین چنانچہ حضرت عمر
نے وہ حکم سنگسار کرنے کا تا پیدا ہونے لڑکا کی ملتوی رکھا اور یہ کہا لولا علی لہلک
عمر یعنی کہ اگر نہوتا علی تو ہر آئینہ ہلاک ہوتا عمر کہ اس قصہ سی صاف دلی حضرت عمر

کی بہی ظاہر ہی اور شاہ عبد الحق اپنی شرح مشکوۃ مین لکہتے ہین کہ حضرت عمر بے مشورہ
حضرت علی کے کچھ کام نہین کرتے تھی اور اسی بنیاد پر یہ حدیث ہی کان عمر یتعوذ باللہ
من زمان لیس فیہ علی یعنی تھے عمر کہ خدا سے پناہ مانگتے تھے ایسی ایک زمانہ سے کہ
جسوقت مین علی نہون یعنے حضرت عمر کو آرزو تہی کہ حضرت علی عالم حیات مین اونکی
نہ مرین۔ چہارم یہ کہ کثرت علم اور کثرت قضا آپکی اس درجہ کی ہی کہ یہ قول قضیۃ و
لا ابا حسن لہا ایک عربی ضرب المثل ہوگیا کہ قضیہ ہے مگر کوئی ابو الحسن
یعنے علی واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہین ہے پنجم یہ کہ ایک دہریہ منکر خدا کا حضرت
علی سے بحث کرنے لگا تب حضرت علی نے اوس سے کہا کہ ہم خدا کو مانتے ہین پس اگر
حقیقت مین خدا وجود نرکہتا ہو تو اس سے ہمارا کیا ضرر ہے اور تم خدا کے منکر ہو
پس اگر خدا وجود رکہتا ہو تو تمہارا کیا حال ہوگا سو اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ
وہ دہریہ فوراً ایمان لایا۔ ششم یہ کہ امر بمقتضائے کمال علمی کے تہا کہ حضرت علی
زیادہ تر مصروف اور مشغول یاد الٰہی مین تھے اور خطبہ شقشقیہ آپکا جو ہی سو اس
بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ فی الحقیقت فنا فی اللہ کے درجہ مین تھے یعنی متصل بمع اللہ
ہوکر کے آپ نے اوس خطبہ مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الوارث فی الارحام
اور دیگر فقرات اوس خطبہ کے بہی اسی قسم کے ہین اور خدا کو معلوم ہے کہ آپکا درجہ
خدا شناسی مین کس حد تک پہونچا تہا کہ آپ فرماتے ہین کہ لو کشفت الغطاء
لما ازددت یقینا یعنی اگر اوٹھ جاتا پردہ تو نہ بڑھتا میرا یقین فقط یعنی کوئی حالت
منتظرہ واسطے ترقی مدارج خدا شناسی کے آپکو باقی نہین تہی اور یہ بات اوس
درجہ کی ہے کہ جسکو ہم لوگ نہین سمجھ سکتے ہین اور اسیواسطے بہ تمسک حدیث نبوی کے
ہم اس بات پر اکتفا کرتے ہین کہ حضرت علی وہ شخص ہین کہ جو خدا اور رسولخدا کو

دوست رکھتے تھے اور اونکو خدا ورسول خدا دوست رکھتے تھے اور حضرت علی خدا کے
پاس محبوب ترین خلائق تھے ہفتم کشف امورات غیبی کا آپکے یہ حال تھا کہ عین
زمان جنگ مین معاویہ کو حضرت علی کی زبان سے اس بات کا دریافت کرنا منظور
ہوا کہ حضرت علی پہلے مرینگے یا کہ خود معاویہ پہلے مریگا سو اس حیلہ سے متواتر تین
آدمی اوسکی طرف کی تین روز پیہم خبر لائے کہ معاویہ مرگیا اور دو روز تک ہمارے
علی نے اس بات پر کچھ التفات نہین کیا اور آخر تیسرے روز لوگون کے اصرار پر
صرف اسقدر فرمایا کہ معاویہ نہین مرسکتا ہی جب تک ڈارھی علی کے مخضب بخون ہو اور
شک نہین ہے کہ معاویہ کو اس جواب کی خبر پاکرکے ایک قسم کی خوشی ہوئی ہوگی
کہ حضرت علی اوسکے سامنے مرینگے مگر اسی بات سی یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اوسکو
آپکے علو درجہ اور مراتب کشف پر بخوبی اطلاع تھی اور یہی وجہ تھی کہ معاویہ نے
اپنے مرض الموت مین یزید اپنے بیٹا کو افسوس کرکے کہا تھا کہ ہمنے اپنی عاقبت
تیری محبت مین خراب کی ہشتم یہ کہ حال ترقیات کشف کا آپکے ایک اس بات
سے بھی ظاہر ہے کہ جب ابن ملجم آپکے پاس ایک تلوار نذر لایا تو آپ نے اوس
تلوار کو دیکھ کرکے او متبسم ہوکرکے واپس دیا اور فرمایا کہ اس تلوار کو اپنے پاس
رکھو اسی تلوار سے تم ہمکو قتل کروگے تب اس بات پر ابن ملجم بہت گھبرایا اور
آخر بمقتضای تقدیر کے حب قطامہ مین مبتلا ہوکر اوسی تلوار سے آپکو ضرب
لگایا اور جب آپکے پاس لوگ شربت پینے کو لائے تب آپ نے اشارہ کیا کہ اول
وہ شربت اوس قاتل کو دیا جاوے اور جب اوس قاتل نے انکار کیا تو آپ نے
اوسکے حال پر افسوس کھاکرکے کہا کہ اگر یہ قاتل اس شربت کو پیتا تو ہم اسکی
شفاعت کراتے اور بعد اسکے یہ فرمایا کہ اگر ہم مرجائین تو اس قاتل کو صرف ایک

ضرب لگانا یعنی جیسا کہ اوسنے ایک ضرب لگایا ہی سو اوسیطرح پر ایک ضرب
بمقتضای عدل شرعی کے لگایا جاے اور دو چار ضرب نہو کہ ایک ضرب سے
وہ قاتل نہ مرے سو اس قصہ سے حال درجہ کشف آپکا اور رحم بر دشمن آپکا
اور عدل آپکا اور صبر و رضا آپکا بخوبی تمام ظاہر ہوتا ہی اور کچھ شک نہین ہے
کہ حضرت علی اس اسلام مین تمامتر نمونہ حضرت مسیح کے تھے۔ نہم یہ کہ آپنے
ایک بار اپنی خلافت مین فرمایا کہ ہم ابو بکر اور عمر اور عثمان سے کسی طرح برکم
رتبہ نہین ہین پس کیا وجہ ہی کہ ہماری خلافت مین اسقدر خلفشار ہی سو بجواب
اس بات کی ہماری عرض بحضور شاہ مردان علی کے یہ ہی کہ آپکے علم سے کوئی
بات مخفی نہین ہے مگر حیا اور وفا داری آپکی ایسی ہے کہ اوس سبب سی آپ اسبات
کو زبان پر نہین لاتے ہین کہ یہ سب فساد و فتور آپکی خلافت مین در اصل
بہ اہتمام خاص حضرت عائشہ کے تھا کہ بعلت دعوی بے بنیاد مطالبہ خون
عثمان کے طلحہ اور زبیر کو اپنی طرف ملا کر کے جنگ جمل مین آپ سی خود لڑین
اور صرف اسپر اکتفا نکر کے کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان کا دمشق مین معاویہ
کے پاس بھیج کر کے اوسکو برانگیختہ کیا اور تمام عمر آپکی اسی اختلافات خانگی
سے مکدر کٹی اور حال یہ ہی کہ حضرت عثمان سے حضرت عائشہ خود ملول اور
اونکی جان لینے کی فکر مین تھین اور اسی نظر سے جواب حضرت علی کا کیا خوب
تھا کہ خون عثمان کا تم لوگون کے دامن سے ٹپکتا ہی اور مطالبہ خون کا ہمسے
کرتے ہو۔ دہم یہ کہ بذکر فضائل علمی حضرت علی کے اس بات کا بھی ذکر مناسب
مقام ہے کہ اشعار آپکے نہایت عمدہ خیالات کے ہوتے تھے اور ایک دیوان عربی
آپکا مرتب ہی اور اس مقام مین چند اشعار آپکے تیمناً و تبرکاً کتاب مجالس علویہ

تصنیف جناب مولوی سید علی صاحب سے مع ترجمہ نقل کیے جاتے ہین - اشعار

اذا عاش امرء ستین عاماً	فنصف العمر یمحوہ اللیالی

یعنی جب کوئی شخص دنیا مین ساٹھ برس زندہ رہے تو آدھی عمر اوسکی تو راتون مین گذر جاتی ہے و نصف النصف یمضے لیس یدری لغفلتہ یمیناً عن شمال اور آدھے کا آدھا یعنی پندرہ برس ایام تا بلوغ کے اسطرح گذر جاتے ہین کہ بسبب نادانی کے داہنے اور بائین ہاتھ مین فرق نہین کرتا ہے - و ثلث النصف آمال و حرص وشغل بالمکاسب والعیال اور آدھے کی تہائی یعنی دس برس آرزو اور حرص مین اور کسب معیشت اور عیال داری مین گذرتے ہین - و باقی العمر اسقام و شیب و ہم بارتحال و انتقال اور باقی عمر بیماری اور پیری اور رنج کوچ و مرگ مین گذرتی ہے یحب للمرء طول العمر جہلاً وقسمتہ علی ہذا المثال دوست رکھتا ہے آدمی طول عمر کو بوجہ جہالت کے حالانکہ تقسیم اوسکی اس مثال پر ہے - دیگر وفدت علی الکریم بغیر زاد من الحسنات والقلب السلیم وارد ہوا مین دروازہ پر کریم کے اور کچھ زاد میرے پاس نہین ہے اور نہ کچھ حسنات ہے اور نہ قلب سلیم ہے فحمل الزاد اقبح کل شیء اذا کان الوفود علی الکریم پس توشہ لیجانا قبیح تر ہر چیز کا ہے جبکہ ہو ایک آدمی مہمان اوپر دروازہ شخص کریم کے دیگر لک الحمد یا ذا الجود والمجد والعلی تبارکت تعطی من تشاء وتمنع تجکو حمد ہے اے صاحب جود اور مجد اور علا کا مبارک ہے تو اور عطا کرتا ہے تو جسکو چاہیے اور روکتا ہے تو جسکو چاہے الٰہی اجرنی من عذابک اننی اسیر ذلیل خائف لک اخضع اے اللہ میرے نجات دے مجکو اپنے عذاب سے اسلیئے کہ مین تیرا قیدی ہون اور ذلیل اور خوفناک ہون اور تیرے سامنے زیادہ تر عاجزی کرنیوالا ہون - الٰہی لئن عذبتنی الف حجۃ فحبل رجائی منک لا ینقطع

اے خدا میرے اگر تو ہزار برس مجھکو عذاب کریگا تو جب بھی رشتہ امید کا میرے
تجھسے قطع نہوگا الٰہی وانسنی بتلقین حجتی × اذا کان لی فی القبر مثوی و مضجع
بار الٰہا تو میرا انس ہو تلقین کرنے مین میرے حجت اور دلیل کے جبکہ ہو میری لئے
قبر مین ٹھکانا اور لیٹنا الٰہی اذقنی طعم عفوک یوم لا × بنون ولا مال ہنالک ینفع
اے میرے خدا چکھا تو مزہ عفو کا اپنے جسدن کہ نہ اولاد اور نہ مال وہان پر نفع
دیگا - دیگر تخیر خلیلا من فعالک انما × قرین الفتی فی القبر ما کان یفعل
اختیار کر تو ایک دوست کو اپنے اعمال اور افعال سے اسواسطے کہ رفیق آدمی کا
بیچ قبر کے وہی ہے جو وہ کام کرتا ہی ولا بد بعد الموت من ان تعدہ × لیوم
ینادی المرء فیہ فیقبل اور ضرور ہی بعد مرنے کے یہ بات کہ حساب لیا جاوے تجھسے بابت
اوس کام کے ایک دن کو کہ وہ مرد پکارا جایگا پس سامنے حاضر ہوگا وہ مرد
فان کنت مشغولا بشیٔ فلا تکن + بغیر الذی یرضی بہ اللہ تشغل پس اگر ہو تو
مشغول ساتھ کسی شی کے پس ہرگز نہ مشغول ہو تو ساتھ غیر اوس چیز کے کہ جس سے
راضی ہو اللہ - فلن یصحب الانسان من بعد موتہ × ومن قبلہ الا الذی کان یعمل
پس ہرگز نہ ہوویگا انسان کو بعد مرنے کے اور قبل اوس موت کے مگر وہ جو کہ کام
کرتا تھا وہ آدمی الا انما الانسان ضیف لاہلہ یقیم قلیلا بینہم ثم یرحل
خبردار رہو کہ انسان ایک مہمان ہی اپنے گھر والون مین اور صرف تھوڑے روز
رہتا ہی اون لوگون مین تب کوچ کر جاتا ہی - یازدہم ایک بار صحابیون نے حضرت
رسول خدا کے پاس شکایت کی کہ کلام علی کا مقفٰے و مسجع ہوتا ہی یعنی کلام مین
تکلف کرتا ہی حالانکہ بول چال سیدھی اور بے تکلف چاہی تب حضرت رسول خدا نے
حضرت علی اور دیگر صحابیون سے پوچھا کہ کس شخص کو کیا چیز مرغوب ہی سب صحابیون نے

اپنے اپنی پسند کو کہا اور جب حضرت علی کی باری آئی تب حضرت علی نے کہا کہ ہم
پسند کرتے ہین اکرام الضیف والسیف فی الصیف کو یعنی عزت مہمان اور تلوار
چلانے کو گرمی مین تب رسولخدا نے صحابیون کو کہا کہ یہ مقفی و مسجع بولنا علی کا براہ
تکلف نہین ہی۔ دوازدہم یہ کہ تحریرات نثر آپکی بھی اکثر صنعت تجنیس وغیرہ سے
خالی نہین ہوتی تھی چنانچہ حضرت علی سے معاویہ کو یہ نامہ لکھا جوکہ تاریخ الخمیس
عربی چھاپہ مصر مین ہی غرک عزک فصار قصار ذلک فاحش فعلک
فعلک تہدی بہذا یعنے مغرور کیا تجھکو عزت نے تیرے پس ہوگیا انجام اوس بات
کا یہ ڈر تو فاحش فعل کو اپنے پس شاید کہ ہدایت پاوے تو ساتھ اس نصیحت کے
اور یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ یہ نامہ تمام تر صنعت تجنیس مین یہ لکھا علی قدری
علی قدری یعنے اوپر قدر و منزلت میرے جوش کہا یا میرے دیگ نے۔ سو اگرچہ یہ دو
لفظ کا جواب معاویہ کا بھی اسی صنعت تجنیس مین ہے مگر این الدرہم این اللحم
یعنی کہان درم اور کہان گوشت۔ اور پستی خیال معاویہ کی اس جواب سے بھی ظاہر
ہے اور یہ قول مفصلہ ذیل حضرت امیر علیہ السلام کا بھی کسقدر بلیغ و لطیف واقع ہی
الدین و الدنیا کالمشرق و المغرب فاذا قربت الی احدھما بعدت عن الاخر یعنی دین و دنیا
مثل پورب و پچھم کے ہی پس جب تو نزدیک ہوا کوئی ایک سے اونکے تو دور ہوا
تو دوسرے سے فقط دیکھنا چاہیے کہ کیا تشبیہ حکیمانہ اور کیا عمدہ مقابلہ لف و نشر کا ہے

فصل ۲۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی ع وعن جابر قال دعا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ و الہ و سلم علیا یوم طائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال
رسول اللہ صلے اللہ و الہ و سلم ما انتجیتہ و لکن اللہ انتجاہ

رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ بولایا آنحضرت علی کو بروز غزوہ
طائف کی پس رازمین بات کیا ساتھ اوسکی پس کہا لوگون نے ہر آئینہ تحقیق کہ طول ہوا
رازمین بات کرنا اوس نبی کا ساتھ پسر عم اپنے پس کہا رسول اللہ نے کہ ہمنے رازمین
بات نہین کی اوس سے لیکن اللہ نے رازمین بات کی اوس سے روایت کی اوسکو
ترمذی نے فقط اسجگہ سے معاویہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور حضرت علی کے
اور جون دچرا کرنا لوگون کا خوب سمجھا جاتا ہے -

فصل ۲۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی لا یحل لاحد یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک قال
علی بن المنذر فقلت لضرار بن صرد ما معنی ھذا الحدیث قال لا یحل لاحد یستطرقہ
جنبا غیری وغیرک رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی ابی سعید سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص جنب کے بیچ اس
مسجد کے سواے میرے اور سواے تیرے گذر کرتا کہا ابن منذر نے کہ پوچھا مینے
ضرار ابن صرد سے کہ کیا معنی اس حدیث کے ہین تب کہا اوس ضرار نے کہ نہین
جائز ہے واسطے کسی شخص کے کہ راہ بتاوے اوس مسجد کو در حالت جنب کی سواے
میرے اور سواے تیرے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب لکھتے ہین
کہ علی ابن منذر نے بحیثیت حج کیا اور شیعی محض ہے ولیکن ثقہ اور صدوق یعنی نہایت سچا ہے

فصل ۲۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ام عطیۃ قالت بعث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا فیھم علی قالت فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا رواہ الترمذی ترجمہ
اور روایت ہی ام عطیہ صحابیہ سے کہ روانہ کیا پیغمبر خدا نے ایک فوج کو کہ اوسمین
علی تھے اور کہتے ہین ام عطیہ کہ ہمنے سنا پیغمبر خدا کو دو ہاتھ کو اوٹھا کرکے کہتے ہوے
کہ اے میرے خدا مت مار مجھکو یہان تک کہ دکھلا دے تو مجھکو علی کو روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط یہ سب خصوصیت راز دنیاز مندرجہ فصل بالا کے اور یہ تعلق پیغمبر خدا
کا ساتھ حضرت علی کے اور دیگر حالات شرف مراتب حضرت علی کے صرف زمانہ
حیات رسول اللہ تک تھا ورنہ ابتدای مرض الموت پیغمبر خدا سے رنگ یاروں کا بدل گیا

فصل ۲۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ والہ وسلم لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن رواہ احمد والترمذی
ترجمہ روایت ہی ام سلمہ زوجہ رسولخدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ
نہین دوست رکھیگا علی کو کوئی منافق اور نہین بغض رکھے گا اوس علی سے کوئی
مومن روایت کی اوسکو احمد و ترمذی نے فقط یہ حدیث بتائید حدیث مندرجہ فصل ۱۷
کے ہی کہ اوسکا مضمون یہ ہی کہ نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا
علی سے مگر منافق غرضکہ محبت علی کی شرط ایمان بلکہ عین ایمان ہے ۔

فصل ۲۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من سب علیا فقد سبنی رواہ احمد ترجمہ روایت ہے
ام سلمہ زوجہ پیغمبر خدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص نے کہ
گالی دی علی کو گالی دی اوس شخص نے مجھکو فقط روایت کی اوسکو احمد نے

اور شاہ عبدالحق صاحب اپنی شرح مین وجہ اسکی یہ لکھتے ہین کہ گالی دینے سے
حضرت علی کے گالی دینا خود پیغمبر خدا کو لازم آتا ہے یعنی کہ اس توجیہ کرنے سے
ایک بو اور کسر سنت کی بخوبی تمام پائی جاتی ہے کہ جس سے یہ بات مستنبط ہوتی
ہی کہ گالی دینا علی کا خود کوئی امر سنگین نہین ہی مگر چونکہ وہ گالی منجر بدشنام دہی
پیغمبر خدا بوجہ برادر عم زادہ ہونے کے ہوتی ہے سو اسواسطے گالی دینا حضرت علی کا
عین گالی دینا پیغمبر خدا کا ہے اور اگر شاہ صاحب کو کچھ بھی محبت با علی ہوتا تو کیا
یہ توجیہہ ممکن نہین تھی کہ علی و نبی مین کچھ فرق نہین ہے کہ حدیث مین لحمک لحمی
ودمک دمی وانت منی وانا منک واقع ہے یعنی کہ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا
خون ہی اور تو مجھ سے ہی اور مین تجھ سے ہون اور سنیان زمانہ کی خدمت مین یہ عرض
ہے کہ ہرگاہ معاویہ اونکے خلیفہ بحق نے حضرت علی پر دشنام ولعن منبر پر جاری
کیا تو بوجہ تعمیل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے یہ سنیان بھی بے تکلف
حضرت علی پر گالی ولعن دے سکتے ہین اور سنی صاحبان خطائے اجتہادی معاویہ کے
قائل ہین سو یہ نسبت اس بات کے کیا فرماوینگے کہ حضرت علی پر گالی اور لعنت بحکم معاویہ
کے منبر پر زمانہ دراز تک ہوتی رہی واہ واہ کیا خوب خطائے اجتہادی ہے اور
کیا معاویہ پر یہ الزام عائد نہین ہوسکتا ہی کہ بوجہ دشنام دینے علی کے معاویہ نے
دشنام دہی خود رسول پر کی اور اسوجہ سے معاویہ کیا کافر مطلق نہین ہوا اور کیا
مرتد ہونا کسی صحابی کا واقع نہین ہوا ہی جیساکہ عبیداللہ بن جحش شوہر سابق
ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا اور افسوس ہے کہ کسی کتاب اہلسنت
مین بمقابلہ اس دشنام علی کے کچھ نفرت سنیون کی معاویہ سے پائی نہین جاتی ہی
اور حدیث ہذا اور حدیث ہای مندرجہ فصلون بالا کے جو کچھ کہ حضرت ام سلمہ سے

روایت ہی سو حال اس زوجہ رسول اللہ کا یہ ہی کہ یہ بی بی تماتر راہ راست پر اور
طرف اہل بیت کی ہین اور حال انکا ساتھ حضرت عائشہ کے قیاس نہین کیا جا سکتا ہی

فصل ۲۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسے ابغضتہ الیہود حتے بھتوا امہ واحبتہ النصاری حتے انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلک فی رجلان محب مقرط یقرطنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنأنی علی ان یبھتنی رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سی کہ کہا اونسے کہ کہا مجھکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھ مین ایک مثل ہے عیسیٰ کی کہ بغض رکھا اوس سے یہودنے یہانتک کہ بہتان دیا اوسکی ماے کو اور دوست رکھا اوسکو نصاری نے یہان تک کہ اوتار لائے اوسکو اوس درجہ تک کہ جو نہین ہے اوسکو اور بعد اوسکے فرمایا علی نے کہ ہلاک ہونگے ہماری وجہ سے دو مرد ایک محب مقرط کہ جو تعریف کرے ہماری ساتھ اوس بات کی کہ جو نہین ہے مجھ مین اور دوسرا بغض رکھنے والا کہ جو باعث ہوتی ہے عداوت میری اوپر بہتان کرنے میرے سے روایت کی اوسکو احمد نے فقط شاہ عبدالحق صاحب لکھتی ہین کہ سرمایہ سعادت دو چیز ہے محبت خاندان نبی اور تعظیم اصحاب اسطرح پر کہ یہ دونون باتین جمع ہون ساتھ اعتدال کے اور یہ راے شاہ صاحب کی بہت درست ہی اور یہ مثال حضرت علی کی ساتھ حضرت مسیح کے بہت واقعی ہے کہ جسطرح پر قوم نصاری نے حضرت مسیح کو درجہ خدا تک قرار دیا سو اوسیطرح پر اس امت محمدی مین بھی ایک فرقہ نصیری کا ہوا کہ جو حضرت علی کو خدا جاننے لگا اور حضرت علی کو جو تمام اطوار اور اخلاق مین مشابہت ساتھ حضرت مسیح کی ہی سو اس کتاب سے جا بجا وہ مشابہت بہت پائی جاتی ہے

فصل ۲۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن بریدۃ قال خطب ابوبکر وعمر فاطمۃ
رضی اللہ عنہم فقال رسول اللہ صلے علیہ وآلہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا
علی فزوجہا منہ رواہ النسائی ترجمہ اور روایت
ہی بریدہ سے کہ خواہش کی ابوبکر اور عمر نے فاطمہ کی تب فرمایا رسول اللہ نے کہ
وہ فاطمہ چھوٹی ہے تب خواہش کی اوسکی علی نے پس بیاہ دیا رسولخدا نے اوس
فاطمہ کو اوس علی سے روایت کی اوسکو نسائی نے فقط اور شاہ عبدالحق صاحب
اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ روایت مین آیا ہے کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کسواسطے
خواہش فاطمہ کی نہین کرتے ہو حالانکہ تم عم رسول خدا کے بیٹا ہو تب کہا علی نے
کہ ہمکو شرم آتی ہے کہ ہم اس بات کو مقابلہ مین کہین تب پیغمبر خدا نے سنا اس بات
کو اور راضی ہوے اور جب حضرت علی کو مرضی آنحضرت کی دریافت ہوئی تب
حضرت علی نے اپنی خواہش کو ظاہر کیا اور آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا بیاہ ساتھ
حضرت علی کے کردیا فقط اور یہ صفت حیا کی حضرت علی مین ایک خصوصیات سے ہے
اونکی ہے کہ باوصف صلاح دینی ابن عباس کے حضرت علی نے بوجہ حیا کی مرض الموت
مین رسول خدا کے آنحضرت سے اجازت خلافت کی طلب نہین کی اور حضرت عمر کو
جو خواہش شادی ساتھ حضرت فاطمہ کے تہی سو انجام یہ ہوا کہ واسطے عقد اپنی ساتھ
ام کلثوم دختر فاطمہ کے حضرت عمر نے بقوت خلافت اپنی بہت کچھ اصرار بعد وفات
فاطمہ کے کیا کہ تصریح اسکی آیندہ اپنے مقام پر کیجاوے گی —

فصل ۲۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ والہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی رواہ الترمذی ۔

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم دیا واسطے بند کرنے دروازون کے کہ جو بطرف مسجد شریف کے تھے سواے دروازہ علی کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ شرح اس حدیث کی اوس حدیث کی شرح مین بیان کیگئی کہ جو بہ نسبت حضرت ابو بکرؓ کے ہی اور وہ حدیث حسب ذیل ہے لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر رضؓ یعنے کسی شخص کے دیوار مین کوئی روزن بطرف مسجد کے نہین چھوڑا جاوے سواے روزن دیوار ابو بکر کے سو ہمارے نزدیک ان دونون حدیثون مین کچھ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ حدیث نسبت علی کی بابت دروازہ کے ہی اور حدیث ابو بکر کی بہ نسبت روزن دیوار کے ہی تو درمیان دروازہ اور روزن کے کیا اختلاف ہوسکتا ہی اور سواے اسکے حدیث نسبت دروازہ علی کے اوس زمانہ کی ہی کہ جسوقت مین حضرت حمزہ زندہ تھے کہ جو جنگ احد مین شہید ہوے تھے اور حدیث روزن دیوار ابو بکر کی دو چار روز قبل انتقال حضرت پیغمبر خدا کے ہی۔

فصل ۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کانت لی منزلۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لم تکن لاحد من الخلائق اتیتہ بسحر فاقول السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرفت الا دخلت علیہ رواہ النسائی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اونے کہ تھی واسطے میرے ایک منزلت رسول اللہ کے پاس کہ نہ تھی وہ منزلت واسطے کسی ایک شخص کے خلائق مین سے کہ جاتا تھا مین اوس رسول کے پاس تڑکے قبل صبح کے اور کہتا مین السلام علیک

یا نبی اللہ پس اگر کھاتے کرتے آپ تو مین پھر آتا و اگر نہ مین آپکے پاس حاضر ہوتا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین اقرار کرتے ہین کہ یہ مرتبہ کسی شخص کو نہین تھا کسواسطے کہ حضرت علی قریب تھے آنحضرت سے مکان مین اور اختلاط اور مصاحبت اور اخوت مین بجہت نسبت فاطمہ کے مگر ہم دیکھتے ہین کہ زمان مرض الموت حضرت رسولخداؐ سے کچھ درجہ اور منزلت حضرت علیؑ کو باقی نہین رہا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی۔

فصل ۳۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعنہ قال کنت شاکیاً فمرّ بی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اقول اللھمّ ان کان اجلی قد حضر فارحنی وان کان متأخراً فارفعنی وان کان بلاء فصبّرنی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف قلت فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ وقال اللھمّ عافہ اذ اشفہ شک الراوی فما اشتکیت وجعی بعد رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ ہم بیمار تھے پس گذرے حضرت رسول میری طرف ہو کر کے اور مین کہہ رہا تھا کہ اسے میرے خدا اگر میری موت پہونچی ہو تو راحت دی مجھکو یعنی ہم مرجائین اور اگر اوس موت مین دیر ہو تو آسان کر زندگی میری اور اگر وہ بیماری ایک امتحان ہو واسطے میرے پس صبر دی تو مجھکو پس پوچھا آنحضرت نے کہ کیا کہا تو نے تب اعادہ کیا حضرت علی نے اوس بات کو جو کہ کہا تھا پس مارا آنحضرت نے اوس علی کو اپنے پانون سے اور فرمایا کہ ای میرے خدا عافیت دی تو اوس علی کو یا راوی شک کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شفا دے تو اوس علی کو پس حضرت علی کہتے ہین کہ ہمکو وہ شکایت درد کی نہین ہوئی

بعد اسکے کبھو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علی او سوقت مین ایک ایسی کیفیت رضا اور تسلیم مین تھے کہ مرنا اور شفا اور امتحان ہر بات مین راضی تھے مگر آنحضرت کی شفقت کا یہ حال تھا کہ تحمل خیال مرگ کا حضرت علی کے بسبب کمال جوش محبت کے آپ کو نہین تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۴۲ سے ظاہر کہ جب حضرت علی کو ایک لڑائی پر بھیجا تھا تو آنحضرت دونون ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتے تھے کہ اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیاً یعنی نہ مار تو مجھکو بغیر اسکے کہ دکھلا دے تو مجھے علی کو اور اس حدیث سے ایک تعلیم اس بات کی بھی معلوم ہوئی کہ بندہ کو حالت بیماری مین صرف صحت اور شفا کی دعا مانگنی چاہیے۔

فصل ۳۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عائشۃ قالت کنّا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخطی مشیتہا من مشیۃ رسول اللہ فلما رآھا قال مرحبا یا بنتی ثم اجلسہا ثم سارّھا فبکت بکاء شدیدا فلما رای حزنہا سارّھا الثانیۃ فاذا ھی تضحک فلما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سالتہا عما سارک قالت ما کنت لافشی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرّہ فلما توفی قلت عزمت علیک بما لی علیک من الحق لما اخبرتنی قالت اما الان فنعم اما حین سارنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرئیل کان یعارضنی القرآن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی بہ العام مرتین ولا اری الاجل الا قد اقترب فاتقی اللہ واصبری فانی نعم السلف انا لک فبکیت فلما رای جزعی سارنی الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ او نساء العالمین وفی روایۃ فسارنی انہ یقبض فی وجعہ فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اھل بیتہ اتبعہ فضحکت متفق علیہ

ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ سے کہ کہا اونہون نے کہ ہم لوگ بیبیان رسولخدا کی اوس رسول کے پاس تھین پس
کہ آئین فاطمہ جو کہ چال اونکی جدا و ممتاز نہ تھی چال سے رسول اللہ کے پس جب دیکھا اوس رسول
نے فاطمہ کو کہا رسول نے خوش ہوا ای میری بیٹی تب بٹھلایا حضرت رسول نے اوس فاطمہ کو اور کچھ
پوشیدگی سے بات کی اوس سے تب روئین فاطمہ سخت رونا پس جبکہ دیکھا پیغمبر خدا
نے حزن و ملال کو اوس فاطمہ کے تو راز مین بات کی اوس سے بار دوم تب ناگاہ
ہنس پڑین اور جب کہ پیغمبر صاحب اوٹھ گئے اوس مجلس سے تو پوچھا ہمنے اوس
فاطمہ سے کہ کیا وہ بات راز کی پیغمبر صاحب نے تجھسے کی فاطمہ نے کہا کہ ہم وہ
نہین ہین کہ راز نبی کو افشا کرین پس جب مر گئے رسولخدا تو ہمنے کہا فاطمہ سے کہ
تجھکو قسم ہے ہماری حق مادری کی کہ خبر دی تو مجھکو تب کہا فاطمہ نے ہان اب ہم
کہین گے سو بار اول جو پیغمبر خدا نے ہمسے سخن راز کہا تھا سو ہمسی یہ بات کہی
کہ جبرئیل ہمسے مقابلہ کیا کرتے تھے قرآن کو ہر سال ایک مرتبہ اور اس سال
مقابلہ کیا اونسے دو مرتبہ اور ہم نہین دیکھتے ہین موت کو مگر یہ بات کہ تحقیق کہ وہ موت
نزدیک ہو گئی پس خدا سے تقوی کر تو اے فاطمہ اور صبر کر تو پس تحقیق ہم اچھے سلف
ہین واسطے تیرے تب ہم روئے اور جب دیکھا پیغمبر خدا نے بیقراری کو میری
تب کہا پیغمبر خدا نے کہ اے فاطمہ کیا تم راضی نہین ہو اس بات سے کہ تم سردار ہو
عورتین اہل بہشت کی یا اور عورات تمام عالم کی اور ایک روایت مین ہے کہ
کہا فاطمہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے پوشیدگی مین کہ قبض روح اونکا ہو گا اونکے درد
مین اور اوسی پوشیدگی مین ہمکو خبر دی کہ ہم اول اہلبیت کے ہین جو پیچھے جاینگے
اوس پیغمبر کے تب ہنسے ہم متفق علیہ جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جہان پر کچھ
فضیلت اور خصوصیت علیؑ اور فاطمہؑ کی پائی جایگی تو وہان پر سنی لوگ اپنی حضرت

ابو بکرؓ اور عائشہ کو ضرور یاد کرینگے چنانچہ موافق اوسی عادت کے شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین فضل عائشہ کا بھی ذکر کیا مگر شکر ہے کہ کسی طرح پر افضلیت حضرت فاطمہ کو قبول کیا ہے۔

فصل ۳۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منّی فمن اغضبہا اغضبنی وفی روایۃ یریبنی ما ارابہا ویؤذینی ما اذاہا متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے مسور ابن مخرمہ سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ فاطمہ پارہ گوشت ہی مجھسے پس جس شخص نے کہ غصہ دلایا اوس فاطمہ کو غصہ دلایا مجھکو۔ اور ایک روایت مین ہی کہ ناخوش کرتی ہے مجھکو وہ چیز کہ جو ناخوش کرتی ہے اوس فاطمہ کو یا ایذا دیتی ہی مجھکو وہ چیز جو کہ ایذا دیتی ہے اوس فاطمہؓ کو متفق علیہ فقط شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت علی نے عوزا دختر ابو جہل سے شادی اپنی چاہی تہی اور حضرت رسولخدا سے مشورہ چاہا تب آنحضرت نے یہ حدیث فرمائی اور حضرت علی نے معذرت کی رسول سے اور کہا کہ ہم ہرگز وہ کام نکرینگے کہ جس سے تو ناخوش ہوای رسولخدا کے مگر شاہ صاحب بہ نسبت اس امر کے کیا فرماوینگے کہ حضرت فاطمہؓ نے دعوی باغ فدک وغیرہ کا حضرت ابو بکرؓ کے پاس پیش کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے جو نوشتہ واگذاشت باغ مذکور کا حضرت فاطمہؓ کو دیا تھا سو حضرت عمر وہ کاغذ فاطمہ سے لیکے حضرت ابو بکر کے پاس لائے اور وہ کاغذ چاک کر دیا گیا کہ بعد اس قصہ کے حضرت فاطمہؓ نے عہد کیا کہ حضرت ابو بکرؓ سے تاحیات اپنی بات نکرینگے اور وصیت کی کہ اونکے جنازہ پر ابو بکر نماز کو نہ آوین اور ویساہی ہوا سو اس قصہ سے ناراض کر جھکو

فاطمہ کا تماستر عیان ہی اور علاوہ اسکے بھی جو جو حالات بے پروائی نسبت حضرت فاطمہ کے پیش آئے سو بمقام ذکر خلافت حضرت ابو بکرؓ کے مذکور ہونگے۔

فصل ۳۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن زید ابن ارقم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایہا الناس انما انا بشر یوشک ان یأتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی وفی روایۃ کتاب اللہ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدی ومن ترکہ کان علی الضلالۃ رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اونہی کہ اوٹھے رسول اللہ ہم لوگون مین خطبہ پڑھتے ہوی اوپر ایک مقام پانی کے کہ بولا جاتا ہی خم کے درمیان مکہ اور مدینہ کے پس حمد اور ثنا پڑھی آنحضرت نے خدا کی اور وعظ فرمایا اور یاد الٰہی دلایا اور بعد اسکے فرمایا کہ بعد حمد و ثنا کے خبردار ہو اے لوگو کہ ہم صرف ایک آدمی ہین کہ قریب ہی یہ کہ آوے ایک بھیجا ہوا ہمارے رب کا اور ہم قبول کرین اوس پیغام کو یعنی کہ ایک فرشتہ جان لینے کو آوے اور ہم انتقال کرین اور چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین دو بھاری اور نفیس چیزون کو کہ اول اون دونون کا کلام اللہ ہی کہ جسمین ہدایت و نور ہے پس تم لوگ کلام اللہ کو اور مضبوط پکڑو اوسکو اور برانگیختہ کیا رسول خدا نے اوپر کلام اللہ کے اور ترغیب دلایا اوسے اور بعد اسکے کہا رسول نے کہ دوسری چیز اہلبیت میری ہی کہ یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے

اور ایک روایت مین ہر کہ کلام اللہ وہ رسی خدا کی ہے کہ جو شخص تابعداری کرے اوسکی سو ہو گا وہ ہدایت پر اور جو شخص کہ ترک کرے اوس کلام اللہ کو سو ہوگا وہ شخص اوپر گمراہی کے اور روایت کی اوسکو مسلم نے فقط اس حدیث سی معلوم ہوا کہ آنحضرت نے دو چیز بزرگ واسطے ہم لوگون کے چہوڑی ہے ایک قرآن شریف اور دوسرا اہلبیت سنی لوگ اس اہلبیت کی معنی بتانے مین کیا قصور کرینگے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہین کہ اہلبیت سے اشارہ واسطے اخذ سنت کی ہے سو یہ بات ہمکو صرف براہ اخذ سنیت کی معلوم ہوتی ہے ورنہ اصل معنی صرف اسقدر ہی کہ قرآن اور اہلبیت دونون ایک ساتھ ہین یعنے کہ اعمال و اخلاق اہلبیت سی معنی قرآن کا سمجھا جاتا ہے کہ جب اہلبیت اولاد رسول کے ہین تو وہی لوگ معنی قرآن کا بہی خوب سمجھتے ہونگے اور برخلاف اونکی دوسرے لوگون کا سمجھنا اور سمجھانا کوئی چیز نہین ہے۔

فصل ۳۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن البراء قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللّٰھم انی احبہ فاحبہ متفق علیہ وعن ابی ھریرۃ قال خرجت مع رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی طائفۃ من النہار حتے اتی خباء فاطمۃ فقال اثم لکع اثم لکع یعنے حسنا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منھما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم انی احبہ واحب من یحبہ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے براسے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو درحالیکہ حسن ابن علی اوپر دوش اوس رسول کے تہے کہ کہتے تہے وہ رسول کہ اے اللہ میرے تحقیق کہ مین دوست رکہتا ہون اوس حسن کو پس دوست رکہہ تو اوس حسن کو متفق علیہ اور روایت ہے

ابو ہریرہ سی کہ کہا اونے کہ نکلے ہم ساتھ رسول خدا کے ایک حصہ مین دن کے یہانتک کہ
پہونچے وہ رسول گہر کو فاطمہ کے پس پوچھا اوس رسول نے ایا وہان ہی چہوٹا بچا ایا وہان ہی
یعنی حسنؑ پس دیر نہین ہوئی کہ آئے حسنؑ دوڑتے ہوئے یہانتک کہ گلے لگالیا ایک نے
دوسرے کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ ای میرے خدا تحقیق کہ مین دوست رکہتا ہون اوس حسنؑ کو
پس دوست رکہہ تو اوسکو اور دوست رکہہ تو اوس شخص کو جو دوست رکہے اوسکو متفق علیہ
فقط سنیون کو ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کے کچھ خصوصیت نہین ہی بلکہ ایک طرح پر
سنیون کو اونکی طرف سی فراغ خاطر ہے کہ امام حسنؑ نے خلافت اپنی معاویہ کو تسلیم کی مگر معاویہ
جسقدر کہ امام حسنؑ کو دوست رکہتا تہا سو اسی ایک امر سے ظاہر ہوگا کہ تاریخ الخمیس عربی
چہاپہ مصر مین ہے کہ جب معاویہ نے خبر فوت امام حسنؑ کی سُنی تو ماری خوشی کے اللہ اکبر
اللہ اکبر تکبیر خوشی کی کہنے لگا تب فاختہ اوسکی بی بی نے تعجب سی پوچہا کہ کیا تم فوت
پسر فاطمہ پر خوشی کرتے ہو تب معاویہ نے کہا ما کبرت شماتہ ولکن استراح قلبی
یعنے ہمنے تکبیر خوشی کی براہ شماتت نہین کی ہے ولیکن اس خبر سے دل کو میرے چین
ہوا یعنی دل کو ٹہنڈک ہوئی سبحان اللہ کیا دل ہے آپکا کہ فوت حسنؑ ابن فاطمہ زہراؑ سے
آپکے دل کو راحت پہونچی ہے تُف ولعنت ہے ایسے دل پر اور اوسوقت مین عموماً لوگون
کا دل اہلبیت کی طرف سی اسقدر پھر گیا تھا کہ حضرت امام حسنؑ نے بوقت مرنے کے
یہ وصیت کی کہ ہماری لاش کو روضہ رسولخدا کے پاس لیجائیو اور اگر لوگ راضی ہون
تو قریب اوس روضۂ مبارک کے دفن کرو ورنہ دوسری جگہ دفن کرو چنانچہ لاش امام
معصوم کی حسب وصیت کے قریب روضۂ مبارک کے رکھی گئی اور لوگون کی طرف سے
اوس لاش پر خوب بارش تیرون کی ہوئی اور آخر کار حضرت عائشہ کا فتوی براہ
خلاف و عدوات سابق ایام حیات امام حسنؑ کے یہ ہوا کہ زمین ملک اونکی ہی سو وہ

راضی نہین ہین کہ اوس جگہہ ہین حسنؑ ابن علی دفن ہوون اور انجام یہ ہوا کہ وہ لاش مبارک
وہان سے اوٹھا کر کے جنت البقیع مین دفن ہوئی واہ واہ کیا خوب تعمیل حکم دوستی حسنؑ ابن
فاطمہ کی ہوئی اور فن تاریخ سے کوئی دوسرا ایک قصہ ایسا پایا نہین جاتا کہ لاش پر بوچھار
تیرون کی ہوا اور حضرت امام حسنؑ کے حلم کا یہ حال ہے کہ جب آپ جعدہ بنت اشعث سے
زہر کھلائے گئے اور پارہای دل وجگر آپکے ٹکڑے ہوکر نکلنے لگے تو حضرت امام حسینؑ نے
پوچھا کہ شبہہ زہر دینے کا آپکو کس شخص پر ہے تب آپ نے فرمایا کہ ہم اپنا شبہہ نہین کہہ سکتے
ہین کہ اگر میرا شبہہ نادرست ہو تو بار اوسکا ہمپر ہو گا اور اگر درست ہو تو معاملہ اوسکا
ساتھ خدا کے ہی اور ایک روز کی نقل ہے کہ آپ اپنے خادم کو پکارتے رہی مگر وہ خادم
نہین بولا تب آپ خود اوٹھکر کے اوس خادم کے پاس گئے اور وجہ نہین جواب دینے
کی پوچھی تب اوس خادم نے کہا کہ ہمکو آپکے حلم پر اعتماد تھا اسواسطے ہم نہین بولے
اور آپ نے یہ جواب سنکر کے کچھ نہین کہا اور اپنے مقام پر چلے آئے اور ایک روز کی
نقل ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے کہولتا ہوا گرم پانی آپکے بدن پر گر پڑا تب آپنے
نظر اوٹھا کر کے اوس غلام کی طرف دیکھا اور اوس غلام نے ایک ٹکڑا آیت قرآن کا
پڑھا والکاظمین الغیظ یعنی اور گھونٹنے والے غصہ کے تب آپ نے فرمایا کظمت یعنی
گھونٹا ہمنے غصہ کو تب غلام نے پڑھا دوسرا ٹکڑا آیت کا والعافین عن الناس
یعنی معاف کرنے والے آدمیون کے تب آپ نے فرمایا عفوت یعنی معاف کیا ہمنے اسپر اوس
غلام نے پڑھا ایک تیسرا ٹکڑا آیت کا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ دوست رکھتا ہی
احسان کرنے والون کو تب آپ نے اوس غلام کو آزاد کیا اور چارسو دینار دیا اور یہ تمام آیت
۱۲۸ سورہ آل عمران کی ہے کہ مسٹر جارج سیل اپنے ترجمہ انگریزی مین قرآن شریف کے
صفحہ ۵۱ مین لکھتا ہی کہ یہ ایک عمدہ مثال حلم و فیاضی حسنؑ کی ہی اور آپکی ایثار اور

سخاوت کا یہ حال ہے کہ آپ نے اپنی عمر مین تین بار تخلیہ کلی اپنے مال اور دولت سے کیا یعنی تین بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ بالکل مال اور اسباب اور گھر بار اپنا براہ خدا دیکر کے خود الگ ہو گئے سبحان اللہ کیا شان اہلبیت کی ہے اور جلد اول ترجمہ اردو تاریخ ابو الفدا حاکم حماۃ ملک شام صفحہ ۳۴۴ تا ۳۴۵ مین مذکور ہے کہ امام حسنؑ نے ماہ ربیع الاول اور بقول بعضے ماہ ربیع الثانی اور بقول بعضے ماہ جمادی الاول ۴۱ھ مین خلافت معاویہ کو تسلیم کیا اور بدریافت خبر انتقال حضرت امام حسنؑ کے معاویہ سجدہ شکر کا بجالایا اور خوش ہوا اور تاریخ خمیس عربی چھاپہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۹۱ تا صفحہ ۲۹۲ مین مذکور ہے کہ بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ کے تسلیم خلافت معاویہ کی ہوئی اور حضرت عائشہ نے وعدہ دفن ہونے امام حسنؑ کا روضہ آنحضرت مین خود امام حسنؑ سے کیا تھا اور بعد وفات امام حسنؑ کے امام حسینؑ سے بھی اپنی منظوری بیان کی تھی مگر انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے بدلیل ملکیت اپنی بشمول مروان کے حضرت امام حسنؑ کو اوس روضۂ مبارک مین دفن ہونے نہ دیا۔

فصل ۳۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی بکر قال رایت النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم علے المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقبل علے الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہے ابی بکر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو اوپر منبر کے اور حسن ابن علی اوس رسولخدا کے پہلو مین تھے اور وہ رسول کبھو متوجہ ہوتے تھے آدمیوں کی طرف اور فرماتے تھے کہ تحقیق کہ یہ بیٹا میرا سید ہے اور امید ہے کہ خدا اوسکی وسیلہ

صلح کرادے درمیان دو جماعت عظیم مسلمانون کے کہ خلافت میری تیس برس ہی روایت
کی اسکو بخاری نے فقط شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس
حدیث سے پیشین گوئی مستغرق ہونے مسلمانون کی دو فرقہ مین ہے کہ ایک فرقہ بطرف
امام حسنؑ ور دوسرا فرقہ بطرف معاویہ کے تھا کہ بوجہ باقی رہنے چھ مہینان بعد انتقال
حضرت علی منجملہ تیس برس خلافت راشدہ کے حق بطرف امام حسنؑ کے تھا سو یہ بات
واقعی درست ہی اسواسطے کہ انتقال پیغمبر خدا کا ماہ ربیع الاول سلہ ہجری مین ہوا تھا
کہ تیس برس کامل ماہ ربیع الاول اکتالیسہ مین ہوتا ہے اور انتقال حضرت علی علیہ السلام
کا بماہ رمضان سنہ چالیسہ کے واقع ہوا لیس اوس ماہ رمضان سے ماہ ربیع الاول تک
تیس برس کامل ہونے کو فی الواقع پانچ چھ مہینان باقی تھا کہ وہ زمانہ طی کر کے
حضرت امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا مگر شاہ صاحب یہ بات جو لکھتے ہین کہ صلح امام حسنؑ
کا دلیل صحت امارت معاویہ کی ہے سو یہ بات صرف براہ تعصب سنیت کے معلوم
ہوتی ہے اسواسطے کہ ہر گاہ معاویہ بعد تیس برس خلافت راشدہ کے ملک عضوض
یعنے بادشاہ گزندہ ہوا تو اوسکی صحت امارت مین گفتگو کرنی فضول ہے اسواسطے
کہ شقاوت معاویہ کی اس درجہ تک کی ہے کہ صلحنامہ خلع خلافت مین جو حضرت
امام حسنؑ نے ایک شرط یہ چاہی تھی کہ حضرت علی اونکے باپ پر گالی دینا بند کیا جاے سو اس شرط کو
معاویہ نے منظور نہین کیا اور آخر حضرت امام حسنؑ نے مجبور ہو کر یہ شرط چاہی کہ اونکے سامنے علی اونکے
باپ پر گالی نہو سو تاریخ ابو الفداء مین ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو منظور کیا مگر اس شرط کو بھی معاویہ نے
پورا نہین کیا اور دارابجرد کے خراج دینے کی شرط تھی سو معاویہ نے وہ خراج کبھو امام حسنؑ کے پاس
نہین بھیجا اور شاہ صاحب جو یہ بات لکھتے ہین کہ دونون فرقون کا مسلمان ہونا ظاہر
ہوتا ہی سو اس بات پر کیا نازش سنیون کو ہی کہ جب کوئی لڑائی نہین ہوئی تو دونون

فرقہ کے مسلمان ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہی مگر کاش اگر لڑائی واقع ہوتی تو اوسوقت
یہ بات قابل لحاظ کرنے کے تھی کہ فرقہ معاویہ بر اطلاق مسلمان ہونے کا باقی رہتا یا
نہین اور شاہ صاحب کو امارت معاویہ کی صحیح قرار دینی کیا مشکل ہے کہ خلافت دوازدہ گانہ
مین خود یزید کو بھی شاہ صاحب نے ایک خلیفہ قبول کیا ہی کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی

فصل ۳۷

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت عن جابر قال رایت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ والہ وسلم حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول
یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی واھل بیتی
رواہ الترمذی وعن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر
کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا
علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھا رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو حجۃ الوداع مین بیچ
بروز عرفہ کے وہ اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھ رہے تھے بس سنا مینے اوس رسول کو کہتے
ہوے کہ اے لوگو مینے چھوڑی ہی تم لوگون مین وہ چیز کہ اگر پکڑو تم لوگ اوس چیز کو تو
ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم لوگ یعنی کلام اللہ اور عترت میری اور اہلبیت میری روایت کی
اسکو ترمذی نے اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تحقیق
کہ ہم چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین اوس چیز کو کہ اگر مضبوط پکڑو اوسکو تو ہرگز نہ بہکوگے
کے بعد میرے کہ ایک اون دونون کا بزرگ تر ہی دوسرے سے یعنی ایک کتاب خدا کی
ایک رسّی ہے کھنچی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری اور اہلبیت میری اور یہ

دونون چیزین آپس سے کبھی جدا نہونگی یہانتک کہ پہونچین وے دونون اوپر حوض کے
پس خیال رکھو کہ کسطرح سے معاملہ کروگے تم لوگ میرے ساتھ اون دونون امرون مین
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط لغت مین عترت کے معنی خویشان اور نزدیکان کے ہین
اور اہلبیت سی علیؑ اور فاطمہ و حسنؑ حسینؑ مراد ہین یعنی کہ عترت اور اہلبیت ایک چیز ہے
اور تفصیل اوسکی اوپر کی فصلون مین ہوچکی ہے مگر شاہ صاحب کی دلیری قابل
لحاظ کے ہے کہ باوصف اقرار کرنے معنی اولاد و ذریت رسول اس حدیث کی شرح
مین بھی اوسی بات کو اعادہ کرتے ہین کہ عترت اور اہلبیت اشارہ بطرف اخذ سنت
کے ہے پس جبکہ اہلبیت سی اخذ سنت مراد لیا تو اب بیچارے شیعہ لوگ کیا کرینگے۔

فصل ۳۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلیؑ وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے اوس
جابر سے کہ تحقیق کہ رسولخدا نے کہا واسطے علی اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کہ ہمکو
جنگ ہے اوس شخص سے کہ جو جنگ کرے اون لوگون سے اور ہمکو صلح ہے اوس
شخص سے کہ جو صلح رکھے اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط معاویہ
جو ساتھ حضرت علی کے برابر لڑتا رہا سو سُنّی صاحبان اس حدیث کو ملاحظہ
کرکے بہ نسبت معاویہ کے کیا فرماوینگے۔

فصل ۳۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عبد المطلب بن ربیعۃ
ان العباس دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغضبا وانا عندہ

فقال ما اغضبك قال یا رسول الله ما لنا و لقریش اذا تلاقوا بینھم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ
واذا لقونا لقونا بغیر ذلک فغضب رسول الله صلی الله علیہ و آلہ وسلم حتی احمر
وجھہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب الرجل الایمان حتی یحبکم لله ولرسولہ
ثم قال ایھا الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عبد المطلب ابن ربیعہ سے کہ تحقیق کہ عباس پہونچے رسول خدا کے
پاس غضب آلودہ اور ہم نزدیک اوس رسول کے تھے پس پوچھا حضرت رسول نے
کس چیز نے غصہ دلایا تجھکو تب کہا عباس نے ای رسول خدا کے کیا حال ہی درمیان
ہملوگ ہاشمیون کے اور درمیان قریش کے کہ جب ملاقات کرتے ہین وی قریش لوگ
آپسمین تو ملاقات کرتے ہین وے لوگ ساتھ خوش خوش چہرون کے اور جب ملاقات
کرتے ہین وے لوگ ہملوگ ہاشمیون سے تو ملاقات کرتے ہین وی لوگ ہم لوگ ہاشمیون
سے ساتھ غیر اوس چہرہ کے پس غضب مین آئے پیغمبر خدا یہانتک کہ سرخ ہو گیا
چہرہ آپکا تب فرمایا آپ نے کہ قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے
کہ نہین داخل ہوگا دل کو آدمی کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھی وہ شخص تم لوگون
کو واسطے خدا اور رسول اوس خدا کے بعد اسکے فرمایا آپ نے کہ اے لوگون جو شخص
ایذا دے چچا کو میرے پس تحقیق کہ ایذا دی اوسنے مجھکو کیونکہ چچا آدمی کا ایک
ہمشاخ اوسکے باپ کا ہی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط حضرت عباس اور ابن
عباس وغیرہ ہاشمیون سے سنیون کو کچھ خصوصیت نہین ہے مگر غرض نقل کرنے
اس حدیث کی یہ ہے کہ حال قریش وغیرہ کا دکھلایا جاوے کہ اون لوگون کو کیا
معاملہ کشمکش اور تفرقہ کا ساتھ ہاشمیون کے تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۲
سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ جب حضرت رسول خدا نے کچھ دیر تک مشورہ راز ساتھ

حضرت علیؑ کے کیا تو لوگون نے کہا کہ مشورہ رسولخدا کا ساتھ چچیرے بھائی اوسکے
طول ہوا کہ اوسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مشورہ ساتھ حضرت علی کے
ہمنے نہین کیا بلکہ خود خدا نے ساتھ اوسکے مشورہ کیا پس جب حالت قریش کی
ساتھ حضرت علی اور تمام بنی ہاشم کے یہ تھی تو بیعت خلافت کرنا اون وحوش عرب کا
اوپر حضرت ابوبکر ایک قریشی کے بلا انتظار موافقت رائے حضرت علیؑ کی خود قرین قیاس ہے

فصل ۴۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عمر رضی اللہ عنہ انہ فرض لاسامۃ فی ثلثۃ الاف وخمسمائۃ وفرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثۃ الاف فقال عبد اللہ بن عمر لابیہ لم فضلت اسامۃ علی فواللہ ما سبقنی الی مشہد قال لان زیدا کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منک فاثرت حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی حبی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہ اوسنے مقرر کیا واسطے اُسامہ ابن زید کے تین ہزار پانچ سو درہم اور مقرر کیا واسطے عبد اللہ ابن عمر کے تین ہزار درہم پس پوچھا عبد اللہ ابن عمر نے اپنے باپ یعنی حضرت عمرؓ سے کہ کسواسطے تفضیل دی تو نے اُسامہ کو اوپر ہمارے حالانکہ قسم خدا کی نہین سبقت لیگیا اُسامہ اوپر میرے کسی جہاد مین تب کہا حضرت عمر نے کہ بدینوجہ کہ زید باپ اُسامہ کا محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس باپ سے تیرے یعنی ہمسے اور اُسامہ محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس تجھسے پس ترجیح دی ہمنے حب رسول خدا کو اوپر حب اپنی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط احادیث مندرجہ فصل ۲۲ سے ظاہر ہوا کہ محبوب ترین خلق خدا

کے حضرت علی تھے اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ باقرار حضرت عمرؓ کے زید باپ اسامہ کے محبوب تر رسول لہذا کے حضرت عمرؓ سے تھے پس حضرت عمرؓ کو حضرت علی سے کیا مقابلہ ہے۔

فصل ۴۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی ذرؓ قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا اوسنے درحالیکہ پکڑے ہوے تھا دروازہ کعبہ کو کہ سُنا ہمنے حضرت نبی کو کہتے ہوے کہ خبردار رہو کہ تحقیق کہ مثل اہلبیت کے میرے تملوگون مین مثل کشتی نوح کے ہے کہ جو شخص چڑھا اوس کشتی نوح کو وہ نجات پائی اوسنے اور جو شخص کہ سوار نہ ہوا اوس کشتی نوح مین تو ہلاک ہوا وہ فقط یہ حدیث بتایید حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ہے۔

فصل ۴۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ازواج النبیؐ وعن عائشۃ قالت ما غرت علی احد من نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما غرت علی خدیجۃ وما رایتھا ولکن کان یکثر ذکرھا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعھا اعضاء ثم یبعثھا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کان لم تکن فی الدنیا امرءۃ الا خدیجۃ فیقول انھا کانت وکانت وکان لی منھا ولد متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ ہمنے نہین رشک کیا اوپر کسی زوجات نبی کے جیسا کہ رشک کیا ہمنے اوپر خدیجہ کے حالانکہ ہمنے نہین دیکھا اوس خدیجہ کو اور لاکن رسول اللہ اکثر ذکر اوس خدیجہ کا

لیا کرتی تھے اور اکثر ذبح کرتے تھے بکری کو اور ٹکرے ٹکرے کرتے تھے اوسکو تب بھیجتے تھے
اون ٹکڑون کو عورات دوستان خدیجہ کو تب اکثر ہم کہتی تھے رسولخدا کو کہ گویا تھے
دنیا مین کوئی عورت مگر خدیجہ بس کہتی تھے وہ رسول کہ ہان وہ ایسی تھی اور ایسی تھی
اور ہمکو اوس سے اولاد ہوئی انتہی علیہ فقط اول اور اصل بی بی حضرت پیغمبر خدا
کی خدیجہ بنت خویلد تھین کہ انکی حیات مین آپنے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور
خدیجہ ایک بیوہ دولتمند تھین کہ اونکے کارخانہ تجارت مین حضرت پیغمبر خدا نوکر ہوے
اور مال تجارت کا اونٹ پر لیکے ملک شام کو گئے اور واسطے اوس بی بی کے
فائدہ کثیر حاصل کیا اور رفتہ رفتہ آپکی دیانت اور ہوشیاری سے راضی ہو کر کے
حضرت رسولخدا سے نکاح بڑے تکلف سے کیا اور بہت کھانا لوگون کو کھلایا اور
اوسوقت مین اونکا سن چالیس برس کا اور پیغمبر خدا کا سن پچیس برس کا تھا اون
بہت روز تک زندہ رہ کر کے تین سال قبل سنہ ہجری کے انتقال کیا اور اوسوقت
مین سن شریف حضرت رسولخدا کا درمیان پیتالیس اور پچاس برس کے تھا اور
حضرت خدیجہ کی زندگی تک آپنے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آپنے عنقریب
تمام مال اور دولت حضرت خدیجہ کا راہ خدا مین خرچ کر ڈالا اور اس مقام مین سنسر گبن
وغیرہ مورخان انگریزی براہ انصاف تمام تر تعریف وفاداری حضرت رسولخدا
کی اسطرح پر کرتے ہین کہ باوصف اختلاف مقدور و اختلاف سن کے حضرت رسول نے
آخر عمر خدیجہ تک بڑے وفاداری سے کام کیا کہ حضرت خدیجہ کو کبھو اتفاق ملال کرنے
کا اپنی پسند پر نہین ہوا اور واقعی یہ معاملہ تا آخر عمر خدیجہ کا زیادہ از حد قیاس بشری
دیکھا جاتا ہی کہ ایسی وفاداری اور پاس شکر گذاری امکان عام بشری سے خارج ہی
اور بعد انتقال خدیجہ کے جو کثرت زوجات اور سراری یعنی لونڈیون کی ہوئی کہ پندرہ بیبی

شمار قطار بیبیون کا بڑھتا گیا اور حضرت رسول حضرت خدیجہ کو اور اونکے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہی سو اس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو تسکین آپکو حضرت خدیجہ سے تھی سو وہ بات کسی بی بی سے حاصل نہین ہوئی اور یہ امر کسقدر نشان محبت و وفاداری کا ہی کہ خدیجہ ایک مری ہوئی بی بی کے یاد مین خصی ذبح کرکے گوشت اوسکا درمیان اون عورتون کو تقسیم کیا کرتے تھی کہ جن عورتون کو اوس مری ہوئی بی بی سے محبت تھی اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بیبیان جسقدر عدد مین بڑہین سو بڑہین مگر حضرت رسولخدا کے دل سے کبھو یاد اونکی محو سہو نہین ہوئی اور حضرت عائیشہ کو جو کچھ کہ رشک خدیجہ سے تھا سو اوسکو حضرت عائیشہ نے اپنی آخر عمر تک خوب نباہا اور مسٹر گبن مورخ دہریہ خوب لکھتا ہی کہ علی کو حصول خلافت مین بوجہ سازش کاری عائیشہ کے تین بار شکست ہوئی اور ظاہر ہے کہ اگرچہ خلافت حضرت علی کو درجہ چہارم مین ملی مگر اوسکا بھی انجام بوجہ سازش کاری عائیشہ کے یہ ہوا کہ حضرت عائیشہ طلحہ اور زبیر رضہ کو لیکر کے حضرت علی سے خود لڑین اور کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان غنی کا دمشق مین معاویہ کے پاس بھیجا اور حضرت امام حسنؑ کو باوصف وعدہ سابق کے قریب روضہ مبارک حضرت رسول کے دفن ہونے نہین دیا مگر حیا اور وفاداری حضرت علی کی قابل یاد رکہنے کے ہی کہ جنگ جمل مین بمقابلہ طلحہ اور زبیر کے حضرت علی نے فرمایا کہ تم لوگون کو شرم نہین آتی ہے کہ تم لوگون کی بیبیان تو پردہ مین ہون اور پیغمبر خدا کی بی بی میدان جنگ مین بے پردہ آوی اور آخر اوس لڑائی مین جب حضرت عائیشہ اونٹ پر سے اوتاری گئین تو حضرت عائیشہ کو عزت اور آبرو کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کردیا اور اس لڑائی مین جسقدر لوگ کہ بطرف عائشہ کے مارے گئے سو اون لوگون پر حضرت علی نے نماز بھی پڑھی سو اوسی طرح پر ہمکو بھی ادب ساتھ

حضرت عائشہ

حضرت عائشہ کے ہی اور شک نہین ہی کہ حضرت عائشہ بھی ایک محبوب بی بی حضرت
رسولخدا کی تھین اور بنظر رفع وحشت مسلمانان انگریزی دان کے یہ بات بھی قابل ذکر
ہے کہ بعد حضرت خدیجہ کے جو اسقدر بیبیان اور لونڈیان ہوئین سو بلاحظہ دیگر حالات
اور صفات نبوت حضرت رسولخدا کے اس تعدد ازواج کو ویسا ہی سمجھنا چاہیے کہ جسطرح
حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ کو تعدد ازواج اور لونڈیون
کا تھا مگر شک نہین ہے کہ یہ تعدد ازواج در اصل باعث جملہ فسادات خانگی کا ہوا
چنانچہ ایک حدیث مین خود حضرت عائشہ سے روایت ہی وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنَّ حِزْبَیْنِ فَحِزْبٌ فِیْہِ عَائِشَۃُ وَصَفِیَّۃُ وَحَفْصَۃُ
وَسَوْدَۃُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَۃَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ تحقیق
کہ بیبیان رسول خدا کی دو گروہ تھین کہ ایک گروہ مین عائشہ اور صفیہ و حفصہ و
سودہ تھین اور دوسرے گروہ مین اُم سلمہ اور باقی عورتین رسولخدا کی تھین پس حضرت
ام سلمہ کا بطرف اہلبیت کے ہونا بمقابلہ حضرت عائشہ کے عین قرین قیاس ہے
چنانچہ یہ حال آخر فصل ۲۶- مین بھی مذکور ہوا ہے اور ہرگاہ بعد انتقال حضرت
رسولخدا کے عائشہ بیٹی ابوبکر کی اور حفصہ بیٹی حضرت عمرؓ کی زنانہ مکان مین موجود
تھین تو خلیفہ قرار پانا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا برخلاف وصیت خم غدیر
نسبت حضرت علی کے کہ جنکی ساس خدیجہ قریب پندرہ برس پیشتر کے مرچکی تھین اور
اونکا وسیلہ ٹوٹ چکا تھا کچھ محل تعجب نہین ہے -

فصل ۴۳

بیت - ہی ضرورت کہ کرون ذکر عدو | کہ جہان گل ہے وہان خار بھی ہے

یعنی کہ اس فصل مین بضرورت مقام کچھ ذکر معاویہ دشمن اہل بیت کا ہی اسطرحپر کہ فن
حدیث ایک بہت پریشان طور پر ہے کہ جسکی ترتیب درمیان ۱۴۰ھ اور ۲۰۰ھ کے
بدین طور ہوئی کہ مثلاً فلان نے سنا فلانے سے کہ اوسنے سنا مثلاً اپنی دادا سے کہ اوسنے
سنا حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولؐ نے کہ ان الحسنات تذهبن السیّئات
یعنی کہ نیکیان دفع کرتی ہین برائیون کو غرض کہ فن حدیث کی بنا بالکل سنی سنائی
باتون پر قریب ڈیڑھ سو دو سو برس بعد حضرت رسولؐ کے ہی اور یہی وجہ ہی کہ کوئی
طریقہ معمولی پنج وقتی نماز کا بھی اوسوقت تک متعین نہین ہے اور اسیطرح پر کوئی
دوسرا مسئلہ بھی بوضع متعین کے نہین ہے کہ یہی امر باعث اختلافات ائمہ اربعہ
ابوحنیفہ و شافعی و مالک و حنبل وغیرہم کا ہوا یہانتک کہ تاریخ انتقال حضرت رسولؐ
کی بھی اسوقت تک صاف و بلا اختلاف طرحپر معلوم نہین ہے اور بمجرد انتقال حضرت
رسول خدا کے شروع خلافت حضرت ابوبکرؓ سے اختلاف شروع ہوا اور حضرت علیؑ و
تمام اہلبیت سے لوگ منحرف ہو گئے اور امارت معاویہ پر قائم کرکے نوبت قتل امام حسینؑ
کربلا کی پہونچی اور فوراً بعد زمانہ حکومت بنی امیہ و مروانیون کے زمانہ حکومت عباسیون
کا ہوا پس ایسی حالت مین جو کچھ احادیث کہ بشان معاویہ و یزید وغیرہ کے وضع
کیجائین سو بہت تھوڑا ہی اور حالت یہ پہونچی کہ نسائی محدث کو لوگون نے بعلت
روایت کرنے احادیث مناقب بشان علی علیہ السلام اور نہین روایت کرنے
کوئی حدیث بشان معاویہ کے خصیہ کوٹ کوٹ کرکے مار ڈالا مگر باوصف ان سب
حالات کے بہت غنیمت ہی کہ احادیث مناقب معاویہ کے بہت کم ہین اور جو کچھ
ہین سو بوضع حدیث موضوع کے ہین چنانچہ اونمین سے ایک حدیث موضوع
حسب ذیل ہے مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب

وعن عبد الرحمن ابی عمیرة عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللھم
اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ رواہ الترمذی وتمکن لہ فی
البلاد ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن عمیرہ سے حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نبی نے بحق معاویہ کے کہ ای میرے خدا بنا تو اوس
معاویہ کو ہادی اور مہدی یعنی راہ دکھلانے والا اور راہ پایا ہوا اور ہدایت کر تو لوگون
کو بذریعہ اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے اور متمکن کر اوسکو شہرہای اسلام مین
فقط سو اس حدیث کی موضوع ہونے مین کچھ شک نہین ہے چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا عبد الرحمن صحابیون
مین ثابت نہین ہے اور اس راوی کو مضطرب الحدیث لکھا ہی اور شاہ صاحب
لکھتے ہین کہ بعضون نے کہا ہی کہ یہ راوی ایک صحابی ہے کہ اوس سے ترمذی نے
صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے اور شاہ صاحب بروایت سیوطی اور صاحب
سفر السعادت کے لکھتے ہین کہ محدثون نے کہا ہی کہ فضل معاویہ مین کوئی حدیث
صحیح نہین ہے اور جامع الاصول مین مذکور ہے کہ معاویہ نے کتابت یعنی منشی گری
پیغمبر خدا کی کی ہے مگر کتابت وحی یعنی لکھنا قرآن شریف کا ثابت نہین ہے اور
ظاہر ہے کہ ہر گاہ معاملہ معاویہ کا ساتھ حضرت علی اور امام حسن کے تمام مکر
و فریب سے معمور ہے اور یہ شخص یقینی دشمن علی اور تمام اہلبیت کا ہی تو ایسی شخص کے
حق مین ایسی دعا نہین ہو سکتی ہے اور اگر فی الحقیقت یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکی
مثال ساتھ جودس اسقراطی کے بہت درست ہی کہ وہ بھی ایک بارہ حواریون
مین سے حضرت مسیح کے تھا کہ جن حواریون کو حضرت مسیح نے اپنا نائب بنا کر کے احیا
مردہ جلانے وغیرہ کا دیا تھا کہ اونمین سے اس جودس اسقراطی نے خود حضرت

مسیح کو پکڑوا دیا پس اسیطرح پر معاویہ بھی بطور ایک صحابی مرتد کے خیال کیا جاسکتا ہے
جیسا کہ عبد اللہ ابن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہوگیا ہی اور ہمکو
معلوم نہین ہوتا کہ سُنی لوگ باوصف اقرار ہونے معاویہ بر سر ناحق کے کس مصلحت سے
معاویہ کی حمایت کرکے صرف خاطی یا غی پر اکتفا کرتے ہین مگر شاید یہ مصلحت ہو کہ
جب معاویہ پر زبان بند کی جاے تو آگے بڑھکر خلفاء ثلثہ کا حال نہین کُھلیگا
غرض تمام اہتمام اہل سنت سی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاویہ بے شک ایک چور پہرا سنیونکا
ہے اور یہ قول سنیون کا کہ معاویہ پر کف اللسان یعنی زبان بند ہوا ور مشاجرات
یعنی اختلافات صحابہ کا نہین دیکھا جاے سو ظاہرا اسی مصلحت سی ہو گا کہ اندھے
بغلے کیطرح پر بے دیکھی بھالے اصل حالات کے قول افضل البشر بعد النبیؐ ابوبکرؓ
ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم علیؓ کو ہم لوگ بطور آمنا و صدقنا کے مان لین اور مثنوی مولانا
روم مین جو قصہ معاویہ کا لکھا ہی کہ شیطان نے اوسکو واسطے نماز صبح کے اوٹھا
دیا سو خود ذات شریف راوی اس قصہ کے ہونگے اور اگر یہ قصہ درست ہو تو
ایک لطف خاص اس قصہ مین یہ ہی کہ ہم لوگ معنی شیطان کے صرف اسقدر
جانتے ہین کہ الذی یوسوس فی صدور الناس یعنے وہ خناس جو کہ آدمیون کے
دلون مین وسوسہ ڈالتا ہی سو معاویہ صاحب کو شیطان سے ہمچشمی کی ملاقات
ہے اور لقب خال المومنین یعنی ماموں کا خطاب جو بوجہ بھائی ہونے حضرت
ام حبیبہ ام المومنین کے دیا جاتا ہی سو کیا ضرورت اس بات کی ہی اور اس رشتہ سے
تو وہ یہودی باپ حضرت صفیہ کا بھی نانا ایسے لوگون کا ہوا او شاید یہی مناسبت
ہوگی کہ سنیان معاویہ شاہی کو بہت مشابہت صفات یہود کی ہے اور قوم سادات
بنی فاطمہ بنت خدیجۃ الکبریٰ کو خصوصاً ایسی سوتیلے ماموں سے پرہیز کرنا چاہیے

کہ سادات کے واسطے تو معاویہ صرف ایک سانپ ماموں کہا جا سکتا ہے۔

حکیم سنائی

پسر ہند اگرچہ خال من است	دوستی ویم بکارے نیست
ور نوشت او خطے زبہر رسولؐ	بر خطش نیز افتخارے نیست
درمقامے کہ شیر مردانند	ازخط وخال اعتبارے نیست

الوری

دوستدار پسر ہند مگر آگہ نیست	کہ از دوسہ کس او بہ پیغمبر چہ رسید
پدر او لب و دندان پیغمبر بشکست	مادر او جگر عم پیغمبر بمکید
او بناحق حق داماد پیغمبر بگرفت	پسر او سر فرزند پیغمبر برید

مؤلف این رسالہ

معاویہ کہ نبودش سوائے مکر و فریب	چرا روم پے تاویل ہار دو مذریب
ز من خطا نرود اجتہاد گویم	بغاوتے است صریحی وجائے او بہ نشیب

دیگر از مؤلف مذکور

بحب شاہ ولایت کہ حب او مقصود	ہزار بار بگویم معاویہ مردود

فصل ۴۴

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن علی رضی اللہ عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لکل نبی سبعۃ نجباء ورقباء و
اعطیت انا اربعۃ عشر قلنا من ھم قال انا وابنای وجعفر وحمزۃ وابوبکر وعمر و
مصعب بن عمیر وبلال وسلمان وعمار وعبد اللہ بن مسعود وابوذر والمقداد
رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا

کہ تحقیق کہ واسطے ہر ایک نبی کے ہین سات نجیب اور رقیب لوگ اور دیئے گئے مجھکو
چودہ نجیب اور رقیب تب ہم لوگون نے پوچھا کہ کون ہین وے لوگ تب فرمایا اوس
رسول نے کہ ہم اور دو بیٹے میرے یعنی حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور
عمر اور معصب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبداللہ ابن مسعود و ابوذر و مقداد
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط غرض نقل سے اس حدیث کی یہ ہے کہ چودہ صحاب
کا جو منتخب ہونا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے سو اوس مین سے حضرت علی و امام حسن ع
و امام حسین ع و جعفر و حمزہ و سلمان فارسی اور عمار ابن یاسر و ابوذر اور مقداد نہہ
کسان یقیناً شریک بیعت حضرت ابوبکر کے نہین تھے اور علاوہ انکے زبیر اور براء
وغیرہم رجلہ صحابہ جو کہ شریک بیعت حضرت ابوبکر رض کے نہین ہوے تھے سو
تفصیل اونکی بذکر بحث خلافت کے کیجائی گے۔

فصل ۴۵

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن ابن مسعود ان النبی صلی
اللہ علیہ والہ وسلم قال اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و
اهتدوا بهدی عمار و تمسکوا بعهد ابن ام عبد و فی روایۃ حذیفۃ ما
حدثکم ابن مسعود فصدقوہ و تمسکوا بعهد ابن ام عبد رواہ الترمذی
ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اقتدا
کرو تم لوگ ساتھ اون لوگون کے جو میرے بعد ہونگے اصحاب سے میرے یعنی ساتھ
ابوبکر اور عمر رض کے اور ہدایت پاؤ تم لوگ ساتھ ہدایت عمار کے اور تمسک پکڑو تم لوگ
ساتھ قول و عہد ابن ام عبد یعنی عبداللہ ابن مسعود کے اور روایت من حذیفہ
کے ہی کہ جو کچھ حدیث بیان کرے تم لوگون سے ابن مسعود بس تصدیق کرو اوسکو

اور تمسک پکڑو ساتھ عہد اور پیمان ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے روایت کے
اسکو ترمذی نے فقط حضرت ابو بکر اور عمر رضؓ کے فضائل خاص سے کچھ انکار نہین
ہوسکتا ہی مگر یہ حدیث بمقابلہ حدیث خم غدیر کے کچھ دلیل حقیقت خلافت بلا فصل
کے نہین ہوسکتی ہے کہ اقتدا کرنا ساتھ ایک آدمی کے ایک بات ہی مگر مولی ہونا
دوسری بات ہی اور اقتدا سے تو لفظ ابتدا کی بڑھ کر کے ہی پس اگر لفظ اقتدا کی
دلیل حقیت خلافت ابو بکر و عمر رضؓ کی ہو تو اس سے زیادہ تر دلیل خلافت عمار ابن
یاسر کی ہوسکتی ہے اور جو ارشاد راہ چلنے کا ہے سو عمار ابن یاسر شریک خلافت
حضرت ابو بکر کے نہین ہوے بلکہ بطرف حضرت علی کے ہو کر کے بمقابلہ معاویہ کے
شہید ہوی اور جب قاتل عمار نے اپنا افسوس معاویہ سے کہا کہ قاتل عمار کا
کافر ہے تو معاویہ نے اوسکے جواب مین کہا کہ قاتل عمار کا خود علی ہے کہ اوسنے
عمار کو لڑائی مین بھیجا اور اوسپر حضرت علی نے فرمایا کہ اگر ہم قاتل عمار کے ہون تو
حضرت رسول قاتل حضرت حمزہ کی ہونگے کہ جنکو حضرت رسول نے جنگ مین ابوسفیان
پدر معاویہ کے بھیجا تھا ۔

فصل ۴۶

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن انس قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علی و عمار و سلمان رواہ
الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا کہ تحقیقکہ رسول اللہ نے فرمایا
کہ تحقیقکہ جنت مشتاق ہی تین آدمی کی یعنے علی اور عمار اور سلمان کی روایت
کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ تینون آدمی کہ جنت مشتاق اونکی ہے شریک بیعت
خلافت حضرت ابو بکر رضؓ کے نہین تھے ۔

فصل ۴۷

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالی امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یارسول اللہ سمہم لنا قال علیؑ منہم یقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان امرنی بحبہم واخبرنی انہ یحبہم رواہ الترمذی ـــــ

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالے نے حکم دیا مجھکو محبت کرنے کو ساتھ چار آدمی کے اور خبر دی مجھکو اس بات کی کہ تحقیق کہ وہ اللہ دوست رکھتا ہی اون سبھون کو تب پوچھا گیا حضرت رسول سے کہ آپ نام تبلائیں اون لوگون کا واسطے ہم لوگون کے تب آپ نے فرمایا کہ علی اونمیں سے ہی اور اس قول کو تین بار فرمایا اور کہا کہ ابوذر و مقداد و سلمان ہی سو اللہ نے حکم دیا ساتھ محبت اون لوگون کے اور یہ کہ وہ انکو دوست رکھتا ہی اون سبھون کو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ چار بزرگان شریک بیعت خلافت حضرت ابوبکرؓ کے نہیں تھے اور نہ کچھ خصوصیت محبت حضرت علی کی بعد انتقال حضرت رسول کے دیکھی جاتی ہے ـــ

فصل ۴۸

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن جابر قال کان عمر یقول ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالا رواہ البخاری ـــ ترجمہ

اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونے کہ عمر اس بات کو کہا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارا سید یعنی سردار ہم لوگون کا ہے اور آزاد کیا اونے سردار کو ہم لوگون کے یعنی بلال کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث سے جو حضرت عمرؓ کا سید سردار قبول کرنا حضرت بلال کا ظاہر ہوتا ہی سو یہ امر ادب و خوبی مزاج حضرت عمرؓ کے دلالت کرتا ہی اور ایسے ہی

حدیث مندرجہ فصل ۸ہم کے بہی خوبی حضرت عمرؓ کی دکھلاتی ہے کہ جسمین حضرت عمرؓ نے
قبول کیا ہے کہ زید باپ اسامہ کے محبوب تر نزدیک رسولخدا کے بہ نسبت خود اونکے
تھے اور شک نہین ہے کہ حضرت عمر بہت ایک صاف اور پاک آدمی عام معاملات
مین تھے مگر افسوس ہے کہ تفرقہ قریش اور ہاشمی کا جو کہ حدیث اوسکی فصل مندرجہ
۳۹ مین مندرج ہے سو یہ صفت تفرقہ کی حضرت عمرؓ کو جو ایک قریشی تھے حضرت علیؑ
ہاشمی سے برابر رہی یعنے حضرت علی کو جو بروز خم غدیر کے مولی قبول کر کے مبارکباد
دی تھی سو بعد انتقال حضرت رسول کے حضرت علی کو تمامتر بھول گئے اور کبھو انکو
سیّد یعنی سردار اپنا قبول نہین کیا بلکہ درخصوص بیعت خلافت ابوبکر اور دعوے
باغ فدک اور عقد ام کلثوم وغیرہ کے جو جو طرح سے کہ حضرت عمر نے بدرفتی ساتھ حضرت علیؑ
کے کی ہے سو یہ حال سب آیندہ اپنے اپنے مقام پر دکھلایا جائیگا۔ بیت

اے ابر تو مکہ و منا مین برسا	افسوس کہ تو نہ کربلا مین برسا

فصل ۹ہم

بیت

حسن یوسف ید بیضا دم عیسیٰ داری	انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

ہم نہین سمجھتے ہین کہ واسطے اثبات حقیت خلافت خلفاء ثلاثہؓ کے سنیون کو اونہ
احادیث مناقب قریش و مہاجرین و صحابہ و عشرہ مبشرہ کے کیا نازش ہے کہ یہ سب
صفت تو حضرت علی مین بہی موجود ہے بخلاف صفات خاص حضرت علی کے کہ
اونکی صفات ہاشمی ہونے مین و اخوت بارسول و زوجیت بتول وغیرہ مین کوئی
دوسری صحابہ شریک نہین ہین اور سنیان جو اصحاب کو بدلیل حدیث من
سلک علی طریقی فہو الی کے داخل آل سمجھتے ہین سو خود آل ہونا ایک بات ہی اور

بوجہ خوبی اعمال کے داخل آل ہونا ایک دوسری بات ہی اور کیا مفہوم آل اور داخل
آل کا کبھو ایک ہوسکتا ہی بلکہ خود اس بات سی کہ اصحاب بوجہ خوبی اعمال کے
داخل آل سمجھے جائین کسقدر بزرگی خود آل کی ترقی کرتی ہے بہرحال اب کچھ احادیث
مناقب قریش وغیرہم کے مذکور ہوتے ہین کہ اوس شرف وکمال مین حضرت علی
بدرجہ اعلی داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش عن ابی ھریرۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمھم
تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابوہریرہ سے
کہ آدمی لوگ تابع ہین قریش کے اس امر مین مسلمان قریش کے تابع ہین مسلمان قریش کے
اور کافر قریش کے تابع ہین کافر قریش کے متفق علیہ فقط ۲۵ برس قبل اسکے
اس مقام مین شرح مشکوۃ شریف کے حاشیہ پر جو رائے ہماری بقلم خاص ہمارے
حسب ذیل لکھے ہوئی ہے سو ابتک ہم ساتھ اپنی رائے سابق کے متفق ہین -
حضرت علی علیہ السلام و امامین علیہما السلام درین شرف قریشی بودن نیز شریک اند
علاوہ دیگر صفات خاصہ آنہا کہ دیگرے شریک بدان نیست اور جب صحابی انصار
نے امیر منا و امیر منکم کہکر کے چاہا تھا کہ ایک خلیفہ انصار مین سے
اور ایک خلیفہ قریش مین سے ہو تو مہاجرین قریش بدلیل قرابت
قریشی ہونے کے انصار پر غالب آئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو خلیفہ قرار دیا تو کیا خوب قول معقول حضرت علی نے اپنی طلب حق خلافت مین
فرمایا کہ تم لوگون نے بمقابلہ انصار کے بدلیل قرابت قریشی ہونے کے انصاف
بنایا یا تو وہی انصاف ہمکو دو کہ علاوہ ہمارے قریشی ہونے کے ہمکو جزئیت
رسول سے ہی اور قرآن شریف ہمارے گھر مین نازل ہوا اور اوسکی احکام سی ہم عالم تر ہین

فصل ۵

بیت

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

اگر حضرت علی کو خلافت ظاہری سنی سالہ کی بلا فصل نہیں ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان آپکا نہیں ہے کہ یہ خلافت دوازدہ گانہ دوازدہ امام کی جو ہی سو قیامت تک ہی اور اوسمین آپ اول امام ہین اور اوس سلسلہ مین کچھ فاصلہ اور واسطہ غیر لوگون کا نہیں ہے اور اس سلسلہ مین حکومت آپکی دل وجان پر ہے کہ ایمان آپکی محبت مین منحصر ہے وعن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزًا الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال امر الناس ماضیًا ما ولیھم اثنا عشر رجلًا کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال الدین قائمًا حتے تقوم الساعۃ او یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن سمرۃ سے کہ کہا اونسنے کہ سنا مینے حضرت رسولؐ کو کہتے ہوی کہ ہمیشہ رہیگا اسلام معزز بارہ خلیفہ تک کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہی کہ ہمیشہ رہیگا معاملہ آدمیونکا جاری جبتک کہ والی ہون اون لوگون کے بارہ آدمی کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ ہمیشہ رہیگا دین اسلام قائم جب تک کہ قائم ہو قیامت یا ہون اوپر اون لوگون کے بارہ خلیفہ کہ کل اونکے قریش سے ہون متفق علیہ فقط ہمارے نزدیک خلافت حقیقی دوازدہ امام کی اس حدیث سی بخوبی تمام ثابت ہی کہ جو حضرت علیؑ سے حضرت امام مہدی تک سلسلہ پہونچتا ہے — حسب ذیل حضرت علی۔ حضرت امام حسنؑ۔ حضرت امام حسینؑ۔ حضرت امام

امام زین العابدین حضرت امام محمد باقرؑ حضرت امام جعفر صادقؑ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ حضرت امام علی رضاؑ حضرت امام جواد تقیؑ حضرت امام نقی حضرت امام عسکری حضرت امام مہدی علیہم السلام ۔ چنانچہ مطابق اسی ترتیب دوازدہ امام کے ایک درود بھی درمیان سنیون کے حسب ذیل جاری ہی کہ تقریبات عرس وغیرہ مین پڑھا جاتا ہے اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد النبی الامی الطاہر الذکی الذی کان علیا فی درجاتہ حسنا فی صفاتہ شہیدا فی تجلیاتہ زین العابدین باقر علم الاولین و الاخرین صادقا فی اقوالہ کاظما فی جمیع احوالہ متمکنا فی مقام الرضاء جوادا کفہ عند العطاء ہادیا الی سبیل النجاۃ عسکریا مع الغزات مہدیا الی طریق النفقین غیاث المستغیثین صلوات اللہ علیہ علیہم اجمعین اور اگر یہ حدیث بشان دوازدہ امام کے قائم نہ کیجا۔ تو پہیر بنیاد اقرار دوازدہ امام کی سنیون کے نزدیک کیا چیز ہے مگر سنیون پر اس حال مین ایک مصیبت یہ ہوگی کہ خلافت سی سالہ ظاہری حضرت ابوبکر سے چہ سات چہینان زمانہ خلافت حضرت امام حسنؑ تک ختم ہوئی اور اس حدیث سی خلافت حقیقے حضرت مولیٰ علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے تو اونکے معاویہ کسی قسم خلافت مین شمار نہین ہوسے اور اونکے معاویہ بعد تیس ۳۰ برس خلافت ظاہری کے صرف ایک ملک عضوض یعنی بادشاہ گزندہ باقی رہے اور دوسری قباحت یہ ہی کہ حضرت علی خلافت سی سالہ مین خلیفہ چہارم اور خلافت باطنی تاقیامت مین خلیفہ اول قرار پاتے ہین اور اس حال مین حضرت علی دونون قسم خلافت مین دارد ہین سوفودشنی لوگ حضرت علی کو علاوہ رضی اللہ عنہ خطاب عام خلفاء ثلثہ رض کے خطاب کرم اللہ وجہ کا دیتے ہین پس جیساکہ دوہرا خطاب دیتے ہین سو اسیطرح پر

اگر خلافت بھی دوہری ہوئی توکیا مضائقہ ہی اور حدیث مین النظر الی وجہ علی
العبادۃ واقع ہی یعنی کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے محبت سی عبادت ہی پس جسکے چہرہ کو
محبت سی دیکھنا بروایت خود حضرت ابوبکر کے عبادت ہو تو دوہری خلافت کا ہونا ایک
ایسے شخص کو کیا بیجا ہے اور سنیون کو اس بات سی تحمل وتسکین کرلینا ضرور ہی کہ مجبوری
مین کیا کرنا ہوگا اسواسطے کہ جو کچھ کوشش علماے اہلسنت کیواسطے اس بات کی ہوکہ
تاویل اس حدیث کی کوئی دوسری طور پر کیجاے سو وہ تمام کوشش رائگان ہوتی
ہے اور کوئی بات درست نہین بن پڑتی ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ اس حدیث مین
لفظ خلافت کی ہے کہ حکومت ظاہری اوسکی دوازدہ امام کو نہین تھی سو یہ خیال
بھی محض فضول ہے اسواسطے کہ بمقابلہ حکومت حقیقی متعلق ایمان کے جو کہ دوازدہ
امام کو حاصل ہے حکومت ظاہری معاویہ وغیرہ کی کیا چیز ہے اور کتب عہد عتیق
مین جو پیشین گوئی حضرت مسیح کی بہ نشان بادشاہ یہودان کے ہی تو کیا بوجہ
نہین ہونے حکومت ظاہری کے وہ پیشین گوئیان نسبت حضرت مسیح کے باطل
ہو سکتی ہین سو اوسیطرح پر یہ خلافت دوازدہ امام کی بھی کچھ محتاج حکومت ظاہری
کی نہین ہے۔ اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین جو کچھ توجیہ
کیا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہی کہ شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعض طرق مین
حدیث کی آیا ہے وابوبکر لا یلبث الا قلیلا یعنی ابوبکر نہین ٹھہریگا مگر تھوڑے روز
مگر خود شاہ صاحب اس قول پر یہ اشکال وارد کرتے ہین کہ اس حدیث سی بارہ
خلیفہ ہونا چاہیے کہ جنسے امر دین مستقیم ہو سو اگر حضرت ابوبکر ان بارہ خلیفون میں
داخل ہون تو امراے جور و فساد کے داخل ان بارہ خلیفون کے ہوتے ہین اور
حالانکہ حدیث مین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا واقع ہوئی ہی

کہ خلافت بعد ہمارے تیس برس ہے اور بعد اوسکے بادشاہ گزندہ ہوگا اور اس حدیث کے حاشیہ پر چھتیس برس قبل اسکے جو ہمارا حاشیہ مفصلہ ذیل لکھا ہی سوا اس راے پر بھی ہم اب تک قائم ہین ہرگاہ باجماع علماء اہل سنت مدار خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بر اجماع است نہ بر نص پس عبارت وابوبکر لا یلبث الا قلیلا ضمیمہ حدیث نتوان شد و اگر باشد یزید ہم دران داخل خواہد بود اور شاہ صاحب نے جو امراے جور و فساد کی مثال بنی مروان کی لکھی ہے تو اوسپر حاشیہ ہمارا حسب ذیل ہے ایا یزید وغیرہ از بنی امیہ از اہل خلافت نبودند کہ شارح رحمۃ اللہ علیہ صرف بذکر بنی مروان اکتفا فرمودند - اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ توجیہہ مین اس حدیث کے چند قول ہے اول یہ کہ مراد بارہ آدمی سے ہی کہ جنکی سلطنت بی نزاع اور اختلاف کے ہو سو اس حساب سی ولید ابن یزید ابن عبد الملک ابن مروان بارہوان خلیفہ ہوتا ہی کہ اوسکے وقت مین فتنہ ہوا اور اوسکو مارڈالا اور شاہ صاحب اس توجیہہ مین خارج ہونا بعض خلیفون کا دائرہ عدل و احسان سے روا رکھتے ہین مگر یہ ایک عجب طرح کی توجیہہ ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت مین ہزارون آدمی جنگ جمل اور صفین اور نہروان مین مارے گئے مگر شاہ صاحب اسکو کچھ نزاع اور اختلاف نہین سمجھتے ہین اور یہ ایک عجب حساب ہی کہ جس سے یزید بھی یکے از خلفاے دوازدہ گانہ کے قائم ہوتا ہے کہ جسکے سبب سی شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوئی اور بجاے قائم کرنے دین کے ایک اتنا بڑا سردار دین کا قتل ہوا کہ اوکی تاریخ شہادت کی حسب ذیل ہے ؎

سال نقلش بگفت غمگینے ✤ ✤ سر دین را برید بے دینے

بہرحال چونکہ خود شاہ صاحب اس توجیہ کو نامعقول سمجھتے ہین تو اسواسطے کچھ

زیادہ تر حاجت تردید اس توجیہ کی نہین ہے - دوم یہ کہ مراد خلفای عادل
وامرا ے صالح سے ہی کہ جو مستحق اسم خلافت کے ہون مگر شاہ صاحب نام
بتلانے سے ایسے خلفای عادل کے تمامتر عاجز ہین - سوم یہ کہ بارہ خلیفہ بعد
موت امام مہدی کے ہونگے کہ اون بارہ مین سے پانچ اولاد امام حسنؑ کے اور
بعد اونکے پانچ اولاد امام حسینؑ شہید کے اور بعد اونکے پھر دو اولاد امام حسنؑ
کی ہین اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ اگر حدیث اس بات کی صحیح ہو تو یہ
توجیہہ درست ہی مگر ظاہر اسیاق اس حدیث کا ایسا نہین معلوم ہوتا کہ
بعد زمانہ حضرت امام مہدیؑ کے ایسے بارہ خلیفہ ہون - چہارم یہ کہ مراد بارہ
خلیفون سے یہ ہی کہ دو بارہ خلیفہ ایک وقت مین ہون مگر شاہ صاحب کچھ نشان
نہین دیتے ہین کہ ایسے بارہ خلیفہ کس زمانہ مین اور کہان پر ہوے افسوس ہے
کہ اسقدر توجیہات پریشان شاہ صاحب نے لکھا مگر اس توجیہ سے برابر فرق رہے
کہ ان بارہ خلیفہ سے دوازدہ امام حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک مراد
ہین اور کیونکر اس توجیہ کی طرف شاہ صاحب مائل ہوتے کہ اس توجیہ مین مزید
فضیلت حضرت علیؑ اور اونکے اولاد کی ثابت ہوتی ہے مگر صاف بات یہ ہی
کہ ان بارہ خلفا سے یہی دوازدہ امام مراد ہین -

فصل ۵۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش وعن عمران ابن حصین قال
مات النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیف وبنی
حنیفۃ وبنی امیۃ رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی عمران ابن حصین سے
کہ کہا اونسے کہ مرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم درحالیکہ کراہت رکھتے تھے تین

قبیلو سے قریش کے یعنی ثقیف و بنی حنیفہ اور بنی امیہ سے روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط معلوم ہو کہ حجاج ابن یوسف ظالم مشہور قبیلہ ثقیف مین سے
او مسیلمہ کذاب قبیلہ بنی حنیف مین سے تھا اور مثال بنی امیہ کی کسی شارح نے
عبد اللہ بن زیاد کی دی ہے کہ جو قاتل امام حسین علیہ السلام کا تھا اور
اوسپر شاہ عبد الحق صاحب کو تعجب ہو کہ اوس راوی نے یزید کو کسواسطے
شمار نہین کیا اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ باقی بنی امیہ نے بھی اپنے کام مین
قصور نہین کیا یزید اور عبد اللہ پر کیا موقوف ہی مگر ہمکو تعجب ہی کہ شاہ صاحب
نے صراحۃ معاویہ کو کیون نہین یاد کیا کہ معاویہ تو یزید کا بھی باپ تھا اور
شاہ صاحب اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت رسول نے خواب مین دیکھا
کہ بندر سب اوپر منبر شریف آپ کے کھیل کر رہے ہین اور آپ نے تعبیر اون
بندرون کی بنی امیہ سے کی —

فصل ۵

اب کچھ حدیث مناقب صحابہ کی مذکور ہوتی ہے کہ اوسمین بھی حضرت علیؑ
داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ عن ابی سعید
الخدری قال قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان
احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ متفق علیھا
ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ مت گالی دو تم لوگ اصحاب کو میرے کسواسطے کہ اگر یہ بات ثابت ہو کہ تحقیق کہ
کوئی ایک نے تم مین سے راہ خدا مین خرچ کیا سونا مثل پہاڑ احد کے تو نہین
پہونچا وہ شخص پیمانہ کو اون صحابیون کے اور نہ نصف اوس پیمانہ کو متفق علیہ

فقط مگر معاویہ نے اوپر حضرت علیؑ کے لعن و گالی بے تکلف جاری کیا اور
شاہ صاحب صحابی اوسکو کہتے ہین کہ جسنے صحبت پیغمبر علیہ السلام کی حالت
ایمان مین پائی اور مرادین اسلام پر اگرچہ درمیان مین مرتد بھی ہوا ہو جیساکہ
اشعث ابن قیس کو کہتے ہین اور ہمارے نزدیک بھی اصحاب کی یہ تعریف
درست ہو مگر شرط یہ ہے کہ ایمان بغیر محبت اہلبیت کے نہین ہو سکتا ہے
اور تعریف مین اصحاب کے یہ دو شعر میر حسن دہلوی کا بہت درست اور واجب ہے۔ اشعار

سلام اونپہ جو اونکے اصحاب ہین	وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اونسے راضی رسول اونسے خوش	علی اونسے راضی بتول اونسے خوش

ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص ایمان ظاہری اقرار رسالت کا رکھتا ہو اور اہلبیت
رسول سے عداوت رکھتا ہے تو وہ شخص درحقیقت منافق ہے کہ بتاکید محبت
اہلبیت کے بہت حدیثین اوپر مذکور ہو چکی ہین اور واقعہ کربلا مین جو ہزارون
آدمی نمازی اور حافظ اور قاری وغیرہ تھے تو بحالت اسقدر اہتمام قتل حسینؑ
کربلا کے کیا۔ وہی لوگ مسلمان باقی رہے اور اس مقام مین جو ہمارا حاشیہ
اوپر شرح مشکوۃ شریف کے ۲۵ برس قبل کا لکھا ہوا ہے سو حسب ذیل ہے
شارح رحمۃ اللہ علیہ خود بارتکاب ردیۂ نسبت اصحاب قائل است تا بارتکاب
صغائر و کبائر چہ رسد کہ انچہ تاویل آیت تطہیر اہلبیت گفتہ شود شک نیست کہ
حضرت علی علیہ السلام بہر معنی داخل آنست خصوص درین حال کہ حضرت رسول
صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر را اندرون کلیم آوردہ انحصار اہلبیت بر انہا فرمودہ باشد
تا اینکہ بنظر طہارت مطلقہ اہلبیت بحالت جنب ہم ماذون بدخول مسجد بودند و دیگر
بسیارے احادیث در شان علی ست و خود اہلسنت نیز خلافت رابعہ علی الحق میگویند

پس با اینہمہ حالات جنگ معاویہ با حضرت امیر علی علیہ السلام و بناحق باعث
کشت و خون بودن ہزاران مسلمانان انکار از نص یا ارتکاب کبیرہ و اصرار بر کبیرہ
خواہد بود یا نہ و حدیث صفحہ ۷۰ یعنی حدیث مندرجہ فصل ۳۹ - رسالہ ہذا کہ
حرب با علی حرب با من است این ہمہ یکسو کردہ بحکایت معاویہ درآمدن چہ معنی
دارد و ظاہر کہ امیر معاویہ از مہاجرین یا انصار یا اصحاب بدر ہم نبودہ اند کہ
چندان اہتمام درکار باشد و نہ از بہشتیان قطعی اند کہ تاویل مزید را حاجتے باشد
غایت اینکہ از عوام صحابی بودہ اند کہ در سال ہشتم از ہجرت بشمول ابوسفیان و عکرمہ
بن ابی جہل ایمان آوردہ اند امتداد صحبت ہم میسر نشدہ بود و لطف اینکہ عکرمہ
بن ابی جہل بحکم رسول اللہ علیہ السلام بعد فتح کہ قتل کردہ شد الضاف از اہل
الضاف میخواہم کہ اگر این محاربات معاویہ روبروی حضرت رسول صلے اللہ علیہ
وسلم میشد آن حضرت کدام جانب می بود فاعتبروا یا اولی الابصار نمیگویم کہ چیزے
بد در شان معاویہ گفتہ آید مگر می پرسم کہ ہر حمایت و محبت رابسبی خاص میباید ندانم
کہ تولاے معاویہ را آخر سبب چیست سفینہ نوح را کہ عبارت از اہلبیت است گذاشتن
چہ مناسب است - قطعہ

خدایا بحق بنے فاطمہ	کہ بر قول ایمان کنے خاتمہ
اگر دعوتم رد کنے ور قبول	من و دست و دامان آل رسول

یاد باشد کہ بحکم خلافت راشدہ سی سالہ امیر معاویہ یک بادشاہ عضوض بودہ اند

فصل ۵۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ و عن جابر رض عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم قال لا تمس النار مسلماً رآنی او رائی من رآنی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے حضرت نبی سے کہ فرمایا حضرت نبی نے کہ نہین
چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ جسنے دیکھا مجکو یا کہ دیکھا اوسنے اوس شخص کو کہ دیکھا
مجھکو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اگر یہ حدیث عموماً اوپر اون لوگون کے
جاری ہو کہ جسنے ساتھ اقرار رسالت کے دیکھا ہو اور کچھ محبت اہلبیت کی شرط ایمان
نہو تو سنیون کو بڑی وسعت ہی کہ اگر چاہین تو یزید کو بھی داخل بہشتیان
سمجھین اور اوسکو ایک تابعین مین سے شمار کرین کہ اس یزید نے بھی معاویہ
ایک صحابی کو دیکھا ہے۔ خاک پڑے ایسے صحابی پر اور ایسے تابعی پر۔

فصل ۵۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ وعن عمر بن الخطاب رض
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول وسألت
ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الیّ یا محمد ان اصحابک عندی
بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیء مما هم علیہ
من اختلافهم فهو عندی علی هدی قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اصحابی کالنجوم فبایّهم اقتدیتم اهتدیتم رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے
رسولخدا کو کہتے ہوے کہ سوال کیا ہمنے رب سے اپنے اختلاف سے صحابون کے
بعد میرے تب وحی کیا گیا طرف میرے کہ اے محمد تحقیق کہ اصحاب تیری نزدیک
میرے بمنزلہ ستارہای آسمان کے ہین کہ بعض اونکا قوی تر ہے بعض سے اور ہے
واسطے ہر ایک کے نور پس جس شخص نے اخذ کیا ساتھ ایک شے کے کہ جسمین صحابی
لوگ مختلف ہین پس وہ شخص نزدیک ہمارے اوپر ہدایت کے ہی کہا اوس عمر نے

کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین پس اونمین سے جسکے
ساتھ اقتدا کروگے تم لوگ ہدایت پاوگے تم لوگ روایت کی اسکو زرین نے فقط جب
یہ حدیث خود حضرت عمر سے ہی تو شاید اسی بنیاد پر بے پروائیان حضرت عمرؓ کی ساتھ
حضرت علی کے ہونگین مگر یاد رہے کہ یہ حدیث بھی خود حضرت عمرؓ سے ہے کہ
بوقت جبر کرنے عقد ام کلثوم دختر حضرت علیؓ کے روایت کیا تھا کل نسب وسبب
وصھر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وصھری یعنی فرمایا رسولخدا نے
کہ کل نسب اور سبب اور رشتہ وصل وپیوند کا منقطع ہوگا بروز قیامت کی مگر نسب
ہمارا اور سبب ہمارا اور وصل وپیوند ہمارا فقط اور ہم دیکھتے ہین کہ شرح مین اس
حدیث کے شاہ صاحب نے براہ راست بازی اس بات کو قبول کیا ہے کہ اگر
بعض مقام مین بجہت بشریت اور خطا کے کوئی صحابی اوپر راہ صواب کے نہو
جیسا کہ بغاوت اور خلاف امام برحق کا اختیار کیا ہو تو اقتدا ساتھ اوس صحابی
کے درست نہین ہے اور ہدایت ساتھ اوس صحابی کے درست نہوگی اور وہ
صحابی مستثنے اور خارج از مبحث ہی پس صاف صاف یہ اشارہ بطرف معاویہ کے
ہے اور ہرگاہ تشبیہ اصحاب کے ساتھ ستارون کے ہی تو ایک مسلمان آدمی کہ جسکے
دل مین ایمان ہو البتہ خاصۃً ہدایت اپنی بذریعہ جناب مشکل کشا مولی علی ایک
آفتاب جہانتاب یعنی حیدر کرار غیر فرار کے چاہیگا اور اہل تصوف اولیاء اللہ جو
تمامتر دریوزہ گری درگاہ حضرت علی کی کرتے ہین سو البتہ یہ لوگ تمامتر راہ راست
پر ہین ہان ایک طریقہ نقشبندیہ کا ابوبکرؓ سے تھا سو طریقہ فقرا مین وہ طریقہ
ایک سوخت طریقہ کہلاتا ہے اور اسی سبب سے خاتمہ طریقہ نقشبندیہ کا بذریعہ
کسی خانوادہ کے حضرت علی تک ہوتا ہے۔

فصل ۵۵

اب کچھ بیان اصحاب عشرہ مبشرہ کا ہوتا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف و ابو عبیدہ ابن الجراح و سعید ابن زید یہ دس شخص خاص کرکے عشرہ مبشرہ کہلاتے ہین کہ جنکے واسطے بشارت جنت کی ہے حسب قول مشہور (دہ یار بہشتی اند قطعی) مگر کوئی بنیاد خاص اس بات کی نہین معلوم ہوتی ہی کہ کس سبب سے یہ دس آدمی خاص کرکے عشرہ مبشرہ کہلاتے ہین چنانچہ خود شاہ صاحب بھی اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ یہ بشارت جنت کی مخصوص ساتھ ان دس آدمیون کے نہین ہے کہ بشارت جنت کی بحق اہلبیت اولاد و ازواج و دیگر صحابی کے بھی ہے

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن عمر رضی اللہ عنہ قال ما احد احق بھذا الامر من ھؤلاء النفر الذین توفی رسول اللہ صلعم وھو عنھم راض فسمی علیا و عثمان والزبیر و طلحۃ وسعد و عبد الرحمن رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ نہین کوئی مستحق تر ہے اس امر خلافت کو ان لوگون سے جو کہ انتقال کیا رسول اللہ نے درحالیکہ وہ راضی تھے ان لوگون سے پس نام تبلایا عمر نے علی و عثمان و زبیر و طلحہ و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف کا روایت کی اسکو بخاری نے فقط اور پورا قصہ اس قول حضرت عمر رض کا یہ ہے کہ حضرت عمر رض نے قریب انتقال اپنے نام ان چھہ شخصون کا تبلاکر کے یہ کہا کہ ان چھہ شخصون مین سے پانچ آدمی جس شخص پر اتفاق کرین سو وہ شخص خلیفہ قرار دیا جاے اور وہ چھٹا شخص جو خلاف کرے قتل کیا جاے یعنی مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تھا کہ خوب معلوم تھا

کہ یہ پانچ شخص قریش ہرگز حضرت علی ہاشمی کو اختیار نہین کرینگے تو اسی مین
حضرت علی کا کام بھی ختم ہو جایگا چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اگرچہ حضرت
عمر نے ان چھ شخصون مین نام حضرت علی کا اول لیا تھا مگر ساتھ اسکے حضرت
علی محروم ہوکر کے حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوے اور خیریت یہ ہوئی کہ حضرت علی
نے بھی بیعت کر لی ورنہ اونکے مارے جانے مین کیا تکلف ہوتا اور یہ کیا مقام حسرت
کا ہے کہ یہ بات کہ حضرت رسول صلعم نے بحالت رضامندی ساتھ حضرت علی کی نسبت
کیا تھا محتاج تصدیق حضرت عمر کے ہوا اور یہ حضرت عمرؓ وہ بزرگ ہین کہ جو قریب دو
ماہ قبل انتقال حضرت رسول کے مبارکبادی وصیّت خم غدیر کے حضرت علیؑ کو
دیکے کہا تھا کہ انت مولی کل مؤمن و مؤمنۃ سو اب حالت حضرت علی کی یہ پہونچی
کہ تصدیق رضامندی حضرت رسول صلعم کی بہ نسبت اونکے حضرت عمر کے منھ سے ہوتی ہے
اور اگر یہ نام لینا علیؑ کا سچے دل سے ہوتا تو جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو
استخلاف کیا تھا سو اُس سنت پر حضرت عمرؓ کا استخلاف حضرت علیؑ کا کرنا کیا دشوار
تھا اور اگر حضرت عمرؓ بڑے سچے تھے تو بھول جانا اپنے مبارکبادی روز وصیت
خم غدیر کا اور خلاف اوسکی امر خلافت کو درمیان چھ شخص کے نامزد کرکے حکم قتل
کرنے شخص ششم کا کیا معنی رکھتا ہی اور کیا اس حکم سے حضرت عمرؓ کے خون اوس شخص کا
کہ جس سے حضرت رسول راضی مرے ہون حلال ہو جاتا - اور عبداللہ بن عمرؓ
اپنے بیٹے کو جو حضرت عمرؓ نے استخلاف نہین کیا سو تقریر اوسکی حضرت عمرؓ نے
جو کچھ کی ہو مگر اصل بات صرف اسقدر ہے کہ جس بہاو سے خلافت پایا تھا سو
اوسی بہاؤ سے خلافت سے رخصت ہونا بھی ضرور تھا اسواسطے کہ حضرت عمرؓ
صدر مقام مدینہ مین تھے اور تمام قریش اہل قوت لوگ موجود تھے تو درحقیقت کچھ

موقع استخلاف اپنے بیٹا کا اونکو نہین تھا خلافت معاویہ کے کہ اوسکو سابق سے حکومت مستقل دمشق کی حاصل تھی سو اوسنے بتکلف استخلاف یزید اپنے بیٹا کا کیا اور خلافت یزید کی بے تکلف جاری ہوکر کے استیصال خاندان نبوی کا کربلا مین بخوبی تمام ہوگیا کہ سوائے امام بیمار حضرت امام زین العابدین کے کوئی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا۔

فصل ۵٦

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن ابن ابی ملیکۃ قال سمعت عائشۃ وسئلت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستخلفًا لو استخلفہ قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابوعبیدۃ بن الجراح رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہی ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا اوسنے کہ سُنا ہمنے عائشہ سے کہ پوچھا گیا عائشہ سے کہ کون شخص وہ تھا کہ جسکو حضرت رسولؐ خلیفہ بناتے تب کہا حضرت عائشہؓ نے کہ ابوبکرؓ تب پوچھا گیا کہ بعد ابوبکرؓ کے تب کہا عائشہ نے کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمرؓ کے تب کہا عائشہ نے کہ ابوعبیدۃ بن الجراح روایت کی اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے خود کسی شخص کو خلیفہ نہین بنایا بلکہ یہ رائے حضرت عائشہؓ کی ہے کہ اگر حضرت رسول کسی کو خلیفہ بناتے تو حضرت ابوبکرؓ کو اور بعد اونکے حضرت عمر کو اور بعد اونکے ابوعبیدۃ بن جراح کو خلیفہ بناتے اور اس حدیث سی یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی یہ دونون شخص بہ تجویز حضرت عائشہؓ کے قابل ذکر خلافت کے نہین تھے اور کیون نہو کہ یہ دونون شخص داماد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے تھے پس حضرت عائشہ ان دونون

شخصوں کو کیونکر یاد کر سکتی نہین مگر شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین
کہ حضرت ابو بکر اونکے باپ نے بوقت خلیفہ ہونے کے کہا کہ ہمکو خلافت سے
کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمر اور حق ابو عبیدہ کا ہے۔

فصل ۵۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن عبد الرحمن ابن عوف ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو بکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابو عبیدۃ بن الجراح فی الجنۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عبد الرحمن ابن عوف سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابو بکرؓ جنت مین ہی اور عمر جنت مین ہے اور عثمانؓ جنت مین ہے اور علیؓ جنت مین ہے اور زبیر جنت مین ہے اور عبد الرحمن ابن عوف جنت مین ہے اور سعد ابن ابی وقاص جنت مین ہی اور سعید ابن زید جنت مین ہے اور عبیدہ جنت مین ہے روایت کی اسکو ترمذیؒ نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ ذکر خلفاے اربعہ کا احادیث مین کلاً وجزءاً اسی ترتیب سی ہے کہ اسی امر سے ایک استیناس یعنی لگاؤ مذہب اہلسنت کا پایا جاتا ہی مگر یہ تقریر شاہ صاحب کی درست نہین ہے کہ حدیث مین فصل ۵۵۔ اس رسالہ کی نام حضرت علیؓ کا بالاے نام حضرت عثمانؓ کی ہے فقط اور ترتیب کا حال یہ ہے کہ فن حدیث کا بعد سو ڈیڑھ سو برس زمان خلافت اربعہ کے مرتب ہوا ہے پس جس طرح پر کہ ترتیب خلافت کی ہوتی گئی سو اوسی ترتیب سی حدیث مین مذکور ہونا نام ان خلفاے اربعہ کا عین قرین قیاس ہے جیسا کہ بحث انبیاء بنی اسرائیل مین البتہ ذکر حضرت موسی و داود

سلیمان

وسلیمان وغیرہ کا اوپر ذکر حضرت مسیحؑ کے مقدم ہوگا ہر چند کہ اون انبیا کو حضرت مسیح پر کچھ ترجیح وتفضیل نہو یعنی کہ مجرد ترتیب زمانی کچھ دلیل فضیلت ذاتی شخص مقدم الذکر کے نہین ہے بلکہ درجہ ہر شخص کا باعتبار الفاظ مخصوصہ اوس شخص کے سمجھا جاویگا جیسا کہ حدیث بین فصل ۵۶ کے بہ نسبت حضرت علی کے ذکر اس بات کا ہی کہ حق ساتھ علیؑ کے ہو اور اسیطرح پر تمام احادیث مین الفاظ لشان حضرت علیؑ کے بمقابلہ خلفاءؓ کے ایک خاص قسم کے ہین کہ جس سے تمامتر ممتاز ہونا حضرت علی کا خلفاے ثلثہؓ سے ظاہر ہوتا ہی بہرحال شاید یہی حدیث منشار انحصار عشرہ مبشرہ کا ہو مگر یہ بات نہین معلوم ہوتی ہے کہ اسطرح پر جو کہ ایک ایک آدمی کا نام لیکر کے لفظ فی الجنۃ بعد ہر نام کے تکرار کیگئی سو کیا منشار اس قسم تقریر کا ہوا۔

فصل ۵۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن علی رضی اللہ عنہ قال قیل یارسول اللہ من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابا بکر تجدوہ امینا زاھدا فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ قویا امینا لایخاف فی اللہ لومۃ لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذکم الصراط المستقیم رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونسے کہ پوچھا گیا اے رسول اللہ کس شخص کو ہم امیر بناوین بعد تیرے تب فرمایا رسولخدا نے کہ اگر امیر بناؤ تم لوگ ابوبکر کو تو پاؤگے تم لوگ اوسکو امین وزاہد امور دنیا مین اور راغب طرف آخرت کے اور اگر امیر بناؤ تم لوگ عمرؓ کو تو پاوگے تم لوگ اوسکو قوی اور امین جو کہ نہ خوف کرے امور خدا مین ملامت کو ملامت

کرنے والے ہی اور اگر امیر بناؤ تم لوگ علیؑ کو اور ہم نہین دیکھتے ہین کہ تم لوگ اوس بات کو کروگے تو پاؤگے تم لوگ اوسکو ہادی اور مہدی جو کہ راہ مستقیم پر لیجاے تمکو روایت کی اسکو احمد نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے تخصیص و تعیین خلافت کی کسی شخص کے حق مین نہین کی سو یہ بات ہمکو بھی درست معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی درحقیقت باعتقاد اہل سنت ازروے اجماع کے ہوئی تھی اور اس حدیث سے حال انحراف لوگون کا حضرت علیؑ کی طرف سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ رسول نے فرمایا کہ ہم نہین دیکھتے ہین تم لوگون کو کہ علی کو امیر بناؤگے ۔

فصل ۵۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ارحم امتی بامتی ابو بکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم حیاء عثمان وافرضھم زید بن ثابت واقرءھم ابی بن کعب لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح وروی عن معمر بن قتادۃ مرسلا وفیہ واقضاھم علی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحیم ترمیری امت کا ساتھ امت میرے ابوبکرؓ ہے اور شدید تر اونکا امر خدا مین عمرؓ ہے اور صادق تر اون لوگون کا ازروی حیا کے عثمانؓ ہے اور عالم تر علم فرائض کا زید بن ثابت ہی اور قاری تر اون لوگون کا ابی ابن کعب ہے کہ آیت لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب کی حضرت رسول نے ابن ابی کعب کے پاس پڑھی اور عالم تر اون لوگون کا ساتھ حلال وحرام کے معاذ ابن جبل ہی اور

ہر است کو ایک امین ہی اور امین اس است کا ابو عبیدہ ابن الجراح ہے روایت کی
اسکو احمد ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت ہی معمر بن قتادہ
سے لطور مرسل کے اور اوس روایت مین ہی کہ قاضی تر اون لوگون کا علیؓ ہے
فقط اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا سب کے آخر مین ہے بہرحال شاہ صاحب
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے مشاورت حضرت علیؓ کے حکم
نہین دیتے تھے اور اگر حضرت علی حاضر نہوتے تو حضرت عمرؓ توقف کرتے اور کہتے
کہ قضیتہ ولا ابا حسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے مگر ابو الحسن یعنی علیؓ واسطے فیصلہ کرنے
اوسکے نہین ہین اور شک نہین ہے کہ حضرت علی کو بوجہ اصابت رائے وقوت
علمی کے حضرت عمر کے پاس بہت دخل تھا کہ وہ حضرت علیؑ کو اپنے کام کا آدمی
جانتے تھے مگر افسوس ہے کہ صراحتہً حضرت علی کو اپنا خلیفہ نہین بنایا۔

فصل ۶۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعنہ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم اللہ ابا بکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الہجرۃ
وصحبنی فی الغار واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکہ الحق ومالہ
صدیق رحم اللہ عثمان تستحیہ منہ الملائکۃ رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث
دار رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی اوس انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ رحم کرے
اللہ ابو بکرؓ پر جو کہ بیاہ دیا ساتھ میرے اپنی بیٹی کو اوٹھا لیگیا مجکو دار الہجرہ تک
اور ساتھ دیا میرا غار مین اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے اور رحم کرے اللہ عمرؓ
پر کہ بولتا ہی وہ حق بات کو اگرچہ تلخ ہو اور امر حق نے چھوڑ دیا ہی اوسکو اس حال

ہین کہ اوسکو کوئی دوست نہین ہے اور رحم کرے اللہ عثمانؓ پر کہ اوس سے شرم کرتے ہین فرشتہ لوگ اور رحم کرے اللہ علیؑ پر اے میرے خدا گردش دے حق کو ساتھ اوسکے جہان پر کہ وہ پھرے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین بروایت جمع الجوامع سیوطی کے لکھتے ہین کہ القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی کہ قرآن ساتھہ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ قرآن کے ہی۔

فصل ۶۱

بیت ۔ کہے یون جو چاہے کوئی پھیر کر + یہ نسبت علیؑ کو نہین غیر سے

اب کچھ احادیث مناقب حضرت ابو بکرؓ کے بیان ہوتے ہین سو اس بات مین کچھ شک نہین ہی کہ حضرت ابو بکرؓ ایک نہایت عمدہ اور بزرگ اور نیک صفات آدمی اور حضرت رسولخدا کے ایک یار غار تھے اور ساتھ حضرت رسول کے اونکو اپنی جان و مال تک کچھ دریغ نہین تھا اور حدیث مندرجہ فصل ۵۸ مین جو برات حضرت علی کے زاهدًا فی الدنیا راغبًا الی الآخرۃ انکی شان مین واقع ہی سو یہ بات بھب حسب حال ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ اونکو ساتھ حضرت علیؑ و فاطمہؑ و امامین علیہم السلام کے بہت ادب تھا غرضکہ انکے فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے مگر بات یہ ہی کہ بقول رشتہ دیگر جگر جگر است کے اونکے فضائل کو ساتھ فضائل حضرت امیر علیہ السلام کے کچھ مقابلہ نہین ہے کہ حضرت علی اونکے مولی اوسیطرح پر تھے کہ جسطرح پر خود حضرت رسول اونکے مولی تھے اور خطبہای جمعہ و عیدین مین جو ذکر حضرت ابو بکرؓ کا بعبارت افضل الصحابہ بالصدق والتحقیق کے ہوتا ہے سو ہماری اعتقاد مین یہ بات ایکطرح پر بہت درست ہی کہ بیشک حضرت ابو بکر تمام

صحابہ سے افضل تھے اسواسطے کہ حضرت علی اوس قسم صحابہ مین داخل نہین ہین
بلکہ ایک قسم جداگانہ از قسم اہلبیت وآل وعترت کے تھے اور یہی وجہ ہی کہ حضرت
رسول نے جو مواخات اور بھائی چارا درمیان اصحابون کے لگا دیا سو اوس برادری
صحابہ سے حضرت بنی نے حضرت علی کو علیحدہ رکھہ کرکے کہا کہ تو میرا بھائی ہے
دنیا وآخرت مین اور خلافت کا ملجانا اونکو بعد انتقال حضرت رسول کے ایک
قضیۂ اتفاقی ہے کہ حضرت عائشہ بیٹی اونکی زمانہ مین لطرف اونکے تھین اور
ہر باہر مین حضرت عمرؓ خاص کرکے اونکے خلیفہ بنانے مین مصروف ہوی ورنہ
فصل ۶ ۵ مین اس رسالہ کے ذکر ہوچکا ہے کہ ابوبکر نے وقت خلیفہ ہونے کے
کہا تھا کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمرؓ اور حق ابوعبیدہ
کا ہے اور مثال اونکے خلیفہ قرار پانے کی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے سپاہیان
سرکاری نے بغاوت سرکار کرکے دہلی مین شاہ ابو الظفر ایک گوشہ نشین دہلی کو زبردستی
سے بادشاہ بنالیا مگر فرق اسقدر ہے کہ انجام بادشاہ بنانے ابو الظفر کا بخیر نہین ہوا
اور انجام اس خلافت حضرت ابوبکرؓ کا بخیر ہوا کہ خود حضرت علی نے بیعت کرلی اور
اجراے دین بخوبی ہوا مگر یاد رہے کہ جیسا کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی چل گئی سو
اوسیطرح پر بہت سی احادیث مبالغہ تعریف کے بھی موضوع ہوے چنانچہ شاہ صاحب
بھی موضوع ہونے سے احادیث بشان ابوبکرؓ کے معترف ہوکر کے چند موضوع حدیثین
اپنی شرح مشکوۃ مین حسب ذیل نقل کرتے ہین - اول ان اللہ یتجلی للناس عامۃ
و لابی بکر خاصۃ یعنی تجلی خدا کی آدمیون پر عموماً ہوتی ہے اور ابوبکر پر خاص
کرکے دوم ما صب اللہ فی صدری الا وصبتہ فی صدر ابی بکر یعنی حضرت
رسول نے فرمایا کہ نہین ڈالا خدا نے ہمارے سینہ مین مگر یہ کہ ڈالا ہمنے اوسکو

سینہ مین ابوبکرؓ کے سوم کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اشتاق الی
الجنۃ قبل شیبۃ ابی بکر یعنی کہ جب رسولخدا مشتاق جنت ہوتے تھے تو بوڑھاپے
کو ابوبکر کے بوسہ دیتے تھے۔ چہارم ان اللہ اختار الارواح اختار روح ابی بکر
یعنے کہ تحقیقکہ جب خدا نے اختیار کیا ارواح کو تو اختیار کیا روح ابوبکرؓ کو فقط
اور یہ امر بھی قابل لحاظ رکھنے کے ہی کہ ہرگاہ حضرت رسولخدا نے برخلاف وصیت
غدیر خم الشان علیؑ کے یقیناً کسی دوسرے شخص کو خلیفہ نہین بنایا تو جو کچھ حدیث
مشعر خلیفہ بنانے کے ہو سو بے شک وہ حدیث بھی موضوع ہی چنانچہ فصل ۵۸
مین اس رسالہ کے ذکر اسبات کا ہوچکا ہی کہ شاہ صاحب بھی اپنی شرح مین
اس بات سے مقر ہین کہ حضرت رسول نے کچھ تنصیص و تعیین بحق کسی شخص کا
نہین کی ہے مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابی سعید
الخدری عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان من امن الناس علی فی صحبتہ وما لہ ابوبکر
وعند البخاری ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام
ومودتہ لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر وفی روایۃ لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی
لاتخذت ابابکر خلیلا متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابوسعید خدری سے
حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے کہ تحقیقکہ معتمد علیہ ترین آدمیون مین سے
اوپر ہمارے بیچ صحبت اپنی اور مال اپنے ابوبکرؓ ہے اگر ہم بناتے کسی کو دوست
خالص تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص ولیکن برادری اسلام کی اور دوستی
اسلام کی ہے اور نہ باقی رہے مسجد مین کوئی روزن دیوار کا مگر روزن دیوار ابوبکر
کا اور ایک روایت مین ہی کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل یعنی دوست خالص
تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص متفق علیہ فقط اس حدیث کی صحت مین ہمکو

کچھ عذر نہین ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ ایک نہایت دوست دلی حضرت رسولؐ
کے تھے اور فصل ۲۹ مین ذکر ہوچکا ہے کہ سب دروازہ جو بطرف مسجد کے تھے بند
کیے گئے سوائے دروازہ مکان علیؑ کے اور یہ حکم زمان حیات حضرت حمزہ کا ہی اور یہ حکم
روزن دیوار چہوڑنے کا حضرت ابوبکرؓ کے وقت مرض الموت کا ہی پس کجا
دروازہ اور کجا روزن یعنی کہ اس حدیث مین اور حدیث فصل ۲۹ مین کچھ مخالفت
نہین ہے مگر حضرت عمرؓ جو ایک بڑے حوصلہ کے آدمی تھے سو شاہ صاحب اس
حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ جب حضرت رسولؐ نے اپنی مرض الموت مین روزن
دیوار ابوبکرؓ کے چہوڑنیکا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے بہی درخواست کی کہ اونکی دیوار
مین بہی روزن چہوڑا جاے مگر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بقدر ایک ناکہ یعنی سوراخ
سوئی کے بہی نہین چہوڑا جاے اور اس حدیث کے حاشیہ پر ایک حاشیہ ہمارا
۲۵ برس سابق کا فارسی مین حسب ذیل ہے کسی از اصحاب در آیت تطہیر اہلبیت
و حدیث ثقلین و مثل سفینہ نوح و من کنت مولاہ و غیر ذلک از قسم زوجیت و تول
ہاشمیت وغیرہ شریک علی علیہ السلام نمیتوان شد و آنکہ حضرت ابوبکرؓ را خلافت
باجماع شد ہیچ مضائقہ نیست در آن چہ مضائقہ کہ نظر بہ بعض مصالح ملکی آنوقت
و بزرگی و نیک خوئی حضرت ابوبکرؓ را اختیار کردند بالجملہ چون خلافت حضرت شان
را حضرت امیر علیہ السلام خود روا داشتند ما را چہ میرسد کہ گفتگو در آن کنیم۔

فصل ۶۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عبد اللہ بن مسعود عن النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی
اخی فی الدین وصاحبی فی الغار وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا رواہ مسلم

اقرار کرتے ہین کہ خلافت ابو بکرؓ کی بذریعہ اجماع کے ہی نہ بذریعہ نص قطعی استخلاف کے

فصل ۶۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمرو ابن العاص ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلت من الرجال قال ابوھا قلت ثم من قال عمر فعد رجالا فسکت مخافۃ ان یجعلنی فی اٰخرھم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی عمرو ابن العاص سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اوس عمرو عاص کو اوپر لشکر ذات السلاسل کے اور کہا اوس عمرو عاص نے کہ آئے ہم اوس رسول کے پاس اور پوچھا ہمنے کون شخص آدمیون کا ہے تیرے پاس تب کہا اوس نبی نے کہ عائشہؓ تب ہمنے پوچھا مردون مین سے تب فرمایا نبی نے باپ اوس عائشہ کا تب پوچھا ہمنے اوسکے لعبد کون محبوب تر ہے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ عمرؓ اور اوسکے لعبد گنا چند مردون کو پس چپ رہے ہم بخوف اس بات کے کہ ٹھہراوے وہ نبیؐ مجکو آخر مین اون لوگون کے متفق علیہ فقط سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ راوی اسکے عمرو ابن عاص ہین کہ جو مقابلہ مین حضرت امیر علیہ السلام کے لطرف معاویہ کے تھا ایک فریب کا بندوبست کیا تھا کہ معاویہ کی طرف سے حکم مقرر ہو اور حضرت امیر کی طرف سے حضرت موسیٰ اشعری حکم ہون اور اونکو اپنے سازش مین لاکرکے یہ فریب کیا کہ ابو موسیٰ اشعری نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی نکالکرکے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے علی اور معاویہ دونون کو خلافت سے نکالا تب عمرو عاص نے انگوٹھی اپنی انگلی مین پہناکرکے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے معاویہ کو خلافت مین قائم کیا

اور اوسیوقت ابو موسیٰ اشعری نے غل و فساد کیا فریب کیا غرضکہ
اس راوی نے معاویہ کے پاس اختیار پاکر کے مالک اشتر وغیرہ بہت لوگون کا
خون ناحق کرایا پس ایک ایسے آدمی کی روایت حدیث کی ہرگز قابل التفات
کے نہین ہے خصوص اس حال مین کہ یہ حدیث صریح مخالف حدیث مندرجہ
فصل ۱۴ کے ہے کہ جسمین زبانی حضرت عائشہ رض کے حضرت فاطمہ اور حضرت
علی ع محبوب ترین خلائق کے تھے۔

فصل ۶۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض وعن محمد ابن الحنفیۃ قال قلت
لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من
قال عمر رض وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین
رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہے محمد ابن حنفیہ یعنی ایک پسر حضرت علی
سے کہ کہا اونہنے کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے کہ کون شخص بہترین مردم ہے
بعد نبی ص کے تب کہا اوس باپ نے کہ ابو بکر رض ہے تب کہا اوس راوی نے
کہ پوچھا ہمنے کون شخص اوسکے بعد ہے تب فرمایا حضرت علی نے عمر رض ہے اور ڈری
ہم اس بات کو کہ کہینگے حضرت علی حضرت عثمان رض کو تب پوچھا ہمنے کہ بعد عمر رض کے
تم ہو تب فرمایا حضرت علی نے کہ ہم تو اور کچھ نہین ہین مگر یہ کہ ایک مرد ہین
سلمانون مین سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط حضرت علی کا یہ کہنا کہ ہم
ایک آدمی ہین سلمان مین سے کسقدر اوپر بزرگی اونکے دلالت کرتا ہے کہ اپنے
کو کسی درجہ مین نہین لگایا اور یہ ایک امر واقعی بھی ہے کہ حضرت علی ایک جزو
رسول کو موازنہ ساتھ اصحاب کے کیا ہو سکتا ہے اور حدیث ہذا اور حدیث مندرجہ

فصل بالا سے کسقدر تفاوت مزاج درمیان عمرو ابن عاص اور حضرت علیؑ کے ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو ابن عاص نے باقرار اپنے پوچھنا اپنے درجہ کا حضرت رسول سے چھوڑ دیا باین خوف کہ وہ عمرو ابن عاص کہین آخر درجہ مین نہین گنے جائین اور یہان حضرت علیؑ کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے منھہ سے کچھ درجہ اپنا نہین لگاتے بیت

ازمردمک دیدہ بباید آموخت ☆ دیدن ہمہ کس را وندیدن خودرا

اور چونکہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے ہین سو یہ کہنا حضرت علیؑ کا کہ ہم ایک آدمی ہین مسلمانون مین سے کسقدر مشابہ ساتھہ اوس قول حضرت مسیح کے ہے کہ جب شاگردون نے حضرت مسیح کو کہا اچھا استاد تب حضرت مسیحؑ نے کہا کہ ہمکو مت کہو اچھا کہ اچھا وہ ایک خدا ہے -

فصل ۶۷

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابن عمرؓ قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم لا نفاضل بینہم رواہ البخاری وفی روایۃ لابی داؤد قال نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رض

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ تھے ہم لوگ زمانہ حیات مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر ٹھہراتے تھے ہم لوگ ساتھ حضرت ابو بکرؓ کے کسیکو اور اوسکے بعد عمرؓ کو اور بعد اوسکے عثمانؓ کو سمجھتے تھے کہ اونکے برابر کوئی نہین ہے تب چھوڑ دیتے تھے ہم لوگ اصحاب نبیؐ کو کہ نہین فضیلت دیتے تھے ہم لوگ کسی ایک صحابی کو دوسرے پر روایت کی اسکو بخاری نے اور روایت

ابو داؤد مین ہے کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ ہم لوگ اس بات کو بزبان حیات
حضرت رسول کے کہتے تھے کہ افضل امت نبی کے بعد اوس نبی کے ابوبکرؓ ہین
اور بعد اوسکے عمرؓ اور بعد اوسکے عثمانؓ فقط حضرت رسولؐ نے جو دو ماہ قبل انتقال
اپنے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دیکر کے فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ
یعنی کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علیؑ ہین سو خلاف اوسکے بمجرد انتقال حضرت
نبیؐ کے جب تک کہ حضرت علی و ابن عباس کفن دفن مین حضرت رسولؐ کے مصروف
تھے باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور اوسی بنیاد
پر خلافت حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ہوتی گئی تو اب سنیون کو بضرورت
اثبات حقیت خلافت ثلثہؓ کے حاجت اس بات کی ہوئی کہ کسیطرح سے حضرت علیؑ
کا مرتبہ گھٹایا جاوے چنانچہ یہ حدیث بھی بہ تیاری اوسی بات کی ہے اور یہ امر
بلیغ قابل ملاحظہ کے ہے کہ اس حدیث مین مطلق ذکر حضرت علیؑ کا نہین ہے
اور اس حدیث کی رو سے حضرت علیؑ تو ایک عوام صحابی مین داخل ہین کہ اس
حدیث کی رو سے تو معاویہ پر بھی اونکو کچھ فضیلت نہین ہے مگر خیریت یہ ہے کہ اس
حدیث مین کچھ قول خود حضرت نبی کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ حدیث صرف ایک
قول ابن عمرؓ پسر حضرت عمرؓ کا ہے تو متروک ہونا ذکر حضرت علی کا ایسے
صاحبزادہ سے حضرت عمرؓ کے عین قرین قیاس ہے اور یہ حدیث بھی خلاف
حدیث مندرجہ فصل ۵۲ کے ہے کہ اوسمین بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کے [illegible]
حضرت عائشہ کے ابوعبیدہ جراح مذکور ہین بہرحال شاہ عبدالحق صاحب [illegible]
حدیث کی شرح مین خود اسی ابن عمرؓ سے بروایت اہل [illegible] حدیث [illegible]
ہین کہ ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے کہا کہ ہم لوگ خیر الناس ابوبکرؓ کو [illegible]

بعد عمرؓ کو جانتے تھے اور یہ نسبت حضرت علیؑ کے کہا کہ علیؑ کو تین باتین ایسی تھین کہ اگر
اونمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی تو ہم اوسکو تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر سمجھتے
ایک یہ کہ حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو ساتھ حضرت علیؑ کے بیاہ دیا دوم یہ کہ
حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سوائے دروازہ علیؑ کے سوم یہ کہ حضرت
رسولؐ نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا اور اوسکے بعد
ابن عمرؓ۔ راوی اس حدیث نے کہا کہ یہ نسبت علیؑ کے ہمسے کچھ مت پوچھو اور کسی
شخص کو علیؑ پر قیاس مت کرو کہ حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا
سوائے دروازہ علی کے سو یہ بات ابن عمرؓ کے منہ سے آخر کو ایسی نکلی کہ جسکو کہتے
ہین حق برزبان جاری اور سوا اسکے یہ گستاخی ابن عمرؓ کی قابل لحاظ کرنے کے
ہے کہ اونسے اپنی تین آرزوؤن مین سے ذکر تزویج حضرت علیؑ با فاطمہ کا بھی کیا ہے
اور یہ کیا رذالت حوصلہ ابن عمرؓ کی ہے کہ یہ تینون حوصلہ اپنا اسطرحپر ذکر کرتا ہے
کہ اگر ان تین باتون مین سے کوئی ایک بات بھی اوسکو حاصل ہوتی تو اوسکو تمام
دنیا ما فیہا سے بہتر سمجھتا پس معاملہ و حوصلہ اس شخص کا صرف دنیوی امورات
تک معلوم ہوتا ہے اور بہتری عاقبت کی طرف اس شخص کا خیال نہین جاتا ہے
حالانکہ محبان و غلامان علی کے پاس تو تمنائے حصول دنیا کی کوئی چیز ہی نہین ہے
اور ہم حال حضرت علیؑ کا اس مقام مین زیادہ اس سے کیا لکھین کہ یہ ایک عجب شان
حضرت مولی علی کی ہے کہ قبائل بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سے جو حضرت رسولؐ
کراہت حسب حدیث مندرجہ فصل ۱۵ کے رکھتے تھے سو حضرت علی ان تینون قبیلے
سے علیحدہ تھے اور خلاف اوسکے تمام اوصاف محامد مین داخل ہین جیسے کہ خلفا
ثلثہ داخل اوصاف قریش و اصحاب عام و عشرہ مبشرہ و خلفا اربعہ یعنی چار یار کے

تھے تو ان سب صفتون مین حضرت علیؓ بھی داخل ہین اور علاوہ اوسکے صفات خاص
جو حضرت علیؓ کے ہین سوا اوسمین خلفاے ثلثہؓ داخل نہین ہین جیسے ہاشمی ہونا
اور پوتا عبد المطلب کا ہونا کہ اس صفت مین حضرت علی شامل حضرت نبی کے ہین
اور اسیطرح لقب پنجتن پاک اہلبیت یعنی نبیؐ و حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؑ و حضرت امام حسنؑ
و حضرت امام حسینؑ کا جو ہی سوا اوسمین بھی حضرت علیؑ شامل حضرت نبی کے ہین اور
لقب دوازدہ امام کا جو ہے سو حضرت علی اوسمین اول امام ہین اور چہاردہ معصوم
کا لقب جو کہ یہ بارہ امام اور حضرت نبی اور حضرت فاطمہ ملا کرکے ہی سو اوس لقب مین
حضرت علیؑ شریک حضرت نبی کے ہین پس باوصف ان سب حالات کے جو سُنی لوگ
حضرت علیؑ کو بدلیل خلافت ظاہری کے ایک آمی اخیر رتبہ کا سمجھتے ہین یہ کیسا ایمان ہے

فصل ۶۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مالاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ ما خلا ابی بکر فان لہ
عندنا یدًا یکافیہ اللہ بھا یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی
مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل
اللہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا
رسولخداؐ نے کہ ہمپر نہین نیکی اور احسان کسی شخص کا ہے کہ جسکا بدلا ہمنے نہین دیا ہو
سوائے ابوبکرؓ کے کہ اوسکو ہمارے ساتھ نیکی ہے کہ جسکا بدلا اوسکو خدا دیگا بروز قیامت
کے اور ہمکو نہین نفع دیا مال نے کسی شخص کے ابتک جیسا کہ نفع دیا مجھکو مال نے ابوبکرؓ
کے اور اگر ہم بناتے کسی شخص کو دوست تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خبردار رہو
کہ ساتھی تملوگون کا (یعنی کہ مین) دوست خدا کا ہی فقط اس حدیث کی صحت مین کچھ

عذر نہین ہو سکتا ہی کہ فی الواقع حضرت ابوبکر بڑی جان نثار اور یار غار حضرت نبی کے تھی

فصل ۶۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض وعن عمر رض قال ابوبکر سیدنا و خیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عمر رض سے کہ کہا اونے کہ ابوبکر رض سردار ہمارے ہین اور نیک ترین ہمارے ہین اور محبوب ترین ہمارے رسول اللہ کے پاس روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث مین کوئی قول حضرت رسول ص کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ ایک مجرد رائے حضرت عمر رض کی ہے اور یہ رائے اونکی تو ضرور ہونی چاہیے کہ اونہین کے اہتمام خاص سے تو حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے اور یہ قول حضرت عمر رض کا موافق اوس مثل مشہور کے ہے کہ من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگو۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت عمر رض نے حضرت ابوبکر رض کو خلیفہ بنایا سو اوسکا انعام بھی حضرت ابوبکر رض سے پایا کہ حضرت ابوبکر رض نے اپنے بعد حضرت عمر رض کو خلیفہ کیا ورنہ احادیث مندرجہ فصل ۱۴ سے محبوب تر ہونا حضرت علی ع کا رسولخدا ص کے پاس بروایت انس اور خود حضرت عائشہ کے ثابت ہو چکا ہی

فصل ۷۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض وعن ابن عمر رض عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر رض سے حضرت رسول ص سے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تو ساتھی میرا ہے غار مین اور ساتھی میرا ہے حوض کوثر پر روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ اس حدیث مین گفتگو کرنا کچھ زیادہ تر ضرور نہین ہے مگر یہ امر قابل ذکر کے ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۷ سے ظاہر ہو چکا ہی کہ حضرت رسولخدا نے دو چیز بھاری چھوڑی

ایک قرآن۔ اور دوم اہلبیت اور فرمایا کہ یہ دونون چیزین آپس سے جدا نہونگین تاوقت وارد ہونے اوپر حوض کوثر کے سوا سی تو طر پر ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے ظاہر حضرت ابوبکرؓ کو حوض کوثر تک پہونچایا ہے اور اگر اس ابن عمرؓ سے عبداللہ ابن عمر مراد ہو تو یہ وہ ذات بزرگ ہین جو کہ لطرف معاویہ کے ہوکر کے مالک اشتر جانب حضرت علی سے لڑے تھے۔

فصل ۱۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ رواہ الترمذی ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہین سزاوار ہے واسطے ایک قوم کے کہ جسمین ابوبکرؓ ہو یہ بات کہ امامت کرے اوس قوم کی کوئی شخص سوائے اوس ابوبکرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ہر گاہ حضرت ابوبکرؓ سن مین زیادہ تر اور سنیک خوار بزرگ تر قبیلہ قریش کے تھے اور حضرت علی اوسوقت کچھ اوپر تیئس برس کے تھے تو امامت نماز کرنا حضرت ابوبکرؓ کا خود بجا ہے مگر یہ اجازت امامت کی ہماری نزدیک کوئی دلیل خلافت کی نہین ہوسکتی ہے کہ اگر حضرت علیؑ خلیفہ اول ہوتے تو اوس حالت مین بھی امامت نماز حضرت ابوبکرؓ کی لطور موذنی حضرت بلال کے روا ہوتی جیساکہ حدیث مندرجہ فصل ۱۲ سے ظاہر کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو تشبیہ حضرت ہارون کی دیکر کے بوقت جانے غزوۂ تبوک کی خلافت خبرگیری اہل وعیال کی اور اجازت امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی تو اگر ابن مکتوم کو بذریعہ امامت نماز کے حضرت علی پر تفضیل نہو تو اوسیطرح پر یہ اجازت امامت نماز ابوبکرؓ کی بھی کوئی دلیل تحقیقہ

افضلیت حضرت ابو بکرؓ کی نہین ہو سکتی ہے اور شاہ صاحب جو اس مقام مین قول حضرت علیؑ کا ذکر کرتے ہین کہ جب حضرت رسول نے ابو بکرؓ کو امر دین مین ترجیح دیا ہے تو کون شخص ہے کہ امر دنیا یعنی خلافت مین ترجیح نہین دیگا سو یہ روایت صریح خلاف طلب خلافت کرنے حضرت علیؑ کے ہے چنانچہ خود شاہ صاحب نے بھی اس قول کو ایک مقام مین طرف عبد اللہ ابن مسعود کے منسوب کیا ہے۔

فصل ۲۷

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمر قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نتصدق ووافق ذلک عندی مالا فقلت الیوم اسبق ابابکر ان سبقته یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ابقیت لاهلک فقلت مثله واتی ابوبکر بکل ما عنده فقال یا ابابکر ما ابقیت لاهلک فقال ابقیت لهم الله ورسوله قلت لا اسبقه ابدا رواه الترمذی وابو داود

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونسے کہ حکم دیا ہم لوگون کو رسولخدا نے کہ خیرات کرین ہم لوگ اور موافق اس بات کے تھا میرے پاس مال پس کہا ہمنے دلمین کہ آج کے روز ہم سبقت لیجاینگے ابو بکرؓ پر اگر کوئی روز ہم سبقت کر... علیہ اوسپر کہا اوس عمرؓ نے کہ لائے ہم آدھا مال اپنا پس پوچھا رسولخدا نے کہ کیا باقی چھوڑا تونے واسطے اہل وعیال اپنے کے تب کہا ہمنے کہ برابر اوسکے یعنی آدھا مال ہم لائے اور آدھا مال واسطے اہل وعیال کے چھوڑ دیا اور لے آئے ابو بکر کل مال اپنا جو اونکا تھا تب پوچھا رسولخدا نے کہ ای ابو بکرؓ چھوڑا تونے واسطے اہل وعیال اپنے تب کہا ابو بکرؓ نے کہ باقی چھوڑا ہمنے واسطے اون لوگون کے خدا اور رسولخدا کو تب ہمنے اپنے دل مین کہا کہ ہم کبھو سبقت نکرینگے ابو بکر پر یہ روایت کی اسکو ترمذی اور

ابو داود

الی داؤد نے فقط البتہ یہ خیرات دونون بزرگون کی ادپر فضل اور بزرگی اون
لوگون کے گواہ ہین مگر اس خیرات کو کیا مقابلہ ہے ساتھ خیرات حضرت علیؑ کے کہ جو
تین روزہ بتقریب شکریہ صحت امامین علیہما السلام کے رکھا تھا اور حضرت علیؑ کے
پاس واسطے افطار کرنے روزہ کے کچھ نہین تھا تو حضرت علیؑ ایک صاع جو شمعون
یہودی سے قرضہ لائے اور حضرت فاطمہ اور حضرت فضّہ لونڈی نے اوس جو کو
کوٹ پیس کر کے شام تک پانچ ٹیکری روٹی کی بحساب پانچ آدمی گھروالون یعنے
حضرت علی اور حضرت فاطمہ بی بی اور حضرت فضّہ لونڈی اور دو صاحبزادگان
یعنی امام حسنؑ و امام حسینؑ کے تیار کی مگر اتفاق یہ ہوا کہ عین افطار کے وقت ایک
مسکین سائل پہونچا اور حضرت علیؑ نے وہ پانچون ٹیکری روٹی کی اوس سائل مسکین
کو دیا اور خود آپ مع تمام گھروالے پانی سے روزہ افطار کرکے فاقہ رہے اور باقی
دو روز بھی یہی اتفاق ہوا کہ ایک روز ایک یتیم آیا اور دوسرے روز ایک
قیدی آیا اور اوسیطرح پر وہ دونون روز پانچون ٹیکری روٹی کی دے دیا غرض
اسطرح سے تین روزہ برابر تین فاقہ کا رکھا کہ جسکی شکرگذاری قرآن شریف مین
بآیت ۸۔ سورۃ الانسان ویُطعِمُونَ الطَّعَامَ عَلیٰ حُبِّہٖ مِسکِیناً وَّیَتِیماً وَّاَسِیراً کے
مندرج ہے اور ظاہر ہے کہ اسطرح کا تین تین روزہ فاقہ کا گھربھر کے اور ہر روز
ساتھ ایک امتحان تازہ کے اور قرضہ کی روٹی فقیرون کو دیکر کے فاقہ اختیار کرنا
صرف خیرات و روزہ ہاے حضرت مسیحؑ سے مشابہ ہو سکتا ہے مگر بات یہی کہ حضرت
عمرؓ وغیرہ راویان حدیث اہل سنت کو کیا ضرورت اس بات کی ہے کہ فضل اہلبیت کو یاد کرتے

	فصل ۳۷	

اس فصل مین مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ سے تین حدیثین

یکجائی مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین ۔

حدیث نمبر ۱ ۔ وعن عائشۃ ان ابابکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا رواہ الترمذی ۔

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیقکہ ابوبکرؓ آئے حضرت رسولخداؐ کے پاس پس فرمایا رسولخداؐ نے کہ تو آزاد کیا ہوا خدا کا ہے آگ سے پس اوس دن سے نام حضرت ابوبکرؓ کا عتیق ہوا روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث بحق ابوبکرؓ بروایت حضرت عائشہ خود بیٹی اونکی ہے مگر اس حدیث مین جاے عذر نہین ہے اور شاہ صاحب جو اس حدیث کی شرح مین بروایت بعض لوگون کے لکھتے ہین کہ نام عتیق کا رکھا ہوا اونکی ماں کا ہے سو بطرف اس روایت کچھ التفات کرنا ضرور نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۲ ۔ وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمرؓ ثم اتی اہل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اہل مکۃ حتی احشر بین الحرمین رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہم اول اون لوگون کے ہین کہ زمین پھٹ کر لوگ نکلینگے تب ابوبکرؓ اوٹھینگے تب عمرؓ تس پیچھے ہم آوینگے مردگان اہل بقیع کو پس اوٹھائے جائینگے وہ لوگ ساتھ میرے تب انتظار کرینگے اہل مکہ کو یہانتک کہ اوٹھائے جائین ہم درمیان دونون حرم مکہ و مدینہ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث صریح موضوع اور بے معنے ہے اسواسطے کہ انبیاء سابق کا کچھ ذکر نہین ہے کہ اونکا حشر کس ترتیب سے ہوگا اور اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا بھی نہین ہے اور خصوصاً حضرت علیؑ کا ذکر چھوڑ دینا

ممین قرین قیاس ہے اسواسطے کہ یہ ابن عمر اگر عبد اللہ ابن عمر مراد ہون تو یہ وہ
ذات شریف ہین کہ جو بطرف معاویہ کی ہو کر کے جنگ صفین مین بمقابلہ حضرت علیؑ کے لڑتے تھے
حدیث نمبر ۵۲ سو عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اتانی جبرئیل
فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل منہ امتی فقال ابو بکر یا رسول اللہ وددت
انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اما انک یا ابا بکر
اول من یدخل الجنۃ من امتی رواہ ابو داؤد۔
ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ آئے ہمارے
پاس جبرئیل پس پکڑا ہاتھ کو میرے اور دکھلایا مجکو وہ دروازہ جنت کا کہ جس دروازہ
سے ہو کر کے داخل ہوگی اُمت میری پس کہا ابو بکرؓ نے کہ اے رسولخدا کے ہم چاہتے
ہین کہ ہم ہوتے ساتھ تیرے کہ دیکھتے ہم اوس دروازہ کو پس فرمایا رسولخدا نے
کہ خبردار رہو اے ابو بکرؓ کہ تم اول اون لوگون کے ہو کہ جو داخل ہونگے جنت کو
میری امت سے روایت کی اسکو داؤد نے فقط یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
کی نہین ہے اور سوائے اسکے راوی اس حدیث کے ابو ہریرہ ایک راوی ضعیف
ہین اور مضمون اس حدیث کا بے سیاق اور بے ربط ہے اسواسطے کہ ازروی اس
حدیث کے تمنا حضرت ابو بکرؓ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ساتھ حضرت رسول کے
وہ دروازہ جنت کا دیکھتے کہ جس دروازہ ہو کر کے مسلمان لوگ داخل ہونگے پس
یہ جواب کہ تم اول ہماری اُمت کے ہو کہ تم داخل ہو گے جنت کو بالکل خارج از سوال کے ہے

فصل ۴۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن عمر ذکر عندہ ابو بکر فبکی
وقال وددت ان عملی کلہ مثل عملہ یوماً واحداً من ایامہ ولیلۃ واحدۃ من

من لياليه اما ليلته فليلة سار مع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الى الغار فلما انتهيا
اليه قال والله لا تدخل حتى ادخل قبلك فان كان فيه شئ اصابني دونك
فدخل فكسحه ووجد في جانبه ثقبا فشق ازاره وسدها به وبقي منها اثنان
فالقمها رجليه ثم قال لرسول الله صلى الله عليه واله وسلم ادخل فدخل رسول
الله صلى الله عليه واله وسلم ووضع راسه في حجره ونام فلدغ ابوبكر في رجله
من الجحر ولم يتحرك مخافة ان ينتبه رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
فسقطت دموعه على وجه رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال مالك يا
ابا بكر قال لدغت فداك ابي وامي فتفل رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
فذهب ما يجده ثم انتقض عليه وكان سبب موته واما يومه فلما قبض
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ارتدت العرب وقالوا لا نؤدي زكوة
فقال لو منعوني عقالا لجاهدتهم عليه فقلت يا خليفة رسول الله
تألف الناس وارفق بهم فقال لي اجبار في الجاهلية وخوار
في الاسلام انه قد انقطع الوحي وتم الدين
اينقص وانا حي رواه رزين

ترجمہ روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ ذکر ہوا اونکے پاس ابوبکرؓ کا پس روئے عمرؓ
اور کہا کہ ہم یہ بات چاہتے ہین کہ کل عمل ہمارا ہوتا مثل عمل اونکے بابت ایک دن
کے اونکے روزون مین سے اور بابت ایک رات کے اونکی راتون مین سے لیکن
رات اونکی پس وہ ایک رات ہے کہ گئے وہ ابوبکرؓ ساتھ حضرت رسولخدا کے غار تک
پس ہرگاہ پہونچے وہ دونون آدمی اوس غار کو تب کہا اوس ابوبکرؓ نے حضرت رسول
کو کہ قسم خدا کی مت اندر جا تو اوس غار کے جبتک کہ در آوین ہم اوس غار مین پہلے تجھ سے

کہ اگر ہو اوسمین کوئی چیز تو اوسکا نقصان ہمکو پہونچے نہ تجھکو پس اندر گئے ابو بکرؓ
اور جھاڑ سو دیا اوس غار کو اور پایا اوسکے کنارہ مین سوراخون کو پس پھاڑا اپنے
پایجامہ کو اور بند کیا اوس کپڑے سے اون سوراخون کو اور باقی رہ گئی دو سوراخ
پس ڈالدیا ابو بکرؓ نے اپنے پاؤن کو اون دو سوراخون مین تب کہا حضرت رسولؐ
کو کہ اندر آئیے تب اندر گئے حضرت رسول اور رکھا اپنے سر کو اوس ابو بکرؓ کے
گود مین اور سو گئے حضرت رسول تب کاٹے گئے ابو بکرؓ اپنے پاؤن مین اوس
سوراخ سے اور نہین جنبش کی اوس ابو بکرؓ نے بخوف اس بات کی کہ کہین جاگ
اوٹھین حضرت رسول تب آنسو سب ابو بکرؓ کے گرے اوپر چہرہ حضرت رسولؐ کو
اب کہا حضرت رسولؐ نے کیا ہوا تجھکو ای ابو بکرؓ کہا اوس ابو بکرؓ نے کہ کاٹے گئے
ہم فدا ہون تجھپر باپ اور مای میرے پس تھوک لگا دیا حضرت رسول نے اور چلا گیا
وہ درد جو حضرت ابو بکرؓ اپنے مین پاتی تھے اور بعد اوسکے وہ زخم پھر لوٹ گیا اور
وہی زخم سبب موت ابو بکرؓ کا ہوا اور لیکن عمل ایک دن کا اوسکے یہ ہے کہ جب
انتقال کیا حضرت رسولؐ نے تو مرتد ہوگئے عرب لوگ اور کہا اون لوگون نے کہ
نہین دینگے ہم لوگ زکوٰۃ کو تب کہا ابو بکرؓ نے کہ اگر روک رکھین وی لوگ زکوٰۃ کو
ایک بکری یا ایک سالہ اونٹ کے تو ہر آئینہ اوس بات پر ہم جہاد کرینگے اون
لوگون سے پس کہا ہمنے ای خلیفہ رسول خدا کے تالیف قلوب کرو اون آدمیون سے
اور نرمی کرو ساتھ اون لوگون کے تب جواب دیا ابو بکرؓ نے مجکو ایا جبار تھے جاہلیت
مین اور ذلیل رہو گے اسلام مین تحقیقکہ بات یہ ہی کہ منقطع ہوئی وحی اور پورا
ہوا دین سو کیا ناقص ہوگا وہ دین درحالیکہ مین زندہ ہون روایت کی اسکو
نذرین نے فقط شک نہین کہ یہ قصہ حضرت ابو بکرؓ کے رفاقت غار کا ایک بڑا امر عظیم

ہے اور ایک تصرف عجیب اس قصہ کا اتبک موجود ہی کہ راقم کو منشی اشرف عالم مرحوم و شیخ بشارت اللہ وغیرہ چند آدمیون سے اطلاع ہے کہ وہ لوگ اسی قرب و جوار منیر وغیرہ کے رہنے والے تھے اور وہ لوگ صدیقی شیخ بعد غاری کہلاتے ہین سوا اونکو اثر سانپ کاٹنے کا کچھ نہین ہوتا ہے اور اونکا چھوٹا چھوٹا لڑکا بھی سانپ سے نہین ڈرتا ہے مگر فصل ۱۶ سے اس فصل ۲۷ تک جو سولہ حدیثین مناقب خاص حضرت ابوبکرؓ کی ذکر ہوئین سوا اوس سے کچھ مقابلہ حضرت ابوبکرؓ کا ساتھ حضرت علی کے نہین پایا جاتا ہے اور حال یہ ہے کہ عمرو ابن عاص اور ابن عمرؓ اور حضرت عمرؓ اکثر راویان احادیث مناقب لبشان ابوبکرؓ کے وہی لوگ ہین کہ جنکے اہتمام سے برخلاف وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و سفینہ نوح و حدیث ثقلین وغیرہ کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے مصرعہ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ ✤ اور عرب لوگ جو مرتد ہو کر زکوۃ نہین دیا چاہتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے تہیہ لڑائی کرنے کا ظاہر کیا سو البتہ یہ بات اونکے عزم اور بُردلی کو دکھلاتی ہے مگر یہ عزم و استقلال بمقابلہ اوس عزم و استقلال حضرت علی کے کیا چیز ہے کہ جنگ احد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئے تھے اور صرف حضرت علی اور دوسرے دو آدمی ساتھ حضرت رسول کے رہ کر کے لڑتے رہے کہ اوسی روز سے لقب حضرت علی کا کرار غیر فرار ہوا اور قول لا فتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار کا اونکی شان مین کہا گیا اور اگر یہ کہا جاوے کہ سُنّی کا اصل مذہب یہ ہی کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ قطعاً اور حضرت عثمانؓ ظناً حضرت علیؓ سے افضل تھے اور یہ کہ معاویہ و یزید وغیرہ تا ولید ابن عبد الملک خلفاے دوازدہ گانہ کے لوگ ہین اور یہ کہ اصل سُنّی کوئی شخص نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ حضرت علی اور اولاد فاطمہ سے کچھ عداوت نہین

رکہتا ہو اور یہ کہ سنّی پر لازم ہے کہ جہانتک ہوسکے توہین شان علی مین کوشش کرے تو اوسکے جواب مین ہم یہ کہینگے کہ ایسا سُنّی ہونا اور روح پاک نبی سی روز قیامت مین شرمندگی لینا ہمکو منظور نہین ہے اور باظہار جوش اعتقاد ساتھ حضرت علی کے اس مقام مین ایک غزل راقم کی لکھی جاتی ہے۔

غزل منقبت حضرت علی علیہ السلام لراقمہ

علیؑ مرتضیٰ داری ازین بہتر چہ میخواہی
وصی مصطفیٰ داری ازین بہتر چہ میخواہی

محبت مرتضیٰ ہستی زجام فیض او ستی
گذشتی از ہمہ پستی ازین بہتر چہ میخواہی

[illegible]ت بر مرتضیٰ مائل شدی از غیر او غافل
ترا ایمان شد کامل ازین بہتر چہ میخواہی

علی باشد ترا رہبر رساند او بہ پیغمبرؐ
بگیرد دست در محشر ازین بہتر چہ میخواہی

علی افضل دہم اولی الیقین دان از ہمہ اعلیٰ
کہ او شد بر ہمہ مولی ازین بہتر چہ میخواہی

بحب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم
بدین سیرے ہمین ائم ازین بہتر چہ میخواہی

تو آزادی چہ آسایش نہ گوئی قول بالا ایر
علیؑ باشد بہ بخشایش ازین بہتر چہ میخواہی

فصل ۷۵

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عمرؓ کے مذکور ہوتے ہین مگر قبل نقل کرنے اون حدیثون کے اس بات کا ذکر مناسب ہی کہ احادیث مندرجہ فصل ۱۴ سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علیؑ کا ثابت ہو چکا ہی اور شاہ عبد الحق صاحب اون حدیثون کے شرح مین لکھتے ہین کہ درمیان احب خلق اللہ ہونے اور افضلیت بنظر کثرت ثواب کی کچھ منافات نہین ہی یعنی کہ علمای اہل سنت کو بڑا تکیہ اس بات پر ہے کہ ہرچند حضرت علی احب خلق اللہ ہون مگر

حضرت ابو بکر و عمر بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی سے افضل ہین سو احادیث
متعلق مناقب حضرت ابو بکرؓ سے کچھ افضلیت حضرت ابو بکر کی پائی نہین جاتی ہے
پس افضل ہونا حضرت عمرؓ کا جو یقیناً درجہ اونکا بعد حضرت ابو بکرؓ کے ہی کیونکر ثابت
ہوگا اور یہ دعوی افضلیت بنظر کثرت ثواب کا محض ایک تمہید باطل ہے اسواسطے
کہ افضلیت اون لوگون کی جو حضرت علی پر ہو سو واسطے اوس بات کی کچھ اسباب
ضرور ہے مثلاً نسب کا عالی ہونا سو اوس نسب کا حال یہ ہی کہ یہ دونون صاحب
اگر قریشی تھے تو حضرت علی کو اوس قریشی ہونے مین خصوصیت زیادہ تر یہ ہے
کہ حضرت علی ہاشمی بھی تھے اور مثلاً اسباب افضلیت مین سے قرابت با رسولؐ
البتہ ایک شرف خاص ہے سو اوس شرف مین حضرت علیؑ تمام صحابہ سے مخصوص تر
تھے کہ حضرت علی اپنے چچا زاد بھائی حضرت رسولؐ کے تھے اور حضرت فاطمہؓ دختر
عزیز رسولؐ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے ہوا اور ایک سبب عمدہ افضلیت کا علم
بھی ہے کہ اسمین حضرت علی از روی حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابھا مندرجہ فصل ۲
کے دیگر تمام صحابی سے تمام تر ممتاز تھے اور اسباب افضلیت مین سے مثلاً عبادت
در روزہ و نماز اور صبر و حلم و سخاوت و شجاعت وغیرہ اوصاف ذاتی ہے سو ان
اوصاف ذاتی مین کون شخص مقابل علیؑ کا ہو سکتا ہے پس افضلیت خیالی نظر
کثرت ثواب کے جو ایک مضمون طبعزاد سنیون کا ہے کس جانور کا نام ہے اور
کیا قصور حضرت علیؑ کا دیکھا گیا کہ وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و موسی اور سفینہ
نوح اور آیت تطہیر اور آیت مباہلہ و حدیث ثقلین وغیرہ کی تہ و بالا کر دگئی اور ہم
چاہتے ہین کہ اس مقام مین ایک کیفیت مجمل حضرت عمرؓ کی لکھی جاے کہ جس سے معلوم
ہو کہ در اصل وہ کس قسم کے آدمی تھے سو اس بات کی لکھنے مین ہم بہت متحیر ہین

کہ کیا لکھین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سختی اور خودسری اونکی ایک صفت خاص ہے جیساکہ روزہ رمضان پر نماز تراویح کو لازم کر دیا سو اگرچہ بقول مشہور رمضان نیکشد تراویح میکشد کے یہ التزام تراویح کا سختی سے خالی نہین ہے مگر اس فعل سے ایک رغبت خاص عبادت کی پائی جاتی ہے اور یہ امر باعث رواج حفظ قرآن کا ہوا کہ اسی سبب سے حُفّاظ قرآن عموماً درمیان سنیون کے پائے جاتے ہین اور اسیطرح حرام کرنا متعہ کا بھی بلفظ وانا احرمہا کے کہ بہ نسبت اوسکے قرآن مین کوئی آیت ناسخ نہین ہے خالی از سختی نہین ہے اسواسطے کہ خود حضرت عمرؓ کو درحقیقت کچھ اختیار حلال کرنے حرام کا اور حرام کرنے حلال کا نہین تھا اور بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ بنظر حضر اور سفر مجاہدین عرب کی جو متعہ یعنی نکاح موقت و میعادی جائز ہوا تھا سو وہ ضرورت حضرت عمرؓ کے وقت مین باقی نہین رہی ہوگی اور البتہ ایسے نکاح میعادی کا مسدود ہونا کہ جسمین کچھ حد چار عورت مثنیٰ و ثلاث ورباع کی بھی نہین ہے بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور کاش اگر اسیطرح پر بدلیل آیت فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ کے یعنی کہ اگر خوف کرو کہ عدل نہ کرسکوگے تو ایک جورو کرو و بدلیل آیت خلقنا کم ازواجا کے یعنی کہ خدا نے بنایا جوڑا جوڑا حضرت عمر تعدد ازواج کو بھی حرام کردیتے تو بہت خوب ہوتا کہ درحقیقت تعمیل عدالت درمیان متعدد جوروؤن کے بہت دشوار ہے اور اگر ایسا ہوتا تو تمام فسادات خانگی سے نجات ہو جاتی اور نسل اُمراے مسلمانان کی پست ہمت و تنگ حوصلہ نہین ہوتی اور حضرت عمرؓ کی خودسری سے یہ امر بھی کچھ دور نہین تھی اور کتب خانہ اسکندریہ مصر کا جلا دینا بھی ایک فعل وحشیانہ ہے کہ اگر بعد اوسکے بزمان خلافت عباسیہ کے عربی مین زبان لاطینی و یونانی سے علم نہین پہونچتا تو کیا حال جہالت مسلمانون کا

ہوتا اور اسیطرح پر دیگر احکام حضرت عمرؓ سے بھی اپنے اپنے موقع پر سختی پائی جاتی ہی
اور زیادہ تر یہ ہی کہ زمان مرض الموت حضرت نبی سے حضرت عمر تمام تر اہلبیت نبی سے
علیحدہ و سرِ خود ہو گئے کہ جب حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے
لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالباً وہ وصیت واسطے تحریر کردینے وصیت زبانی
خم غدیر نسبت حضرت علی کے ہوگی کہ اوس بات کو حسبکم کتاب اللہ کہکر کے
ٹال دیا اور اگر حضرت عمرؓ بڑے سچے تھے تو صرف حسبکم کتاب اللہ نہین کہتے
بلکہ حسبکم کتاب اللہ وعترۃ الرسول کہتے اسواسطے کہ قرآن و عترت اہلبیت ازروے
حدیث مندرجہ فصل ۲۷ کے ایک ساتھ ہین اور جبتک حضرت علی کفن و دفن مین
حضرت رسول کے مصروف تھے تو اسی عرصہ مین فرصت پاکر حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا
اور بہ تحکم حضرت علی کو واسطے بیعت کرنے کے طلب کیا اور رسم تعزیت ماتم پرسی کی ساتھ
دختر رسولؐ کے کچھ بجا نہین لائے اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابو الفداء حاکم
شام کے کہ جسپر کچھ احتمال شیعی ہونے کا نہین ہو سکتا ہی یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ حضرت عمرؓ واسطے جلانے گھر فاطمہؑ کے ہاتھ مین آگ لیکر کے گئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ
سے یہ حکم پایا تھا کہ اگر علی بیعت نکرین تو علی اور ہمراہیان کو اونکے فاطمہ کے گھر سے
نکالدیا جاوے تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے
زن و شو مین جدائی کراتے تھے اور سب سے زیادہ تر یہ بات ہی کہ واسطے عقد کلثوم
شش سالہ دختر حضرت علی کے بہت جبر کیا اور کلثوم کو منگوا کرکے اپنے زانو پر بٹھلایا
اور بوسہ لیا اور اوس چھ برس کے لڑکی کو سکھلایا کہ وہ یہ بات کہے کہ وہ واسطے
بیاہ کے عمرؓ سے راضی ہے اور اس بات کا بھی بندوبست ہوا کہ باوصف موجود
رہنے حضرت علی باپ اوس دختر شش سالہ کے ابن عباس چچیرے چچا اوس لڑکی کے

ولی بنکر کے اپنی وکالت سے نکاح اوس لڑکی کا پڑھا دین اور علاوہ اسکے حضرت ابوبکر
نے جو ایک نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا حضرت فاطمہ کو دیا تہا سو وہ کاغذ بھی
حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ سے لیکر کے چاک کر دیا غرض اگر ایسی ہی اعمال پر افضلیت
بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی پر ہو تو اس بات کا کیا جواب ہی مگر بات اسقدر ہے
کہ جب حضرت علی نے طوعاً و کرہاً بیعت حضرت عمرؓ کی کسی طرح پر کر لی اور خلافت
عمرؓ مین مشیر و وزیر رہے اور اونکے پیچھے نماز پڑھا کئے اور تقیہ ہمارے نزدیک درست
نہین ہے تو خاص صحت خلافت حضرت عمر مین ہمکو کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے کہ
یہ خلافت درحقیقت واسطے اجرای دین وجہاد و اخذ زکوٰۃ وغیرہ کے تہی سو فی الحقیقت
حضرت عمرؓ واسطے اس کام کے بہت موزون تھے کہ فتوحات دہ سالہ اونکے وقت کے
تا شام ومصر و ایران وغیرہ کے ایسی ہوے کہ جو باقرار مورخان انگریزی کے رومیون
نے پانچ سو برس مین بھی ایسے فتوحات متواتر و وسیع حاصل نہین کئے تھے اور حضرت
علی ہونہ حضرت مسیحؑ کے اگر خلیفہ ہوتے تو رائے مستر گبن مورخ دہریہ کے بہت
درست معلوم ہوتی ہے کہ دین اسلام عرب کا تھوڑے روز مین عرب ہی مین ختم
ہو جاتا اسواسطے کہ حضرت علیؑ پر کیفیت فقر و ریاضت وغیرہ کی بہت غالب تھی
اور علاوہ اسکے وحوش عرب جو کہ زیر حکم خالد سیف اللہ و ابو عبیدہ بن جراح کے حضرت
عمرؓ کو ہاتھ لگے سو یہ سب لوگ جو قبیلہ ہاشمی سے بالطبع گریزان تھے حضرت علی
ہاشمی سے حسب تصریح مندرجہ فصل ۲۹ کے علیحدہ ہو جاتے۔ بیت

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ؛ کبوتر با کبوتر باز با باز +

اور سب دروازے اور لوگون کے بند ہو کر کے صرف دروازہ مکان حضرت علی
جانب مسجد نبوی کا کھلا رکھا گیا اور حضرت ابو بکرؓ کو اجازت کھلے رکھنے ایک

روزن دیوار کے ہوئی اور حضرت عمرؓ کی درخواست کرنے پر حکم نبوی ہوا کہ دیوار عمرؓ
مین ایک روزن بقدر ایک ناکہ سوئی کے بھی نہین چھوڑا جاے تو اس حال سے
بھی فرق مراتب ہر ایک شخص کا ظاہر ہوتا ہے اور اصل حال یہ ہی کہ اگر ہم شیعی
ہوتے تو سختی وغیرہ حالات حضرت عمرؓ کو دکھلا کے اونکی بے حقیقتی ثابت کرنے
ہمیں بہت آسان ہوتی مگر مشکل یہ ہی کہ اونکی خلافت کو باوصف ان سب سختیون کے
ہم تسلیم کیا چاہتے ہین اور اس بات کی معذرت مین سواے اسکے ہم کیا کہسکتے ہین
کہ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ سو حال اوسکا یہ ہی کہ حضرت عمرؓ بلا مشورہ
حضرت علی کے کوئی فصل خصومات نہین کرتے تھے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا ہی
کہ قضیۃ ولا اباحسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے اور ابو الحسن یعنی علی واسطے فیصلہ اوسکے
نہین ہے اور یہ بھی ایک قول حضرت عمرؓ کا ہے لولا علی لھلک عمر یعنی اگر نہوتے
علی تو ہلاک ہوتا عمرؓ اور ایک قول یہ ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہ من زمان لیس فیہ علی
یعنے پناہ مانگتے تھے عمر ایسے ایک زمانہ سے کہ جسمین علی نہون اور حضرت علی کا ہم عجب
حال دیکھتے ہین کہ طلب حق خلافت اپنا بخوبی کیا جو شرعی حکم ہے اور جب لوگون نے
اوس طلب حق کو ٹال ٹول دیا تو حضرت علی اپنے کار عبادت مین مصروف ہوگئے اور
ابو سفیان نے جو وعدہ بھر دینے وادی عرب کا حمایت علی مین سواران و پیادہ سے کیا
تو حضرت علیؑ نے صاف کہدیا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب
اسلام مین بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو سو ہم ابو بکرؓ کو شائستہ اس کام کا جانتے ہین
اور بعد قتل حضرت عثمان کے طلحہ و زبیر سے کہا کہ تم دونون مین سے جو کوئی چاہے
خلیفہ ہو کہ ہمکو خلافت سے کچھ غرض نہین ہے بہر حال اب چند احادیث بشان
حضرت عمرؓ حسب تفصیل ذیل مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین۔

حدیث نمبر ا

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلے الله علیہ والہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یك فی امتی احد فانہ عمر متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا اوس ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ تحقیقکہ امتہائے سابق مین محدث لوگ یعنی الہامی لوگ تھے پس اگر کوئی شخص محدث ہو میری امت مین تو وہ عمرؓ ہے متفق علیہ فقط البتہ حضرت عمرؓ ایک بڑے صاحب حوصلہ آدمی تھے مگر ہر بار رائے صائب کا ہونا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ حدیث مندرجہ فصل ہٰذا سے ظاہر کہ جب عرب لوگ سنہ ابتدائے خلافت حضرت ابوبکرؓ مین مرتد ہو کر زکوٰة کا ادا کرنا بند کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے صلاح دی کہ تالیف قلوب کیجائے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر عقال یعنی گوسپند یا شتر ایک سالہ کی بھی زکوٰة نہین ادا ہوگی تو جہاد کیا جائیگا اور اتفاقاً وہی رائے حضرت ابوبکرؓ کی صواب پر تھی کہ اوسی تقریب مین استیصال مسیلمہ کذاب وغیرہ تمام سرکشان عرب کا ہوگیا۔

حدیث نمبر ۲

وعن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول الله صلے الله علیہ والہ وسلم وعندہ نسوة من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیة اصواتھن فلما استاذن عمر قمن فبادرن الحجاب فدخل عمر ورسول الله یضحك فقال عمر اضحك الله سنك یا رسول الله صلے الله علیہ والہ وسلم فقال النبی صلے الله علیہ والہ وسلم عجبت من ھولاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتك ابتدرن الحجاب قال عمر یا عدوات انفسھن اتھبننی ولا تھبن رسول الله صلے الله علیہ والہ وسلم

قلن نعم انت افظ واغلظ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ایہ یا ابن الخطاب
والذی نفسی بیدہ مالقیک الشیطان سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک متفق
علیہ وقال الحمیدی زاد البرقانی بعد قولہ یا رسول اللہ ما اضحکک

ترجمہ اور روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اونے
کہ اجازت چاہی عمر ابن خطاب رض نے حضرت رسول کے پاس آنے کی
اور اوس رسول کے پاس عورتین تہین قریش کی جو کہ بات کر رہی تہین اوس رسول
سے اور زیادہ مانگتی تہین حضرت سے بلند کئے ہوئے اپنی آوازون کو پس جبکہ
اندر جانے کو چاہا عمر رض نے تو اوٹھ کھڑی ہوئین وہ عورتین اور دوڑ گئین اندر
پردہ کے پس پہونچے عمر رض اور حضرت رسول ص ہنس رہے تھے پس کہا عمر نے خندان
رکھے اللہ تیرے دانتون کو اے رسول اللہ پس کہا حضرت نبی نے کہ ہمکو تعجب
ہوا ان عورتون سے جو کہ میرے پاس تھین کہ جب سُنا اونھون نے تیری
آواز کو تو بھاگ گئین پردہ مین تب کہا عمر رض نے اے دشمنان اپنی ذاتون کی آیا
ہیبت رکھتی ہو تم سب مجھسے اور نہین ہیبت رکھتی ہو رسول سے تب کہا اون
عورتون نے کہ ہان کہ تو درشت خو تر اور سخت تر ہے پس کہا رسولخدا نے ہان
زیادہ کر اے ابن خطاب قسم ہے اوس شخص کی کہ جان ہماری اوسکے ہاتھ مین ہے
کہ نہین ملاقات کیا تجھسے شیطان نے کہ جاتا ہو تو ایک رستے کو اب تک مگر یہ کہ چلا
گیا شیطان ایک راستے کو تیرا راستا چھوڑ کر متفق علیہ اور کہا حمیدی نے کہ زیادہ
کیا برقانی نے بعد قول عمر رض یا رسول اللہ کے ما اضحکک کو یعنی کس چیز نے ہنسایا تجھکو
فقط اس حدیث سے کوئی بات فضیلت حضرت عمر رض کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے
بلکہ ایک درشت خوئی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر اس فصل مین مذکور ہوا اور اگر حضرت

رسول کے ایام صحت تک حضرت عمرؓ تمامتر راہ راست پر ہون تو عین قرین قیاس ہے
اسواسطے کہ تغیر حضرت عمرؓ کا زمان مرض الموت حضرت نبی سے دیکھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من ھذا قالوا ھذا بلال ورأیت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا قالوا لعمر بن الخطاب فاردت علیہ ان ادخل فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی انت وامی یا رسول اللہ اعلیک اغار متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ داخل ہوے ہم جنت مین پس ناگاہ ملاقات ہوئی رمیصا زن ابوطلحہ سے اور سنا ہمنے ایک آواز پاؤن کو پس پوچھا ہمنے یہ کون شخص ہے لوگون نے کہا یہ بلال ہے اور دیکھا ہمنے ایک کوٹھے کو کہ جسکے صحن مین ایک لونڈی تھی پس پوچھا ہمنے کہ کسکے لئے یہ مکان ہے تب لوگون نے کہا کہ واسطے عمر ابن الخطابؓ کے ہے پس چاہا ہمنے کہ اندر جائین اوس مکان کے اور دیکھین اوس مکان کو پس یاد کیا ہمنے غیرت یعنی رشک کو تیرے پس کہا عمرؓ نے میرے ماباپ سے تجھپر فدا ہون اے رسول اللہ کیا تجھپر ہم رشک کرتے متفق علیہ

فقط اس حدیث سے صرف بشارت جنت کی واسطے حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتی ہے مگر اس سے کوئی فضیلت حضرت عمر کی حضرت علیؑ پر پائی نہین جاتی کہ حدیث مندرجہ فصل ۶۴ سے تو مشتاق ہونا خود جنت کا واسطے حضرت علیؑ اور عمار اور سلمان کے معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث سے بھی رشکی مزاج ہونا حضرت عمرؓ کا ظاہر ہے۔

حدیث نمبر ۴

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم بینما انا قائم رایت الناس یعرضون علےّ وعلیہم قمیص منہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما دون ذلک وعرض علی عمر ابن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا فما اولت ذلک یا رسول اللہ قال الدین متفق علیہ۔ ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا کہ دیکہا مین نے آدمیون کو پیش کئے جاتے ہماری پاس اور اون لوگون پر قمیص ہے کہ بعض اونکے سینہ تک پہونچتے ہین اور بعض اونکے اوس سے نیچے ہین اور پیش کئے گئے میرے پاس عمر ابن الخطاب اور اونپر قمیص تہی کہ جو زمین تک کہنچی تہی تب لوگون نے پوچہا کہ کیا تاویل کی آپ نے اس بات کی اے رسولخدا کے تب فرمایا اوس رسولخدا نے کہ دین متفق علیہ فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچہ حاجت راے دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۵

وعن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یقول بینما انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا دیا گیا مجہکو ایک پیالہ دودہ کا پس پیا ہمنے اوس دودہ کو یہانتک کہ دیکہتا ہون مین سیرابی کو نکلتے ہوی میرے ناخنون تک تب عطا کیا ہمنے فاضل دودہ کو اپنے عمر ابن الخطابؓ کو تب پوچہا لوگون نے کہ کیا تاویل اوسکی آپ نے کی اے رسولخدا کے تب فرمایا آپ نے کہ علم متفق علیہ فقط یہ حدیث

ابن عمر

ابن عمرؓ یعنی پسر حضرت عمرؓ سے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہی بہر حال اس حدیث کے صحت مین کچھ جاے عذر نہین ہی مگر یہ بات قابل لحاظ رکہنے کے ہے کہ یہ حدیث نسبت علم حضرت عمرؓ کی مقابل حدیث علم نسبت حضرت علی بعبارت انا مدینۃ العلم و علی بابہا وحدیث القران مع علی وعلی مع القران کے نہین ہے۔

حدیث نمبر ۶

وعن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول بینا انا نائم رایتنی علی قلیب علیہ دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذہا ابن ابی قحافہ فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ ثم استحالت غربا فاخذہا ابن الخطاب فلما ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن وفی روایۃ ابن عمرؓ اخذہا ابن الخطاب من ید ابی بکر فاستحالت فی یدہ غربا لم ار عبقریا یفری فریہ حتی روی الناس وضربوا بعطن متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تھا دیکھا مین نے اپنے کو اوپر ایک کوئے کہ اوپر اوسکے ایک دلو یعنی ڈول تھا پس نکالا مین نے اوس کوئے سے جسقدر کہ چاہا خدا نے تب لیا اوس ڈول کو ابن ابی قحافہ نے پس نکالا اوسنے اوس کوئے سی ایک ڈول یا دو ڈول پانی درحالیکہ اوسکے پانی نکالنے مین ایک ضعف تہا اور اللہ معاف کرے اوسکے ضعف کو تب ہوگیا وہ ڈول ایک موٹ پانی کھینچنے کا تب لیا اوسکو ابن خطابؓ نے پس نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی کو کہ پانی کھینچتا ہو بطور پانی کھینچنے عمرؓ کے یہانتک کہ لوگ درست بیٹھے گھاٹ پر اوس کرنے سے اور روایت مین ابن عمرؓ کے ہی کہ بعد اوسکے سے لیا اوس ڈول کو ابن خطاب نے ہاتھ سی ابوبکرؓ کے پس ہوگیا

وہ ڈول ہاتھ مین اوس ابن خطاب کے ایک موٹ پس نہین دیکھا مین کسی قوی آدمی
کو کام کرتے ہوئے مثل کام کرنے اوس ابن خطاب کے یہانتک کہ سیراب ہوئے
آدمی لوگ اور درست بیٹھے آب خور یعنی گھاٹ پر اوس کوئی کے متفق علیہ فقط
حدیث نمبر ۳- سے اس حدیث نمبر ۶- تک سب روایات خواب حضرت رسولخدا
کے ہین اور راوی حدیث ہذا کے ابوہریرہ ایک راوی ضعیف اور ابن عمر خود
صاحبزادہ حضرت عمرؓ کے ہین اور ان احادیث سے کچھ فضیلت ذاتی حضرت عمرؓ
کی حضرت علی پر ظاہر نہین ہوتی ہے مگر صرف یہ امر کہ حضرت عمر بالطبع قوی المزاج
تھے سو بملاحظہ حالات زمانہ خلافت اونکی اس بات مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہے
اسواسطے کہ اونکی خلافت مین ظاہری دین اسلام خوب قوی ہوا اور ایران اور مصر
اور شام تک ظاہری دین اسلام خوب پھیل گیا اور قید ظاہری دین اسلام کی
بدین غرض ہے کہ نومسلمان لوگون نے مصر اور عراق اور شام کے جو کچھ فسادات کہ قتل
عثمان اور جنگ جمل اور صفین وغیرہ مین کیا سو خود کفار مطلق سے بھی وہ سب فسادات نہین ہوسکی

حدیث نمبر ۷

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ جعل
الحق علی لسان عمر وقلبہ رواہ الترمذی وفی روایۃ ابی داود وعن ابی ذر قال ان
اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول ـــ ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ
سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے جاری کیا حق کو اوپر زبان
عمر اور دل اوس عمرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت مین ابوداود کے
ابوذر سے ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے رکھا حق کو اوپر زبان عمرؓ کے
جو جو بات کہتا ہے ساتھ اوس زبان عمرؓ کے فقط ہر چند یہ حدیث بروایت ابن عمر

پسر خود حضرت عمرؓ کے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھہ لکھا گیا ہی مگر چونکہ اس کتاب سی صرف غرض اسقدر ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کچھہ تفضیل حضرت علی پر نہین ہے اور فضائل خاص حضرت ابوبکر و عمرؓ سے کچھہ انکار نہین ہو سکتا اسواسطے صحت مین اس حدیث کے کچھہ حاجت عذر کرنے کی نہین ہے مگر اسقدر قابل یادر کہنے کے ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۶۰ سے دعا حضرت رسولؐ کی بحق حضرت علی کے اس بات کی ہے کہ اے اللہ گردش دے حق کو ساتھ علی کے جہان پر کہ وہ پہرے اور حدیث فصل ۵۰ مین حدیث النظر الی وجہ علی المحبۃ عبادۃ بروایت حضرت ابوبکرؓ واقع ہے یعنی کہ محبت سی نظر کرنا بطرف چہرہ علیؑ کے عبادت ہی پس کسی فضیلت دیگر صحابی کو حضرت علیؑ سے کچھہ مقابلہ نہین ہو سکتا اور حسب فحوائے اس حدیث کے شعر ناسخ کا کیا خوب ہے

بیت

ہم اوس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد — خدا کا جسپہ بشر اشتباہ کرتے ہین

حدیث نمبر ۸

وعن علی رضی اللہ عنہ قال ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونے کہ نہین دور سمجھتے تہی ہم لوگ اس بات کو کہ کلمہ تسکین کا نطق کرتا ہی اوپر زبان عمرؓ کے روایت کی اسکو بیہقی نے دلائل النبوۃ مین فقط اگر یہ حدیث حضرت علی سے صحیح ہو تو اس بات کے تسلیم کرنے مین کیا عذر ہے کہ ہمکو تقلید جملہ اقوال و افعال حضرت علیؑ کی واجب ہی اور حضرت عمر عام معاملات مین جو ستیا نہ تھے سو اس بات مین کچھہ عذر نہین ہو سکتا مگر درشت خوئی بہی ایک صفت خاص اونکی تہی یہانتک کہ جب حضرت علیؑ نے ابوبکرؓ کو بعد انتقال حضرت فاطمہ کیواسطے

بیعت لینے کے گھر مین بلایا تو ساتھ اونکے یہ بات بھی کہلا بھیجے کہ ساتھ ابو بکرؓ کے عمرؓ نہ آوین کہ اوس عمرؓ سے ہمکو کراہت ہی سو اوسی طرح پر بتقلید حضرت علیؓ کے کہ وہ ارشاد کراہت کا بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور ہر گاہ حدیث مین اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم واقع ہے یعنی کہ اصحاب رسولخدا کے مثل ستارون کے ہین کہ جس سے اقتدا کیجاے سو اوس سے روشنی مل سکتی ہے پس اگر راقم حروف کو تمامتر اقتدا ساتھ حضرت علیؓ کے ہی تو کچھ سنیون کو جاے تعرض ہمسے نہین ہے اور شعر ناسخ کا بہت موافق اعتقاد راقم کے ہے — بیت

اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ ؛ ایک سے کام ہی دو چار سے کچھ کام نہین

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال اللھم اعز الاسلام بابی جہل بن ھشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم فاسلم ثم صلے فی المسجد ظاھراً رواہ احمد والترمذی ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے حضرت نبی سے کہ فرمایا اوس نبی نے کہ ای میرے اللہ عزت دے تو اسلام کو ساتھ ابی جہل ابن ہشام کے یا ساتھ عمر ابن خطابؓ کے پس صبح کی حضرت عمرؓ نے اور سویرے آئے حضرت نبی کے پاس اور مسلمان ہوے تب نماز پڑھی مسجد مین ظاہر طور پر روایت کی اسکو احمد و ترمذی نے فقط حضرت عمرؓ بالطبع ایک قوی دل آدمی تھے اور شک نہین ہی کہ اونکے اسلام سے قوت دین اسلام کی بڑھنے لگی —

حدیث نمبر ۱۰

وعن جابر قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

یقول ما طلعت الشمس علے رجل خیر من عمر رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسنے کہ کہا عمرؓ نے ابو بکر کو اے بہترین
آدمیان بعد رسول خدا کے تب کہا ابو بکرؓ نے خبردار رہ کہ تحقیقکہ اگر تو اس بات کو
کہتا ہی تو ہمنے سنا ہی پیغمبر خدا کو کہتے ہوے کہ نہین طلوع کیا آفتاب نے اوپر کسی
ایک مرد کے کہ جو بہتر ہو عمرؓ سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
غریب ہی فقط چونکہ خود ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے تو کچھ حاجت
زیادہ رد و کد کرنے کی اس حدیث مین نہین ہے ورنہ اصل حال یہ ہی کہ جب
حضرت عمرؓ آپے کو درکے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا اور بطرف کفن دفن حضرت رسول
کے متوجہ نہین ہوے اور حضرت عمر کو خلیفہ ابو بکرؓ نے اوسکے عوض مین اپنے بعد
خلیفہ کیا تو اسطرح سے ایک کا دوسرے کے حق مین کلمہ خیر کا کہنا عین قرین قیاس ہے
حسب قول مشہور تو مرا حاجی بگویم من ترا حاجی بگو اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون
قول حضرت ابو بکرؓ کا کہ آفتاب نے کسی ایک آدمی پر طلوع نہین کیا کہ جو حضرت عمرؓ
سے بہتر ہو صریح ایک قول لغو ہے کہ تمام انبیاء مرسلین سے بھی بہتر ہونا حضرت عمرؓ
کا ظاہر ہوتا ہے اور جب وصیت حضرت علی کی محو سہو کرکے خلافت لے لیگئی تو
واسطے بناء اوس بات کے ثنا خوانی ایک کی دوسرے کو تو خود ضرور ہی اور البتہ
احادیث مناقب شان ابو بکرؓ و عمر کے بہت کچھ ترتیب دیگئے ہین مگر خود افعال
و اقوال حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے کچھ ایسے نہین دیکھے جاتے ہین کہ جس سی کچھ فضیلت
ذاتی اون لوگون کی حضرت علی پر ظاہر ہو اور شملہ بمقدار علم زیبا ہوتا ہی اسواسطے
یہ سب احادیث مبالغہ کی زیبندہ نہین ہین اور افسوس ہی کہ اوپر لفظ احب خلق اللہ
مندرجہ فصل ۱۴۱ بنسبت حضرت علیؑ کے شاہ عبد الحق صاحب نے بہت کچھ جرح ہائی کی

مگر اس حدیث کی شرح میں شاہ صاحب نے اوپر لغویت اس حدیث کی کچھ التفات نہیں کیا
کہ اصل معنی اس حدیث کے کیا ہیں یعنی اس حدیث کے معنے تو یہ ہیں کہ جبسے آفتاب نکلا ہی
کوئی آدمی بہتر حضرت عمر سے نہیں ہوا حالانکہ کوئی آدمی ایک امت کا کسی ادنیٰ
نبی کے بھی برابر نہیں ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان
عمر بن الخطاب رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اگر کوئی
شخص نبی ہوتا بعد میرے تو وہ عمر ابن خطاب ہوتا روایت کی اسکو ترمذی نے اور
کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کی نہیں ہے
اسواسطے کہ خود سیری حضرت عمر کی اسی قسم کی دیکھی جاتی ہے کہ جس سے نبی ہونا یا
دعوی نبی ہونے کا کرنا کچھ دور نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن بریدۃ قال خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فی بعض مغازیہ فلما انصرف جائتہ
جاریۃ سوداء فقالت یارسول اللہ انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحا ان اضرب
بین یدیک بالدف واتغنی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان کنت نذرت
فاضربی والا فلا فجعلت تضرب ثم دخل ابو بکر وھی تضرب ثم دخل علی
وھی تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استہا
ثم قعدت علیہا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان الشیطان لیخاف
منک یاعمر انی کنت جالسا وھی تضرب فدخل ابو بکر وھی تضرب

ثم دخل علی وھے تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب فلمّا دخلت انت یاعمر القت الدف رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث صحیح حسن غریب

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اونسے کہ باہر گئے رسولخدا بعض جہادونمین اپنے پس جبکہ پھرے وہ رسول تو آئی اونکے پاس ایک سیاہ لونڈی اور کہا کہ اے رسولخدا ہمنے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر خدا تجھکو خیریت سی پھیر لاوے تو تیرے سامنے ہم دف بجائین اور گیت گائین تب جواب دیا رسولخدا نے کہ اگر تونے نذر مانی ہو تو دف بجاؤ ورنہ نہین ایسا راویون نے کہا پس دف بجانے لگے وہ عورت پس آ پہونچے ابوبکرؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے علی اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے عثمان اور وہ باجا بجاتی رہی تب آئے عمرؓ تب پھینک دیا اوس لونڈی نے اوس دف کو نیچے چوتڑ اپنے اور بیٹھ گئی اوس دف پر تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ شیطان ہرآئینہ خوف کرتا ہے تجھسی اے عمر کہ ہم بیٹھے تھے اور بجارہی تھی تب آئے ابوبکر اور وہ بجارہی تھی تب آئے عثمان اور وہ بجارہی تھی پس جبکہ تو داخل مجلس ہوا اے عمر تب گرادیا اوس عورت نے اوس دف کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہی فقط اس حدیث سی تو مکارم اخلاق حضرت نبیؐ وابوبکرؓ وعلیؑ وعثمانؓ کے اور درشت خوئی کا معلوم عام ہونا نسبت حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتا ہی اور جبکہ باقرار ترمذی کے یہ حدیث غریب ہی تو کچھ حاجت ردوکد کی نہین ہے ورنہ یہ نسبت اس بات کی کہ شیطان حضرت عمرؓ سے خوف کرتا ہے یہ بات قابل تحقیق تھی کہ بوقت طلب ہونی کاغذ وقلم ازطرف حضرت رسول واسطے لکھنے وصیت کی جو کہ اوس بات کو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور بوقت ارادہ جلانے گھر حضرت فاطمہؑ کی اور بوقت

عزیمت نکال دینے حضرت علیؑ کے فاطمہ کے گھر سے اگر یہ روایتیں درست ہوں تو شیطان کی مدد و رفاقت ساتھ حضرت عمرؓ کے تھی یا نہیں ۔

حدیث نمبر ۱۳

وعن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبیان فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فاذا حبشیۃ تزفن والصبیان حولہا فقال یا عائشۃ تعالی فانظری فوضعت لحیی علی منکب رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فجعلت انظر الیہا ما بین المنکب الی راسہ فقال لی اما شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا لا نظر منزلتی عندہ اذ طلع عمر فارفض الناس عنہا فقال صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی لانظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمر قالت فرجعت رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح غریب

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ حضرت رسولخدا بیٹھے ہوئے تھے کہ سنا ہم لوگوں نے شور وغل کو اور آواز کو لڑکوں کے پس اوٹھے حضرت رسول پس ایک ناگاہ حبشیہ عورت تھی کہ ناچ رہی تھی اور لڑکے لوگ گرد اوس عورت کے تھے پس کہا حضرت رسول نے کہ ای عائشہ آؤ اور دیکھو پس گئے ہم اور رکھا ہمنے اپنی ٹھڈیوں کو اوپر کاندھے پیغمبر خدا کے پس دیکھنے لگے ہم اوس عورت حبشی کو کاندھے پر سے حضرت رسول کے سر تک اوسکی پس پوچھا حضرت رسول نے مجھسے کہ کیا آسودہ ہوئی تو کیا آسودہ ہوئی تو اور ہم کہنے لگے کہ نہیں بدین غرض کہ دیکھوں میں اپنے مرتبہ کو نزدیک اوس رسول کے کہ ناگاہ پہونچ گئے عمرؓ اور متفرق ہوگئے آدمی لوگ خوف سے پس فرمایا رسولخدا نے کہ ہم دیکھ رہے ہیں شیطانوں کو جن اور آدمی کے کہ بھاگ گئے وہ لوگ عمرؓ سے کہا عائشہ نے کہ ہم پھر گئے گھر کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح

غریب ہی فقط اس حدیث سی بھی خوبی اخلاق حضرت رسول اور وحشت لوگون کی حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوتی ہے ورنہ اصل حال یہ ہے کہ شیطان کا بھاگنا حضرت عمرؓ سے اور نہین بھاگنا حضرت نبی سے خود ایک بیمعنی بات ہی اسواسطے کہ جب حضرت رسول اصل شارع اس دین اسلام کے تھی تو سب فعل اونکا شروع تھا اور شیطان سے کچھ علاقہ نہین تھا بہرحال اس حدیث غریب کو خود ترمذی نے غریب قبول کیا ہی

حدیث نمبر ۱۴

عن انس وابن عمر قال وافقت ربی فی ثلث قلت یارسول اللہ لو اتخذنا من مقام ابراھیم مصلی فنزلت اتخذوا من مقام ابراھیم مصلی وقلت یارسول اللہ یدخل علی نسائک البر والفاجر فلو امرتھن ان یحتجبن فنزلت اٰیۃ الحجاب واجتمع نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی الغیرۃ فقلت عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن فنزلت کذالک وفی روایۃ لابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث فی مقام ابراھیم وفی الحجاب وفی اساری بدر متفق علیہ ترجمہ روایت ہی انس اور ابن عمرؓ سے کہ تحقیق کہ عمرؓ نے کہا کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین بات مین اول یہ کہ کہا ہمنے ای رسولخدا کاش لیتے ہم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے پس اتری یہ آیت کہ ای تم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے کو دوم یہ کہ کہا ہمنے ای رسولخدا آتے ہین تیری عورتون کے پاس نیکوکار اور بدکار لوگ پس کاش حکم کرتا تو اون عورتون کہ حجاب کرتین وے عورتین پس اوتری آیت پردہ کی اور تیسری بات یہ کہ اتفاق کیا بیبیون نے حضرت نبی کے بیچ غیرت یعنی بیچ قصہ کہانی شہد کے پس کہا ہمنے قریب ہی کہ رب اوس نبی کا اگر طلاق دے تم عورتون کو یہ بات کرے کہ بدل دی وہ رب واسطے اوس نبی کے جوروُن کو جو بہتر ہون تم سبھون سے پس اوتری ایک آیت

ویسیہی اور ایک روایت مین ابن عمرؓ کے ہی کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ کہا عمرؓ نے
کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین باتون مین مقام ابراہیم مین اور پردہ مین
و قیدیان بدر مین متفق علیہ فقط حضرت عمرؓ کے صاحب رای ہونے مین کیا عذر
ہوسکتا ہی اور قیدیان بدر کا قصہ یہ ہی کہ حضرت رسول نے بمشورہ حضرت ابوبکرؓ کے
قیدیون کو فدیہ لیکر کے رہا کیا مگر حضرت عمرؓ کی راے یہ تھی کہ وہ قیدی سب قتل
کیے جائین غرض سختی مزاج عمرؓ کی ہر جگہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵

وعن ابن مسعود قال فضّل الناس عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ باربع بذکر الاساری
یوم بدر امر بقتلھم فانزل اللہ تعالی لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم
عذاب عظیم وبذکر الحجاب امر نساء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یحتجبن فقالت
لہ زینب وانک علینا یا ابن الخطّاب والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل اللہ اذا سألتموھنّ
متاعا فاسئلوھنّ من وراء حجاب وبدعوة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰھم
ایّد الاسلام بعمر وبرایہ فی ابی بکر کان اول ناس بایعہ رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی ابن مسعود سے کہ کہا اوسنے کہ تفضیل دی گئی آدمیون پر
عمر ابن الخطاب کو چار باتون سے اول ساتھ ذکر قیدیان بدر کے کہ حکم کیا اوس عمرؓ
نے واسطے قتل اون قیدیون کے پس اوتاری خدانے یہ آیت کہ اگر نہین کتاب
خدا کی پہلے آتی تو مس کرتا تم لوگون کو اوس بات مین جو کہ لیا تم لوگون نے ایک عذا
عظیم اور دوم ساتھ ذکر حجاب عورتون کے کہ حکم کیا عمرؓ نے بیبیون کو حضرت رسولؐ
کے وہ لوگ پردہ کرین پس کہا عمرؓ کو زینب نے کہ کیا تو حکم چلاتا ہی اوپر ہم سبھون کے
اے ابن خطاب حالانکہ وحی اوترتی ہے ہم لوگون کے گھرون مین پس اوتاری

خدانے یہ آیت کہ جب مانگو تم لوگ اون عورتون سے کوئی چیز تو مانگو تم لوگ اون عورتون
سے پردہ کی اوٹ سے۔ سوم ساتھ دعا نبی کے کہ اے اللہ میرے تائید دے تو اسلام
کو ساتھ عمرؓ کے اور چہارم ساتھ رائے اوسکے درباره ابوبکرؓ کے کہ تھے وی عمرؓ اول
اون آدمیون کے کہ جو بیعت کی ابوبکر پر روایت کی اسکو احمد نے فقط چوتھا امر
یعنے خلیفہ بنانا عمرؓ کا ابوبکر کو ایسا امر عظیم ہے کہ جسکی تفصیل بحث خلافت مین
کیجائیگی کہ کسطرح پر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے۔

حدیث نمبر ۱۶

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذلک الرجل ارفع
امتی درجۃ فی الجنۃ قال ابوسعید واللہ ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر ابن الخطاب
حتی مضی بسبیلہ رواہ ابن ماجۃ ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید سی کہ کہا
اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ وہ مرد بلند ترین است کا میرے ہی از روی درجہ کے
جنت مین کہا ابوسعید نے کہ قسم خدا کی نہین دیکھتے ہم لوگ اوس مرد کو مگر عمرؓ
ابن خطاب کو یہانتک کہ گذر گیا وہ عمرؓ اپنے راستے کو روایت کی اسکو ابن ماجہ نے
فقط اس حدیث سی ظاہر کہ خود حضرت رسولؐ نے نام اوس شخص کا جو بلند تر ہو از روی
درجہ کے نہین ذکر کیا مگر یہ قول ابوسعید راوی کا ہی کہ ہم لوگ یعنی صحابی لوگ اوس
شخص سے عمر ابن خطاب کو مراد لیتے ہین اور اگر یہ مراد لینا صحیح ہو تو حضرت عمرؓ کا
بلند تر ہونا درجہ مین حضرت ابوبکرؓ سے بھی لازم آتا ہی چنانچہ یہ تردد خود شاہ صاحب
کو بھی اس حدیث کی شرح مین ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷

وعن اسلم قال سالنی ابن عمر عن بعض شانہ فاخبرتہ فقال ما رایت احدا قط

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حین قبض کان اجد واجود حتی انتھی من عمر رواہ البخاری سے ترجمہ اور روایت ہی اسلم سے کہ کہا اوسنے کہ پوچھا مجھسے ابن عمرؓ نے بعض حالات عمرؓ کو پس خبر دی مینے اوس ابن عمرؓ کو کہا اوس اسلم نے کہ نہین دیکھا مینے کسی شخص کو ہرگز بعد رسول اللہ کہ انتقال کیا اوس رسول نے زیادہ تر کوشش اور نیک تر انتہائے عمر تک عمرؓ سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث مین بھی کوئی قول خود حضرت رسولؐ کا نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۸

وعن المسور ابن مخرمۃ قال لما طعن عمر جعل یالم فقال لہ ابن عباس وکانہ یجزعہ یا امیر المومنین ولا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاحسنت صحبتہ ثم فارقک وھو عنک راض ثم صحبت ابا بکر فاحسنت صحبتہ ثم فارقک وھو عنک راض ثم صحبت المسلمین فاحسنت صحبتھم ولئن فارقتھم لتفارقنھم وھم عنک راضون قال اما ما ذکرت من صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضاہ فانما ذلک من من اللہ منّ بہ علی واما ما ذکرت من صحبۃ ابی بکر ورضاہ فانما ذلک من من اللہ منّ بہ علی واما ما تری من جزعی فھو من اجلک ومن اجل اصحابک واللہ لو ان لی طلاع الارض ذھبا لافتدیت بہ من عذاب اللہ قبل ان اراہ رواہ البخاری سے

ترجمہ اور روایت ہی مسور ابن مخرمہ سے کہ کہا اوسنے کہ جب زخمی کئے گئے عمرؓ تو بیصبری کرنے لگے عمرؓ پس کہا اوسکو ابن عباس نے درحالیکہ حالت جزع مین سمجھتے تھے اوس عمرؓ کو کہ اے امیر المومنین یہ سب بیصبری کرنی نہین چاہیے کہ ہر آئینہ صحبت اوٹھائی تونے حضرت رسولؐ کی پس نیک ہوئی تجھکو صحبت اوس رسول کی تب مفارقت کی اوس رسول

۴۰

نے تجھسے درحالیکہ وہ رسول تجھسے راضی تھے تب اوسکے بعد صحبت ہوئی تجھکو ابو بکرؓ سے
پس نیک ہوئی صحبت تیری اوس ابو بکر سے تب مفارقت کی اوس ابو بکرؓ نے تجھسے
اور وہ تجھسے راضی تھے تب صحبت ہوئی تجھکو مسلمانون سے پس نیک ہوئی صحبت
تیری اون لوگون سے اور اگر مفارقت کرے تو اون لوگون سے تو ہر آئینہ مفارقت
کریگا تو اون لوگون سے درحالیکہ وہ لوگ تجھسے راضی ہین کہا اوس عمرؓ نے کہ جو کچھ
ذکر کیا تو نے صحبت رسول سے اور رضامندی سے اوسکے سو یہ بات احسانات خدا سے
ہی کہ جو احسان کیا مجھپر ساتھ اوسکے اور لیکن جو ذکر کیا تو نے صحبت ابو بکرؓ اور رضامندی
کو اوسکے پس یہ بات احسانات سی خدا کے ہی جو احسان کیا اوسنے مجھپر ساتھ اوسکے
اور لیکن جو کہ تو دیکھتا ہے جزع یعنے بیقراری کو میرے سو وہ بیقراری واسطے تیری ہے
اور واسطے اصحاب تیرے قسم خدا کی اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو ہر آئینہ فدیہ
کرتے ہم اوسکو بدلے مین عذاب خدا کے قبل اس بات کی دیکھتا مین اوس عذاب
کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط شک نہین ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بڑی مصاحب
خاص حضرت رسول کے تھی مگر جب حضرت رسولؐ نے کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے
مانگا تو اوس بات کو حضرت عمرؓ نے حسبکم کتاب اللہ کہکے ٹال دیا یہانتک کہ
حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ ہمکو اس بات کا خوف نہین ہے کہ تم لوگ شرک کروگے بعد
میرے ولیکن خوف یہ ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ دنیا کی طرف اور اوٹھ جاؤ تم لوگ
میرے پاس سی اور چھوڑدو مجھکو کہ جس حال مین کہ مین ہون وہ بہتر ہے اوس حال سے
کہ جسمین تم لوگ ہو فقط اور تفصیل اس قصہ کی بذکر وفات حضرت رسولؐ کی کیجائیگی
بہر حال یہ تمام اٹھارہ ۱۸ حدیثین جو بشان حضرت عمرؓ کے مذکور ہوئین سو اس سے
بھی کچھ افضلیت حضرت عمر کی حضرت علی سے پائی نہین جاتی ہے بلکہ ادنی توجہ سے

بطرف احادیث حضرت علیؑ و ابو بکر و عمر کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسیکو کچھ مقابلہ حضرت علی سے نہین ہے اور یہ کہ حُب علی اور اہلبیت کا عین ایمان ہے چنانچہ موافق اسکے ایک غزل راقم کی اس مقام مین لکھی جاتی ہے ۔

غزل منقبت حضرت امیر علیہ السلام لمؤلفہ

حُب علی بیگمان ماحی عصیان من	اشک پُر او روان باعث غفران من
نان که به مسکین بداد سرورِ عالی نژاد	فاقۂ او هست یا واین سر و سامان من
جود و کرم شان او عفو بدامان او	بود سے مرا نان او کاش بدامان من
حیدر کرّار ما صفدر جرّار ما	شاہ علم دار ما مادے ایمان من
شان علی لافتےٰ آیت او انّما	جملہ مرض را شفا عیسی دوران من
هادی عرش برین کیست جز او بر زمین	حُب علیؑ بالیقین حاصل عرفان من
بندۂ آزاده ام راست رو و ساده ام	داد محبت داده ام حُب علی جان من

فصل ۶

اب احادیث مشترک باب مناقب ابی بکر و عمر کے مشکوٰۃ المصابیح سے مذکور ہوتے ہین

حدیث نمبر ۱

عن ابی هریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم قال بینما رجل یسوق بقرۃ اذا عیی رکبها فقالت انا لم تخلق لهذا انما خلقنا لحراثۃ الارض فقال الناس سبحان اللہ بقرۃ تکلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فانی اومن بہ انا و ابو بکر و عمر و ما هما ثم و قال بینما رجل فی غنم لہ اذ دخل الذئب علی شاۃ منها فاخذها فادرکها صاحبها فاستنقذها فقال لہ الذئب فمن لها یوم السبع یوم لا راعی لها غیری فقال الناس سبحان اللہ ذئب یتکلم فقال اومن بہ انا و ابو بکر و عمر و ما هما ثم متفق علیہ

ترجمہ روایت ہی ابی ہریرہ سے حضرت رسولخدا نے کہ فرمایا اوس رسول نی درحالیکہ ایک آدمی ہانکے لئے جاتا تھا ایک گای کو جبکہ تھک گیا تھا وہ آدمی پس سوار ہوا اوس گای پر پس کہا اوس گای نے کہ تحقیق کہ ہم لوگ نہین پیدا کئی گئے ہین واسطے اس سواری کے اور صرف پیدا کئی گئے واسطے جوتنے زمین کے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ ایک گای بات کرتی ہے تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ مین ایمان لاتا ہون ساتھ اس بات کی اور ابوبکر اور عمر درحالیکہ نہ تھے وے لوگ وہان پر اور ایک دوسرا قصہ کہا کہ درحالیکہ ایک مرد اپنی بکریون کے گلہ مین تھا کہ ناگاہ آپہونچا ایک بھیڑیا اور پر ایک بکری کے اوس گلہ مین سے پس پکڑ لیا اوسکو تب پیچھے سے پہونچا مالک اوس بکری کا اور چھوڑایا اوس بکری کو تب کہا اوس بھیڑیے نے پس کون شخص چرواہا اوس بکری کا ہے روز سبع کا یعنی وہ روز کہ چرواہا ہوا ایک روز ہے کہ نہین کوئی چرواہا اوس بکری کا ہوتا ہی سوا میرے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ بھیڑیا بات کرتا ہی پس کہا رسولخدا نے کہ ایمان لاتا ہون مین اور ابوبکر اور عمر ایمان لاتے ہین ساتھ اوسکے درحالیکہ نہ تھی وے سب اوس جگہہ پر متفق علیہ اس سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر بڑے تصدیق کرنے والے کلام حضرت رسول کے تھے اور اسطرح کی خراج داری مین اونکے کیا عذر ہو سکتا ہی۔

حدیث نمبر ۲

وعن ابن عباس قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبہ یقول یرحمک اللہ انی کا رجو ان یجعلک اللہ مع صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت وابوبکر

وعمر وخرجت وابوبکر وعمر فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا اوسنے کہ تحقیقکہ مین کہڑا تہا ایک قوم مین

کہ دعا کرتے تہی وے لوگ خدا سے واسطے عمر کے اور تحقیقکہ رکہی ہوے تہی عمر اوپر تخت پوشش

اپنے واسطے غسل لاش اونکے کہ ناگاہ ایک مرد ہمارے پیچہے سی تحقیقکہ رکہا اوسنی کہونی

کو اپنے اوپر کاندہے ہمارے کہتا ہوا اس بات کو کہ رحم کرے اللہ تجہپر تحقیقکہ ہم

ہرائینہ امید کرتے ہین اس بات کو کہ کرے وہ اللہ تجہکو ساتہ دونون ساتہیون

تیرے ہو واسطے کہ ہم بیشتر سنتے تہی رسول اللہ کو کہتے ہوی کہ تہے ہم اور ابوبکر اور عمر اور

کیا ہمنے اور ابوبکر اور عمر نے اور چلے ہم اور ابوبکر اور عمر اور پہونچے ہم اور ابوبکر اور

عمر اور باہر نکلے ہم اور ابوبکر اور عمر اور پیچہے دیکہا ہمنے تو ناگاہ وہ شخص تہے علی ابن

ابی طالب متفق علیہ فقط اس حدیث سی صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر اور

عمر بڑے مصاحبان خاص مین سے حضرت رسول کے تہی اور اس بات مین کیا عذر

ہو سکتا ہے مگر اسی حدیث سی ایک درجہ خاص ملکی صفات ہونے حضرت علی کا ظاہر

ہوتا ہے کہ وہ واسطے حضرت عمر کے دعا کرتے ہین حالانکہ حضرت عمر سے بہت کچہ

بدسلوکی باہر ہوے تہے اور کیون نہو کہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے تہے

اور یہ شعر اس مقام مین بہت حسب حال ہے ؎

دوستانرا کجا کنی محروم ✥ توکہ با دشمنان نظر داری

اور جیساکہ حضرت علی نے بحق حضرت عمر کے فرمایا کہ وہ امید کرتے ہین کہ حضرت عمر ساتہ

اپنے دونون ساتہیون کے کئے جائین سو ویساہی اتفاق ہوا کہ متصل مزار شریف

حضرت رسولخدا کے قبر حضرت ابوبکر کے اور متصل اوسکے قبر حضرت عمر کی ہوئی کہ اونکے

ہمنشین گوئی مین کیا فرق آسکتا ہی کہ حضرت کی شریک نبوت مثل ہارون ور موسی کی تہے ملبتہ

نہین ہمسر اوسکا کوئی جز علی ÷ کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

حدیث نمبر ۳

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم قال ان اھل الجنۃ لیتراون اھل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابا بکر وعمر منھم وانعما رواہ فی شرح السنۃ وروی نحوہ ابوداود والترمذی وابن ماجۃ

ترجمہ روایت ہے ابی سعید خدری سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت کے لوگ ہر آئینہ دیکھتے ہین علیین کو جیسا کہ دیکھتے ہو تم لوگ ستارہ گوہردار کو بیچ کنارہ آسمان کے اور تحقیقکہ ابوبکر اور عمر ہین اون لوگون مین سے اور اس سے بھی زیادہ ہین روایت کی اسکو شرح سنت مین اور روایت کی مثل اوسکے ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے صرف اہل جنت ہونا حضرت ابوبکر و عمر کا ظاہر ہوتا ہی مگر کچھ فضیلت اونکی حضرت علی پر نہین پائی جاتی ہے کہ بہ نسبت حضرت علی کے تو ایک حدیث فصل ۲۶ مین یہ مذکور ہوئی ہے کہ جنت مشتاق ہے تین شخصون کی علی اور عمار ابن یاسر اور سلمان کی۔

حدیث نمبر ۴

وعن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم ابوبکر وعمر سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن علی رضی اللّٰہ عنہ ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ابوبکر اور عمر دو سردار میانہ عمر والی اہل جنت کے ہین اولین اور آخرین مین سی سوا انبیا اور مرسلین کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فقط اس حدیث کے معنے صرف اسقدر ہین کہ ادھیڑ یعنے میانہ عمر کے

لوگ جو اہل جنت ہین سو حضرت ابو بکر اور عمر اونکے سردار ہین اور یہ حدیث اوسیطرح کی ہی
کہ جیسا حدیث مین وارد ہی کہ الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ یعنی کہ حسن اور حسین
سرداران نوجوانان اہل بہشت کے ہین مگر چونکہ سنیون کو ایک کمبختی اس بات کی ہے
کہ جہان تک ہوسکے توہین و تنقیص شان اہلبیت کی کیجاے سو شاہ عبد الحق صاحب
نے بمقتضاے شان تعصب اور کسر شان کے اس حدیث مین یہ نکتہ لگا دیا کہ جب ابو بکر او
عمر سردار بوڈھون کے ہون تو سردار جوانون کے بھی ہونگے غرضکہ اہتمام سے وہ
حدیث امام حسن حسین کی خُرد بُرد ہو گئے حالانکہ یہ حدیث کہ ابو بکر اور عمر دو سردار
کہن سالان اہل جنت کے ہین صحیحین یعنے صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور
اس حدیث کا مبالغہ بھی قابل ملاحظہ کے ہی کہ ابو بکر اور عمر کو سرداران اہل جنت کا
اولین سے لیکر کے آخرین تک بنا دیا حالانکہ زبیدی اور پطرس اور شمعون وغیرہ
حواریان حضرت مسیح کے اس درجہ اعلی کے ہوئے ہین کہ اونکے صفات عمدہ صبر وغیرہ
کے کتاب اعمال حواریان ضمیمہ اناجیل اربعہ سے معلوم ہوسکتے ہین کہ حضرت ابو بکر و
عمر کو اونسے کیا مقابلہ ہے مگر یہ شان دوازدہ امام کی حضرت امام عسکری تک البتہ یہ ہے
کہ یہ لوگ بھی واسطے برداشت ظلم کے پیدا ہوئے تھے خصوصاً صبر اور حلم اور سکون و وقار
حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایسا ہوا کہ اونکے حق مین یہ کلام البتہ راست ہوسکتا ہی
کہ کوئی شخص اولین مین سے برداشت ظلم مین مقابل حضرت امام حسینؑ کا نہین ہوا
اور نہین ہوگا اور اس حدیث کو بروایت ابن ماجہ کے جو حضرت علی کیطرف منسوب
کیا سو سنیون کو اسطرح کی نسبت لغو کر دینا کچھ مشکل نہین ہے ورنہ حضرت علیؑ
کے منھ سے ایسا کلام مبالغہ کا بالفظ اولین و آخرین کے نہین نکل سکتا ہی۔

حدیث نمبر ۵

وعن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لا ادری مابقای فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی حذیفہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ مین نہین سمجہتا ہون کہ کسقدر بقا ہمارا تم لوگون مین ہی پس اقتدا کیجیو تم لوگ بعد ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث بطور حدیث مندرجہ فصل ۴۵ کے ہی مگر اوس حدیث مین ذکر عمار یاسر وغیرہ کا بہی ہے اور یہ دونون حدیثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہین اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ جیسے خم غدیر کی بحق حضرت علی کے ہو چکی تہی تو خلاف اوسکے کوئی دوسری حدیث بحق کسی شخص آخر کے نہین ہو سکتی ہے اور لفظ اقتدا سے تو لفظ اہتدا کی جو بشان عمار یاسر کے ہی بڑہکر کے ہے۔

حدیث نمبر

وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع احد راسہ غیر ابی بکر وعمر کان یتبسمان الیہ ویتبسم الیہما رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اوسنے کہ تہے رسولخدا کہ جب داخل مسجد ہوتے تہے تو نہین کوئی شخص سر اوٹہاتا تہا سوائے ابوبکر اور عمر کے کہ جب رسولخدا کا یہ حال تہا کہ اونکو دیکہ کر کے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تبسم کرتے تہی اور اون دونون کو دیکھکر کے حضرت رسولخدا تبسم کرتے تہی روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہی مگر اس حدیث کی صحت مین کچہ جائے عذر نہین ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بڑے مصاحبان خاص سی حضرت رسول کی تہی

حدیث نمبر

وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج ذات یوم دخل المسجد وابوبکر وعمر احدھما

صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور یہ حدیث صراحۃً موضوع اور غیر اصلی ہی ہوا
کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو پہر سنیوں کو کیا حاجت اس بات کی ہوتی کہ خلافت حضرت
ابو بکر کو یہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے اور پریشانی اس حدیث کی قابل ملاحظہ کے ہے
کہ ابو بکرہ کوئی صحابی نامی سے نہین ہے اور کچھ نہین کہتا ہو کہ کس شخص نے یہ خواب
دیکھا تھا مگر خیریت یہ ہو کہ اس خواب مین حضرت عثمان اور حضرت علی وزن نہین
کیے گئے اور اسوجہ سی معلوم ہوتا ہے کہ اصل راوی اس حدیث نے قبل زمان خلافت
حضرت علی کے یہ حدیث بیان کی ہوگی -

حدیث نمبر ۱۱

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ
فاطلع ابوبکر ثم قال یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ فاطلع عمر رواہ الترمذی و قال
ھذا حدیث غریب ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی
نے فرمایا کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد اہل جنت سی پس پہونچے ابو بکر بعد اوسکے
فرمایا حضرت رسول نے کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد جنت سی پس پہونچے عمر
روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے
مگر اسکی صحت مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے اسواسطے کہ اس حدیث سی کچھ فضیلت حضرت
ابو بکر اور حضرت عمر کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۳ اگی
اس حدیث پر بہت غالب ہو کہ جسکا منشا یہ ہو کہ پیغمبر خدا کے پاس ایک مرغ بریان
رکھا ہوا تھا کہ آپ نے یہ دعا کی کہ بار خدایا لا میرے پاس ایک شخص کو جو محبوب ترین
خلق ہو تیرے پاس کہ آکے وہ اس مرغ کباب کو میرے ساتھ کھاتا پس آئے
علی ع اور کھایا اوس کباب کو ساتھ حضرت رسول کے -

حدیث نمبر ۱۲

وعن عائشۃ قالت بینا راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حجری فی لیلۃ ضاحیۃ اذا قلت یا رسول اللہ ھل یکون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر الجنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ درحالیکہ سر پیغمبر خدا کا ہماری گود میں تھا ایک چاندنی رات مین کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ آیا ہی واسطے کسی کے حسنات بہ تعداد ستارہ ہاے آسمان کے تب کہا حضرت نبی نے کہ ہان وہ شخص عمر ہے ہمنے کہا کیا ہوے حسنات ابوبکر کے تب فرمایا رسول خدا نے کہ ہر آئینہ سب نیکیان عمر کی مثل نیکی واحد کے ہے نیکیون سے ابوبکر کے روایت کی اسکو رزین نے فقط اگرچہ ہمکو اس بات سے کچھ کام نہین ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے افضل تھے یا نہین مگر یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ حضرت عائشہ نے بہت کچھ قول حد مبالغہ تک لبشان حضرت ابوبکر کے بیان کیا ہے اور اس مقام تک جو سولہ حدیثین لبشان حضرت عمر اور بارہ حدیثین مشترک ان دونون صاحبون کی کل چھیالیس حدیثین مذکور ہوئین سو ان سب حدیثون سے کچھ فضیلت ان لوگون کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے اور جو کچھ کہ عقیدہ ہمارا ساتھ حضرت علی کے ہی سو تمامتر بتائید اسکے اشعار مفصلہ ذیل ہین جو کہ قصیدہ حضرت خواجہ حافظ شیراز لسان الغیب سی انتخاب کیے جاتے ہین ۔

اشعار خواجہ حافظ شیراز لبشان حضرت علی ع کرم اللہ وجہہ

مقدرے کہ ز آثار صنع کرد اظہار	سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار
بدوستی نبی و ولی اساس نہاد	جہان و ہرچہ درو ہست خالق جبار
نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا	نبی رسول و ولی عہد حیدر کرار

امام جنی والنبی علے بود کہ علے بہ	زکل خلق فزون است از صغار وکبار
علی ز بعد محمد ز ہر چہ ہست ہست	اگر تو موسن پاکے بکن برین اقرار
کہ نیست دین ہدی را بقول پاک رسول	امام غیر علے بعد احمد مختار
بد سمنان منشین حافظا تو اکن	نجات خویش طلب کن بجان ہشت وچہار
حرام زادہ و بدفعل وشوم ولی نبیاد	بمدح شاہ کجا کے نماید او اقرار
متابعت مبنافق چہ میکنے بگذر	زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار

فصل ۷۷

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عثمان رض کے مذکور ہوتے ہین سو ہمارا حال ساتھ اونکے یہ ہے کہ اگرچہ وہ بنی امیہ مین سے ہین مگر ہمکو خاص ادب ساتھ اونکے اس بات کا ہے کہ وہ بھی بطور حضرت مولی علی کے داماد حضرت خدیجہ الکبری کے ہین کہ دو بیٹیان اونکی یکے بعد دیگرے ساتھ اونکے بیاہی گئین اور اسی وجہ سے لقب اونکا ذوالنورین ہوا اور بکے سنیون کیطرف سے اونکی فضیلت اسطرح پر کہی جا سکتی ہے کہ اگرچہ وہ داماد حضرت خدیجہ الکبری کے ہین مگر غنیمت ہے کہ وہ بنی امیہ سے ہین کہ جو تائید اور حمایت بنی امیہ کی سنیون پر لازم ہے غرض کہ اونکے بزرگی اور فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے ہرچند افضلیت اونکی حضرت علی پر نہو اور ہم دیکھتے ہین کہ خود پکے سنیون کو بھی کچھ اہتمام خاص افضلیت حضرت عثمان کا نہین ہے اور احادیث مناقب اونکی اس رسالہ مین حسب ذیل ہین

حدیث نمبر ۱

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مضطجعا فی بیتہ کاشفا فخذیہ اوساقیہ فاستاذن ابوبکر فاذن لہ وھو علی تلک الحال

فتحدث ثم استاذن عمر فاذن لہ وھو کذلک فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسوّی ثیابہ فلمّا خرج قالت عائشۃ دخل ابوبکر فلم تھتشّ لہ ولم تبالہ ثم دخل عمر فلم تھتشّ لہ ولم تبالہ ثم دخل عثمان فجلست وسوّیت ثیابک فقال الا استحیی من رجل تستحیی منہ الملائکۃ وفی روایۃ قال ان عثمان رجل حیّی وانی خشیت ان اذنت لہ علی تلک الحالۃ ان لا یبلغ الیّ فی حاجتہ رواہ مسلم ترجمہ روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ تھے رسول خدا لیٹے ہوے اپنے گھر مین کھولے ہوے اپنی رانون یا دونون ٹانگون کو اپنے پس اذن چاہا ابوبکر نے واسطے اندر آنے کے اور اذن دیا آپ نے اونکو اور خود آپ اوسی حال پر رہی اور بات چیت کرتے رہے ابوبکر اور بعد اسکے اندر آنے کو چاہا عمر نے پس اذن دیا آپ نے اوس عمر کو اور خود آپ اوسیطرح پر رہے اور بات چیت کرتے رہے عمر تب اذن چاہا عثمان نے پس اوٹھ بیٹھے رسول خدا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس جب حضرت عثمان باہر گئے تو پوچھا عائشہ نے کہ اندر آئے ابوبکر اور نہین حرکت کی تونے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوسکی اور اوسکے بعد پہونچے عمر پس نہین حرکت کی تونے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوس کی تب آپہونچے عثمان اور تو اوٹھ بیٹھا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس کہا حضرت رسول نے کہ کیا مین حیا نکرون ایک ایسی آدمی سے کہ حیا رکھتے ہین اوس سے فرشتہ لوگ اور ایک روایت مین ہی کہ تحقیقکہ عثمان ایک مرد حیادار ہے اور مین اس بات کو ڈرا کہ اگر مین اجازت آنے کی دون اوسکو اوسی حال مین تو شاید نہ پہونچے وہ مجھ تک اپنی حاجت مین یعنی شاید عرض حال اپنا نکرے روایت کی

اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے کامل الحیا ہونا حضرت عثمان کا ظاہر ہوتا ہے
اور یہ بات واقعی بھی ہے کہ حضرت عثمان بڑے صاحب حیا تھے مگر کچھ تعجب نہین ہے
کہ یہ حدیث فضیلت عثمان کی حضرت عائشہ نے بعد قتل اونکے بیان کی ہوگی کہ جب
یہ بہانہ مطالبہ ناحق خون عثمان کے ساتھ حضرت علیؑ کے فساد مچایا تھا ورنہ عثمان
سے تو حضرت عائشہ خود ملول تھین اور ایک قرینہ قوی اس بات کا یہ ہے کہ حدیث آیندہ
فضیلت حضرت عثمانؓ کی بروایت طلحہ کے ہے کہ جو اوس فساد عائشہ مین بڑے سرغنہ تھے

حدیث نمبر ۲

عن طلحۃ بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل نبی رفیق ورفیقی
یعنی فی الجنۃ عثمان رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ وقال الترمذی
ھذا حدیث غریب ولیس اسنادہ بالقوی وھو منقطع

ترجمہ روایت ہے طلحہ ابن عبد اللہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہر نبی
کو ایک رفیق ہے اور رفیق ہمارا یعنے جنت مین عثمان ہے روایت کی اسکو ترمذی
نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ ایک
حدیث غریب ہے اور اسناد اس حدیث کا قوی نہین ہے اور وہ اسناد منقطع ہے
فقط اس حدیث مین کچھ جاے عذر نہین ہے اور اس حدیث کو جو ترمذی نے اسقدر
ضعیف کر دیا ہے سو ظاہرا یہ امر بنظر حفظ درجہ شیخین یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر
کے ہوگا کہ سنیون کو بیان فضیلت حضرت عثمان مین کچھ بڑا اہتمام نہین ہے۔

حدیث نمبر ۳

وعن عبد الرحمن بن خباب قال شہدت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یحث
علی جیش العسرۃ فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی مائۃ بعیر باحلاسہا

واقتابها في سبيل الله ثم حث على الجيش فقام عثمان فقال علي مائتا بعير باحلاسها واقتابها في سبيل الله ثم حث على الجيش فقام عثمان فقال علي ثلث مائة بعير باحلاسها واقتابها في سبيل الله فانا رايت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ينزل على المنبر وهو يقول ما على عثمان ما عمل بعد هذه ما على عثمان ما عمل بعد هذه

رواه الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن خباب سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوا مین حضرت نبی کے پاس اور وہ ترغیب دیتے تھے اوپر فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کے تب اوٹھے عثمان پس کہا اوسنے کہ اے رسول اللہ ہمارے ذمہ سو اونٹ ہے ساتھ کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت نبی نے اور طیاری لشکر کی تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے دو سو اونٹ ساتھ کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب اور ترغیب دی حضرت نبی نے اوپر طیاری لشکر کے تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے تین سو اونٹ ساتھ کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب مین نے دیکھا حضرت رسول صلعم کو اوترتے ہوے منبر سے کہتے ہوے اس بات کو کہ نہین جواب ہی بذمہ عثمان کے ہے جو کا کہ وہ کرے بعد اوسکے نہین جواب ہی بذمہ عثمان کے ہی جو کام کہ وہ کرے بعد اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ جنگ عسرت یعنی تکلیف کا وہی غزوہ تبوک ہی کہ جسمین حضرت نبی تشبیہ ہارون اور موسی کی حضرت علی کو دیکر کے اور حضرت علی کو اہل وعیال پر اپنے خلیفہ بنا کرکے اس لڑائی مین خود آپ تشریف لیگئے اور حدیث اوسکی فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور اس حدیث سے نہایت سخاوت حضرت عثمان کی ظاہر ہوتی ہے اور اسی وجہ سے شہرت کتب اونکی ساتھ عثمان غنی کی بہت درست ہی اور یہ ارشاد حضرت رسول کا

بحق حضرت عثمان کے کہ کوئی جوابدہی آیندہ عثمان کو نہین ہوگی اپنے مقام پر عقلاً
بہت درست ہی اس اعتبار سے کہ ایک شخص جو اس درجہ کی سخاوت رکھتا ہو سو آیندہ
پر ایسے شخص سے کیا برا کام ہو سکتا ہے اور سوا اسکے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے
کہ یہ تین سو اونٹ کا مع لوازمہ راہ خدا مین دینا کفارہ ہی دوسری برائیون کا۔
ان الحسنات یذہبن السیات یعنی کہ نیکیان دفع کرتی برائیون کو۔ بیت
سخاوت مس عیب را کیمیاست ؛ سخاوت ہمہ دردہا را دواست

حدیث نمبر ۴

وعن عبد الرحمن بن سمرة قال جاء عثمان الی النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بالف دینار فی
کمہ حین جھز جیش العسرة فنثرھا فی حجرہ فرایت النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
یقلبھا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد
ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن سمرہ سے کہ کہا اونسے کہ آئے حضرت
عثمان نبی کے پاس ایک ہزار دینار اپنی آستین مین کہ جسوقت حضرت رسول طیاری
کر رہی تھے فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کی پس حضرت عثمان نے پھیلا دیا اون دینارون کو
گود مین اوس حضرت رسول کے پس دیکھا ہمنے حضرت نبی کو اولٹ پلٹ کر رہی تھے
اون دینارون کو اپنی گود مین اور کہہ رہی تھے کہ نہین ضرر کریگا عثمان کو کہ جو کام کہ
وہ کرے بعد آج کے اور اس بات کو فرمایا دو مرتبہ روایت کی اسکو احمد نے فقط
یہ حدیث اور حدیث بالا قریب یکدیگر اور متعلق جنگ تبوک کے ہین۔

حدیث نمبر ۵

وعن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ببیعة الرضوان کان
عثمان رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم الی مکة فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ..

والہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فضرب باحدی یدیہ علی الاخری فکانت
ید رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لعثمان خیرا من ایدیھم لانفسھم
رواہ الترمذے ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اوس انس سے
کہ جب حکم دیا حضرت رسول نے ساتھ بیعت رضوان حدیبیہ کی تو تھے عثمان اوس وقت
مین فرستادہ رسولخدا کے طرف مکہ کے پس بیعت کی حضرت رسول نے آدمیون
کو تب کہا حضرت رسول نے کہ تحقیقکہ عثمان حاجت خدا اور حاجت رسولخدا مین
ہے پس مارا حضرت رسول نے ایک ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر پس تھا ہاتھ
رسولخدا کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھون سے اون صحابیون کے واسطے خود اون
لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث سی یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ
حضرت رسولخدا نے حضرت عثمان رض کی طرف سے اپنے ایک ہاتھ سی دوسرے ہاتھ پر بیعت کی

حدیث نمبر ۶

وعن ثمامۃ ابن حزن القشیری قال شھدت الدار حین اشرف علیھم عثمان فقال
انشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم قدم المدینۃ
ولیس بھا ماء یستعذب غیر بیر رومۃ فقال من یشتری بیر رومۃ یجعل دلوہ مع
دلاء المسلمین بخیر لہ منھا فی الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی وانتم الیوم تمنعونی
ان اشرب منھا حتے اشرب من ماء البحر فقالوا اللھم نعم فقال انشدکم
اللہ والاسلام ھل تعلمون ان المسجد ضاق باھلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم من یشتری بقعۃ ال فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منھا فی
الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیھا رکعتین فقالوا
اللھم نعم قال انشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون انی جھزت جیش العسرۃ من

ملی قالوا اللهم نعم قال انشدکم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلے
الله علیہ والہ وسلم کان علی ثبیر مکة ومعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرک الجبل حتے تساقطت
حجارتہ بالحضیض فرکضہ برجلہ قال اسکن ثبیر فانما علیك نبی وصدیق وشہید
ان قالوا اللهم نعم قال الله اکبر شہدوا ورب الکعبة انی شہید ثلاثا
رواہ الترمذی والنسائی والدار قطنی

ترجمہ اور روایت ہے ثمامہ ابن حزن قشیری سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوی ہم
اوس مکان کو جسوقت کہ اوپر سے جھانکا اوپر اون مفسدان مصری کے عثمان
نے پس کہا اوس عثمان نے یاد دلاتا ہون تمکو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ
اس بات کو کہ تحقیقکہ رسولخدا آئے مدینہ کو اور اوس مدینہ مین نہین تھا کوئی میٹھا
پانی سوائے چاہ رومہ کے پس کہا اوس رسول نے کون شخص مول لیگا کنوان کو
رومہ کے کہ کردے وہ شخص ڈول کو اپنے ساتھ ڈولون مسلمانون کے بدلہ مین
ایک نیکی کے جو کہ اوسکو اوس کوے سے حاصل ہوگی جنت مین پس مول لیا مینے
اوس چاہ رومہ کو خاص مال سے اپنے حالانکہ تم لوگ آج کے روز منع کرتے مجھکو اس بات
سے کہ پیون مین اوس چاہ رومہ سے یہانتک پیتا ہون مین آب شور دریا کو پس
کہا اون ہنگامہ کرنے والون نے کہ بار خدایا ہان تب کہا عثمان نے یاد دلاتا ہون
مین تم لوگون کو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ مسجد نبوی تنگ
تھی اپنے لوگون کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ کون شخص مول لیگا جگہ کو آل فلان سے
کے اور بڑھاوے اوس جگہ کو مسجد مین بدلے مین ایک نیکی کے جو اوسکو ملیگی بعوض
اوسجگہ کے جنت مین کہ جو مول لیا مینے اوسکو خالص مال سے اپنے پس تم لوگ آجکے روز
منع کرتے ہو مجھکو اس بات کو کہ نماز پڑھون مین اوسمین دو رکعت پس کہا اون

ہنگامیون نے کہ بار خدایا ہان کہا اوس عثمان نے کہ یاد دلاتا ہون مین تم لوگ کو خدا کو اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ کہ رسولخدا تھے اوپر پہاڑ ثبیر کہ کے اور ساتھ اوس رسول کے ابوبکر اور عمر تھے اور مین تھا پس جنبش مین آیا پہاڑ یہانتک کہ گر پڑے پتھر اوسکے پستی زمین کو پس مارا رسولخدا نے اوس پہاڑ کو ایک پانون سے اپنے اور کہا کہ قرار پکڑ ای ثبیر کہ تجھپر اور کچھ نہین مگر یہ کہ ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہین تب کہا اون بلوائیون نے کہ بار خدایا ہان تب کہا عثمان نے کہ اللہ اکبر گواہی دی ان بلوائیون نے قسم ہے رب کعبہ کی اس بات کی کہ تحقیقکہ مین شہید ہون اور اس بات کو کہا حضرت عثمان نے تین دفعہ روایت کی اسکو ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے فقط یہ حدیث اوسوقت کی ہے کہ جب بلوائیان مصر نے حضرت عثمان کے گھر کو محاصرہ کرلیا تھا اور آخرکار حضرت عثمان کو عین تلاوت قران شریف مین شہید کیا اور سر خون آلودہ آپکا اوپر آیت فسیکفیکھم اللہ کے گرا کہ جو پوری آیت اوسکی ۱۳۱ و ۱۳۲ - سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فان امنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اهتدوا وان تولوا فانما هم فی شقاق فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عابدون پس اگر ایمان لاوین وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیقکہ راہ پائی اون لوگون نے اور اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوا اسکے نہین کہ وے لوگ ایک پھوٹ مین ہین پس قریب ہی کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ سنتا جانتا ہی رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سی اور ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور مخفی نہین کہ یہ سب فساد بلوائیان مصر کا بسبب بدذاتی اور مکروفریب مروان کے ہو کہ جو بوقت حضرت ابوبکر اور حضرت

عمرؓ کے مردود تھا اور حضرت عثمانؓ کے وقت مین سرفراز ہوا اور اوسکی معذرت مین
شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو کچھ کہ تحفہ اثنا عشریہ مین عذر صلہ رحم وغیرہ کا کیا ہے
سو وہ سب عذر ناکافی ہے اور اصل بات اسقدر ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی
مگر ضعیف الراے تھے کہ حضرت علی کی راے پر اگر مروان کو حضرت عثمان نکالدیتے
تو فساد دب جاتا مگر بوجہ ضعیف الراے ہونے کے مروان کو نہین نکال سکے
اور آخر اوسی فساد مین شہید کیے گئے۔

حدیث نمبر ۷

وعن مرۃ بن کعب قال سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وذکر الفتن فقربھا فمر رجل مقنع فی ثوب فقال ھذا یومئذ علی الھدی فقمت الیہ فاذا ھو عثمان بن عفان قال فاقبلت علیہ بوجھہ فقلت ھذا قال نعم رواہ الترمذی و ابن ماجہ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح ترجمہ اور روایت ہی مرہ ابن کعب سے کہ کہا اوسنے کہ سُنا مینے رسولخدا کو درحالیکہ ذکر کرتے تھے فتنون کو پس نزدیک ٹھہرایا اوس رسول نے اون فتنون کو پس گذرا ایک مرد کہ سر پر ہی ایک کپڑا اوڑھے ہوے تھا پس کہا حضرت رسول نے کہ یہ شخص اوسدن ہدایت پر ہوگا پس کہا اوس راوی نے کہ اوٹھکر گئے ہم اوس شخص کے پاس پس ناگاہ وہ عثمان ابن عفان تھے کہا اوس راوی نے کہ ہمنے سامنے کردیا چہرہ عثمان کا اور کہا ہمنے کہ یہ شخص ہوگا ہدایت پر تب کہا حضرت رسول نے کہ ہان روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی فقط اس حدیث مین کچھ حاجت اڑ دینے کی نہین ہے

حدیث نمبر ۸

وعن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال انہ لعل اللہ یقمصک قمیصا فان

ارادوك على خلعه فلا تخلعه لهم رواه الترمذي وابن ماجه وقال الترمذي في
الحديث قصة طويلة ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیق کہ حضرت رسول نے
فرمایا کہ اے عثمان شاید کہ اللہ پہراوے تجھکو ایک قمیص پس اگر چاہین لوگ تجھکو
اوپر نکال دینے اوس قمیص کے پس مت نکال تو اوس قمیص کو واسطے اون لوگون
کے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث مین
ایک قصہ طویل ہے فقط قیاس ہوتا ہی کہ حضرت عائشہ نے یہ حدیث بعد شہادت
عثمان کے بیان کی ہو واسطے کہ شہادت حضرت عثمان تک تو حضرت عائشہ کو حضرت عثمان سے کچھ
ملال تھا اور حضرت عائشہ کو حسب مصلحت وقت کے ایک حدیث بیان کرنے مین خوب مشتاقی ہے

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عمر قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فتنة فقال يقتل
فيها مظلوما عثمان رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن غريب
ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ذکر کیا رسولخدا نے ایک فتنہ کو
پس کہا اوس رسول نے کہ قتل کیا جائیگا یہ شخص اوس فتنہ مین مظلوم اور کہا
اس قول کو حق مین عثمان کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
حسن ہی کہ غریب ہی اسناد اوسکا فقط ہرگاہ راوی اس حدیث کے ابن عمر ہین
تو اسناد اس حدیث کا غریب ہونا کچھ بعید از قیاس نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

وعن ابی سہلۃ قال قال لی عثمان یوم الدار ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
قد عهد الی عهدا وانا صابر علیه رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح
ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ سے کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو عثمان نے بروز محاصرہ

پھر اوسکے یہ بات کہ تحقیقکہ رسولخدا نے عہد کیا مجھسے ایک عہد کو درحالیکہ مین صابر ہونگا اوپر اوس عہد کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اس حدیث مین کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عثمان ابن عبدالله بن موهب قال جاء رجل من اهل مصر يريد حج البيت فرأى قوما جلوسا فقال من هؤلاء القوم قالوا هؤلاء من قريش قال فمن الشيخ فيهم قالوا عبد الله بن عمر قال يا ابن عمر اني سائلك عن شئ فحدثني هل تعلم ان عثمان فر يوم احد قال نعم قال هل تعلم انه تغيب عن بدر ولم يشهدها قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بيعة الرضوان قال نعم قال الله اكبر قال ابن عمر تعال ابين لك اما فراره يوم احد فاشهد ان الله عفا عنه اما تغيبه عن بدر فانه كان تحته رقية بنت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وكانت مريضة فقال له رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان لك اجر رجل من شهد بدرا وسهمه واما تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان احد اعز ببطن مكة من عثمان لبعثه فبعث رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عثمان الى مكة وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بيده اليمنى هذه يد عثمان فضرب بها على يده وقال هذه لعثمان ثم قال ابن عمر اذهب بها الان معك رواه البخاری

ترجمہ روایت ہی عثمان ابن عبداللہ ابن موہب سی کہ کہا اوسنے کہ آیا ایک مرد اہل مصر سے کہ ارادہ کرتا تھا حج بیت اللہ کا پس دیکھا اوسنے ایک قوم کو بیٹھے ہوے تب پوچھا اوسنے کون ہین یہ لوگ لوگون نے کہا کہ یہ لوگ قریش سے ہین کہا اوس مرد نے کہ کون سردار ہے اون لوگون مین لوگون نے کہا کہ عبداللہ ابن عمر تب کہا

اوس مردنے کہا اے ابن عمر مین کچھ پوچھا چاہتا ہون تجھسے پس بیان کر تجھسے
اوس بات کو آیا تو جانتا ہے اس بات کو کہ عثمان بھاگے تھے بروز احد کے کہا
اوس ابن عمر نے کہ ہان کہا اوس مردنے آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ غایب رہی
عثمان جنگ بدر سے اور نہین حاضر ہوے اوس لڑائی کو کہا ابن عمر نے کہ ہان تب
کہا اوس مردنے کہ آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ عثمان غایب رہی بیعۃ الرضوان
سے کہا ابن عمر نے کہ ہان تب کہا اوس مردنے اللہ اکبر کہا ابن عمر نے کہ آگے
آ ؤ میرے پاس کہ حال بیان کرون مین تجھسے سو بھاگنا عثمان کا بروز احد کے
پس گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ تحقیق کہ اللہ نے معاف کیا اوس
عثمان سے اور غایب رہنا اوس عثمان کا بدر سے اسواسطے تھا کہ رقیہ بیٹی
رسولخدا کی اونکے علاقہ مین تھین اور بیمار تھین سو فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ
تجھکو مزدوری ایک آدمی کی ہوگی اون لوگون مین سے جو حاضر ہون بدر کو
اور حصہ ملیگا اوس شخص حاضر کا اور لیکن غایب رہنا عثمان کا بیعۃ الرضوان سے
سو اگر ہوتا کوئی شخص عزیز تر عثمان سے اندر مکہ کے تو بھیجتے رسولخدا اوس شخص کو
پس بھیجا رسولخدا نے عثمان کو طرف مکہ کے پس فرمایا رسولخدا نے اپنے داہنی ہاتھ
سے کہ یہ ہاتھ ہی ہاتھ عثمان کا پس ضرب دیا ساتھ اوس ہاتھ کے اپنے ہاتھ پر
اور کہا کہ یہ ضرب بیعت ہی عثمان کی طرف سے تب کہا ابن عمر نے کہ لیجا تو ان کلمات
کو اب ساتھ اپنے روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ قصہ جنگ احد کا اسطرح پر
ہے کہ یہ جنگ احد سنہ ۳ ہجری مین بعد فتح جنگ بدر کے واقع ہوا اور حضرت
رسولخدا نے ایک پچھلی گھائی پر پچاس آدمی تعینات کیا کہ بغیر حکم حضرت نبوی کے
اپنی جگہ سے نہ ہٹین اور کچھ آثار فتح مسلمانون کے نمود ہوے مگر بطمع مال لوٹ کے

لوگ اپنی جگہ پر نرہے اور یہ موقع پاکر کے کفار قریش نے پھر حملہ کیا یہانتک کہ سب
صحابی لوگ بھاگ گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ایک کونے مین جاکر چھپے
اور تین روز کے بعد یہ صاحب لوگ حضرت رسول کے پاس حاضر ہوے اور
حضرت عثمان بھی بھاگ کر تین روز کے بعد حاضر ہوے اور جب یہ سب لوگ
بھاگے تھے تو اوسوقت حضرت رسول کے پاس سولے حضرت علی اور ابودجانہ اور
سہل ابن ابوحنیف کل تین شخصون کے کوئی چوتھا آدمی باقی نہین تھا سو
ابودجانہ اور سہل ابن ابی حنیف حضرت رسول کے حفاظت مین تھے اور حضرت
علی حضرت رسول کے پاس سے میدان معرکہ مین جاکر کے ایک ایک نامی کافر
قریش کو قتل کر کے حضرت رسول کے پاس اطلاع دینے کو آتے تھے اور اوسی لڑائی
مین ایک آواز غیب کی سُنی گئی کہ لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار یعنی نہین
کوئی جوانمرد ہے مگر علی اور نہین کوئی تلوار ہے مگر ذوالفقار اور حضرت نبی نے حضرت
علی سے کہا کہ یہ آواز حضرت جبرئیل فرشتہ کی ہے اور لقب آپکا حیدر کرار غیر فرار
اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب اوسی روز سے ہوا غرض اس لڑائی مین
حضرت علی نے بہت بہادرانہ کام کیا اور حق وفاداری کا انجام تک پہونچایا اور
حضرت ابوبکر وغیرہ صحابی لوگ جو بھاگ گئے تھے سو اونپر اصل مین کچھ الزام نہین
ہوسکتا ہے اسواسطے کہ جب لڑائی بگڑ جاتی ہے تو اوسوقت پاؤن ٹھہر جانا
بہت مشکل ہے اور معاف ہونا قصور ان سب بھاگنے والون کا براہ انصاف
بہت درست ہی اور حضرت علی جو اکیلے لڑتے رہے سو یہ ایک دوسری بات ہے
اسواسطے کہ حضرت نبی اور علی ایک جان دو قالب تھے یہانتک کہ جب حضرت علی
نے عین لڑائی مین سُنا کہ حضرت نبی مارے گئے تو حضرت علی نے کہا کہ اگر حضرت

ماری گئے تو یہی بہتر ہے کہ ہم بھی مارے جائین اور اس تقریر پر حضرت بنی نے فرمایا کہ انا منک وانت منی یعنے کہ ہم تجھسے نکلے ہین اور تو مجھسے نکلا ہے مگر خیریت ہی کہ اوپر سنیان متعصبین کے کہ بمقابلہ حضرت علی ایک بہادر اور جان نثار ابن عم و داماد و وصی رسول کے پھر بھی اپنی ٹر بکے جائینگے کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ حضرت علیؑ سے افضل ہین مگر ہم پوچھتے ہین کہ کیا بھاگنے والا لڑنے والے سے بہتر ہو سکتا ہے اور سنی کا ایک مذہب ترتیبی یعنے ترتیب دیا ہوا معلوم ہوتا ہے یعنی جیساکہ خلافت لے لیگئی سوا اسی بناہ کے واسطے بہت حدیثین بھی ترتیب دیگیئین کہ جس سے افضلیت اونکی ظاہر ہو مگر ایسی گھڑ گھوسیل اور لولی ٹھپالی حدیثون سے کیا ہوتا ہے اور کسی شخص کو دربارہ معاف ہونے قصور صحابیان فراری جنگ احد کے کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے کہ آیت ۱۴۹ - سورہ آل عمران پارہ ۴ - لن تنالوا البر کی واسطے اوس معانی کے حسب ذیل ناطق ہے -

ان الذین تولوا یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور رحیم اور ترجمہ اردو اوسکا شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے حسب ذیل کیا ہے جو لوگ تم مین ہٹ گئے جسدن بھڑین دو فوجین سوا اونکو ڈگا یا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور اونکو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہی تحمل رکھتا فقط اور یہ جنگ احد اور یہ آیت معافی قصور فراریون کی ایک بڑے امتحان کی چیز ہے اور گویا ایک محک یعنی ایک کسوٹی ہے کہ جس سے بہت حالات ظاہر ہوتے ہین ایک یہ کہ حضرت رسولخداؐ نے جو ابو دجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصابہ یعنی سربند دیا تھا سو تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ - مین ہے کہ اس تلوار کے ایک کنارہ

یہ شعر کھدا ہوا تھا۔ شعر

فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ ؛ والمرء بالجبن لا ینجو من القدر

یعنے کہ نامردی مین ننگ ہی اور سامنا کرنے مین عزت ہی اور حال یہ ہے کہ مرد بسبب نامردی کے نہین نجات پاتا ہی تقدیر سے اور اوس عصا یہ کے ایک طرف مین لکھا تھا الجبانۃ فی الحرب عار یعنے کہ نامردی مین ننگ ہے اور دوسری طرف لکھا تھا ومن فر لم ینج من النار کہ جو شخص بھاگا لڑائی سے سو نہین نجات پائی اوسنے آتش دوزخ سے اور واقعی ابو دجانہ نے اپنی بہادری و وفاداری کو خوب نباہا کہ ایسی بلا کے وقت مین کہ سب لوگ بھاگ گئے تھے ابو دجانہ برابر حفاظت رسولخدا مین مصروف رہی۔ دوم یہ کہ اس آیت معافی سے قصور فرار کے حال ساختگی چند حدیثون کا خوب ثابت ہوتا ہے سو واسطے کہ اس ایت مین صاف یہ عبارت ہی کہ بھاگنے والے صحابیون کو شیطان نے بسبب بعض شامت گناہ اونکے ڈیگا دیا تھا سو پھر اون احادیث پر کیا اعتماد ہو سکتا ہی کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا تھا اور اس حدیث کا کیا حال ہو کہ ماطلعت الشمس علے رجل خیر من عمر یعنی کہ آفتاب نے کبھو طلوع نہین کیا اوپر ایک ایسی آدمی کے جو کہ بہتر ہو عمر سے سو اس جنگ احد مین تو ابو دجانہ بھی حضرت عمر سے بہتر نکلے

حدیث نمبر ۱۲

وعن ابی سھلۃ مولی عثمان قال جعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسر الی عثمان ولون عثمان یتغیر فلما کان الیوم الدار قلنا الا نقاتل قال لا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عھد الی امرا فانا صابر نفسی علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ غلام عثمان سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت نبی کچھ راز مین بات کرتے تھے عثمان سے

وررنگ عثمان کا متغیر ہوتا تھا پس جبکہ ہوا وہ روز محاصرہ خانہ عثمان کا تب ہم
لوگون نے کہا کہ کیا ہم لوگ قتال نہ کرینگے تب حضرت عثمان نے کہا کہ نہین اسواسطے
کہ حضرت رسولخدا نے عہد کیا ہے مجھسے ایک بات کو پس مین صبر کرونگا اپنی ذات کو اوسپر

حدیث نمبر ۱۳

وعن ابی حبیبة انه دخل الدار وعثمان محصور وانه سمع ابا هريرة يستاذن
عثمان في الكلام فاذن له فقام فحمد الله واثنى عليه ثم قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم يقول انكم ستلقون بعدي فتنة واختلافا اذ قال
اختلافا وفتنة فقال له قائل من الناس فمن لنا يا رسول الله او ما تامرنا به قال
عليكم بالامير واصحابه وهو يشير الى عثمان بذلك رواهما البيهقي في شعب الايمان ترجمہ
اور روایت ہے ابی حبیبة تابعی سے کہ وہ اندر گیا اوس گھر مین عثمان کے اور اوسنے سنا کہ ابوہریرہ اجازت
مانگتے ہین عثمان سے بات کرنے کی پس عثمان نے اجازت دی ابوہریرہ کو بات کی تب
اوٹھ کھڑے ہوے ابوہریرہ اور حمد و ثنا پڑھی خدا کی تب کہا ابوہریرہ نے کہ سنا مین نے
سنا رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تم لوگ ڈالے جاؤگے ہماری بعد ایک فتنہ اور اختلاف
مین یا کہ حضرت رسول نے کہا کہ ایک اختلاف و فتنہ مین ڈالے جاؤگے تب
لوگون مین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تب کون سردار ہم لوگ کا ہوگا اے
رسول خدا یا کیا تو حکم کرتا ہے ہم لوگون کو ساتھ اوس بات کے تب فرمایا حضرت
رسولخدا نے کہ تم لوگون کو تابعداری چاہیے امیر کی اور اصحاب کی اوسکے اور
ابوہریرہ اشارہ کرتے تھے عثمان کیطرف ساتھ اس لفظ امیر کے روایت کی ان دو نو
حدیث ہذا اور حدیث بالا کو بیہقی نے شعب الایمان مین فقط تمامت شد ہر کہ تمام ان
۱۳-حدیثون سے جو اس مقام تک مذکور ہوئین کوئی فضیلت حضرت عثمان کی حضر

علی پر پائی نہین جاتی بلکہ افضلیت حضرت علی کی بہ سبب مقابلہ کے خوب عیان تر
ہوتی جاتی ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت نبی اور حضرت علی اور حضرت فاطمہؑ اور
امام حسن اور امام حسینؑ یہ پانچ آدمی پنجتن پاک کہلاتے ہین اور موافق اسی اعتقاد
کے ایک شعر عربی کا بحق پنجتن پاک کے اکثر وبا وغیرہ مین لکھ کر کے دروازہ پر
ساٹا جاتا ہے -

شعر

لی خمسۃ اطفی بھا حر الوباء الحاطمۃ	المصطفی والمرتضی وابناھما والفاطمۃ

ترجمہ ہمارے واسطے پانچ آدمی ہین کہ جنکے نام سے حرارت وبائے سوزندہ کی ہم
دفع کرتے ہین اور وہ پانچ آدمی مصطفی و مرتضی و دو لپسران اونکے اور فاطمہ ہین
اور اس شعر کے وزن پر راقم نے بھی دو شعر تیمناً و تبرکاً اپنی طرف سے موزون کیا ہین

لراقمہ

یا مصطفی یا مرتضی یا ملجئے آل العبا	انز قب من حوضکم کاسا لحسن الخاتمۃ

ترجمہ اے مصطفی اے مرتضی اے جائے پناہ سیر سے آل عبا امیدوار ہون
جو دسے تم لوگون کے ایک پیالہ کو واسطے نیکی خاتمہ کے - ایضاً ع

انی لعبد مذنب استغفر اللہ العلے	من شر سوء الخاتمۃ عن خوف نار لازمۃ

ترجمہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ ایک بندہ گنہگار ہون طالب مغفرت کرتا ہون مین اللہ العلے
یعنی خدائے عالی سے فساد سے بدی خاتمہ کے اور خوف سے آتش لازم کے -

فصل ۸۷

اب کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح متعلق مناقب مشترک خلفائے ثلثہ کی مذکور ہوتی ہین

حدیث نمبر ۱

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد احدا وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بھم

ضربه برجله فقال اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان رواہ

البخاری ترجمہ روایت ہی انس سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی چڑھے اُحد

پہاڑ کو اور ابو بکر و عمر اور عثمان پس جنبش مین آیا وہ پہاڑ بسبب اون سبہون کے

پس ملا دیا اوس پہاڑ کو حضرت رسول نے اپنی پانون سے اور کہا کہ ثابت رہو اے

اُحد اسواسطے کہ نہین تجہپر ہے مگر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کی

اسکو بخاری نے فقط ظاہرا یہ حدیث حدیث نمبر ۲ مناقب عثمان فصل سے

مختلف ہی اسواسطے کہ اوس حدیث مین یہ قصہ پہاڑ چڑھنے کا اور پہاڑ کے

لرزنے کا اور حضرت رسول کے کہنے کا بہ نسبت پہاڑ ثبیر کے ہی جو مکہ کے پاس ہے

اور یہ حدیث بہ نسبت پہاڑ اُحد کے ہی جو کہ مدینہ کے پاس ہے اور درمیان

دونون پہاڑون کے چودہ پندرہ منزل کا فرق ہے اور راوی حدیث اول

کے ثمامہ ابن حزن ہین کہ جو ایک تابعی دوسرے طبقہ کے ہین اور حضرت

رسول کو نہین دیکہا تھا اور سوائے اسکے ایسا ایک قصہ پہاڑ کے لرزنے کا

چار آدمی کے چڑھنے سی محض ایک خیال شاعرانہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر معجزہ

کے واسطے ایک سبب خاص اور فرمائش اظہار معجزہ کی چاہیے اور کوئی

سبب خاص یا فرمائش ایسے معجزہ کی کچھ مذکور نہین ہے —

حدیث نمبر ۲

وعن ابی موسی الاشعری قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حائط

من حیطان المدینۃ فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افتح لہ وبشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ابو بکر فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ و

افتح له و بشره بالجنة ففتحت له فاذا عمر فاخبرته بما قال النبی صلی الله علیه واله وسلم
فحمد الله ثم استفتح رجل فقال لی افتح له و بشره بالجنة علی بلوی تصیبه
فاذا عثمان فاخبرته بما قال النبی صلی الله علیه واله وسلم فحمد الله ثم قال
الله المستعان متفق علیه ترجمہ روایت ہی ابو موسی اشعری سے کہ انہا اونہونے کہ
مین تھا ساتھ حضرت نبی کے ایک باغ مین باغون مین سے مدینہ کے پس
آیا ایک مرد پس چاہا کہ دروازہ کھولے پس فرمایا حضرت نبی نے کہ کھولو
دروازہ اوسکے واسطے پس کھول دیا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ
وہ مرد ابوبکر تھے پس خوشخبری دی ہمنے اوس ابوبکر کو ساتھ اوس چیز کے
جو فرمایا رسولخدا نے پس حمد کیا ابوبکر نے خدا کو تب آیا ایک مرد اور دروازہ
کھولنے چاہا اور فرمایا حضرت نبی نے کہ دروازہ کھولدو اوسکے واسطے اور خوشخبری
دو اوسکو ساتھ جنت کے پس کھولا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ
وہ عمر تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اونے
خدا کو تب اوسکے بعد دروازہ کھولنے چاہا ایک مرد نے تب فرمایا حضرت نبی نے
مجھکو کہ دروازہ کھولدو اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے اوپر اوس مصیبت
کے کہ جو پہونچیگی اوسکو پس ناگاہ وہ مرد عثمان تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو
ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اونے الله کو اور بعد اوسکے کہا الله المستعان
متفق علیہ فقط اس حدیث مین کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۳

عن ابن عمر قال کنا نقول و رسول الله صلی الله علیه واله وسلم حی ابوبکر و عمر
و عثمان رضی الله عنهم رواه الترمذی ترجمہ روایت ہے

ابن عمر سے کہ کہا اونسنے کہ ہم لوگ کہتے تھے درحالیکہ حضرت رسول خدا زندہ تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم یعنے راضی ہوا اللہ اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ایک دوسری حدیث بھی قریب قریب اس مضمون کے اسی ابن عمر سے روایت ہو کہ جو فصل ۲۷ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی ہے اور اوسکی شرح مین کچھ حال اس ابن عمر کا لکھا گیا ہو اور یہ ذات شریف خوب شخص ہین کہ حیات رسول مین ان تینون صحابیون کو رضی اللہ عنہم بھی کہتے تھی کہ جو یہ فقرہ دعائیہ بعد مرنے کے استعمال ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اری اللیلۃ رجل صالح کان ابابکر نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نیطا و نیط عمر بابی بکر و نیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واما نوط بعضہم ببعض فہم ولاۃ الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رواہ ابو داؤد ترجمہ روایت ہی جابر سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ آجکی رات کو ایک مرد صالح کو خواب مین دکھلایا گیا اسطرح پر کہ گویا کہ حضرت ابوبکر لٹکائی ہوئے تھے ساتھ حضرت رسول کے لٹکالی کرکے اور لٹکائی گئے عمر ساتھ ابوبکر کے اور لٹکائی گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے کہ جب ہم لوگ اوٹھے رسول خدا کے پاس سے تو ہم لوگون نے کہا کہ اوس مرد صالح سے خود حضرت رسول مراد ہین اور لٹکنا بعض کا ساتھ بعض کے پس وہ لوگ والیان ہین اوس امر کے کہ جسکے واسطے خدا نے اپنے نبی کو بھیجا روایت کی اسکو ابوداؤد نے فقط بری خیریت کی بات ہی کہ بارے اس حدیث مین حضرت علی ساتھ عثمان کے نہین لٹکائی گئے۔

غرض یہانتک ۱۲ حدیثین خاص حضرت عثمان کی اور چار حدیثین مشترک خلفائے ثلثہ کی کل ۱۶
حدیثین اس فصل ۷ و ۸ مین علاوہ ۴۶ - حدیثین متعلق حضرت ابوبکر وعمر کے کل ۶۲
حدیثین ان خلفائے ثلثہ کی مذکور ہوئین - اور اوسی پر اکتفا کیا جاتا ہی اور اب آیندہ آیات
قرآنی بہ نسبت حضرت علی اور خلفائے ثلثہ اور حالات بیماری حضرت رسولخدا وغیرہ
امور متعلق خلافت وغیرہ کے مذکور ہونگے سواس جگہ پر لکھاجانا چندامور نکا مناسب معلوم ہوتا ہی

اول

یہ کہ بیان مناقب مین حضرت علی اور خلفای ثلثہ کے شروع احادیث سی کیا گیا اسواسطے
کہ سنیون کو بڑا تکیہ حدیثون پر ہے اور حدیثین مشکوۃ المصابیح کی بدین نظر اختیار
کی گئین کہ یہ کتاب حدیث کی سنیون مین بعد صحاح ستہ صحیح بخاری وغیرہ کے مرتب
ہوئی ہے سو تمام حدیثین اصل الاصول سنیون کی اس مشکوۃ المصابیح مین موجود
ہین اور یہ کتاب مشکوۃ المصابیح کی مقبولہ سنیون کی ہے اور ہمنے کوئی حدیث
یا قول کسی کتب شیعوں سے نقل نہین کی ہے کہ نقل کتاب شیعون سی کچھ
اتمام حجت اوپر سنیون کے نہین ہوتا اور علاوہ اسکے جو کچھ تنقیص شان حضرت علی
وغیرہ کی پیش کیجاے سو وہ محض لچ ولچر ہے اور کچھ قابل استدلال کسی فریق کے
نہین ہے -

دوم

یہ کہ بملاحظہ ۶۲ - حدیثین خلفاے ثلثہ کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ لغرض ثابت
کرنے افضلیت خلفاے ثلثہ اوپر حضرت علی کے بڑا اہتمام کیا گیا ہی اور ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ مکڑی کا جالا بہت سا پھیلا رکھا ہی مگر ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت
یعنی کمزور ترین گھرون کا ہر آئینہ گھر مکڑی کا ہے اور اس قسم کے احادیث طیار ہوے
ہین کہ اگرچہ سنیان خلافت ابوبکر کی ظاہر مین بہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے ہین مگر یہ سب

یثین اگر صحیح ہون تو کچھ حاجت اجماع کی نہین ہے بلکہ یہ خلافت خلفاے
ثلثہ کی خود از روے نص صریح کے ثابت ہوگی اور سنیون کو ان حدیثون سے
جو کچھ دلجمعی ہو مگر ایک آدمی حق جو کی تلاش مین یہ سب حدیثین فضیلت خلفاے
ثلثہ کی صرت ایک بندش اور بند و لبست کی حدیثین معلوم ہونگی اسواسطے کہ
اکثر حدیثین بہ بنیاد خوا ب اور تعبیر خواب کی ہین اور اکثر ایسی حدیثین ہین کہ
راوی اونکے وہی حضرت عائشہ اور ابن عمر اور عمر ابن عاص وغیرہ ہین کہ جنکے
اہتمام سے یہ سلسلہ خلافت خلفاے ثلثہ کا قائم ہوا اور کتنی حدیثین غریب
ہین اور اسناد اونکا منقطع ہے اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ حضرت علی از روی حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے وصی رسول قریب دو ماہ قبل انتقال حضرت نبی کے
مقرر کئے گئے اور اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا گیا تو اب اونکے خلافت
مین جو کچھ حدیث ہو سو وہ حدیث صریح موضوع اور ساختہ ہے اور سواے اسکے
آیت تطہیر و آیت مباہلہ و عطاے علم بروز جنگ خیبر اور ثبات قدمی حضرت علی
بروز جنگ احد و تشبیہ سفینہ نوح و تشبیہ ہارون با موسی و حالت جنب مین مجاز
ہونا حضرت علی کا بدخول و استطراق مسجد نبوی اور حدیث انی تارك فیکم الثقلین
اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور سب دروازہ دوسرے لوگون کا بند
ہوکر دروازہ مکان حضرت علی کا کھلا رکھنا اور حضرت ابوبکر کو اجازت روزن
رکھنے کی اور حضرت عمر کو لقدر ناکہ سوئی کے بھی اجازت نہوئی اور دیگر تمام صفات
ذاتی حضرت علی کے ایسے ہین کہ کیا کسی دوسرے شخص کو مقابلہ ساتھ اونکے ہو سکتا ہی

سوم

یہ کہ اب آیندہ فصلون مین مناقب حضرت علی وغیرہ جو از روی قرآن کے مذکور ہونگے

سو قرآن بطور میدان جنگ اُحد و خیبر کے ایک میدان خاص حضرت علی کا ہے کہ اوسمین کوئی شخص مقابل حضرت علی کا نہین ہو سکتا ہی اور نہ اوسمین روایات حضرت عائشہ و عمر ابن عاص وغیرہ کو دخل ہے بلکہ یہ حدیث بہت بجا و درست ہے کہ القران مع علی و علی مع القرآن یعنی قران ساتھ علی کے ہی اور علی ساتھ قران کے — ا

چہارم

یہ کہ ہمارے نزدیک مغز اسلام کا سلسلہ اولیاء اللہ مقامات شریف اجمیر و کچھوچھہ وغیرہ کا ہے کہ قصہ زید و بکر سے فارغ رہکر یاد الٰہی و محبت اہلبیت مین غرق ہین اور نجات اپنی بذریعہ دامن عاطفت حضرت مولی مشکلکشا علیؑ کے چاہتے ہین نقل ہی کہ ایک شخص نے کسی صاحبدل سے پوچھا کہ حضرت علی کو علیہ السلام کہسکتے ہین یا نہین جواب دیا کہ جواز ناجواز کو مولویون سے پوچھو کہ ہم فقرا ہین تو حضرت علی کو جل جلالہ کہتے ہین اور بعد سلسلہ تصوف کی ہمارے نزدیک شیعہ لوگ اقرب الی الاسلام ہین کہ قران و اہلبیت پر فدا ہین اور جب حضرت علی نے اس خلافت ثلثہ کو قبول کر لیا تو پھر خلفاے ثلثہ کے ساتھ کاوش کرنی وہی بات ہی کہ مدعی سُست اور گواہ چست اور سنیان متعصب تو البتہ البعد عن الاسلام معلوم ہوتی ہین کہ رسول کو ماننا اور ذریات رسول سے فرق رہنا خود اسلام سے باہر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ شعر مولانا روم کا بہت حق و واجب ہے — ۵

لو بتاریکی علےؑ زادیدۂ ✣ زین سبب غیرے برو بگزیدۂ ✣

اور اس راہ سے وہی لوگ واقف ہین کہ جنکو مزہ فقر کا دیا گیا ہی آنرا کہ میدہند میدہند و آنرا کہ نمی دہند ازو می ستانند —

اشعار مولانا روم

علم ظاہر سر بسر قیل است وقال	نہ ذرو کیفیتے حاصل نہ حال
پاے استدلالیان چوبین بود	پاسے چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بدے	فخر رازی رازدار دین بدے

پنجم

یہ کہ اصل اسلام ایک بہت عمدہ دین توحید کا ہے اور آیت مفصلہ ذیل سے صرف فرمائش رفع شرک کی معلوم ہوتی ہے پارہ ۳- تلک الرسل سورۃ النساء آیت ۷۵ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ ترجمہ کہہ تو اے رسول کہ اے اہل کتاب آگے آؤ ایک کلمہ کیطرف جو برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے اس بات پر کہ نہ عبادت کرین ہم لوگ مگر خدا کو اور نہین شریک ٹھہراوین ساتھ اوسکے کسی شی کو اور نہ قبول کرے کوئی ہم لوگون کا کسیکو ارباب سواے خدا کی فقط مگر سنی شیعہ کے مولویون نے تعصب کرکے اس دین مین بہت خرابی ڈالی اور متقدمین کا حال یہ تھا کہ شیعہ لوگ سنی کے پیچھے اور سنی لوگ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ علی ابن المنذر کہ جنھنے پچپن حج کیا تھا اور ابو الصلت یہ دونون بزرگوار شیعے مذہب کے تھے مگر ان لوگون سے مشکوۃ المصابیح مین حدیثین مروی ہین اور شاہ صاحب نے بھی ان لوگون کو ثقہ وعدول قبول کیا ہے مگر ہوتے ہوتے اب تو فرق کفر واسلام کا ہوگیا کہ طرفین کے مولویون نے درمیان سنی وشیعہ کے نکاح بھی حرام ٹھہرا دیا حالانکہ ان مولویون کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہرگاہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح بلا تبدیل مذہب جائز ہے تو درمیان زن وشوے سنی وشیعہ کے کیون جائز نہوگا کہ تکفیر اہل قبلہ کی کسیطرف سے نہین ہوسکتی ہے

ہان اگر بنظر اختلاف طریقہ سنی و شیعہ کے لحاظ ناموافقت باخود ہاذان و شو کا ہو تو وہ دوسری بات ہی۔

ششم

یہ کہ تعصب کا یہ حال ہوا ہے کہ سنیون مین طریقہ آمین بالجہر و رفع یدین دو ہابیت کا اسطرح پر پھیلا ہی کہ وہ بھی گو یا ایک دوسرا مذہب ہو گیا حالانکہ ہمکو اونکے پیچھے نماز پڑھنے مین یا شیعون کے پیچھے نماز پڑھنے مین کچھ عذر نہین ہے کہ غرض عبادت سے ہے اور چنے کا لڈو ہر شکل کا میٹھا ہوتا ہے اور شیعہ کے مولویون نے امامت نماز مین اسقدر شرائط قربانی بقر عید کے مقرر کیے کہ نماز جماعت کی ملنی دشوار ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ کی مسجد گو اسیر آدمی کی ہو مگر جمعہ و جماعت سی حسب خواہ آباد نہین ہو سکتی ہے اور تاکید قرت کی جو کچھ درمیان طریقہ شافعی و شیعون کے ہے سو حتی الوسع قرت کا درست ہونا بہت مناسب ہی مگر نہ اس شدت سے کہ بلا صحت قرت کی نماز یا امامت نماز کی درست نہو سو یہ سب زیادتی بہ سبب تعصب کی ہے ورنہ حضرت بلال کا تو اسہد بجای اشہد کے تھا۔

ہفتم

یہ کہ قطع نظر احادیث ترتیب وادہ سنیون کے ہمارے نزدیک واسطے اثبات مجرد فضیلت و بزرگی حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے یہ بات خود کیا کم ہے کہ قران دونون بزرگون کی متصل مزار شریف حضرت رسول کے ہوئی ہر چند کہ یہ امر بتوسط حضرت عائشہ کے ہو مگر شک نہین کہ یہ قرب مزار مبارک کی ایک بڑے شرف کی بات ہی کہ اگر یہ لوگ کسی طرح پر عند اللہ مردود ہوتے تو یہ قربت روضۂ مبارک کی ممکن نہوتی کہ ایک ہی روضہ نبی کا مورد ثواب عظیم و مطرح عقاب الیم کا تصور کرنا خود ایک سخت بے ادبی ہی اور یہ قربت روضہ نبوی کی وہ شرف ہی کہ جسکی آرزو حضرت امام حسن علیہ السلام کو تھی پس صاف بات یہ ہی کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر جسطرح پر کہ حیات حضرت رسول مین

مصاحبان خاص سے تھے سو اوسی طرح پر بعد ممات کے بھی ایک ساتھ ان صحابیون
کو کچھ سود نہین ہی ہر چند کہ حضرت علیؓ سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہو۔

لراقمہ

عداوت با صحابہ گو مرا نیست ٭ یقین دان جز علی باکس ولا نیست

حاصل کلام یہ ہی کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی جو برخلاف وصیت خم غدیر کے
لے لیگئی سو اوس سے کئی طریقے نکلے ایک یہ کہ خلفاے ثلثہ از قسم منافق و دشمن
اہلبیت کی سمجھے جائین اور یہ طریقہ شیعہ لوگون کا ہے مگر یہ امر تمامتر خلاف انصاف ہی
کہ حضرت ابو بکر کا یار غار ہونا اور عاشق رسول اور تمامتر مرد نیک اور سخی اور عابد
اور زاہد ہونا اونکا فراموش کیا جاوے اور حضرت عمرؓ کو کہ جنکے جد و جہد سے ایران
و شام و روم و مصر مسلمان کیا جاوے سو خود اونکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا بالکل
بے انصافی ہے اور حضرت عثمانؓ کو جو کہ ایک شہید مظلوم اور بذات خود ایک نیک
اور سخی مرد تھے اور ساتھ اہلبیت کی کچھ انحراف اونکو نہین تھا خارج از اسلام سمجھنا
کیا معنی رکھتا ہے دوم یہ کہ واسطے بناء اس بات کی کہ یہ خلافت ثلثہ حق تھی افضلیت
خلفاے ثلثہ اور تنقیص و توہین شان علی مین اہتمام کیا جاوے سو یہ مذہب
اصل سنیان متعصب کا ہی مگر اس طریقہ مین مشکل یہ ہے کہ آفتاب کی مقابلہ مین کچھ
روشنی ستارون کی ٹھہر نہین سکتی ہے اور اسیوجہ سے تمام اہتمام سنیون کا رائگان
ہو جاتا ہے۔ سوم یہ کہ بمقابلہ رفعت شان حضرت علیؓ کے اصل خلافت ظاہری
کا درجہ فروتر سمجھا جاوے سو یہ طریقہ اہل تحقیق اولیاء اللہ و علماے درست فہم کا
ہے اور راقم اسی طریقہ مین ہے اور یہ امر واقعی بھی ہے کہ اس خلافت ظاہری سے
جو واسطے اجراے دین ظاہری کے تھی فضیلت ذاتی کسی شخص کی نہ بڑھ سکتی ہے

اور نہ کچھ گھٹ سکتی ہے اور راہ نجات کی جو محبت علی و تمام اہلبیت اور تمسک میں ساتھ عترت رسول کے منحصر ہے سو وہ شرف اپنی جگہہ مین بحال و قائم ہے اور اس مقام مین ایک غزل ہماری حسب ذیل ہے ۔ لمؤلفہ

بتحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا	کنون معلوم کردم از فضائل تا رذیلہا
ابوبکر و عمر عثمان صفات عمدہ سیدار نر	ولے باشد علی آن کو رساند تا بمنزلہا
علی مرتضٰے باشد وصی مصطفٰے برحق	تو مرشد دان علی را بگذر از دیگر وسائلہا
چہ مشکل روزہ و افطار سہ روزہ علی را بود	کہ او را فاقہا میشد زنان دادن بسائلہا
اگرچہ بر خطر باشم ز موج بحر عصیان ہا	علے کشتی رساند تا سبکباران ساحلہا
خدا را ای چہ غم داری نبی داری چہ غم داری	علی داری چہ غم داری برون آئی ز مشکلہا
چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند	قناعت شد برین تو ام و بر بندد محملہا
علے چون جان نبی را بود حب اوست ایمان	تولاے علیؑ مارا نمودہ نقل محفلہا
کنارہ گیر از دنیا بشو آزاد چون حافظ	علے باشد ترا کافی دع الدنیا و اھلھا

فصل ۹ ے

اس فصل مین چند آیات قرآنی نسبت حضرت علی اور تمام اہلبیت کے مذکور ہوتے ہین اور مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی شیعہ اثنا عشری نے باب ششم مین اپنی کتاب مجمع البحرین کے بہت آیات کو مع نقل تفاسیر و احادیث اہل سنت کے خوب جمع کیا ہی اور اس کتاب سی ہمکو اسوقت انتخاب کرنے مین آیات کی بہت سہولت ہوئی کہ جس جس آیت کا انتخاب کرنا مناسب معلوم ہوا انتخاب کیا گیا ۔

آیت ۱

سورۃ الشوری قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ترجمہ

تو کہہ مین مانگتا نہیں تمسے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہنی ناتے مین فقط تفسیر ثعلبی اور معالم التنزیل اور تفسیر کشاف وغیرہ سے حسب نقل عبارت ذکر کردہ مولوی صاحب موصوف کے کہ جسپر ہمکو کچھ جاے شک نہین ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب یہ آیت اوتری تو لوگون نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ وہ قرابت دار آپکے کون لوگ ہین کہ جنکی محبت ہم لوگون پر واجب ہوئی تب حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ وہ قرابت دار علی اور فاطمہ اور دونون بیٹے اونکے ہین۔

آیت ۲

سورہ تحریم وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین

ترجمہ اور اگر تم چڑھائی کرو اوسپر تو اللہ اوسکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان والے فقط از روے تفسیر مجمع البیان کے اس صالح المومنین سے حضرت علی مراد ہین کہ جو حضرت رسولخدا نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کے صحابیون سے کہا ایہا الناس ہذا صالح المومنین یعنے اے لوگون یہ شخص صالح المومنینؑ ہے۔

آیت ۳

سورہ مجادلہ یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجویکم صدقۃ ذلک خیر لکم واطہر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم

ترجمہ اے ایمان والو جب تم کان مین بات کہو رسول سے تو آگے بڑھو بات کہنے سے پہلے خیرات کو یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ فقط فصل ۲۲ مین نجوی یعنی مشورہ متعلق اس آیت کے مذکور ہے کہ جب دیر تک حضرت رسول ساتھ حضرت علی کے سرگوشی کرتے رہے تو لوگون نے کہا کہ ہر آئینہ طول ہوا مشورہ حضرت رسول کا

ساتھ ابن عم اور سکے تب کہا جواب مین حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنے ساتھ
حضرت علی کے مشورہ نہین کیا ولیکن خدا نے اوس سے مشورہ کیا اور ہمین نظم

یہ شعر خوب حسب حال ہے ؎

علی راز دار خدا و نبی ؛ خبر دار سر خفی و جلی

آیت ۴

سورہ آل عمران پارہ سوم فقل تعالوا ندع ابنائنا وابناءکم و
نساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنة الله علی
الکاذبین ترجمہ پس تو کہہ آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتین
اور تمہاری عورتین اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کرین اور لعنت ڈالین
اللہ کی جھوٹون پر فقط یہ ایک آیت مباہلہ کی ایک مشہور آیت ہی کہ جسمین
حضرت رسولخدا خود آپ اور حضرت علی اور فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم
السلام ایک ساتھ نصاری کے مقابلہ مین واسطے قسم کھانے نسبت حقیت
دین اسلام کے گئے تھے اور اسی بنیاد پر یہ شعر ہے۔ شعر

خدا نفس پیغمبرش خوانده است ؛ دگر را فضیلت بکس مانده است

آیت ۵

سورة المائدہ انما ولیکم الله ورسوله والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰة
ویؤتون الزکوٰة وهم راکعون ترجمہ تمہارا رفیق وہی اللہ ہے اور اوسکا
رسول اور ایمان والے جو قائم ہین نماز پر اور دیتے ہین زکوٰة اور وہ نوے
ہین فقط از روے تفسیر معالم التنزیل اور نیشاپوری اور محی الدین عربی وغیرہ
کے منشا نزول اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت علی مسجد مین بحالت رکوع نماز کے ١٩٠

تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا اور حضرت علی نے اوسی حالت مین اپنی لنگولیا
بطرف سائل کے کردی کہ جسمین انگوٹھی تھی اور سائل نے اوس انگوٹھی کو حضرت
علی کے لنگولیا سے نکال لی سو اسی خیرات پر یہ آیت اوتری۔

آیت ۶

سورہ رعد انما انت منذر و لکل قوم ھاد ترجمہ تو تو ڈر سنانے والا ہے
اور ہر قوم کو ہوا ہے راہ بتانیوالا فقط بیان بطالب مین اس آیت کے حضرت
رسول نے یہ حدیث فرمائی انا المنذر و علی الھادی بک یا علی یھتدی
المھتدون یعنے مین ڈرانے والا ہون اور علی ہادی ہے اور ساتھ تیرے راہ
پاوینگے راہ پانے والے لوگ اس روسے حضرت علی سب کے ہادی ہین

آیت ۷

سورہ الحاقہ آیت ۱۲ و تعیھا اذن واعیۃ ترجمہ اور سینتی یعنے
جمع کرے اوسکو سینتنے والا فقط منشار نزول اس آیت کا از روے کتاب
عوارف کے یہ ہے کہ حضرت رسولخدا نے دعا مانگی کہ علی کوئی بات فراموش
نہین کرے سو ببرکت اس دعا کے کیا ہوا کہ تمام ارشادات حضرت رسول کے
حضرت علی کو یاد رہتے تھے۔ **بیت**

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ؛ ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام

آیت ۸

سورہ احزاب انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
و یطھرکم تطھیرا ترجمہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تمسے گندی باتین
اس گھر والون سے اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی سے فقط یہ آیت تطہیر کی

ایک مشہور آیت ہی اور حدیث متعلق اس آیت کے فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے بروایت حضرت عائیشہ کے ایک روز حضرت نبی کالے کمل اوڑھے ہوے باہر نکلے تب آئے حسن ابن علی پس لیلیا اونکو اپنے کمل مین تب آئے حسین اور وہ در آئے کمل مین اور اوسکے بعد آئین فاطمہ اور لیلیا اونکو اوس کمل مین تب آئے علی اور لیلیا اونکو تب پڑھی اس آیت تطہیر کو اور فصل ۱۵ مین اس رسالہ کے بروایت سعد ابن ابی وقاص کے وہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت نبی نے حضرت علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو بلا کرکے کہا کہ یہ لوگ میرے اہلبیت ہین اور شہرت گلیم سیادت کے یہ بنیاد اسی آیت تطہیر کے ہے –

آیت – ۹

تفعل

سورہ مائدہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس ان الله لا یھدی القوم الکافرین ترجمہ ای رسول پہونچا جو اوترا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو نے کچھ نہ پہونچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگون سے اللہ راہ نہین دیتا منکر قوم کو فقط تفسیر کبیر مین ہے کہ منشار نزول مین اس آیت کے دس باتین بیان کیگئی ہین اور اونمین سے دسوین بات یہ ہے کہ جب حضرت نبی حجۃ الوداع سے غدیر خم کو پہونچے تو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو فرمائی اور وہ حدیث فصل ۱۱ مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور یہ امر بھی کسقدر قابل لحاظ کے ہے کہ حضرت رسولؐ نے کس تاکید الٰہی پر حضرت علی کو وصی مقرر کرکے اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا تہا اور مولوی سید احمد حسین صاحب نے اپنے مجمع البحرین مین بہ بیان مطلب اس آیت کے چند باتین خوب لکھی ہین کہ

اوسکا نقل کیا جانا بھی اس مقام مین مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اول یہ کہ شواہد النبوت ملا عبد الرحمن جامی صفحہ ۲۰۸ - مین مذکور ہی کہ ایک روز حضرت علی نے لوگون سے بہ نسبت من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے گواہی طلب کی اور اوسوقت بارہ کسان انصار حاضر تھے اورسب نے گواہی دی مگر ایک شخص نے گواہی نہین دی تب حضرت علی نے پوچھا کہ کس سبب سے تم گواہی نہین دیتے ہو اوسنے کہا کہ ہم بوڈھے ہو گئے ہین سو ہمکو یاد نہین ہے تب حضرت علی نے کہا کہ بارخدایا اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اوسکے چہرہ پر سفیدی ظاہر کر کہ عمامہ سے چھپ نہین سکے راوی کہتا ہے کہ واللہ ہمنے اوس شخص کو دیکھا کہ سفیدی درمیان دو آنکھین اوسکے نکلی تھی۔ دوم یہ کہ زید ابن ارقم نے کہا کہ اوس مجلس مین ہم بھی حاضر تھے اور حضرت رسول سے وہ حدیث ہمنے سنی تھی مگر ہمنے مخفی رکھا سو روشنی ہماری آنکھون کی جاتی رہی اور یہ افسوس زید ابن ارقم کو ہمیشہ رہا۔ سوم یہ کہ اشعار چند مولوی صاحب نے حسب ذیل لکھا ہے۔

از دیوان حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

وفی القران الزمهم ولائی ؛ واوجب طاعتی فرضا بعزم

اور قرآن مین لازم کیا ہے مسلمانون پر ولا یعنی محبت ہماری اور واجب کی اطاعت میری بطور فرض کے اور بالقصد۔

کما هارون من موسیٰ اخوہ ؛ کذالک انا اخوہ وذاک اسمی

جیساکہ ہارون موسیٰ کے بھائی تھے ویسی ہی ہم بھائی اوس نبی کے ہین اور یہ نام میرا ہے

لذلک اقامنی لهم اماما ؛ واخبرهم به بغدیر خم

اسی لئے اوس نبی نے قائم کیا مجکو امام اونکے واسطے اور خبر دی اوسنے لوگون کو اوسبات کی غدیر خم مین

وویلٌ ثم ویلٌ ثم ویلٌ ؛ لجاحد طاعتی ومرید هضمی
اور افسوس ہے اور افسوس ہے اور پھر افسوس ہے واسطے منکر تابعداری میری اور واسطے ارادہ کرنے والے میرے ہضم کرنے کے -

وویل للذی یشقی سفاھًا ؛ یرید عداوتی من غیر جرمی
اور افسوس ہے واسطے اوس شخص کے جو کہ شقاوت کرتا ہے بیوقوفی سے اور ارادہ کرتا ہے میرے عداوت کا بغیر جرم میرے -

ایضًا - از دیوان مذکور و تاریخ ابو الفدا وغیرہ

اسبقتکم الی الاسلام طرًا ؛ غلامًا ما بلغت اوان حلمی
ہم سابق ہوے تم لوگون سے اسلام مین اپنی رغبت سے درحالیکہ ہم ایک لڑکا تھے کہ ہم نہین پہونچے تھے زمان بلوغ کو اپنے -

واوجب لی ولایته علیکم ؛ رسول اللّٰہ یوم غدیر خمّ
اور واجب گردانا واسطے میرے ولایت یعنے محبت کو اوپر تم لوگون کے رسول اللہ نے بروز غدیر خم کے

واوصانی النبیؐ علی اختیار ؛ لامته رضی منکم بحکمی
اور وصیت کی نبیؐ نے اپنی پسند سے واسطے اپنی امت کے تسلیم و رضا کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے

الا من شاء فلیومن بھذا ؛ والا فلیمت کمدًا لغم
آگاہ رہو کہ جو شخص چاہے سو ایمان لاوے ساتھ اوسکے وگرنہ پس چاہیے کہ وہ مرے اندوہناک بسبب غم کے -

از مثنوی شاہ بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ

بہر دین دل کند از دنیا علیؑ	آن علی والی ملک بنی آ
آن وصی مصطفےٰ شیر خدا	آن علی زوج بتول پارسا

زال دنیا را ازان زو پشت پا	تا نیاید در نگاه اولیا

از مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر ششم

او خیو انداخت بر روی علیؑ	افتخار هر نبی و هر ولی
زین سبب پیغمبر با اجتهاد	نام خود نام علی مولا نهاد
گفت هر کس را منم مولی و دوست	ابن عم من علی مولای اوست
کیست مولی آنکه آزادت کند	بند رقیت ز پایت بر کند
چون به آزادی نبوت هادی است	مومنان را ز ہمہ آزادی است
اے گروه مومنان شادی کنید	همچو سرو و سوسن آزادی کنید

اور تفسیر ثعلبی سے نقل ہے

کہ جب حضرت رسولخدا نے یہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو حسان ابن ثابت شاعر مدح خوان حضرت رسولؐ نے عرض کی کہ ہمکو اجازت ہو کہ بحق علی کے ہم کچھ اشعار سناویں تب حضرت رسول نے فرمایا قل علی برکۃ اللہ یعنی کہ ساتھ برکت اللہ کے تب اوٹھے حسان اور کہا یا معشر مشیخۃ قریش اسمعوا قولی شہادۃ من رسول اللہ فی الولایۃ الثابتۃ یعنے اے گروہ مشائخ قریش کے سنو میرے قول کو ازروے گواہی کے ازجانب رسول اللہ دربارہ ولایت ثابتہ کے ۔

اشعار حسان بن ثابت

ینادیھم یوم الغدیر نبیھم ٭ بخم و اسمع بالرسول منادیا

ندا کرتا ہے نبی اون لوگون کو بروز غدیر خم کے اور سنو ساتھ رسول کے منادی کو

بانی مولاکم نعم و ولیکم ٭ وقالوا ولم یبدو ھناک التعامیا

ندا ہوئی کہ مین اچھا مولی اور ولی تم لوگون کا ہون اور کہا لوگون نے اور ظاہر

ہوئی یہان پر کچھ چشم پوشی -

اللھم مولانا و انت ولینا ؛ ولا تجدن فی الخلق للامر عاصیا

کہ خدا تیرا مولا ہملوگون کا ہے اور تو ولی ہم لوگون کا ہی اور تو ہرگز نہین پاویگا خلق مین سے کسی شخص کو واسطے اوس حکم کے سرکشی کرنے والا -

فقال له قم یا علی فاننی ؛ رضیتک من بعدی اماما وھادیا

پس کہا اوس علی کو رسول نے کہ اوٹھ اے علی کہ مین نے پسند کیا تجھکو بعد اپنے امام وہادی

آیت ۱۰

سورۃ الانسان یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا ترجمہ پوری کرتے ہین منت اور ڈرتے ہین اوس دن سے کہ اوسکی برائی پھیل پڑیگی اور کھلاتے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور بن باپ کے لڑکے کو اور قیدی کو ف شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے ایک ترجمہ اردو کلام اللہ کا مع حواشی فواید ضروری کی خوب لکھا ہے مگر افسوس ہے کہ بسبب کسرشنیت کی کسی مقام حاشیہ مین کسی آیت کے کچھ ذکر حضرت علی علیہ السلام کا نہین کیا اور کسقدر افسوس کی بات ہی کہ مستر جارج سیل مترجم انگریزی قرآن شریف نے جو کہ ایک غیر مذہب کا آدمی ہے اس آیت کی حاشیہ مین بحوالہ تفسیر بیضاوی کے اس آیت کو بہت وضاحت سے طرف حضرت علیؑ کے منسوب کیا ہی مگر شاہ عبد القادر صاحب مسلمان ہوکے بالکل اس قصہ کو کہا ہے اور تمام قصہ کو الغت ہضم الیخ کر گئے مگر امر حق یہ ہی کہ علماے اہلسنت مین سے شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین بہت اچھی طرح سے تیار کی حمایت حضرت علی و تمام اہلبیت کے ہین بہرکیف مستر جارج سیل نے انگریزی ترجمہ کے حاشیہ مین شان نزول اس آیت کی حسب ذیل بیان کی ہے یہ امر بیان کیا گیا ہی کہ حسن و

حسینؑ نواسے محمد کے کسی وقت دونون بیمار ہوکر پیغمبر مع دیگر کسان واسطے عیادت
اونکے گئے اور لوگون نے حضرت علی سے چاہا کہ واسطے صحت پسران اپنی خدا سے کچھ
عہد کرین اور برطبق اوسکے علی و فاطمہ و فضہ اونکی لونڈی نے ایک عہد تین روزہ کا
کیا درصورتیکہ وے لوگ صحیح ہوجائین اور جب یہ اتفاق ہوا تو اون لوگون نے
تعمیل کی اور یہ عہد ساتھ اس صداقت کے پورا کیا گیا کہ اول روز بوجہ نہین موجود رہنے
کچھ خوراک اندر مکان کے علی نے مجبور ہوکر تین پیمانہ جو کا شمعون ایک یہودی خیبری سے
قرضہ لیا اور اوسمین سے فاطمہ نے ایک پیمانہ جو کو اوسی روز کوٹ پیس کرکے پانچ
روٹی اوسکی کھانے کو پکائی اور وہ روٹیان اون سب کے سامنے واسطے افطار بعد
غروب آفتاب کے رکھی گئین مگر ایک غریب سائل اون سب کے پاس آیا اور تمام وہ
روٹیان اوسکو دیڈالین اور خود اون سبھون نے تمام رات فاقہ سے صرف پانی
پی کرکے بسر کیا اور دوسرے دن فاطمہ نے دوسرے پیمانہ جو کی اوسیطرح روٹیان بنائین
مگر یتیم سائل آیا اور اوسے دیڈالنے کو ترجیح دیکر اپنی رات بطور شب اول کے کاٹی
اور تیسرے دن بھی اوسیطرح سے تمام خوراک اپنی ایک قحط زدہ قیدی کو دیڈالی
برطبق اس واقعہ کے جبرئیل اوترے ساتھ اس سورہ انسان کے اور محمد سے کہا
کہ اس پارسائی اہل بیت پر اوسکی خدا اوسکو مبارکباد دیتا ہے فقط اور مخفی نہین ہے
کہ اس قصہ سے تین روزہ کے کسقدر حالات بزرگی و علو مرتبہ تمام اہلبیت رسول
کے ظاہر ہوتے ہین - ایک یہ کہ مرتبہ صدق الیقین حضرت علی کا کس درجہ کا ثابت
ہوتا ہی کہ جو نیت تین روزہ کی کی تھی سو کس خوبی سے اس عہد کو پورا کیا - دوم یہ کہ
اللہ اکبر صبر کس درجہ کا ہے کہ فاقہ پر فاقہ ہوا مگر وہ تینون روزہ برابر رکھتے گئے اور
صرف اسی قدر صبر نہین ہے کہ خود آپ تحمل کیا بلکہ امامین حسنؑ حسینؑ چھوٹے چھوٹے

انہی بچون کا بھی فاقہ تین تین روزہ کا تحمل کیا اور درجہ کمال ریاضت کا بھی کسقدر ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صرف معاملہ با خدا اور نہایت درجہ اتصال مع اللہ تھا - سوم یہ کہ سبحان اللہ سخاوت کا کیا حال تھا کہ بوقت طلب سوال مسکین و یتیم و قیدی کے کچھ خیال اپنا وزن و فرزند و حضرت فضہ لونڈی کا نہین رہا اور کیا یہ بات ممکن نہین تھی کہ اون پانچون روٹیون مین سے ایک ایک ٹکڑا سائلین کو دیتے اور باقی کو بخرچ خود و اہل وعیال اپنے در لاتے اور کیا یہ بات ممکن نہین تھی کہ صرف روٹی اپنے حصہ کی دیڈالتے مگر بات یہ ہو کہ بسبب جوش ایثار کے پانچون روٹیان یکبارگی اوٹھا دین چہارم یہ کہ البتہ تین روزہ حضرت علیؑ کا چالیش روزون سے حضرت مسیح کے عدد ایام مین کمتر ہے مگر ان تین روزون مین ایک امر امتحان کا اوس چالیش روزون سے زائد تھا کہ حضرت مسیح نے جو چالیش روزہ رکھا سو ایک بات روزہ رکھنے کی تھی اور حضرت مسیح کی وہ شان تھی کہ چالیس روزہ پر کیا حصر ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ایسا روزہ برسون کا بے تکلف رکھ سکتے تھے کہ اونکے یقین مین حیات صرف مرضی آلٰہی سے متعلق تھی اور یقین ہے سب کچھ ہی مگر اس تین روزہ مین حضرت علیؓ کے ایک قصہ امتحان کا ایسا تھا کہ دن بھر کا روزہ رکھ کرکے عین بوقت افطار کے ایک سائل ہر روز آیا اور سب کھانا اوسکو دیدیا حالانکہ وہ روٹی خود قرضہ کی تھی پنجم یہ کہ اس قصہ سے فتوت و مروت وحیا حضرت علیؑ کی کس درجہ کی ظاہر ہوتی ہے کہ تین روزہ کا فاقہ قبول کیا مگر اپنے حال سے کچھ اطلاع حضرت نبی کو باوصف اتصال مکان کے نہین دی سبحان اللہ واقعی جو شخص ایسا خود کریم ہو تو وہ منت کش اور سائل دوسرے کے پاس کیونکر ہو سکتا ہی ششم یہ کہ حضرت فاطمہ بی بی اونکی اور حضرت فضہ لونڈی اور حسنینؑ لڑکے اونکے کیسے تھے کہ ہر حال مین

شریک حضرت علی کے ہی مگر حضرت نبی اپنے باپ یا اپنے نانا کو کچھ مطلع نہین کیا
ہفتم یہ کہ امامین حسنین علیہما السلام جو چوتھے روز حضرت نبی کے پاس آئے
سو متواتر فاقہ ہاے سہ روزہ سے اونکے ضعف کا یہ حال تھا کہ تھر تھرا ہوے
گئے تھے اور ان فاقون سے حضرت سیدہ فاطمہ کا یہ حال تھا کہ مارے فاقون کے
پیٹ اونکا سٹ گیا تھا اور آنکھین اونکی اندر حلقہ چشم کے جا رہی تھین غرض تمام
اس قصہ کا حال یہ ہے کہ واسطے اثبات افضلیت حضرت علی اور ہونے مولاے
کل اصحاب وغیرہ اور انجام دہی امورات نبوت حضرت نبی ابن عم اونکے کچھ حاجت
کسی دوسری حدیث یا آیت قرآنی کی نہین ہے ۔ بیت

من چہ گویم از علے بو تراب ٭ آفتاب آمد دلیل آفتاب

اور سبیل ظہور عظمت اس قصہ کی یہ ہے کہ غور کرنے والا یہ سارا قصہ روزہ وغیرہ کا
اپنے اوپر فرض کرے تو مطلب اس قصہ کا اوسکو معلوم ہو سکتا ہی مگر یہ کام
مولویون کا نہین ہے کہ دوسرے کا قصہ اپنے اوپر فرض کر سکین بلکہ یہ کام
صرف فقرا اور طالبان حق کا ہے کہ جن لوگون مین تعلیم و مشق توحید کی برابر جاری ہے
اور خدا نے وہ درجہ عالی فقر کا بنایا ہے کہ ببرکت مشق توحید و فقر کے یہ قصہ اور
تمام معاملہ معاویہ و کربلا وغیرہ کا گویا خود اونکی جان پر گذرتا ہے اور ہمکو بہت
افسوس ہے کہ ہم مطلب کو پوری طرح سے قلمبند نہین کر سکتے ہین اور جو کچھ تھوڑا بہت
لکھا جاے سو وہ فہم ظاہر بینون سے باہر ہے ۔ بیت

مردم اندر حسرت فہم درست ٭ اینکہ میگویم بقدر فہم تست

غزل اردو از مؤلف این رسالہ

سول آخرین گو یار و آخر منھ دکھاتا ہے	علی کو جو گھٹاتے ہین سو اونکو کیا گھٹاتا ہے

علی داماد و ابن عم وصی حضرت نبی کے ہین | خلافت کرنے کو برحق یہ ار رتبہ گھٹاتا ہی
خلافت کو نہین گر مان لیتی وہ تو کیا کرتے | کہ اونکا ظلم سہنے کو بنا سارا گھرانا ہے
اوسی کے سبب سے تو ہم بھی مان لیتے ہین خلافت کو | ہوا اسلام شایع واقف اس سے اک زمانہ ہے
صحابی گر قریشی ہین ستارے ہین صحابہ ہین | یہ سب باتین علی مین ہین او رسمین کیا بہانا ہے
سیادت مین شجاعت مین سخاوت مین عبادت مین | علی کا کون ہمسر ہے اور اوسکو کیا چھپانا ہے
علی و فاطمہ فضہ و بھی حسنین ہون فاقہ | غریبون کے کھلانے سے عجب کھانا کھلانا ہے
احد سے بھاگ جائین لوگ بھاگین سے وخیبر سے جائین | علی حاضر رہین اونکا کام دشمن کا بھگانا ہی
رہو آزاد حب پنجتن مین غرق تم ہردم | یہی عمدہ عبادت ہے یہی بہتر دوگانا ہی

اشعار بطرز مثنوی از مولف این رسالہ بطور بیان آیت ویطعمون الطعام علے حبہ

من چہ گویم از علی بوتراب | آفتاب آمد دلیل آفتاب
از پئے نیت سہ روزہ قصد کرد | بہر افطارش نبودہ جنس و نقد
پیش شمعون رفت و قرضہ ہر سہ روز | کرد صاع جو د آوردش بسوز
فاطمہ رض فضہ و آن حسنین ہم | روزہ دارے را شریک او بہم
داد آن جو فاطمہ را بہر خوان | فاطمہ بنمود آن را پنج نان
روز اول وقت افطارش رسید | ناگہ مسکینے علی ع او را شنید
دست از نان بر کشید و جملہ نان | داد مسکین را و خود با خاندان
جرعۂ آبے فرو بردہ بحلق | کرد افطار و نہان حالش ز خلق
شب بفاقہ برد جملہ خاندان | روز دوم پیشش آمد پنج نان
آن یتیمے را بداد و اُف نگفت | روز سوم قیدیئے را داد و خفت

ذات باری زامتحان کردن بری
زانکه بودش علم کلی با علی

لیک بود این امتحان از بهر خلق
تا عیان شد زور شاه فقر و دلق

روز چارم سورة الانسان رسید
مرتضی را شکر خود یزدان رسید

هر سه روزش بود ممکن بگمان
حصه کردے درمیان پنج نان

حصّهٔ دادن بفرزندان و اهل
حصّهٔ دیگر بسایل بود سهل

لیک ایثارش نبودی بر کمال
تا نبودی غفلت از اهل و عیال

این صفت از غلبهٔ توحید بود
کاحتیاج دیگران برخود فزود

نان زجو کردن دروزه داشتن
شب بفاقه بردن و برخاستن

روز دوم روز سوم همچنین
سیّده را امتحانے بود این

سیّده وان جاریه وان بچّه‌ها
مبتلاے روزه ها و فاقه ها

خود بشر بودند انبیا یا ملک
کے شنیده مثل شان گوش فلک

هیچ یک زینها نکرده راز فاش
سهل بودے گر نبی بشنیدی کاش

این قناعت این رضا و این حیا
کس ندیده جز باین آل عبا

حضرت عیسیٰ چه خوش تعلیم ساخت
هر شجر را از ثمر باید شناخت

داد آزادی بدادم از ولا
مدح خوان مرتضےٰ گشتم بجا

آیت ۱۱

سورہ رعد من عندہ علم الکتاب ترجمہ وہ شخص کہ اوسکے پاس علم کتاب ہی حدیث مین ہے علی مع القرآن والقرآن مع علی یعنی کہ علی ساتھ قرآن کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے ہر کہ اسوجہ سے حضرت علی کے ساتھ علم قرآن زیادہ تر مخصوص ہے اور تفسیر نیشاپوری مین بہ بیان آیت سورہ شوریٰ کے

لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کے کیا خوب یہ بات کہی ہے وکفے شرفا لآل
رسول اللہ و فخرا ختم التشہد بذکرھم والصلوۃ علیہم فی کل صلوۃ یعنے آل رسول
کے واسطے یہ بات شرف اور فخر کی کفایت کرتی ہے کہ کلمہ تشہد ساتھ ذکر اون لوگون
کے ختم ہوتا ہے اور ہر نماز مین اون لوگون پر درود بھیجا جاتا ہے اور یہ شعر
قصیدہ فرزوق کا بھی کیا خوب ہے مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم فی کل بدء
والکلم بہ مختتم یعنی مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان دوازدہ امام کا ابتدائے
ہر کام مین اور ساتھ ذکر اون لوگون کے سب کام ختم ہوجاتا ہے اور یہ وہ قصیدہ
ہے کہ جو فرزوق شاعر نے مدح مین امام چہارم زین العابدین علیہ السلام کے
عین خانہ کعبہ مین بمخالفت ہشام ابن عبد الملک بادشاہ مروانی کے پڑھا تھا

آیت ۱۲

سورہ عم یتساءلون عم یتساءلون عن النبأ العظیم الذی ھم فیہ مختلفون
ترجمہ کس چیز سے لوگ آپس مین پوچھ بات کرتے ہین کہ جسمین وہ لوگ
اختلاف کرتے ہین ف حسب تفسیر محی الدین عربی کے اس خبر عظیم سے حضرت علی مراد ہین

آیت ۱۳

سورہ بقر الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا و علانیۃ
ترجمہ وہ لوگ جو راہ خدا مین خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو رات مین اور دن
مین پوشیدگی سے اور ظاہر ظاہر ف تفسیر معالم التنزیل و نیشاپوری وغیرہ
مین ہے کہ حضرت علی کے پاس کل چار درہم تھے کہ اوسمین سے حضرت علی
نے دن کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے اور
رات کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے دیا

کہ اسی خیرات پر یہ آیت اوتری اور یہ خیرات جو وقتہ حضرت علی سے کیونکر نہوتی
کہ حضرت علی نے تو روزہ رکھکر کے اپنے افطار کی روٹی تین روز پیہم فقیرون کو
دی اور خود آپ مع اہل وعیال برابر فاقہ رہے اور حضرت علی کی ایک سخاوت
یہ بھی ہے کہ عین نماز مین اپنی کنگولیا کی انگوٹھی سائل کو دیدی ۔

آیت ۱۴

سورہ نحل وعلامات و بالنجم هم یهتدون ترجمہ نشانیان ہین
ستارون کی کہ جس سے وے لوگ راہ پاتے ہین ث جامع الصغیر سیوطی جلد
اول مین یہ حدیث ہے النجوم امان لاهل السماء واهلبیتی امان لامتی
یعنے فرمایا رسولخدا نے کہ ستارے سب امان ہین واسطے اہل آسمان کے اور اہلبیت
ہمارے امان ہین واسطے ہماری امت کے ۔ اور شاہ تراب علی صاحب ساکن
کاکوری نے اپنی کتاب مطالب رشیدی مین یہ تحریر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی
سیف المسلول سے حسب ذیل نقل کی ہے کہ بعضے اولیاء راہست را بکشف صریح
کہ یکے از اسباب علم است ظاہر گشتہ کہ فیوض و برکات کہ از جناب الٰہی بہ اولیاء
اللہ باشد بے توسط فیض او نمیرسد وکسی از مردان خدا بیوسیلہ او درجہ ولایت
نمی یابد اقطاب جزی و اوتاد جزئی و اوتاد و ابدال ونجبا ونقبا وجمیع اقسام
اولیائے خدا بوے محتاج می باشد وصاحب این منصب عالی را امام گویند وقطب الارشاد
بالاصالة نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از نشاء عنصری آنحضرت ہم در امم
سالبقہ ہرکرا درجہ ولایت میرسید بتوسط روح پاک آنحضرت و بعد وجود عنصری
تا وقت رحلت او از صحابہ وتابعین ہمہ را این دولت بتوسط او رسیدہ و بعد رحلت او

این منصب عالی بحسن مجتبیٰ و لبعد ازوی بہ حسین شہید دشت کربلا پسترا مام زین العابدین پستر بہ محمد باقر و لبعد ازان بجعفر صادق پستر بموسی کاظم پستر بعلی رضا پستر بہ محمد التقی پستر بعلی نقی پستر بحسن عسکری علیهم السلام این منصب بعلی مفوض گشتہ و لبعد وفات عسکری تا ظهور محمد مهدی این منصب معلق باشد

آیت ۱۵

سورہ آل عمران وَاعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ترجمہ اور چنگل مارو تم لوگ ساتھ رسی خدا کے سب کے ف اس رسی خدا سے اہل بیت مراد ہین اور حدیث اسکی فصل ۴۳ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی کہ جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز چھوڑے جاتے ہین - ایک قرآن دوسرے اہلبیت ہمارے کہ جو خدا کی رسی ہین غرض یہانتک جو پندرہ آیتین متعلق حضرت مولی مشکلکشا علی کے بیان ہوئین سو اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ تمام آیات قرآنی متعلق حضرت امیر کے جمع کرنے سے یہ کتاب بہت طویل ہو جایگی

فصل ۸۰

آیات قرآنی متعلق خلفائے ثلثہ کی کہ لبعض اونمین سے درحقیقت بالتخصیص متعلق اون لوگون کے نہین ہے -

آیت - ۱

سورۃ الفتح محمد رسول اللہِ والذین معه اشدآء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ترجمہ محمد بھیجے ہوئے خدا کے ہین اور جو لوگ کہ ساتھ اوسکے ہین سو وہ لوگ سخت تر ہین اوپر کافرون کے اور رحیم تر ہین آپسمین اور تو دیکھیگا اونکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے

اور تلاش مین فضل و انعام از طرف خدا کے اور تلاش مین اوسکی رضامندی کے اور اونکے چہرون مین موجود ہین آثار سجدہ کے ف تفسیر بیضاوی وغیرہ سے کچھ شان نزول اس آیت کی خاص کرکے بہ نسبت کسی صحابی کے پائی نہین جاتی اور صرف معنی اسقدر ہین کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولخدا کے ہین اور جو لوگ کہ اونکے ساتھ ہین سو اونکا طور یہ ہی کہ مخالفان دین اسلام کے ساتھ سخت و شدید ہین اور باخود ہا مسلمانون پر رحیم ہین اور سجدہ اور عبادت مین لگے ہوے ہین اور اونکے چہردن پر آثار سجدہ کے نمایان ہین سو یہ ایک تصویر اصل مسلمان کامل کی ہے اور کچھ شک نہین ہے کہ تمام خلفاے ثلثہ وغیرہ جسقدر لوگ کہ ساتھ حضرت رسولخدا کے رہتے تھے سو وہ سب لوگ بفرق مراتب اسی قسم کے لوگ تھے اور یہ خیال غلط العام سنیون کا محض ایک مغالطہ ہے جو عوام مین مشہور ہے کہ اس آیت سے نشان خلفاے اربعہ وحقیت ترتیب خلافت اربعہ کی ظاہر ہوتی ہے سو اوسکے جواب مین یہی شعر کہا جائیگا ؎

چہ خوش گفت است سعدی درزلیخا ✤ الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا

یعنے یہ خیال بالکل غلط و بے ربط ہے اسواسطے کہ نشان اول اس آیت کا اگر بطرف حضرت ابوبکر کے منسوب کیا جاے تو نسبت شدید المزاج ہونے کے اونکی طرف درست نہین ہو سکتی ہے اسواسطے کہ حضرت ابوبکر پر صفت نرمی اور ملائم مزاج ہونے کی غالب تہی اور اسیطرح پر نسبت رحیم المزاج ہونے کی بطرف حضرت عمر کے ایک بے وجود بات ہی اور انکا مزاج تو ہر وقت سخت اور تند تھا اور نشان سوم رکوع اور سجدہ کا اگر بطرف حضرت عثمان کے منسوب کیا جاے تو پہر چوتھا نشان واسطے حضرت علی کے کہان ہے غرض یہ آیت مع تمام نشانات

متعلق عام مسلمانان کابل کے ہی کہ اسوقت تک یہ صفت وہابی وغیرہ میں موجود ہے
کہ غیر مذہب والون کے ساتھ بڑے سخت ہین اور آپسمین خوب موافق اور
ملایم ہین اور جہان پر کوئی وقت نماز کا آپہونچا تو اوسیوقت شطرنجی اور گزرنی
پر رکھ کرکے اپنے نماز مین مصروف ہو جاتے ہین اور اونکی پیشانیون پر گھٹا
سجدہ کا دیکھا جاتا ہے —

آیت ۲

سورۃ التوبہ الا تنصروہ فقد نصرہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما
فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ترجمہ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول
کی تو اوسکی مدد کی ہے اللہ نے جسوقت اسکو نکالا کافرون نے دو جان سے
جب دونون تھے غار مین جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے
ساتھ ہے ف یہ آیت متعلق حضرت ابو بکر کے ہے کہ جو ساتھ حضرت رسول کے
غار مین چھپے تھے اور یہ ایک اتنا بڑا امر عظیم واقع ہوا کہ اسوقت تک جو دو آدمی
مین بڑی دوستی ہوتی ہے تو اون دونون کو کہتے ہین کہ یہ دونون آدمی آپسمین
بڑے یار غار ہین اور اس آیت سے جو کچھ اضطراب کرنا حضرت ابو بکر کا اور کلمہ
تسلی فرمانا حضرت رسولخدا کا معلوم ہوتا ہے اور شیعہ لوگ جو اس جزع وفزع
حضرت ابو بکر کو طول دیتے ہین سو کچھ التفات ان باتون پر ضرور نہین ہے کہ
خذ ما صفا ودع ما کدر مناسب ہی اور ظاہر ہے کہ ایمان اور استقلال حضرت
نبی کے ایسا حضرت ابو بکر وغیرہ سے امید کرنا فضول ہے ہان اگر اس غار مین جناب
حضرت امیر علیہ السلام ہوتے تو بیشک صبر اور استقلال اونکا بطور جنگ احد
وغیرہ کے قدم بقدم یا برابر حضرت رسول کے ہوتا اور شاہ عبد القادر صاحب نے

اس آیت کا متعلق حضرت ابوبکر کا ہونا حاشیہ مین بخوبی بیان کیا مگر کسی آیت
کا حوالہ شان نزول بہ نسبت حضرت علی کے بیان نہین کیا کہ سنیان بالطبع حضرت
علیؑ کے نام سے گریزان ہین اور بیان آیات قرآنی مین نسبت خلفاے ثلثہ کے
قدر متذکرہ صدر پر اکتفا کیا گیا اسواسطے کہ ہمکو اور کوئی دوسری ایسی آیت پر
اطلاع نہین ہے کہ جو خاص کر کے شان مین خلفاے ثلثہ کے ہو مگر اسقدر کہ
حدیث نمبر ۱۴ اور نمبر ۱۵ فصل ۵۷ - سے اس رسالہ کے یہ بات
ظاہر ہوتی ہے کہ قیدیان بدر اور حجاب عورات اور مصلے کرنے مین مقام
ابراہیم کے آیات قرآنی حسب راے حضرت عمر کے نازل ہوی اور علاوہ
اسکے ایک آیت حدیث نمبر ۱۱ - مین فصل ۷۷ - اس رسالہ کی حسب ذیل
مذکور ہے - آیت ۱۴۵ - سورۂ آل عمران پارہ ۴
اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ
بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ
یعنی جو لوگ تم مین ہٹ گئے جس دن کہ بھڑین دو فوجین سوا اونکو ڈگایا
شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور بخش چکا اللہ اللہ بخشنے
والا ہے تحمل رکھتا یعنی حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جنگ احد مین
سواے حضرت علی اور ابو دجانہ اور سہل ابن حنیف کے جو حضرت ابوبکر
وغیرہ تمام صحابی بھاگ گئے تھے سو یہ قصور اون سب صحابیان فراری کا معاف
ہوا مگر یہ زیادتی سنیون کی قابل لحاظ کے ہے کہ صحابیان فراری مین سے
خلفاے ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دیتے ہین حالانکہ بھاگنے والا کبھو لڑنے
والے کے برابر نہین ہوسکتا ہے اور ذکر اوس ایک آیت کا بھی اسجگہ پر مناسب

کہ جو حدیث نمبر۶ - مین فصل ۷۷ - اس رسالہ کے مذکور ہی کہ آیت ۱۳۱ - اور ۱۳۲
سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ
تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ
اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ یعنی اگر ایمان لاوین وے لوگ ساتھ مثل اوسکے
جوکہ ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیقکہ راہ پائی اون لوگون نے اور
اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوے اسکے نہین ہے کہ وے لوگ ایک پھوٹ
مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ
سنتا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے
رنگ سے اور ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور غرض اس
آیت کی ذکر سے اس مقام مین یہ ہے کہ حضرت عثمان کا سرخون آلودہ اوپر
لفظ فسیکفیکھم اللہ کے گرا اور کچھ شک نہین ہے کہ موافق اوس لفظ کے
نتیجہ خون ناحق حضرت عثمان کا یہ ہوا کہ بسبب فسادات حضرت عائشہ اور
طلحہ وغیرہ کے جنگ جمل وغیرہ مین ہزارون مسلمان مارے گئے -

فصل ۸۱

فصل ۸۰ مذکورہ بالا تک احادیث اور آیات قرآنی نسبت اہل بیت ودوازدہ
امام علیہم السلام اور اصحاب وغیرہ کے بقدر ضرورت ذکر کیے گئے اور اب آیندہ
حال بیماری حضرت رسول خدا اور عنوان خلافت وغیرہ کا ذکر کیا جائیگا مگر
خاص اس فصل مین یہ بات منظور ہے کہ خصائص سُنی اور شیعی کے حتی الوسع
راست راست طور پر لکھے جائین کہ جس سے کچھ کچھ جدا گانہ حال اون
دونون فرقون کا معلوم کیا جاوے اور یہ بات ظاہر ہو کہ کون فرقہ کسقدر حق پسند

ہے اور وہ باتین حسب ذیل ہین -

اول

یہ کہ اس رسالہ کا نام جو حد تحقیق بمشرب سُنی ہے سو اسکی معنی یہ نہین ہین کہ ہمکو کوئی حق و منصب اس بات کا ہے کہ اپنے کو اہل تحقیق فرض کرکے اپنی تحقیق اہل دنیا پر تمام کرین اسواسطے کہ سُنی اور شیعی دونون فرقون مین بڑے بڑے اہل تحقیق ہوگئے ہین اور ابتک اہل کمال لوگ موجود ہین کہ ہمکو از روے علم اور فہم کے کچھ مقابلہ اون لوگون سے نہین ہے بلکہ معنی اس نام حد تحقیق کے صرف اسقدر ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے ہم خبر دیے جاتے ہین کہ ہماری تحقیق اوس حد تک پہونچی ہے کہ جو اس رسالہ مین لکھا گیا -

دوم

یہ کہ ہمکو کچھ ادعا علم کا نہین ہے اور علم ہمکو کہان سے ہوسکتا ہے کہ گویا تمام عمر ہماری تو دنیا طلبی مین کٹی ہے مگر پریشان طور پر جو کچھ حالات متقدمین اور متاخرین کے نظر سے گذرے سو اوس سے بالیقین یہ بات ثابت ہوئی کہ اس دین اسلام مین یہ دوازدہ امام عجب طرح سے علم دین اور خداشناسی مین گوے سبقت لے گئے اور اس بات کا مزا ہماری دل سے پوچھا جاسے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی تمام عمر جو کی روٹی پر طے ہوئی اور اس بات کو ہم کیونکر دل سے بھولا سکتے ہین کہ حضرت علی کے سامنے جو ایک گرم روٹی جو کی آئی تو اوسکے ساتھ شہد بھی لطور نان خورش کے پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کہ روٹی ہے اور اوسکے ساتھ گرم بھی ہے بس

کچھ حاجت شہد کی نہین ہے اور قتل امام حسینؑ کو جو قاتل مستعد ہوا تو آپ نے
فرمایا کہ ہمکو عصر کی نماز کی مہلت دو اور اوسی نماز مین اپنا کام تمام کر و چنانچہ
ویسا ہی ہوا اور صحیفہ کاملہ حضرت امام چہارم زین العابدینؑ کا جو کہ زبور ہم لوگ مسلمانون کا ہی
اوپر علم و فضل و تعلق باخدا اونکی ایک گواہ قوی ہی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
اسقدر علم اور فضل کے آدمی ہوے کہ حسب فحواے علماے امتی کانبیاء
بنی اسرائیل کے ایک قسم کے نبی تھے اور امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام
اسدرجہ تک پہونچے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی جو ایک ولی کامل ہین یکے از
مستفیضان بارگاہ امام ہشتم کے ہین اور امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام
سے تو ایک تفسیر قرآن کی موجود ہے غرض این خانہ تمام آفتاب است بیت
بدشمنان منشین حافظا تو لاکن + نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار
اور بہترین شرف ہمارے واسطے یہ ہے کہ سعادت بخت سے یہ مضمون مصرعہ
سودا کا مطابق ہمارے حال کے ہو جاے ع مداح امامون کا ہی اور مرثیہ خوان ہے
اور شک نہین ہے کہ مضمون الکلم الطیب یصعد الی السماء والکلمۃ الطیبۃ
خیر من صدقۃ کا بہت درست ہی یعنی کلام پاک آسمان کو پہونچتا ہے اور کلمہ پاک بہتر
خیرات سے ہے سو ہم اپنے خیال مین کچھ تالیف کتاب کی نہین کرتے ہین بلکہ
مداحی کو ان بزرگان کے ہم ایک عبادت سمجھتے ہین اور ایک بڑی حسرت
دل مین یہ ہے کہ اگر محبت اہل بیت دوازدہ امام کی ہماری راستی سے ہو
تو ہمارے اطوار اور اعمال بھی ان بزرگون کے روش پر ہو جائین سو خدا سے
آرزو ہی کہ جسطرح پر ہم ان امامون کو دل و جان سے مانتے ہین سو اوسی نمونہ
پر ہمارے اخلاق اور اعمال بھی درست ہو جائین —

سوم
یہ کہ رسومات سے بھی خوب حال ظاہر ہوتا ہے کہ اصل طریقہ قدیم اور آبائی کیا تھا مثلاً شادیات مین جولاہے و دُھنئیے تک ہر فرقہ مسلمان مین نیاز کندوری ہمارے خاوند اور سیّدہ بی بی فاطمہ علیہا السلام کا ہوتا چلا آتا ہے اور یہ رسم اسوقت تک سنیان خارجی کے گھر سے بھی موقوف نہین ہوئی اور کبھو کسی کے گھر مین نیاز کندوری حضرت عائشہ کا نہین سُنا گیا اور اسیطرح پر فاتحہ اور نیاز اور حاضری و دسترخوان پنجتن پاک اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور حضرت عباس کا ہوا کرتا ہے اور نیاز سہ منی شاہ بوعلی قلندر اور توشہ شاہ عبد الحق اور نیاز گیہنی بڑے پیر کا اور اقسام نیازات اور فاتحہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مگر کبھو کچھ فاتحہ خلفائے ثلثہ کا نہین سنا گیا اور سنیان خارجی کے گھرون مین بھی اب تک فاتحہ خلفائے ثلثہ کا جاری نہین ہوا ہے اور اسیطرح پر ایک روزہ سوا پہر یا - یا دن بھر کا روزہ حضرت مولا مشکل کشا علی کا عورات مین جاری ہے اور عشرہ محرم مین رسم بدھی و ناڑا و کفنی و سیلی و طوق و زنجیر و بیکر اور سپاک و بہشتی واسطے حضرت خامس آل عبا امام حسین کے و رسم روپیہ باندھنے کی واسطے امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام کے جاری ہے مگر کوئی ایسی رسم واسطے اولاد خلفاء ثلثہ کے نہین ہے اور ہمکو ان رسومات کے مشروع اور غیر مشروع ہونے مین کچھ گفتگو نہین ہے مگر اس بیان رسومات سے غرض یہ ہے کہ ان رسومات سے بھی گردیدگے عام لبطرف حضرات اہل بیت اور اولاد اونکی پائی جاتی ہے ــ

چہارم

یہ کہ سنیون کی طرف سے جو توہین اور تنقیص شان علی مین کوشش کیجاتی ہے سو ظاہر ایہی امر شاید باعث رواج تبرا کا شیعون مین ہوا ہوگا اسواسطے کہ ہمسے چند معزز شیعون نے کہا کہ اونکو تبرا خلفاے ثلثہ کا ناپسند ہے اور ہمارے جوش عقیدت کو دیکھ کر کے یہ بات بھی کہی کہ اگر سنی مین اسطرح پر محبت اہل بیت کی ہو تو سنی ہونے مین کیا عذر ہوسکتا ہے اور ایک معزز شیعے نے ہمسے کہا کہ ابو بکر صدیق ایک نیک آدمی تھے اور ایک عالم شیعی نے اپنے خط مین لکھا کہ وہ اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام نہین سمجھتے ہین -

پنجم ۵

یہ کہ عشرہ محرم گذشتہ مین چند سنیون کی طرف سے پٹنہ مین بڑا اہتمام تھا کہ علم حضرت عباس کا نہین نکلنے پاوے اور آخر وہ علم بجراست صدہا کانشٹبلان و صاحب سپرنڈنٹ پولیس کے کسی طرح پر نکلا اور مزاحمت سنیون کی بہ لحاظ ناشروع ہونے کے نہین تھی کہ فعل شیعون کا مشروع یا ناشروع ہو تو اوسمین سنیون کو کیا دخل ہے اور کمال تشرع یہ ہوتا کہ اپنے گھر سے نکل کر کے اوس علم کا تماشا نہین دیکھتے بلکہ یہ بات صرف براہ تعصب کے تھی اسواسطے کہ اس ہولی گذشتہ مین یہ اہتمام کیا گیا کہ سوانگ اوس علم کا نکالا جاے مگر بوجہ احتمال دنگہ وفساد کے انسداد اس امر لو احداث کا از طرف حکام کیا گیا سو یہ امر سنیون سے پوچھنے کے قابل ہے کہ یہ اہتمام اور شرکت ہندوون کی اور اوسمین ارادہ تفضیح رسم مذہبی ایک فرقہ مسلمان کا بوجہ تعصب کے تھا یا نہین اور اس حالت کشاکشی مین شیعہ لوگ اگر تبرا و عام

کرین تو الزام اسکا خود سنیون پر ہوگا یا نہین۔

ششم

یہ کہ فریقین مین بڑے بڑے عالم لوگ افراط سے ہوگذرے ہین جیساکہ ائمۂ اربعہ ابوحنیفہ کوفی وشافعی ومالک وحنبل وغیرہ اور امام محمد غزالی وفخرالدین رازی اور مولانا روم اور ملا جامی وغیرہ بہت لوگ اگر سنیون مین ہین تو اونکے مقابلہ مین بطرف شیعی کے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وجناب سید مرتضی وسید رضی دو برادران وشاگردان ملا شیخ مفید علیہ الرحمۃ کے اور ملا بہاء الدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور شاعر فردوسی وغیرہ بہت لوگ موجود ہین کہ ہمکو کچھ رتبہ اس بات کا نہین ہے کہ کچھ اندازہ لیاقت اور رفعت مرتبت علمای فریقین کا کرسکین اور زمانہ حال مین بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہ بطرف سنیون کے ہین تو مولانا سید دلدار علی صاحب وغیرہ بطرف شیعون کے دیکھے جاتے ہین اور اگر صواعق محرقہ وتحفہ اثنا عشریہ وغیرہ واسطے استحکام بند وبست اہلسنت کے ہے تو صوارم وصمصام وغیرہ جواب بھی اونکے موجود ہے پس ہم کیا کہسکتے ہین کہ کون فرقہ حق پر ہے مگر ہمنے اپنی عمر بھر کی تلاش مین صرف اسیقدر سمجھا ہے کہ شیعی لوگ جسقدر عظمت اور بزرگی حضرت مولی مشکلکشا علی علیہ السلام اور باقی دوازدہ امام کا اقرار کرتے ہین سو اس بات مین شیعی لوگ تمامتر حق پر ہین کہ حدیث مین وارد ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بھاری چھوڑے جاتے ہین ایک قران اور دوسرے عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپس سے ہرگز جدا نہونگے تا پہونچنے حوض کوثر تک اور حدیث مین ہے کہ حق ساتھ علی کے ہے

اور یہ کہ عترت ہماری ایک رسی خدا کی ہے کہ جسکو مضبوط پکڑو یعنی کہ نجات آدمی
کی محبت اور پیروی مین اون لوگون کے منحصر ہے اور حضرت رسول نے فرمایا
کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علی ہین مگر شیعے لوگ جو اصحاب ثلثہؓ کو خارج
از اسلام سمجھتے ہین سو یہ بات تعصب کی معلوم ہوتی ہے اور سُنی لوگ جو اصحاب
ثلثہ کو حضرت علی کے برابر یا اونسے بڑھکر کے قرار دیتے ہین سو نتیجہ اس بات کا
سوائے رنجیدہ کرنے روح حضرت نبی کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا ہے اور
ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ اصحاب یعنی حالی محالی کے واسطے ذریات رسول کو
بھول جانا کیا منشا اس بات کا ہے اور یہ کیسا ایمان –

ہفتم

اصل مذہب سُنی کا جسطرح پر کہ ترتیب دیا گیا ہے سو اوس سے سوائے
اہتمام استیصال عظمت اہل بیت نبی اور دوازدہ امام کے اور کچھ نہین معلوم
ہوتا ہے اور منجملہ اوسکے یہ بات بھی داخل اوسی اہتمام کے ہے کہ لقب امام کا جو
در اصل دوازدہ امام کے واسطے موضوع ہوا ہے اور اونکے واسطے موزون بھی ہے
سو اس لقب امام کو بھی اوپر امام ابو حنیفہ کوفی اور امام شافعی اور امام مالک اور
امام حنبل اور امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام محمد غزالی اور
امام فخر الدین رازی وغیرہ کے جاری کرکے ارزبازار کر دیا ورنہ صرف لقب مجتہد
کا اون لوگون پر کیا کافی نہین ہوتا مگر اس بند و بست سے بھی عظمت لقب
امام دوازدہ امام کی کچھ کم نہین ہو سکتی ہے **بیت**

صد ہزاران اینچنین اشباہ بین ۔ فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین

ہشتم

یہ کہ حال مین شاہ علی حبیب صاحب سجادہ نشین پھلواری نے جو تاریخ
۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ روز دوشنبہ مطابق یکم اپریل ۱۸۸۲ء کے انتقال کیا
سو بروز سوم اوسکے پسر اکبر شاہ صاحب کو جو دس گیارہ برس کی عمر مین
لوگون نے ایک داماد سے شاہ صاحب کے مرید کراکے بروز فاتحہ چہارم
کے سجادہ نشین بنایا اور یہ امر حق بھی معلوم ہوتا ہے مگر سنیون سے یہ بات
قابل پوچھنے کے ہے کہ لم تقولون ما لا تفعلون یعنے کسواسطے دو بات بولتے ہو
کہ جو موافق اوسکے کام نہین کرتے ہو یعنی کسواسطے اس سجادہ نشینی مین حق
فرزندی کا لحاظ کیا گیا اور کیا کوئی دوسرا مرید مرشد اس قابل نہین تھا کہ
جو بطور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے یہ گدی پاتا اور کیا حضرت علی کو قابلیت
گدی پانے کی بقدر اس بچہ وہ یازدہ سالہ کے بھی نہین تھی مگر بات یہ ہے کہ
خاص ایک امر حق سے جو بوجہ کسی غرض کے چشم پوشی کیجاے سو ہر جگہ پر
وہ چشم پوشی نہین ہوسکتی ہے بلکہ حق دوسرے مواقع پر بالضرور اپنا زور دکھاتا ہے
اور حضرت علی اگرچہ ظاہر مین خلیفہ بلافصل نہین ہوے مگر از روی حقیقت کے
حضرت علی ع تمامتر جانشین بلافصل حضرت نبی کے ہین — بیت
ہوئی جو نبوت نبیؐ پر تمام ✥ ہوئی نعمت اوسکے وصی پر تمام

نہم ۹

یہ کہ خلاصہ مرام اس رسالہ حد تحقیق کا یہ ہے کہ خلافت ثلثہ رض منظور ہے اور
یہ کہ خلفاے ثلثہ بھی اپنے اپنی طور پر اچھے لوگ تھے مگر حضرت مولا مشکلکشا علی ع
سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہے بلکہ ہمارے مولا علی اوسیطرح پر خلفاے ثلثہ رض
کے مولی ہین کہ جسطرح پر حضرت نبی اون خلفاے ثلثہ رض کے مولی ہین پس ابتداے

تالیف مین اس رسالہ کے یہ قیاس ہو سکتا تھا کہ سُنی لوگ بوجہ اظہار محبت با علی اور شیعہ لوگ بوجہ اقرار خلفاے ثلثہ کے اس ہماری تحریر کو بنظر التفات نہین دیکھینگے سو یہ قیاس بہ نسبت سنیون کے درست بر آیا کہ سُنیان زمانہ نے عموماً ملاحظہ کرنے سے اس کتاب کے آنکھین بند کر لین اور نوبت یہ پہونچی کہ سُنیان ذی وجاہت کر سامنے نام بھی حضرت علیؑ کا ہم زبان پر بے تکلف نہین لا سکتے ہین یعنی ہمکو پورا تجربہ ہوا کہ یہ سُنی لوگ درحقیقت حضرت علی سے گریزان ہین اگرچہ ظاہر مین کچھہ اقرار محبت کا بھی کرتے ہون مگر سنیان صوفی مشرب نے بشوق تمام اس کتاب کو جہان تک کہ چھپی ہے طلب کی ہے اور چند سُنیان صوفی مشرب نے لکھا کہ وہ لوگ اس کتاب کو اپنے گھرون مین واسطے ہدایت اولاد اپنے رکھین گے سو اس تحریرات سے تجربہ ہوا کہ یہ سنیان صوفی مشرب البتہ محبان علی سے ہین اور قلم یہان تک پہونچا تھا کہ ایک خط مولوی محی الدین صاحب متین تخلص اور وکیل منصفی سیوان ضلع سارن کا جو کہ ایک سُنی اور لایق آدمی ہین تماتر بتائید اور تصدیق ہماری تحریر کے پہونچا اور معلوم ہوا کہ وہ مثل انگریزی کے درست برآئی کہ دنیا مین کوئی چیز بغیر استثنا کے نہین ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف بے تکلف قوم سنیان سے ایک استثنا معلوم ہوتے ہین اور چونکہ یہ خط جوش محبت اہلبیت سے معمور ہے اسواسطے اس جگہ پر بجنسہ تبرک اداب والقاب معمولی کے نقل کیا جاتا ہے

امروز بمقام سیوان ضلع سارن کہ بذریعہ شغل وکالت قیام دارم نزد منشی سلطان حسین وکیل اینجا نسخہ صد تحقیق بمشرب سُنی تصنیفے حضور والا دیدم بلکہ نادیر اتفاق معائنہ آن شد — ہرچند با تمام نرسید مگر آنچہ کہ دیدم از ابدال دعا

نقل خط مولوی محی الدین صاحب

پسندیدیم الحق درین کتاب انچه مندرج شده همه حق و قرین صدق و انصاف است
بنظر استیصال بیانات مدعیان قایلان تفضیل من جمیع الوجوه که بهمه جهت آماده تنقیص
مراتب مرتضوی اند و همین را بخیال خود جزو ایمان پنداشته و رقمها بهجو روی خود
سیاه کرده اند اشد ضرورت تالیف این رساله بود و گویا این فیصله منصفانه
درمیان قوم صادر کرده شد اهل انصاف بیشک قدر دانی آن خواهند نمود دربر حقیقت
خلافت خلفاے ثلثه رضی الله عنهم با وجود موجود بودن احادیث خم غدیر وغیره
ما یان را انکاری نیست لیکن ازان رو اعتقاد تنقیص شان جناب مرتضوی
اهلبیت باعث ضلالت است و با وجود همچون حدیث فضائل جناب امیر تا صبیح
و بان بجواب رساله جناب حضرت منشی سید محمد نجم الدین صاحب قبله (برادر
کلان مؤلف این رساله حد تحقیق و خود مصنف مصابیح الظلام و فضل صفدری
وغیره) اعتقاد خود بہ نسبت مفضول بودن جناب امیر بجمیع الوجوه از اصحاب ثلثه قوم
ظاهر میکنند و بقول دروغ گوئیم پیر روے تو بگوید که همین مسلک علمای متصوفین
متقدمین و متاخرین است لعنة الله علی الکاذبین این بی نصیب کتاب
صراط المستقیم تصنیف مولوی محمد اسمعیل سرحلقه طائفه خود را هم ندیده است که
محض بغض مرتضوی حق بزبانش جاری شده و در باب هدایت ثانیه افاده
خود نمبر ا-ی نویسد که حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل بر شیخین هم ثابت است
و این تفضیل بجهت کثرت اتباع الیشان و وساطت مقامات ولایت است
من قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرها و این عطیه الهیه بمقابله آنست که
گاهی انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آن اظهار ایشان صورت نه بسته د
اکثر سلاسل ولایت هم منتسب بجناب مرتضوی است پس روز رستخیز بسبب کثرت اتباع

که اگر شبے در اینجا صاحب شاہنامے بلند مراتب ارجمند خواہند بود و موکب مرتضوی را آن ابہت وجلال جلوہ ظہور باشد که تماشائیان آں مقام ونظارگیان آن مجمع بے نظیر راموجب تعجب بسیار خواہد شد بظہور ہمین مقام بر بعضے صوفیان وخفای مقام شیخین رضی اللہ عنہ باعث آن گردیدہ که در تفضیل جناب شیخین رضی تردی بہم رسانیدہ از عقیدہ راسخہ اہلسنت متزلزل شدہ اند پس این شہادت مولوی محمد اسمعیل صاحب بلاشبہہ قاطع دلایل آن باشد انعقاد ظاہری بذریعہ اجماع بمقابلہ خلافت حقہ رتبہ ندارد حیرانم که آن ناصبی چہ خواہد گفت بحق صاحب غیاث اللغات که سنی مذہب است و درکتاب غیاث اللغات صاف نوشتہ که ثقیفہ بنی ساعدہ مکانے بود در عرب و درآن برائے مشورہ ہائے بیہودہ و باطلہ قوم عرب جمع میشدند حالانکه انعقاد خلافت ہم درآن مقام گردیدہ است ودران کسی را انکارے نیست وچہ گویید درحق مولوی عبدالحق محدث دہلوی خود که در تکمیل الایمان نوشتہ یعنے از محمد حنیفہ رح پرسیدند که سبب عدم اجماع است بر خلافت جناب امیر چہ بود گفت زاہد بود وزاہد را با دنیا و اہل دنیا مبالاتے نباشد شریف بود و شریف را ہمہ وای کسی نبود وشجاع بود وشجاع را آزار کس نبود پس بہ تسلیم ہمان محدث گویا این خلافت ظاہری باجماع دنیاداران قائم گردید رسالہ مقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قابل دیدنی ست مینویسد که صحابہ معصوم نبودند وممکن که از ایشان چیزے بوجود آمدہ که اگر از دیگران میشد موجب رد وقدح میگشت اما ماموریم بکف لسان از تنازع ایشان وممنوعیم از سب وطعن درحق ایشان لتعبدا برای مصلحتے از مصلحت ہای دینی واز مصلحت جز غرض استحفاظ معاویہ دیگر نیست حقیقت این است که ہر کرا محبت جناب امیر ودیگر اہلبیت نیست بلاشبہہ کافرست بقول حافظ شیرازی —

	اشعار حافظ	
انراکہ دوستی علیؑ نیست کافر است		گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش
امروز زندہ ام بولاے تو یا علیؑ		فردا بروح پاک اماں گواہ باش
قبر امام ہشتم سلطان دین رضاؑ		از جان ببوس و بر در آن بارگاہ باش

حضرت امام شافعی بمنقبت جناب امیرؑ عجیب رباعی گفتہ

رباعی

کفانی فضل مولانا علیؑ		وقوع الشک فیہ انہ اللہ

ترجمہ کفایت کرتا ہے ہمکو دربارہ فضل علےؑ کی واقع ہونا شک کا اس بات کی کہ وہ اللہ ہے

ومات الشافعی ولیس یدری	⁂	علیؑ ربہ ام ربہ اللہ

ترجمہ اور مرگئے شافعی و نہیں دریافت کیا کہ علی رب اوسکے تہے یا کہ خدا تہارب اوسکا

این رباعی در مناقب مرتضوی دیدم و جاے قول شان نیست رباعی

من مات علی حب آل محمد		فمات اہل السنۃ والجماعۃ

ترجمہ جو شخص کہ مرا وہ اوپر حب آل محمدؐ کے سو مرا وہ اہلسنت وجماعت مقصود فقیر

سابق بمقتضاے این قول ۔ ہ

ما قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم ⁂ از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

ہیچیک توجہ بجانب جواب این فرقہ دور از صواب نہ نمودند حالا بوجہ پوش

این قوم ضرورت تالیف این کتاب گردید و کتاب حضور در جواب دندان شکن

است معلوم نہ کہ جلد دیگر ہم طبع شدہ یا نہ ہر دو جلد را مطالعہ کردن میخواہم ۔

غزلے کمترین در منقبت جناب امیر علیہ السلام براے ملاحظہ حسب ذیل از

دیوان خود نقل کردہ میشود ۔

غزل

بے تولاے علی دل را صفائے مشکل است — غیر مہر او بہ عرفان رہنمائی مشکل است

فتح باب علم احمد زان وصی مصطفے — غیر عشقش تا در احمد رسائی مشکل است

آن قسیم حوض کوثر حاکم باغ جنان — غیر استمداد او مشکل کشائی مشکل است

تا نہ سازی طوطیا از خاکپاے بوتراب — چشم ایمان ترا خود روشنائی مشکل است

گر نہ عارف از دل وجان والہ حیدر بود — کشف گردد بر دلش سر خدائے مشکل است

المدد اے بادشاہ ہل اتے جز فضل تو — رستن دلہا ز بند ماسوائے مشکل است

عمرہا ضائع شد ایدل گہ نکردی با نیاز — بر در آن شاہ مردان جبہہ سائے مشکل است

قوت از شاہ نجف باشد بجال تو یقین — نفس روبہ را ز من پنجہ ور آزمائی مشکل است

اور حال شیعون کا یہ ہے کہ ہمنے رسالہ حد تحقیق صفحہ ۲۵۶ تک جو چھپا تھا چند سنیان و شیعون کے پاس بلا تحریر خط کے ڈاک پر بھیجدیا اور جیسا کہ قیاس تھا سنیون نے کچھ رسید کتاب سے اطلاع نہین دی مگر شیعون نے بڑے تپاک سے خطوط لکھے اور دعائین دین کہ اونمین سے نام چند صاحبون کا بطور شکرگذاری اور بنظر یادگار کے اس مقام مین لکھا جاتا ہے —

اول

جناب سید عشرت علی صاحب رئیس بھاگلپور کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا بھی ہے اور اونکا یہ فقرہ دعائیہ ہمکو بہت پسند ہوا کہ انشاء اللہ تعالے حشر ہمارا بزمرۂ شیعیان محبان علی ع کے ہوگا —

دوم

جناب سید محمد تقی خان صاحب رئیس مظفرپور کہ رشتہ مین وہ ہمارے بزرگ

ہوتے ہین اور جناب موصوف نے بڑے تپاک سے پندرہ نسخہ صدق تحقیق کا ہمسے طلب کیا

سوم

جناب نواب شعار الدولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر رئیس فیض آباد
کہ ایک بڑے لائق شخص ہین اور ہمکو ازراہ عنایت ملقب صدر نشین محفل محققین
زیب وزین ارائکہ مدققین یکہ تاز معرکہ انصاف سالک مسالک خالی از جوجلم
و اعتساف عارف روشنضمیر صاحبدل باتنویر کے یاد کرکے اپنے خط مین لکھا
کہ فی الواقع درمج کمال تحقیق و انصاف ملازمان زبان بیان لال است
چہ مساعی جمیلہ درجمع و بیان احادیث فرمودہ اند وچہ ہا داد انصاف دادہ
اند ولایق بفر لیقین اہل اسلام آن ست کہ اعتقاد بآن آرند واز اعتساف
گذشتہ طریقۂ انصاف را اختیار فرمایند تا از ہلاکت دارین نجات حاصل سازند
سعیکم مشکور باد برب العباد اور یہ وہ بزرگ ہین کہ جو ایک کتاب باسم
کتاب عجیب فی اخبار السید الذبیح الغریب - تالیف فرماکر کے پیشین گوئی
واقعہ کربلا کی کتاب اشعیا نبی متعلق توریت سے بہت طرح سے ثابت کی ہے
اور پانچ نسخہ اوسکا براہ عنایت ہمارے پاس بھی بھیجا ہے -

چہارم

جناب راجہ سید باقر حسین صاحب رئیس اکبرپور ضلع فیض آباد کہ ایک بڑے
لائق شخص ہین اور اپنے خط مین براہ عنایت یہ فقرہ حسب ذیل لکھا ہے الحاصل
آنکہ یک نعمت غیر مترقبہ یافتم ولیقین دانم کہ اکثر صاحبان کہ منصف مزاج اند مدد و لت
آنجناب ہدایت کافی یابند -

پنجم

جناب سید محمد صاحب مدرس نارمل اسکول آگرہ کہ اوپر کمال لیاقت اونکی کتاب

تنزیہ الفرقان من وساوس الانسان گواہ ہے کہ کس خوبی ولیاقت علمی سے فصاحت وبلاغت قرآن شریف کی باستدلال اشعار و اقوال فصحای عرب و عجم ثابت کی ہے اور اپنے خط مین اس رسالہ صد تحقیق کو ایک محاکمہ بطرز جدید کے قرار دیتے ہین مگر ایک شکایت اونکو یہ ہے کہ اس کتاب مین بہت جگہہ پر اختصار ہوا ہے سو یہ شکایت اونکی درست معلوم ہوتی ہے۔

ششم

جناب سید شہامت علی صاحب ساکن موضع بالی ضلع پٹنہ کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا ہی اور وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ عالیجناب نے بزور علم عربی و فارسی و انگریزی ملاحظہ تواریخ کتب ہای صحیح ہر فرقون کے اصول مذہب کی کتابون کو کمال تامل و غور سے ملاحظہ فرمایا کہ اونھین کتابون سے دلائل فضائل فضل وکرم و افضلیت جناب ائمہ ہدا لیکر ایک نسخہ عام فہم کمال توضیح و تشریح کے ساتھ تصنیف فرماکر شائع فرمایا ہے۔

ہفتم

منشی سلطان حسین وکیل سنعفے سیوان ضلع سارن خلف جناب منشی حشمت حسین صاحب مرحوم کہ وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ سبحان اللہ خاتمہ تحقیق و تدقیق فرمودہ عدالت نوشیروانی را بکار بردہ اند خداوند کریم بہ تصدق ائمہ معصومین باین اعتقاد و اوثق جزای خیر دہد ماشاء اللہ عجب اعتماد و اخلاص با جناب امیر علیہ السلام دارند و بہ عجیب عنوان باستدلال احادیث و آیات این فرقہ معتقدین معاویہ مردود را ذلیل و خوار ساختہ اند بجدای لم یزل کہ بر حسن اعتقاد جناب اکثر محب اہلبیت را غبطہ میشود۔

ہشتم۔ جناب سید مہدی حسین صاحب حنا تخلص ساکن حسن پورہ ضلع سارن کہ وہ ہمارے ایک قرابتدار قریب ہین اور جناب موصوف نے خط مین ہمکو براہ عنایت بلقب سید

المومنین حق پسند وحق بین کے یاد کرکے لکھا کہ کارنمایان کردہ اند وبلا حجاب بمیدان عدالت در احدہ داد ایمان دادہ اند اور موصوف الیہ فی مادۂ تاریخ وصول اس کتاب کا حسب ذیل لکھکر کے بھیجدیا۔ منقبت حیدر کرار کی

نہم سید احمد رضا صاحب بلگرامی کہ وہ اپنی خط مین بنسبت اس سالہ حدتحقیق کے لکھتے ہین کہ ذو الفقار قاطع بدست محبان ائمہ اطہار افتاد۔

دہم جناب آغا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقامی بھاگلپور کہ بہ نسبت اوصاف و بزرگی انکی اسی قدر پہ اکتفا کیا جاتا ہے کہ عمدہ پیدائش اس شخص کے ہر جو کہ انکے مکارم اخلاق خدمت خلق اللہ اور صبر در رضا وعبادت و ایمان وتقوی وزہد سی متصف ہو اور جناب ممدوح نے جو ایک قصیدہ ہماری حق مین بدست خاص اپنی لکھا ہے سو اشعار اُس قصیدہ کی حسب ذیل ہین

تشنہ کام ازلی یافت بکف ماء معین	آفرین باد برین عدل وبرین علم یقین
حق زہرا تو بدادی و علی را منصب	اجر باد ات ز درگاہ خدا وند برین
حد انصاف ہمین ہست کہ از رای تو شد	سند خصم عیان شد ہمہ چون و چنین
از ستم پردہ نگنند بنور خورشید	کشف تو فاش نمود عقدہ اسرار مبین
دُر کلک تو شدہ رہبر ہر گمراہی	لیک شرطش بالست دبر حم وقت چنین
حضرت جد تو خورسند و غلامان بشاد	چشم امید برین ہست کہ آیندہ چنین
اصطلاحات حضوری سبب راحت جان	از احادیث صحیحش ہمگی زار وحزین
فخر دارم ز ثری تا بہ ثریا ہر دم	کہ مرا یاد نمودی بچنین گنج مکین
آرزو دارم اگر تحفہ شود چون مشکوۃ	چونکہ تصنیف تو زیبندہ و بود چو ن تلقین
جد و آبای تو فی حق وبحق و باحق	چون شدہ این امت بدبخت کہ گردد چنین

دست دارد بدعا احمد مسکین شب و روز ÷ پنجتن یار تو مددگار و خدا یار و معین

یازدہم جناب مولوی فقیر حسنین صاحب عظیم تخلص و رئیس حسین گنج ضلع سارن کہ بذات خود ایک بڑی لائق آدمی ہین اور موصوف الیہ نے بہی چند اشعار حسب ذیل براہ عنایت ہماری حق مین لکہکر کے بہیجدئے

اشعار

ستایم ترا ای غریق ولا ÷ سرائندہ منقبت برملا
زجام ولای جناب امیر ÷ گرفتی می صاف خم غدیر
نداری باہل خلافت آشتی ÷ نشان ولا را برافراشتی
نہ پروای عمر است و نی بکر و زید ÷ شدی اینک آزاد از بند و قید
گل از خار چیدی درین بوستان ÷ کزان شد شگفتہ دل دوستان
رہ صاف گیرند اہل نظر ÷ کہ خذ ما صفا ہست دع ما کدر
زآلودگیہا بپرداختی ÷ مس قلب را کیمیا ساختی
ولی کاندران نور حب علی است ÷ در آن ظلمت سایۂ غیر نیست
بنازم بر انصاف آزادگان ÷ کہ ہستند بر آل دلدادگان
کسی گوید اللہ را دل دہد ÷ چرا دست بر دست غیری نہد
چو نامست وحید از بزرگان سید ÷ بتحقیق درین ہم شدی تو وحید
عجب خندہ و قہقہہ شد بزور ÷ چو خواندیم تشبیہ جرمن سیلور
خدایا کدام است ان روز عید ÷ نشیند عظیم حزین با وحید

دوازدہم جناب ارتضی حسین صاحب بہاگلپور کہ ایک خط فارسی کمال جوشش عنایت سی حسب ذیل لکہا اور ایک تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب

مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پیشنمار بھاگلپور کی بھیجی اور ایک طریقہ خاص اُنکے امام باڑہ کا ہمکو بہت پسند ہوا کہ علاوہ مرثیہ کے پانچ سات حافظ لوگ تمام عشرہ بہر شب روز ختم قران شریف کرتے ہین

نقل خط جناب ارتضیٰ حسین صاحب بھاگلپور

متکی ارائکہ فضل کمال متوسد وسادہ حشمت و اقبال وحید زمان فرید دوران ام مجدکم وزاد اقبالکم وحشمتکم پس از الوف تحیات وصنوف اسلمہ مصادقت آیات و وفور اشتواق وشدت غرام وغلبہ اشتیاق وثورت پیام کہ از مدتی محبت دیرینہ در کانون سینہ الفت گنجینہ ہمچو در یتیم در صدف رکنون ومخزون و آتش مودت ومحاب باہم اندر مدخنہ فواد مثل فولاد در کورہ حداد مجبول ومعقون ہست منقار منطق مقصود وا ملتمایہ وبیہا ترانہ مدعا می کشاید درین آوان خجستہ توامان و زمان مسرت اقتران کتاب مستطاب بلاغت نصاب ملقب بہ عاد تحقیق کہ فی الحقیقت طالبان حق را بسر حد تحقیق میرساند و برای ناظرین نصفت قرین نقاب از عرائس مطالب وکنوز دقائق بر داشتہ بہرہ تازہ و فائدہ بی اندازہ بخشودہ لیسا حل مراد میگزرانند کہ بنابر مراسم قدیمہ و مراابط دیرینہ آن گنج فوائد وخوان موائد باین مخلص بی ریا محب باصدق وصفا ہدیہ فرستادہ اند سرفراز بہا وسرور وحبور نامحصور بخشید در اوقات مختلفہ وجلسات متعددہ تمام وکمال حصہ کتاب راسطالعہ نمودم وشبہا در التقاط لآلی تحقیقات انیقہ ومطالب شیقہ اش سر بزیر آوردہ گوہر مقصود بر داشتم وروزہا درخوض الفاظ وغوص لجہ معانی وحسن ملاحظہ مبانی ولطافت بیانی اش وررفتہ حظی وافر وتہیج خاطر بہم سانیدم وللہ الحمد علی ذلک دہو یرشد الی احسن المالک حقاکہ دُرہا سفتہ اند وچندین عرائس مقاصد در ذیل بیان نہفتہ اند

وچگونه خار وخس شبهات باطله و اوهام از حقیقت عاطله بدلائل واضحه وحجج
قاطعه رفته اند گلی است از ریاض تحقیق وسنبلی است از چمنستان تدقیق بحریست
مواج وفلکی است ذات ابراج آفتاب درآب وتاب وعلم ساطع برای سالک
راه صواب قمری است در صفا وزهره الیست در ضیا ریحانه الیست که
استشمامش دماغ ایمان را تقویت می نماید واز جواهر احادیث وآیات که در
شان ولایت مآب واهلبیت معصومین ماثور است عقدی ترتیب داده اند
که آویزگی گردن عروس دین را شاید واز طوطیای اخبار صداقت آثار
وفضائل عترت اطهار مکحله ساخته اند که دیده رمد رسیده را روشن سازد
واز فولاد باب ادله محکمه مصیقله پرداخته اند که آئینه بواطن را از زنگ تشکیکات
شیطانی وتخیلات نفسانی می زداید الا الذین ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم
وعلی ابصارهم غشاوة ودوستداران آل عبا سر بتسلیم خم کرده اند بارغبت ورضا
واما الذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا خلاصه کار نمایان کرده اند
وکتاب عجیب در قالب تحریر درآورده اند شکر الله سعیکم واحسن عیکم
ترقب از الطاف مرعیه واخلاق مرضیه آنکه چهار پنج نسخه ازین کتاب دیگر
برای این اخلاص مند ودو تا نسخه بخدمت عالی جناب فضائل مآب وکمالات
انتساب مقدس القاب مولوی سید ضیاء الله صاحب متینماز دام ظله العالی
بدیه باقیمه مرحمت فرمایند واز قیمت آن اعلان بخشند وحقائق پناه دقائق اکتناه
مولانا سید ضیاء الله صاحب ممدوح تقریظی برین کتاب زیب تحریر فرموده اند
مصحوب عریضه ایصال خدمت است اگر مطبوع طبع شریف گردد مطبوع گشته
باصل کتاب ملحق کرده اید نواب سید اعظم علیخان صاحب مهتمم البرٹ پریس

بھاگلپور خواستگار اند کہ اگر اجازت فرمایند این کتاب لاجواب را در مطبع
مذکور طبع سازند و السلام خیر ختام ۔

نقل تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب

پیشنماز بھاگلپور بسم اللہ الرحمن الرحیم الذکلام ینطق بہ اللسان واطرب
بیان یتحرک لہ اطراف البنان وابھی درر یشنف بھا الاٰذان وازھر زھر
تنتشر فی اردان الاذھان واعلی مرقاۃ یعرج بھا الانسان من حضیض حظوظ
النفس البھیمیۃ الی اوج العرفان واحسن ما یترنم بہ العنادل علی روس
الاغصان واحری ما یعقد علیہ القلب فی الجنان ویجتنی بہ ازھار الجنان
ویجنب بہ النعم ویزاد بہ الکرم حمد المفضل المنعم باری النسم خالق اللوح
والقلم الذی علم الانسان ما لم یعلم وافضل الصلوۃ علی اشرف الموجودات
علۃ وجود العالم واسطۃ خلقۃ اٰدم الصادع بالشریعۃ القائمۃ جعل
ملتہ لسائر الملل عن ارتفاع ثری البقاء فاطمۃ عقمت بمثلہ ام الزمن
لیس لہ صنو ولا نظیر ولا کفو ولا وزیر غیر ابن عمہ ابی الحسن فھو تلو
ونبتہ وزوج ابنتہ وابو ذریتہ والخلیفۃ علی امتہ سید العرب والعجم
الامیر علی سائر الامم المنعوت علی لسان سید الابرار علی قسیم الجنۃ
والنار کرار غیر فرار اعان النبی المختار حین اختار الاغیار الفرار ورکبوا
العار والشنار علیہ وعلی سائر اصحاب الکساء وعترتہ النجباء المعصومین
المیامین الفرج الفرج اللہ واحد العدد احد الی الامام الثانی عشر الغائب
عن الابصار والحاضر فی الامصار الذی بیمنہ رزق الوری وبیقاءہ تثبت
الارض والسماء ینتفع بہ کل الانام کاشراق الشمس تحت الغمام فیومن بہ

کل مؤمن الا من اعرض عن جادة الانصاف وسار الی الخلاف وما یضر بالشمس ان لم یرها الخشاف فاما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی لماوی ومن برکات مولینا صاحب العصر علیه السلام عجل الله فرجه وسهل مخرجه وقبسات مشکوة وجوده ولمعات انوار فیوضه وجود ظهور هذا العقد الثمین والمعجز المتین والسحر الحلال والبحر الذی لیس له ساحل والکتاب العجیب والتقریر الغریب والتحریر الرشیق المسمے بجد التحقیق فهی دُرّه بیضاء لا بل معجزة غراء وجوهر مضیء وکوکب دری وتحقیقات انیقه وابحاث رشیقة کیف لا وهو من نتایج افکار وحید العصر فرید الدهر البالغ من الفنون اعلاها والفائز من المراتب قصاها عالی الکعب فی العلوم النقلیة طویل الباع فی الکمالات العقلیة صاحب الفطنة الوقادة والقریحة النقادة سالک مسالک اهل الحق والتحقیق محرز قصبات السبق فی مضمار التدقیق کلامه ملیح وبیانه فصیح ان اوجز اعجز ومتی اخترع خرع الفائق علی الاتراب کاشف طرق الحق والصواب جناب المولوی السید وحید الدین خان بهادر دامت معالیه وبورکت ایامه ولیالیه فامعنت فیها نظری وجلیت بها بصری فوجدتها موعظة شافیة ولهدایة من عمیت قلوبهم کافیة حریة بان تکتب بالذهب علی صفحات البلور لا بل ان یزبر بالنور علی جنات الحور دلیل واضح لمن عدل وانصف لا من عدل عن الحق واعتسف الفاظها کالدر الغرر فی البهاء ومعانیها کازهار الورد فی الرونق والصفاء فقلت مستعجبا هذا البحر الرائق ونهر فائق حیاضه اترعت للشاربین ریاضه تسر الناظرین ہ

ففی کل لفظ منه روض من المنی ٭ وفی کل سطر منه عقد من الدر

عسی لم یرصف مثل الکتاب فی غایة المتانة والانصاف فی الاطراف
والاکناف روضة یرقص الطواویس علی اغصان مغانیہما
یترنم الاطیار علی اشجار مبانیہا فلاادری اہی خیرات حسان ام الیاقوت
والمرجان فللہ در فارس ہذا المیدان وہل جزاء الاحسان الا الاحسان
لمولفہ طالعت منہا حصة فوجدتہا بحرا عمیقا عرضة لا لمخبراو راقہا تذری باوراق
الذہب وسطورہا کشعاع شمس تسطر احسنت احسنت یہا الاخ فی اللہ فما
اذکی رائک الصائب وما اجود ذہنک الثاقب حیث شمرت عن ساق
الجد وغاص طبعک النقاد فی داماء التحقیق علی تلک الجواہر الفرائد
شکراللہ سعیک بالجزاء الاوفی وجعل الآخرة خیرالک من الاولی
ونفع اللہ بہا سائر المسلمین بحق محمد وآلہ المعصومین صلوات اللہ
علیہم اجمعین وعلیک باتمام ہذا الکتاب فانہ تذکرة لاولی الالباب
وعلیکم ایہا الاخوان فی الدین ان لا تتخذوہ شیئا فریا لانہ متاع ثمین
والنظروة لعین الانصاف ولا تجعلوہ ورائکم ظہریا لانہ بضاعة
غالیة للحفظ ثمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
ہذا ما تیسر لقریحتی الجامدة وفکری الخامدة مع توزع البال
وتشتت الاحوال فی تقریظ ہذا الکتاب ولولم یبلغ المعشار
من اوصافہا ومزایا مصورام علا انا الجانی الاواہ ضیاء اللہ اوتی
کتابہ بیمناہ حرر فی اوسط عشرات ربیع الاول واستخرجت تاریخہا
ہدایتہ الطریق باب الانصاف والتحقیق ۱۲۹۲ سنہ ہجری

ترجمۂ فارسی تقریظ یعنی ستائش مذکورہ بالا لذیذ ترین کلام کہ زبان بآن گویا شود و خوش آیند ترین بیان کہ اطراف سر انگشتان برای آن بحرکت آید و روشن ترین گوہرہا کہ گوشہا را گوشوار باشد و تازہ ترین شکوفہا کہ در آستین ہای ذہنہا گستردہ شود و بلند ترین نردبان کہ انسان بدان از نشیب خطوظ نفس بہیمیہ باوج عرفان عروج کند و نیک ترین چیزی کہ بلبلان بالای سر شاخہا بدان مترنم شوند و لائق ترین چیزے کہ بستگی قالب دل بدان باشد و شگوفہای باغ بواسطہ آن برچیدہ شود و نعمت ازان حاصل شود و کرم ازان زیادہ شود حمد کسی ست کہ نہایت فضل کنندہ و نعمت دہندہ و پیدا کنندہ بادنسیمہا و خالق لوح و قلم است آن کسیکہ تعلیم انسان کرد بدان چیز کہ نمیدانست و افضل درودہا است بر اشرف موجودات کہ علت وجود عالم و واسطہ خلقت آدم است و بیان کنندہ شریعت قائمہ ست کہ ملت او باز دارندہ است سائر ملت ہارا از شیر خوردن سینہ بقاء ان کسی ہست کہ مادر زمانہ او مثل او دیگرے نزائیدہ و او راہم شاخیست و نہ نظیر و نہ کفو و نہ وزیر غیر ابن عم او ابو الحسن کہ او متصل برتبۂ او و شوہر دختر او و پدر نسل او و خلیفہ بر امت او و سید عرب و عجم امیر بر تمام امت ہا کہ صفت کردہ شدہ است بر زبان سید الابرار و آن علی ست کہ تقسیم کنندہ جنت و دوزخ است و کرار غیر فرار ست کہ نبی مختار را اعانت کرد وقتیکہ فرار را اغیار اختیار کردند و عار و ننگ را سوار شدند و بر تمام آل عباد و اولاد نجبار او کہ معصوم و مبارک اند و روشن ترجمہای خدای واحد العدد تا امام دوازدہم اند و آن امام دوازدہم غائب از نظرہا و حاضر در شہرہا ست کہ ببرکت او خلق روزی می یابد و به بقای او زمین و آسمان ثابت است و خلق از نفع

می یابد مثل درخشیدن آفتاب زیر ابر و ایمان می آرد باو هر مومن سوای آنکه از راه
انصاف اعراض کند و بطرف خلاف رود و هیچ مضر بآفتاب نیست اگر شپره آنرا
ندید ولیکن هر که بمقام رب خود را خوف کرد و نفس خود را از هوا و هوس باز داشت
پس تحقیق جنت ماوای اوست و از برکات مولانا صاحب العصر امام مهدی علیه
السلام است خدا تعالی ظهور او جلد تر کند و خروج او را آسان نماید و از روشنی ها
چراغ وجود او و لمعات انوار فیوض و بخشش اوست ظهور این سلک قیمتی و معجزه
متین و سحر حلال در این دریائیست که آنرا ساحل نیست و ظهور این کتاب
عجیب و تقریر غریب و تحریر رخشنده مسمی به حد تحقیق است که این کتاب گوهریست
نهایت صاف نه که معجزه ایست روشن و جوهریست روشن کننده یا ستاره ایست
گوهر وار و تحقیقات نادر و بحث های عمده است و چرا نباشد که این کتاب از نتایج
افکار وحید العصر فرید الدهر است که باعلی مدارج فنون رسیده و باقصی مراتب
فائز شده و در علوم نقلیه پای عالی و در کمالات عقلیه ید طولی دارد و صفا فطنت
روشن و طبیعت نقاد و رونده راه های اهل حق و تحقیق و گردآرنده نیهای پیش دستی
در میدان باریک بینی و کلام او ملیح و بیان او فصیح ست که جائیکه اختصار کرد اعجاز
نمود و جائیکه امر نور را اختراع کرد دانه را بر روی خاک بر آورد و طریق های
حق و صواب را ظاهر کننده است یعنی جناب مولوی سید وحید الدینخان بهادر مدارج
عالیه او دایم و روزها و شبهای او مبارک باد پس بدقت نظر این کتاب را دیدم
و نور بصر را از ان جلوه دادم پس آنرا نصیحتی شافی دیدم برای هدایت کسانیکه
دلهای آنها نابیناست کافی و وافی ست و لائق است بانکه بر ورق های بلور بزر
نوشته شود بلکه از نور بر بازوهای حور مرقوم شود دلیلی ست واضح برای

کسیکه عدل و انصاف کند زانکه از امر حق عدول و تجاوز ورزد الفاظ این کتاب مثل گوهرهای درخشنده است و رونق و معانی آن مثل شگوفهای گلاب اند در رونق و صفا پس از روی تعجب پرسیدم که آیا این دریائیست شفاف و نهریست فائق که حوضهای آن سیراب گرداند نوشندگان را و روشنهای آن مسرور گرداند نظر کنندگان را شعر در هر لفظ این کتاب باغیست از آرزو و در هر سطر آن سلکی از درها گویا کتابی مثل این کتاب تصنیف نشد در غایت متانت هست و انصاف در اطراف و اکناف این دیار، باغیست که طاؤس ها بر شاخهای معانی آن رقص میکنند و طائر آن بر درخت های اصول آن می سرایند پس دریافت نمی کنم که آیا این کتاب از نیکیهای حسان ست یا که یاقوت و مرجان و چه خوب کار کرده است سوار کار یعنی مولف این میدان و نیست جزای احسان مگر احسان شعر از مولف این تقریظ یک حصه را ازین کتاب مطالعه کردم پس یافتم آن را ایک بحر عمیق که عرض محصور نیست و اوراق این کتاب غالب است بر اوراق طلا و سطرهای آن مانند شعاعهای آفتاب است که سطر کرده شود و چه خوب کار کردی ای برادر در راه خدا که چه خوب رای صائب تو ذکاوت کرده است و چه قدر ذهن تو نیز جودت نموده درین که از ساق کوشش برچیده و طبع نقاد تو در انتهای بحر تحقیق فرو رفت برین جواهرهای یکتا خداوند تعالی سعی ترا با جزای وافی تر مشکور گرداند و آخرت را برای تو بهتر از دنیا نماید و حق تعالی ازین کتاب تمام مسلمین را نفع دهد بحق محمد و آل معصومین او و صلوة خدا باد بر آنها اجمعین و لازم است بر تو که این کتاب را تمام کنی چرا که این کتاب تذکره ایست برای صاحبان دانش و واجب است بر شما ای برادران

دیبنی کہ این کتاب را ایک شی نو ایجاد قیاس نہ کنید چرا کہ این کتاب مستاعیست قیمتی
و نظر کنید دران بچشم انصاف و آنرا درزی پشت ہای خود نیندازید چرا کہ این بضاعت
گران قیمت است و لائق بحفاظت ہست و آخر دعای ما اینست کہ جمیع سپاس خدا را ست
کہ رب العالمین ہست این است انچہ بطبیعت جامد من و فکر افسردہ من با وصف
تردد دل و انتشار احوال بتعریف این کتاب پیش آمد اگرچہ نہم حصہ او صاف
و رتبہ مقدار آن از انرسید و علو این کتاب ہمیشہ با دمنم بندہ عاصی و امیدوار
رحم غفار اللہ کہ نامہ اعمال او بدست راست او باد مرقومہ اوسط عشرات
ربیع الاول ۱۲۹۵ھ ہجری و برای این کتاب یک اسم تاریخی بر آوردم و
ہدایت الطریق و باب الانصاف و التحقیق ۱۲۹۵ھ ہجری ـــ

سیزدہم نواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ کہ موصوف الیہ نے اپنی
خط مین بہ نسبت اس کتاب کی یہ رای دی کہ یہ کتاب دلیل لیاقت اور
راستبازی کی ہماری ہی اور لکھا ہی کہ جناب مجتہد العصر مرزا محمد علی صاحب
نے اس کتاب کو بہت پسند کیا ـ

چہاردہم سید علی حسین صاحب مختار کار ساکن ٹانڈا ضلع فیض آباد کہ وہ
اپنے خط مین یہ بات لکھتی ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے اُس جوار مین ایک شہرت
ہماری لیاقت اور تحریر آزادانہ کے ہوئی ہی اور بعد اسکے چند سنیان صوفی
مشرب کا بھی ذکر مناسب ہی کہ جنہون نے بڑی تپاک سی اس کتاب کو قبول کیا
اول جناب سید امیر علیشاہ صاحب جاگیردار بودلہ ضلع آگرہ کہ جو ایک
بہت کریم النفس آدمی ہین اور انکی بھائی جناب سید منظفر علیشاہ صاحب
بھی ایک بزرگ شخص ہین دوم سید انور علیشاہ صاحب سجادہ نشین کہل گانون

ضلع بھاگلپور اور خاص شہر پٹنہ مین چند صاحبان شیعہ مذہب کے قابل مخصوص بالذکر ہونیکی ہین کہ قدر دانی خاص اس کتاب کی فرمائی اور اسمای گرامی اُنکے بنظر یادگار حسب ذیل لکھی جاتے ہین۔

۱ جناب شاہ سید الفت حسین صاحب کہ فارسی دانی مین کمال رکھتے ہین اور نہایت نادر روزگار ہین اور بہت سی کتابین مثل بستان اخلاق وغیرہ کی انکی تصنیف ہین

۲ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین۔

۳ جناب مولوی سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر بلگرامی کہ بعد ترک خدمت کی توطن و پنشن اپنا پٹنہ مین قبول کیا ہی اور لیاقت انگریزی اور عربی و فارسی مین نادر روزگار اور مروت وخوبی مین بے مثل ہین اور شرف نسب عالی سیادت کا انکی سب اوصاف ذاتی پر مزید ہی اور بہ ہیئت مجموعی حسب و نسب کی کون انکا مقابل ہوسکتا ہی سوای برادر بزرگ اُنکی جناب مولوی سید اعظم الدین حسین خانصاحب بہادر مرحوم سی اس آئی کہ وہ ہمکو ایک چھوٹا بھائی اپنا سمجھتے تھے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہی کہ جناب سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر کی اولاد بھی بہت لائق وشایستہ ہوئی اور عزیزی سید حسین صاحب پسر اکبر اُنکی بسرکار حیدر آباد کے ایک عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہین اور جناب عالی سر سالار جنگ بہادر کی بی جی سی آئی انکو بہت عزیز رکھتی ہین۔

۴ جناب نوروز علی خانصاحب متخلص یکتا خلف الصدق نواب امان علی خانصاحب مرحوم کہ ایک شخص نہایت لائق ہین۔

۵ جناب سید مظفر علیصاحب ناظر عدالت دیوانی کہ ایماندار اور راست بازی اُنکی قابل تقلید ہی۔

۶ جناب سید لطف علیخانصاحب پسر خورد جناب سید عبد اللہ صاحب مرحوم کہ دولتمند مردم اس اطراف کی ہین اور معاملات مین بہت صاف و درست ہین —

۷ جناب حاجی سید ولایت علیخان صاحب مخاطب بخطاب سی ایس آئی اسے ونبیرہ جناب سید عبد اللہ صاحب مرحوم کہ لیاقت و متانت و مروت و وضعداری انکی معلوم عام ہی اور ہماری ساتھ ایک خاص محبت برادرانہ رکھتی ہین

۸ جناب سید محمد حسن خانصاحب عرف سید محمد نواب صاحب نبیرہ جناب سید عبد اللہ صاحب مرحوم کہ ایک صفت عمدہ شرفا پروری کی ذات موصوف الیہ مین بہت ہی حاصل مطلب اس فصل کا یہ ہی کہ خلافت ثلثہ کو منظور کرکے مناقب حضرت امیر علیہ السلام کی اس رسالہ مین مذکور ہوے ہین پس قیاس یہ تہا کہ بہ نسبت سنیون کے شیعہ لوگ زیادہ تر اس کتاب کی متنفر ہوتے مگر نتیجہ برعکس ہوا کہ شیعون نے بڑی تپاک وجوش سی اس کتاب کو قبول کیا اور سنی لوگ بوجہ تعصب کی عموماً اس کتاب سی بنظیر جنگ احد کے فرار کر گئی اور ظاہرا وجہ اسکی صرف اسقدر معلوم ہوتی ہی کہ جسقدر اقرار امرحق افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کا اس کتاب مین پایا گیا سو اسیقدر کو شیعون نے بہت غنیمت جانا خلاف سنیونکی کہ ہر گاہ خلافت برخلاف وصیت خم غدیر کے لے لیگئے تو سنیون کو نہایت درجہ اہتمام توہین شان حضرت علی کا ضرور ہو گیا اور کسی طرح سے تحمل سنی بیان فضائل حضرت علی کا نہین ہو سکتا ہی چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہی کہ اگر سنیون کے پاس ذکر سری کشن کنہیا و مہاراج رام چندر وغیرہ کا کیا جاوے تو سنیون کو کچھ افسردگی نہین ہوتی ہی مگر جہان ذکر حضرت علی کا درمیان مین آیا تو سنیون کا حال چہوئی موئی کا سا ہو جاتا ہی اور اسیواسطی ایک قول عام جو مشہور ہی کہ سید

سنی نباشد سو اسکی جگہ پر ہم یہ سمجھتے ہین کہ مرد مومن سنی نباشد یعنی وہ
سنی کہ جو معاویہ شاہی ہو اور حال یہ ہی کہ ہرگاہ خود حضرت امیر علیہ السلام
نے بمجبوری یا کسی طرح سے خلافت کو منظور کرتے تو ہمکو اُس خلافت مین کچھ
کچھ گفتگو کرنی ضرور نہین ہی اور ضرور یہ بات مستنبط ہوتی ہی کہ اصل درجہ
خلافت ظاہری کا حضرت امیر علیہ السلام کی نظر مین کچھ زیادہ تر نہین تھا شعر

شعر بو علی قلندر رح

زال دنیا را ازان زد پشت پا　　تا نیاید در نگاہ اولیا

اور صاحب مناقب مرتضوی نے جو لکھا ہی کہ خلافت دو طور پر ہی ایک خلافت
کبری اور دوسری صغری اور اُس بڑی خلافت کبری مین حضرت علی اور اولاد
انکی یعنی تمام دوازدہ امام جانشین پیغمبر خدا کی ہوتے گئے اور دوسری خلافت
صغری یعنی یہ دولی خلافت ظاہری ہی کہ جو ابوبکر سے تیس برس تک رہی پس
اگر یہ استحقاق قبول کر لیا جاوی نہین تو انکو بیان فضائل حضرت امیر مین کچھ حاجت
پیچ وتاب کھانیکی نہین ہی مگر چونکہ خلافت کو استحقاقاً صحیح کرنا منظور ہی تو جب تک
کہ حضرت علی کی شان گھٹائی نہین جاوی تو اصل مطلب سنی کا حاصل نہین ہو سکتا
ہی اور اسیواسطے سنی لوگ علاوہ خلافت پانیکی اس آفت وعذاب آخرت مین
مبتلا ہو گئے موافق اُس مثل انگریزی کے کہ ایک عیب سے دوسرا عیب پیدا
ہوتا ہی اور جب یہ امر منظور ہوا تو واسطے بند وبست اور بند چھند اُسکے
چند امور قائم کئے گئے ۔

اول یہ کہ افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیؑ داخل کتب
عقائد کے کیا گیا یعنی کہ بہترین مردم بعد حضرت نبیؐ کے ابوبکر ہین اور بعد انکے

عمر اور بعد انکی عثمان اور بعد انکی علیؓ اور اسی بنیاد پر ایک قول تفضیل الشیخین کا اصول دین مین سے قائم کیا گیا۔

دوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان ہو یعنی کچھہ مت بولو اور حضرت علی پر جو معاویہ نے لعنت علانیہ منبر پر جاری کی تو اس فعل کا فرانہ کو بھی ایک خطای اجتہادی سمجھو اور اصل غرض اس قاعدہ سے یہ ہی کہ جب معاویہ پر زبان روکی گئی تو اب آیندہ خلفای ثلثہ پر کیونکر زبان کہلی گی اور کچھہ شک نہین کہ معاویہ ایک چور پہر اسنیونکا ہی

سیوم یہ کہ مشاجرات یعنی اختلافات باہم اصحابہ کو مت دیکھو ظاہر ہی کہ جب کچھہ حال نہین دیکھا جائیگا تو اصل حال مخفی رہیگا مگر جب حال مشاجرات کا لکھنے والے لکھ گئے ہین تو الزام اُن لکھنے والون پر ہو گا نہ پڑہنی والون پر بہرحال بملاحظہ احادیث و آیات قرانی و دیگر حسنات ذاتی اور کرامت از قسم معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے علو مرتبت انکا کیا گھٹ سکتا ہی بیت

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور سنیون کو واجب ہی کہ ہماری شکر گذار اس بات کے ہون کہ ہم بمقابلہ شیعون کے کچھہ بزرگی خلفای ثلثہ کی بلا مقابلہ انکے ساتھہ حضرت علی کے ثابت کیا چاہتے ہین مگر ہم کیا کہین کہ فضلیت صحابہ کو کون پوچہتا ہی کہ مجرد فضیلت بھی ثابت کرنی ہمکو بہت دشوار ہی کہ تمام عمارت عالی شان سنیون کی بنظر انواع کتب ہای تفسیر و حدیث و کتب فقہ وغیرہ کے اگرچہ کسیقدر بلند ہو مگر اصل بنیاد اسکی تمامتر بالو پر ہی اور سنیون کو البتہ ایک بات پر نازش ہو سکتی ہی کہ اولیا راللہ اسی طریقہ سنیون مین ہین مگر در اصل یہ نازش بھی محض بے اصل ہی اسواسطی کہ تمام اولیار اللہ و اہل باطن کا اعتقاد بہ نسبت افضلیت اور مولای کل ہونی

حضرت امیر علیہ السلام کی ہے اور کسی کو اعتقاد افضلیت کسی صحابہ کا نہین ہے
اور یہ لوگ اپنی فیوض و برکات باطنی کو درگاہ والا جاہ حضرت امیر علیہ السلام
سی اور باقی دوازدہ امام سے جانتے ہین اور مناقب مرتضوی ملا کشفی
مین یہ بات خوب لکھی ہے کہ عداوت اصحاب ثلثہ کی رفض ہی نہ محبت علی کی بیت
من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی ؏ پس خدا و مصطفے جبریل باشد رافضی
اور تعصب سنیان زمانہ کا اسدرجہ تک پہونچا کہ بعض تحریر مین و الصلوۃ علی
محمد و اصحابہ و آلہ اور ایک تحریر مین اللھم صل علی محمد و الہ و اصحابہ و اہل بیتہ
دیکھا گیا اور یہ لوگ گویا اس الٹ پلٹ کو ایک سرمایہ فخر اپنا سمجھتی ہین مگر
اس بات سی غافل ہین کہ خود اپنی نماز پنجگانہ مین درود حسب ذیل پڑھتی ہین
اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم
و علی ال ابراھیم انک حمید مجید و بارک و سلم علی
محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید
اور یہ اہتمام نو ایجاد تقدیم و تاخیر آل و اہلبیت کا بخوبی تمام خبر دیتا ہے کہ سنیان
زمانہ کی نظر مین آل و اہلبیت کی کچھ عظمت نہین ہی اور

رباعی حضرت سعدی کی

بلغ العلے بکمالہ	کشف الدجے بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ و آلہ

گویا کچھ وزن نہین رکھتی ہی اعوذ باللہ من ذلک

ہوا یہان سی ظاہر کمال رسول	کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

شعر حافظ

دشمنان منشین حافظا تو لا کن ۔ نجات خویش طلب کن بجان بشست جہانید

اور بملاحظہ حال تعصب بنیان خارجی مشرب کی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مزہ

حکومت شام و امید حکومت ری کا انہون کے دلونمین ابتک سمایا ہوا ہی اور اگر

وہ وقت ملی تو پہر وہی تماشا استحصال بالجبر خلافت وباغ فدک وغیرہ کا و رواج

لعن بر علی کا کہ جوبحیلہ اجماع وغیرہ کے جائز یا خطای اجتہادی سمجہا جاتا ہی دکہلادیا

سہم اس جگہ پر قول لارڈ بیگن کا خوب برجستہ ہی کہ رگ وہی ہی مگر وہ خون نہین

لہذا اس حال مین ایک سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ اس کتاب حد تحقیق مین وہی پرانی

باتین ہین اور کوئی نئی بات نہین ہی بجواب اسکی ہمنے کہا کہ امر دینی مین ماقبل بارہ سو

برس کی ہم نئی بات کہا نسی پیدا کرسکتی ہین اور نہ ایجاد کسی امر نوکی ہمکو منظور ہی تب اُن سنی صاحب نی کہا کہ

مشکوۃ المصابیح کوئی کتاب صحیح نہین ہی اور اسکی جواب مین ہمنی کہا کہ مشکوۃ المصابیح مین حدیثین

بلفظ رواہ البخاری یا رواہ مسلم یا رواہ الترمذی وغیرہ کے مذکور ہین اگر

آپ کو شک ہی تو اُن کتابونسی مقابلہ کرلیجئی اور کیا خود صحیح بخاری ومسلم سے

روایت کرنی ہمکو کچہ دشوار ہی کہ صحیح بخاری مع شرح قسطلانی وصحیح مسلم

مع شرح نووی اور سنن ابوداؤد وغیرہ ہماری پاس موجود ہی مگر ہمنی دیکہا کہ اگرچہ

سنی صاحب موصوف کچہ ڈہیلے ہوے اور کچہ ہماری بات کو تسلیم کرتے گئے

مگر تمامتر استیصال انکی تعصب کا ہمسے نہین ہوسکا انک لا تھدی من احببت

ولکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی ای رسول ہدایت

نہین کرتا ہی جسکو تو چاہے مگر خدا ہدایت کرتا ہی جسکو وہ چاہے ۔

فصل ۱۸۲

اس فصل مین احادیث مشکوۃ المصابیح باب وفات النبی متعلق بیماری دوفات

حضرت رسولخدا کے مذکور ہوتے ہین اور شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی
عنوان شرح مین باب وفاۃ النبیؐ کی چند باتین لکھتے ہین۔
اول یہ کہ حضرت رسول خدا کو صداع یعنے دردسر اواخر ماہ صفر مین ہو کر کے
رات دورات رہا تہا اور بعضون نے کہا ہی کہ ابتدای مرض اول ربیع الاول
مین تہا اور ابن جوزی نے لکہا ہی کہ ابتدای مرض شہر صفر مین ہو کر کے دورات
رہا تہا اور وفات آپ کا ۱۲ ربیع الاول کو ہوا اور سلیمان تیمی کی رای ہی کہ ابتدا مرض
مرض ۲۲ صفر روز شنبہ کے تہا اور وفات آپ کا بروز دوشنبہ دوم ربیع الاول
کی ہوا اس حساب سی کہ وفات سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بتاریخ ۳ رمضان کی
ہی اور لوگون کو اس بات پر اتفاق ہی کہ زندگی حضرت فاطمہؑ کی بعد پیغمبر خدا کے
بقدر چھ مہینے کے تہی فقط غرض ہرگاہ تاریخ وفات مین ایک ایسی بڑی سردار
کونین کے اسقدر اختلاف ہی تو دوسرے اختلافات امورات جزوی کے
کیا حد ہو سکتی ہی یہانتک کہ نماز پنج وقتی بہی بلا اختلاف نہین ہی اور اصل بات
یہ معلوم ہوتی ہی کہ درمیان قوم عرب اہل مدینہ کے کچھ رواج عام لکہنے پڑہنے کا
نہین تہا پس بعد مرور عرصہ کے روایت ہر شخص کی بہ بنیاد و خیال خود اس شخص کی ہی
دوم یہ کہ حضرت رسول نے عبد الرحمن ابن عوف کو حکم دیا کہ لی آو ایک شانہ
بکری کا یا ایک تختہ تا کہ لکہون مین ایک کتاب واسطی ابو بکر کے اور جب عبد الرحمن
ابن عوف اٹھکر لانے کو چاہتے تھے تب آپ نے فرمایا کچھ حاجت نہین ہے
خدا اور مسلمانان اس بات سی فرق رہین کہ بہ نسبت ابو بکر کے اختلاف کرین
سو یہ تقریر شاہ صاحب کی صرف براہ تعصب سنیت کے ہے اسواسطے
کہ اگر یہ روایت سچ ہو تو حاجت رجوع بطرف اجماع کے کیا ہی کہ اس حالت مین

خلافت ابوبکر کی تو خود از روی نص ثابت ہوتی ہی اور یہ ایک بات بنانا شاہ صاحب کا
صرف ایک اس بات سی بہی ظاہر ہو کہ حضرت عمر کے مزاحمت کرنے کو بلفظ حسبکم
کتاب اللہ کی اور شور و غوغا ہونے کو درمیان اصحابون کے اور ارشاد حضرت
رسول کو کہ اوٹھ جاؤ تم لوگ ہماری پاس سے شاہ صاحب بالکل ہضم کر گئی ہین
اور ظاہر ہا کہ حدیث مندرجہ فصل ۶ ھ کی بروایت ابن ابی ملیکہ کی حسب ذیل ہی
قال سمعت عایشة وسالت من کان رسول اللہ مستخلفا لو استخلف
قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابو عبیدة الجراح
یعنی کہا اُس ابن ابی ملیکہ نے کہ سنا مین نے عائشہ کو اور سوال کیا ہمنی اُس سے
کہ اگر حضرت رسول کسی شخص کو خلیفہ بناتی تو وہ کون شخص تہا کہ اُسکو خلیفہ بناتی
تب عائشہ نے کہا کہ ابوبکر تب پوچہا گیا کہ بعد ابوبکر کے کون تب عائشہ نے
کہا کہ عمر تب پوچہا گیا کہ بعد عمر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ ابو عبیدہ جراح پس
اس حدیث سی تمامتر ظاہر کہ حضرت رسول نے درحقیقت کسی شخص کو خلیفہ نہین
بنایا تہا اور ہرگاہ حضرت رسول خدا نے قریب دو ماہ قبل انتقال اپنی حضرت
مولی علی علیہ السلام کو برو ز غدیر خم کے مولی کل شخص کا قرار دیا تہا تو یہ بیان
شاہ صاحب کا کہ حالت مرض مین واسطی لکہنی خلافت ابوبکر کے نشانہ بکری کا مانگا
تہا صریح لغو و باطل ہی اور کچہہ شک نہین کہ اگر سنیون کا بس چلے تو خلافت ابوبکر کو
از روے نص کے بہی بنا دین اور سوای اسکی شرح مین حدیث ابن ملیکہ کے
خود شاہ صاحب لکہتی ہین کہ وقت خلافت پانیکی حضرت ابوبکر نے کہا کہ ہمکو خلافت
سی کیا غلا تہا ہو کہ یہ خلافت حق علیؑ اور عمر اور ابو عبیدہ کا ہی پس اگر فی الواقع
حضرت رسول خدا نام حضرت ابوبکر کا زبان پر لاے ہوتے تو حضرت ابوبکر یہ

معذرت وانکار کسواسطے کرتے اور یہ کہنا حضرت ابوبکر کا کہ خلافت حق علی وعمر وابوعبیدہ کا ہی محض براہ سرسری وحق بر زبان جاری کے تہا ورنہ حضرت ابوبکر نی تو آخر خلافت مین اپنے کچھ حضرت علی کو یاد نہین کرکے خاص حضرت عمر کو بقاعدۂ مصل جزاء الاحسان الا الاحسان کی خلیفہ بنایا پس اگاہ اُن لوگونکی قول وفعل کا یہ حال ہے تو افضلیت اُنکی بجہایۂ کثرت ثواب کی کس بنیاد پر ہوسکتی ہی سوم یہ کہ حالت مرض رسول خدا مین سترہ وقت کی نماز امامت حسب اجازت حضرت رسول خدا کے حضرت ابوبکر نے انجام دی سواس بات مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہی مگر یہ امر قابل ذکر کرنے کے ہی کہ امامت معمولی نماز کی کچھ دلیل افضلیت کسی شخص کے نہین ہوسکتی ہی اسواسطی کہ حدیث مندرجہ فصل نمبر ۱۲ اسی ظاہر کہ بوقت جانے غزوہ تبوک کی حضرت رسول نے حضرت علی کو تشبیہ ہارون باموسی کے دیکر کے واسطے خبرگیری اہل وعیال کے خلیفہ بنایا تہا مگر امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی حالانکہ خود سنی لوگ بہی بذریعہ اس امامت نماز کے ابن ام مکتوم کو حضرت علی پر کچھ تفضیل نہین دیتے ہین پس یہ امامت نماز ابوبکر کی بھی کچھ دلیل فضیلت کی نہین ہوسکتی ہی بلکہ اس اجازت امامت نماز سے جو ابوبکر اور ابن ام مکتوم کو دی گئی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ امامت نماز کی بطور موذنی بلال کے ایک عہدہ خاص ہی کہ جسمین کچھ افضلیت شرط نہین ہے۔

چہارم یہ کہ عباس نے حضرت علی کو کہا کہ ہم اولاد عبد المطلب کے چہرہ قریب موت کو پہچانتے ہین اور ہم ڈرتے ہین کہ پیغمبر خدا اس بیماری سے جان بر نہونگے سو تم پیغمبر خدا سے خلافت طلب کرو تب حضرت علی نے کہا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ اگر ہم خلافت طلب کرین اور پیغمبر خدا وہ خلافت ہمکو دین تو لوگ

ہرگز نہین ہونے دینگے سواسواسطے ہم ہرگز خلافت طلب نکرینگے تو اس سے حال اصحاب حاضرین کا خوب معلوم ہوتا ہی کہ باعتقاد حضرت علی کے یہ بات تھی کہ اگر حضرت رسول خدا حضرت علی کو ایام مرض مین اپنی خلافت دیتے تو باوصف اسکے بھی خلافت علی کو نہین ملتی پس ہرگاہ یہ حال تھا تو ٹالدینا وصیت خم غدیر کا عین قرینہ قیاس ہی اور تفرقہ قریشی اور ہاشمی کا یہانتک تھا کہ ایک حدیث اسکی فصل نمبر ۲۹ مین مذکور ہی کہ حضرت عباس آئی حضرت رسول خدا کے پاس شکایت کرتے ہوے کہ درمیان ہملوگ ہاشمی اور قریش کے کیا قصہ ہی کہ جب قریش آپسمین ملتے ہین تو خوش خوش چہرہ سے ملتی ہین اور جب ہملوگ ہاشمیون سے ملتے ہین تو دوسرے چہروںسے ملتی ہین کہ اسپر حضرت رسول خدا غضب آلودہ ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہو گیا پس جب یہ حال تھا تو انتظار مشورہ حضرت علی کا جو کہ کفن و دفن مین حضرت رسول خدا کے مصروف تھے کیونکر کیا جاتا اور حال تفرقہ قریش و ہاشمی کا اس حال سے تمامتر ظاہر ہی کہ باوصف اس بات کی کہ حضرت ابو بکر نے حق علی و عمر و ابو عبیدہ کا اقرار کیا تھا اور نام حضرت علی کا اول لیا تھا حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا اور حضرت عمر نے جو قریب انتقال اپنی نام چھہ شخصون کا لیکر کے کہا تھا کہ تین روز مین مشورہ کر کے ایک شخص کو ان چھہ شخصون مین سے خلیفہ بنایا جاسے سواس مرتبہ بھی نام حضرت علی کا مقدم اور نام عثمان سے بالاتر تھا مگر ایک روز مین مشورہ طی کر کے حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے اور بعد حضرت عثمان کے جو حضرت علی اتفاقاً خلیفہ قرار دے گئے تو یہ امر اسقدر شاق ہوا کہ حضرت علی کو جنگ جمل و صفین سے مطلق فرصت نہین دیگئی اور آخر واقعہ کربلا مین خوب اچھی طرحسے خاتمہ خاندان نبوت کا

کیا گیا مگر خدا انہین مارے تو کون مار سکتا ہی یعنی ایک شخص باقی حضرت امام چہارم زین العابدین علیہ السلام سے حسب دعار اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کے بڑی برکت اس نسل مبارک مین ہوئی پنجم یہ کہ کتاب شواہد النبوت مین ہے کہ حضرت علی سے لوگون نے پوچھا کہ سبب آپ کی فہم اور حافظہ کا کیا ہی حضرت علی نے کہا کہ حضرت رسول کے غسل دینے مین پانی غسل کا جو اپ کی پلکو مین جمع ہو گیا تھا سو اُسکو ہمنے اپنی زبان سے چوس لیا اور ہم جانتے ہین کہ یہ قوت فہم اور حافظہ کی بہ برکت اُسی پانی کے ہی مگر تمام حالات سی ظاہر کہ فضائل حضرت علی کے جو کچھ ہون مگر خاص امر خلافت مین وہ سب فضائل حسب اصول سنیون کے بیکار ہین بہر حال احادیث باب وفات النبی کے حسب ذیل ہین۔

حدیث نمبر ا عن البراء قال اول من قدم علینا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم فجعلا یقرأننا القران ثم جاء عمار و بلال و سعد ثم جاء عمر بن الخطاب فی عشرین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم ثم جاء النبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم فما رأیت اھل المدینۃ فرحوا بشیء فرحھم بہ حتی رایت الولائد و الصبیان یقولون ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم جاء حتی قرأنا سبح اسم ربک الاعلی فی سور مثلھا من المفصل رواہ البخاری **ترجمہ** روایت ہی برار ابن عازب انصاری سی کہا اُس برار نی کہ اول اُن لوگون کے جو ہم لوگ کے پاس آے اصحاب رسول خدا کی مصعب ابن عمر اور ابن مکتوم ہین پس پڑہانی لگے وہ دونون ہم لوگون کو قرآن تب آئی عمار ابن یاسر اور بلال اور سعد ابن ابی وقاص تب اُسکی بعد آئی عمر ابن الخطاب بشمول بیس اصحاب نبی کے تب آئی خود نبی پس نہین دیکھا ہمنی اہل مدینہ کو خوش ہوتی ہوئے

ساتھ کسی شئے کے مثل اُس خوشی کے یہانتک کہ دیکھا ہمنی لڑکیون کو اور لڑکون کو کہتے ہوئے کہ یہ رسول اللہ ہین کہ آے ہین پس نہین پہونچے تھے وہ رسول کہ ہم لوگ سیکھ چکے تھے سبح اسم ربك الاعلےٰ کی صورت کو مع چند سورتمین مثل اُسکی زیادہ مفصل سی روایت کی اُسکو بخاری نے فقط اس حدیث مین کچھ حاجت زیادہ رای دینے کی نہین ہی مگر اسقدر کہ اس حدیث سی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ مدینہ مین پہونچنے تک حضرت عمر جو بیس صحابیوں کے شمول مین مدینہ پہونچے تھے کوئی خاص وممتاز تر صحابیون مین سے نہین تھے برخلاف حضرت علی کے کہ اُنکا مخصوص وممتاز ہونا ابتدا سے انتہا تک ایک آب وتاب سی ہی کہ حضرت علی عین خانہ کعبہ مین پیدا ہوئے اور پیدا ہوکر کے اول اول نظر آپ کی حضرت رسول خدا پر پڑی اور آغوش نبیؐ مین پرورش پاکر نو برس کی عمر مین اسلام قبول کیا اور حضرت رسول خدا نے حضرت کو اپنے فرش پر سُلا کر کے رات کے وقت ہجرت کی اور اُس سے غرض یہ تھی کہ کافر لوگ حضرت علیؑ کو حضرت نبیؐ سمجھین اور بروقت جنگ خیبر کے علم حضرت علیؑ کو ملا اور جنگ اُحد مین سب صحابہ لوگ بہاگ گئے مگر ایک حضرت علیؑ لڑتے رہے اور آخر کار غسل وکفن ودفن حضرت رسول خدا کا بدست مبارک حضرت علی کے انجام پایا اور جب تک اس کام سے فرصت نہین ہوئی حضرت علیؑ نے مطلق توجہ والتفات بطرف خلافت کے نہین کیا۔

حدیث نمبر ۲ وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبداً اخیرہ اللہ بین ان یوتیہ من زہرۃ الدنیا ماشاء وبین ما عندہ فاختار ما عندہ فبکی ابوبکر قال فدیناك

بابائنا وامھاتنا فعجبنا لہ فقال الناس انظروا الی ھذا الشیخ یخبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عن عبد خیرہ اللہ تعالی بین ان یوتیہ وامھاتنا فکان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ھو المخیر وکان ابوبکر اعلمنا متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید خدری سے کہ تحقیقکہ رسول خدا بیٹھے اوپر منبر کے پانچ رات قبل موت اپنی پس کہا اُس رسول نے کہ تحقیقکہ ایک بندہ ہی کہ مختار کیا اُسکو خدا نے درمیان اس بات کی کہ عطا کرے اُسکو نعمت دنیا کی جو وہ چاہے اور درمیان اُسکی جو نزدیک اُس خدا کے ہی پس اختیار کیا اُس بندہ نے اُس چیز کو جو نزدیک خدا کے ہے تب روے ابوبکر اور کہا فدا ہوں ہماری باپ اور ماں آپ پر پس ہم لوگوں کو تعجب ہوا اس بات پر اور لوگ بولے کہ نظر کرو بطرف اُس بڈہے کے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہیں ایک بندہ کی کہ جسکو خدائیتعالی نے اختیار دیا تھا درمیان اس بات کی کہ دے اُسکو نعمت دنیا کی اور درمیان اُس چیز کے جو کہ نزدیک اُس خدا کے ہے اور بُڈہا کہہ رہا ہی فدا ہوں ہملوگوں کے باپ اور ماں آپ پر پس تھے خود رسول خدا وہ بندہ مختار اور تھے ابوبکر عالم تر ہملوگوں کے متفق علیہ اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ حضرت ابوبکر خوب مزاج دان حضرت رسول خدا کی تھے

حدیث نمبر ۳ وعن عقبۃ بن عامر قال صلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علے قتلے احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شہید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیہ وانا فی مقامی ھذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزاین الارض وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخشے علیکم الدنیا ان تنافسوا فیھا وزاد بعضھم فتقتلوا فتھلکوا کما ھلک من کان قبلکم

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اُس نے کہ نماز جنازہ کی پڑہی رسول خدا نے اوپر مقتولان جنگ اُحد کے آٹھ برس کے بعد مثل اُس شخص کے کہ رخصت کرتا ہو زندون اور مردون کو اور اسکے بعد چڑہے حضرت رسول منبر پر اور فرمایا کہ مین تم لوگون مین فرط ہون یعنے آگی جانیوالا ہون اور مین تم لوگون کا گواہ ہون اور تحقیق کہ وقت ملاقات تم لوگون کا وہ حوض کوثر ہی اور مین دیکھ رہا ہون اُس حوض کوثر کو حالانکہ مین اسی جگہ پر ہون اور تحقیقکہ کنجیان خزانہا ی زمین کی مجکو دی گئین اور تحقیق کہ مجکو نہین خوف ہی تم لوگون سے کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میرے ولاکن مین خوف رکہتا ہون تم لوگون پر بابت دنیا کے کہ رغبت کروگے تم لوگ اوس دنیا کی طرف اور زیادہ کیا بعض آن راویون نے کہ قتال کروگے تم لوگ اُسمین پس ہلاک کروگے تم لوگ جیساکہ ہلاک ہوے وہ لوگ کہ قبل تمہارے تہی متفق علیہ ہی فی الواقع حضرت رسول خدا احوال طبایع سے اپنے صحابیان کے خوب واقف تہی کہ جیساکہ آپ نی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شرک کروگے لیکن رغبت طرف دنیا کی کروگے اور جنگ وجدال کروگے اور ہلاک ہوگے سو ویساہی ہوا کہ کسی صحابی نے شرک اختیار نہین کیا مگر بعد انتقال فرمانے حضرت رسول خدا کے چند صحابی لوگون نے وصیت خم غدیر کو نسبت حضرت علی کے ٹال ٹول کرکے حضرت ابوبکر کو خلاف اُس وصیت کی خلیفہ بنادیا اور معاویہ تو کمر باندہ کرکے حضرت علی سے خوب لڑا اور ہزار مسلمان ماری گئے اور یزید بطمع خلافت کے روادار خونریزی حضرت امام حسین شہید کربلا کا ہوا اور بعد اُسکی تا زمانہ سلطنت عباسیونکی برابر سادات کشی جاری رہی

مگر خلافت ثلثہ تک ہمکو منظور رہی کہ خود ہمارے خاوند حضرت علی نی طوعاً وکرہاً
منظور کیا اور ہم دیکھتی ہین کہ زمانہ خلافت ثلثہ تک قوت دین اسلام کو بہت ہی تھی

حدیث نمبر ۱۹ عن عایشة قالت ان من نعم الله علی ان رسول الله صلی الله
علیہ وآلہ وسلم توفی فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری وان الله جمع بین ریقی وریقه عند
موته دخل علی عبد الرحمن بن ابی بکر وبیده السواك وانا مسندة رسول الله صلی الله
علیہ وآلہ وسلم فرایته ینظر الیه وعرفت انه یحب السواك فقلت آخذه لك
فاشار براسه ان نعم فتناولته فاشتد علیه وقلت الینه فاشار براسه
ان نعم فلینته فامره وبین یدیه رکوة فیها ماء فجعل یدخل یدیه فی الماء فیمسح بهما وجهه یقول
لا اله الا الله ان للموت سکرات ثم نصب یده فجعل یقول فی الرفیق الاعلی اخترت
الرفیق الاعلی حتی قبض ومالت یده رواه البخاری ترجمہ اور روایت ہی
عائشہ سی کہ کہا اُسنی کہ احسانات خدا سی مجہپر بات ہی کہ حضرت رسول مری میری گہر مین اور
میری باری کی دن مین اور درمیان سینہ وگردن میری اور یہ بات کہ تحقیق کہ خدا نی جمع کیا
درمیان آب دہن میرے اور آب دہن اُسکی بوقت موت اُس رسول
کی اور عبد الرحمن ابن ابوبکر یعنی برادر عائشہ کے آی میری پاس اور ہاتھ
مین اُنکے اک مسواک تہا اور ہم تکیہ دئے ہوئے تھے رسول خدا کو
تب دیکہا ہمنے اُس رسول کو نظر کرتے ہوے بطرف اُس مسواک کے
اور معلوم کیا ہمنی کہ وہ رسول چاہتے ہین اُس مسواک کو پس پوچہا ہمنی
کیا لی لو ان مین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول
نی اپنی سر سی کہ ہان تب وہ مسواک ہمنی اُس عبد الرحمن سے لیکر کے
حضرت رسول کو دیا تب گران گذرا حضرت رسول کو وہ مسواک تب

ہمنے کہا کہ ہم ملائم کردین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول نے اپنے سرسے کہ ہان تب ملائم کردیا ہمنے اُس مسواک کو تب پھیرا آنحضرت نی اُس مسواک کو دانتون پر اور سامنی آنحضرت کے ایک کوزہ تھا کہ اُسمین پانی تھا تب آنحضرت دونو ہاتھ اپنے اُس پانی مین داخل کرنے لگے اور منھ اپنا مسح کرتے تھے اور فرماتی تھی لا اله الا الله ان للموت سکرات یعنی نہین کوئی معبود ہی مگر وہ خدا تحقیق کہ واسطے موت کی ہی سکرات تب اُٹھایا آنحضرت نی اپنی ہاتھ کو اور فرمانے لگے ہمکو رفیق اعلے آمین داخل کرکہ اختیار کیا ہمنی درجۂ رفیق اعلے کو یہانتک کہ قبض روح ہوا آپ کا اور ڈھلک گیا ہاتھ اُس رسول کا روایت کی اُسکو بخاری نے فقط

حدیث نمبر ۵۵ وعنها قالت سمعت رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم یقول ما من نبی یمرض الا خیر بین الدنیا والاخرة وکان فی شکواه الذی قبض اخذته بحة شدیدة فسمعته یقول مع الذین انعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین فعلمت انه خیر متفق علیه ترجمہ روایت ہی اُس عائشہ سی کہ کہا اُس عائشہ نی کہ سنا مین نی رسولخدا کو کہتی ہوی کہ نہین کوئی نبی بیمار ہوا مگر یہ کہ اختیار دیا گیا اُسکو درمیان دنیا اور آخرت کے اور تھے وہ نبی اپنی بیماری مین کہ قبض روح اُنکا ہوا اور ایک کھانسی اُنکو سخت آئی تب سنا ہمنی اُس رسول کو کہتے ہوسے ہمنے احسان کیا ساتھ اُن لوگونکی کہ جو احسان کیا تونے ان لوگونپر از قسم انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے پس جانا مین نے اس بات کو کہ حضرت رسول مختار کیے گئے تھے درمیان دنیا اور آخرت کی متفق علیہ فقط

حدیث نمبر ۵۶ وعن انس قال لما ثقل النبی صلے الله علیه وسلم جعل یتغشاہ

الکرب فقالت فاطمة واکرب اباہ فقال لها لیس علے ابیك الکرب بعد الیوم فلما مات قالت یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ یا ابتاہ من جنة الفردوس ماواہ یا ابتاہ الی جبرئیل ننعاہ فلما دفن قالت فاطمة یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم التراب رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ کہا انسنے کہ جب بھاری ہوئی بیماری حضرت رسول خدا کی تو بسبب سختی درد کے اپکو بیہوشی آنے لگی تب کہا فاطمہ نے کیا سختی باپ کی ہے تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ نہین ہے اوپر تیرے باپ کی کوئی سختی بعد آج کے دن کے پس جبکہ مرگئے حضرت رسول تب کہا فاطمہ نے او باپ میرے کہ قبول کیا خواہش رب کو کہ جو بلایا اوسنے او باپ میرے وہ شخص کہ جنت فردوس کے اسکی جگہ ہے او باپ میرے کہ جبرئیل کو خبر موت کی اوسکے ہم بھیجتے ہین پس جب دفن کئے گئے حضرت رسول تب فاطمہ نے کہا اے انس آیا اچھا لگا تم لوگون کے دلون کو کہ ڈالو تم لوگ خاک کو اوپر پیغمبر خدا کے روایت کی اسکو بخاری نے ف اس حدیث سے جو تعلق باخود باپ اور بیٹی کا ظاہر ہوتا ہے سو کیا بیان اوسکا کیا جاوے اور کیا ہم کہہ سکتے ہین کہ کس قسم کا تعلق اون لوگون کو ساتھ خداوند تعالی اور آخرت کے تہا اور حضرت فاطمہ کا یہ فرمانا کہ کیا تم لوگون کو خوش آیا کہ پیغمبر خدا پر خاک ڈالو بی وجہ نہین تہا بلکہ صاف بات یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کو آثار اور قرائن حالات سے بیان سے خوب معلوم تہا کہ یہ لوگ بعد انتقال حضرت رسول خدا کے کیا رنگ لاوینگے اور حق یہ ہے کہ کسی بیٹیا بیٹی نے ایسا رنج اپنے باپ کے مرنے کا نہین کیا ہوگا کہ زمانہ انتقال پیغمبر خدا سی حضرت فاطمہ چھ مہینے تک تا انتقال اپنے روتی رہین اور کبھو تبسم تک نہین کیا

اور رنگ زمانہ کا جو بجرد انتقال حضرت پیغمبر خدا کے بدل گیا کہ کسی صحابے قریشی نے ماتم پرسی بھی اُس معصومہ کی نہین کی سو یہ شعر حضرت فاطمہ کا حسب حال ہے

صبت علے مصائب لو انہا ۔ صبت علے الایام صرن لیالیا

یعنی گرین مجھپر وہ مصیبتین کہ اگر وہ مصیبتین دنون پر گذرتی تو وہ سب رات ہوجاتے اور اصل یہ ہے کہ جب یہ شعر ہمنے شرح ملا جامی مین پڑھا تھا تو اسوقت مطلب اس شعر کا ہمنے بخوبی نہین سمجھا تھا مگر جب کچھ حالات واقعی سے اطلاع ہوئی تو مطلب اس شعر کا بخوبی سمجھا گیا کہ واقعی بعد انتقال حضرت رسول خدا کے جیسا کہ انقلاب روزگار کا ہوا اور اہلبیت ناپرسان کئے گئے توحقیقتًا یہ شعر حضرت فاطمہ کا بہت درست ہے اور یہ شعر بھی حسب حال ہے **شعر** ہونیکو تو ای مجری کیا کیا نہین ہوتا ÷ جو ظلم ہوا شاد یہ ایسا نہین ہوتا

حدیث نمبر ۲ عن انس قال لما قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ لعبت الحبشۃ بحرابھم فرحا لقدومہ رواہ ابوداؤد وفی روایۃ الدارمی قال مارأیت یومًا قط کان احسن ولا اضوء من یوم دخل علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ومارایت یوما اقبح ولا اظلم من یوم مات فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی روایۃ الترمذی قال انس لما کان الذی دخل فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ اضاء منہا کل شئ فلما کان الذی مات فیہ اظلم منہا کل شئ ومانفضنا ایدینا عن التراب وانا لفی دفنہ حتی انکرنا قلوبنا **ترجمہ** روایت ہے انس سے کہا اُسنے کہ جب آئے حضرت رسول اللہ مدینہ کو کھیل مچایا حبشیون نے ساتھ برچھیون اپنی کی ازروی خوشی کی باعث آنے اُس رسول خدا کے روایت کی اُسکو ابوداؤد نے اور روایت مین دارمے

کہ کہا اُس انس نے کہ نہین دیکہا ہمنی کوی دن اب تک جو حسین تر ہوا ور
نہ روشن تر ہو اُس دن سے کہ جسدن داخل ہوے ہملوگونکی پاس رسول خدا
اور نہین دیکہا ہمنے کسی دن کو قبیح تر اور نہ تاریک تر اُس دن سے کہ
جسمین مرے رسول خدا اور روایت ترمذی مین ہی کہ کہا انس نے کہ
جب وہ روز تہا کہ داخل ہوے رسول خدا مدینہ کو تو روشن تہی مدینہ
کی ہر چیز پس جب کہ وہ دن آیا کہ جس دن مرے رسول خدا تو تاریک
تہی مدینہ کے ہر چیز اور نہین اُٹہایا ہملوگون نے اپنے ہاتہون کو خاک سی
درحالیکہ ہملوگ اُسکے دفن مین تہے یہانتک کہ انکار کیا ہملوگون نے
دلون کو اپنے یعنی کہ ہملوگون کو بوجہ غم کے اپنے دلون کی بہی خبر نہ تہی
حدیث نمبر ۸ وعن عایشۃ قالت لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم
اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم شیأ
قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ
ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہا اُس عائشہ نے کہ جب قبض روح
ہوا حضرت رسول خدا کا تو لوگون نے اختلاف کیا دفن مین اوس
رسول کے پس کہا ابو بکر نے کہ سُنی مین نے رسول خدا سی ایک چیز کہ کہا
اُس رسول خدا نے کہ نہین قبض روح کیا اللہ نے کسی نبی کا مگر اُس
جگہ مین کہ وا جب ہو دفن اُس نبی کا پس دفن کرو تم لوگ اُس نبی کو بیچ
موضع خوابگاہ اُسکے روایت کی اُسکو ترمذی نے فقط ظاہرا یہ حدیث
عائشہ کی بنظر کسی مصلحت کی صریح موضوع وساختہ معلوم ہوی ہی اسوا سطی
کہ توریت سے دفن ہونا کسی نبی کا مکان انتقال مین ظاہر نہین ہوتا ہی بلکہ ایک

زمین علیحدہ کا خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہوتا ہو اور
یہ دفن کرنا حضرت رسول خدا کا عین حجرہ عائشہ مین حضرت عائشہ کو بہت
کام آیا کہ حضرت عائشہ نے بعذر ملکیت اپنے حضرت امام حسن کو باوصف
وعدہ سابق کے قریب روضہ نبوی سے کے دفن ہونے نہین دیا
حدیث نمبر ۹ عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول وھو
صحیح انہ لن یقبض نبی حتے یری مقعدہ من الجنة ثم یخیر قالت عائشة فلما نزل
بہ ورأسہ علی فخذہ غشی علیہ ثم افاق فاشخص بصرہ الی السقف ثم قال اللھم الرفیق
الاعلی قلت اذن لا یختارنا وقالت وعرفت انہ الحدیث الذی کان یحدثنا بہ وھو
صحیح فی قولہ انہ لم یقبض نبی قط حتی یری مقعدہ من الجنة ثم یخیر قالت
عائشة فکان اخر کلمتہ تکلم بہ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متفق علیہ
ترجمہ روایت ہی عائشہ سے کہ رسول اللہ کہتی تھے درحالت صحت
کے کہ کسی نبی کا قبض روح نہین ہوا بغیر اس بات کے کہ دیکھا یجاوی
اسکو نسبت گاہ اسکی جنت مین تب اختیار دیا جاتا ہی اس نبی کو کہا
عائشہ نے کہ جب اترے ملک الموت درحالیکہ سر اس رسول کا ہماری
ران پر تہا تب بیہوشی ہوئی اس رسول کو پہر افاقہ ہوا اسکو تب متعین
کیا نور بصر کو اپنے طرف سقف خانہ کے یعنی ٹکٹکی لگائی چہت کیطرف اور
اسکی بعد کہا رسول نے اللھم الرفیق الاعلے یعنی اختیار کیا ہمنی رفیق اعلی
یعنی جنت کو تب عائشہ کہتی ہین کہ ہمنی یہ بات کہی کہ اب اسوقت مین
حضرت رسول نہین اختیار کرتے ہین ہم لوگون کو اور عائشہ نی کہا کہ ہمنی
معلوم کیا اس حدیث کو کہ جو حضرت رسول درحالت صحت اپنے کہتی تھے

اپنی قول مین کہ نہین قبض روح ہو کسی نبی کا ابتک بغیر اسکے کہ دکھلایجے
نشست گاہ اُسکی جنت سی اور بعد اسکے اختیار دیا جای اُس نبی کو کہا
عائشہ نے کہ قول اُس نبیؐ کا اللھم الرفیق الاعلے آخر کلمہ تہا جو بات کی
حضرت رسول نے ساتھ اُس کلمہ کے ؛

حدیث نمبر ۱۰ ومنہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم
یقول فی مرضہ الذی مات فیہ یا عایشۃ ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر
وھذا اوان وجدت انقطاع ابھری من ذالک السم رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی اُس عائشہ سی کہا اس عائشہ نے کہ رسول اللہ
فرماتے تھے اپنے مرض الموت مین کہ ای عائشہ مین ہمیشہ پاتا ہون درد کو
اُس طعام زہر آلود کے جو کہ کہا تہا مین نے خیبر مین اور یہ وہ وقت ہی
کہ جو پایا مین نے کٹ جانی کو رگ دل اپنے کے اُس زہر سے روایت
کی اُسکو بخاری نے ۔ ؛

حدیث نمبر ۱۱ وعن ابن عباس قال لما حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ
وسلم وفی البیت رجال فیہم عمر ابن الخطاب قال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم
ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدًا فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم
القران حسبکم کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فمنہم من
یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ومنہم من یقول
ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
والہ وسلم قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ
کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم وبین ان یکتب

اللهم فذلك الكتاب لاختلافهم ولغطهم وفی روایة سلیمان بن ابی مسلم الاحول قال ابن عباس یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دمعه الحصی قلت یا ابن عباس وما یوم الخمیس قال اشتد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وجعه فقال ایتونی بکتف اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانه اهجر استفهموا فذهبوا یردون علیه فقال دعونی ذرونی فالذی انا فیه خیر مما تدعونی الیه فامرهم بثلث فقال اخرجوا المشرکین من جزیرة العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزهم وسکت عن الثالثة او قالها فنسیتها قال سفیان هذا من قول سلیمان متفق علیه ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سی کہ کہا اُسنی کہ جب وقت احتضار ہو نچا حضرت رسولخدا کو اور گھر مین مرد لوگ تھی کہ اُسمین عمر ابن الخطاب بہی تھی کہا اُس پیغمبر خدا نی کہ آؤ تم لوگ کہ لکھو مین واسطے تم لوگونکی ایک نوشتہ کہ نہ گمراہ ہو تم لوگ بعد اسکی کبھو پس کہا عمر نی کہ تحقیق کہ غالب ہوا اوپر اُس رسول خدا کے درد اور ہی تم لوگونکی پاس قرآن اور کفایت کرتے تھے تم لوگون پر کتاب خدا کی پس مختلف ہوے وہ لوگ جو اُس گھر مین تھے اور جھگڑنے لگے پس بعضی اُنمین سے کہنی لگے اے نزدیک لیجاؤ کاغذ و قلم تا کہ کچھ لکھین رسول خدا واسطے تم لوگون کے اور بعض اُنمین سے کہتے وہی بات جو عمر نے کہی تہی پس جب بڑہ گیا شور و غل اور اختلاف کو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اوٹھ جاو تم لوگ ہمارے پاس سے کہا عبد اللہ راوی نے اس حدیث کے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ تحقیق کہ مصیبت کل مصیبت وہ چیز ہی کہ جو حائل ہوئی درمیان رسول اللہ اور درمیان اس بات کی کہ لکھتے وہ رسول اللہ اُس نوشتہ کو واسطے اُن لوگون کے بسبب اختلاف اور شور و غل کرنے اُن لوگونکے اور روایت ہی

سلیمان ابن ابی مسلم الاحول کے یہ ہی کہ کہا ابن عباس نے کہ روز جمعرات کا
اور کیسا روز جمعرات کا اور بعد اسکی روئے ابن عباس یہانتک کہ
تر کر دیا اُن کے آنسوؤن نے سنگریزون یعنی کنکریون کو تب کہا کہ ای
ابن عباس اور کیا روز جمعرات کا ہی تب کہا اُس ابن عباس نے کہ سخت ہوا
درد رسول خدا کا تب کہا اُس رسول خدا نے کہ لاؤ میرے پاس ایک شانہ
اونٹ یا لکہ ایکا کہ لکھو نمین واسطی تم لوگون کے ایک نوشتہ کو کہ نہ گمراہ ہو
تم لوگ بعد اُسکے ابتک پس جھگڑنے لگے وہ صحابی لوگ اور نہین لائق ہی
جھگڑنا نزدیک کسی نبی کے پس کہا اُن صحابیون نے کہ کیا حال اوس
رسول کا ہی آیا چھوڑ دیا عقل نے اُسکی یعنے کیا عقل اُس رسول کی جاتی رہی
پوچھ کرکے دریافت کرو اُس رسول سے پس گئے بعض صحابی دوہرانیکو
اُس بات کو رسول سے تب فرمایا رسول خدا نے کہ چھوڑ دو تم لوگ مجکو اور
باز رہو شور و غل کرنے سے اسواسطی کہ جس حال مین کہ مین ہون بہتر ہے
اُس چیز سے کہ جو کہ بُلاتے ہو تم لوگ اُس بات کیطرف مجھکو پس حکم فرمایا اوس
رسول نے اون لوگون کو تین بات کو اور کہا کہ نکال دو تم لوگ مشرکین کو
جزیرہ عرب سی اور سلوک نیک کرو ایلچیون سے اوس طرح پر کہ سلوک نیک
کرتے تھے ہم ساتہ اُن لوگون کے اور چپ رہے حضرت رسول تیسری بات
سی یا کہ فرمایا اُس تیسری بات کو اور ہم بھول گئے اور کہا سفیان نے کہ یہ قول
سلیمان کا ہی متفق علیہ فقط چونکہ یہ حدیث قرطاس کی ایک مشہور حدیث
ہی کہ جسکا خلاصہ یہ ہی کہ حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم
واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا کہ جس بات کو حضرت عمر نے درمیانین

اگر کے نہین ہونے دیا اور شیعہ لوگ اس حدیث پر بہت زور کرتے ہین کہ حضرت رسول خدا حضرت علی کو از روی وصیت تحریری کے بھی وصی اپنا مقرر کیا چاہتے تھے کہ حضرت عمر اس بات مین خلل انداز ہوے اور سنی لوگ بھے جہانتک ہو سکتا ہی اسکا جواب بتاتے ہین اسواسطی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس مقام مین چند باتین بقدر فہم اپنے کے ہم بھی لکھ جائین۔

اول یہ کہ ہرگاہ حضرت رسول خدا صرف دو ماہ قبل انتقال اپنے بمقابلہ تیس ہزار صحابیون کے حضرت علی کو مولی کل مومنین اور مومنات کا بطور اپنی مولی کل ہونے کے قرار دے چکے تھے تو درحقیقت چندان حاجت تحریر کر دینی اس وصیت کی نہین تھی اور اسواسطی ہم ٹھیک طرحسے نہین کہہ سکتی ہین کہ حضرت رسول خدا نے تحریر کر دینے کو اس وصیت زبانی کے کاغذ اور قلم طلب کیا تھا یا نہین مگر از روی قرینہ مزاحمت کرنے حضرت عمر کے کہ وہ وصیت خم غدیر سے اور اپنے مبارکبادی دینے سے بخوبی واقف و آگاہ تھے یہ بات بخوبی تمام سمجھی جاتی ہی کہ تحریر کیا جانا کوی وصیت کا خلاف امید و خواہش حضرت عمر کے تھا اور اس قرینہ سی شکایت شیعونکی بی بنیاد نہین معلوم ہوتی ہی ؟ اور نہین سمجھتی ہین کہ اس مزاحمت کرنے پر حضرت عمر کے سنی لوگ کیون نہین بگڑتے ہین اور اس مزاحمت کو حضرت عمر کی ایک گستاخی و نافرمانی کیون نہین سمجھتے ہین یعنے اس قرینہ سی بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ بوجہ مزاحمت حضرت عمر کے جو ایک وصیت تحریری نہین ہوئی سو اسمین کچھ نفع سنیون کا ہے یعنے کہ وہ وصیت خلاف اس ترتیب خلافت ثلثہ کے ہوتے۔

دوم یہ کہ ایک قرینہ خاص موافق حال تعرض شیعون کے یہ ہی کہ حضرت

ابن عباس اس نہین لکھے جانے کو وصیت کے ایک مصیبت سمجھتی ہین اور جمعرات کے دن کو یاد کر کے روتے ہین کہ جو ہمارا دل بھی اس بات پر روتا ہی اور حدیث مندرجہ فصل ۳۹ سے ظاہر کہ درمیان قریش اور ہاشمی کے ایسا تفرقہ تہا کہ قریش لوگ ہاشمیون سے خوش خوش چہرون سے نہین ملتے تھے اور حضرت ابن عباس نے بایام مرض رسول خدا کے حضرت علی کو صلاح دی کہ خلافت کو حضرت رسول خدا سے طلب کرین اور حضرت علی نے کہا کہ ہم خلافت نہین طلب کرینگے اسواسطے کہ اگر حضرت رسول خلافت ہمکو دین تو تم اس بات کو جانتے ہو کہ لوگ ہمکو وہ خلافت نہین ہونے دینگے پس جب یہ حال تہا تو عین قرینہ اس بات کا ہی کہ حضرت رسول خدا جو ایک وصیت لکہا چاہتے تھی سو وہ بات بالضرور خلاف امید و منصوبہ حضرت عمر کے تھی ۔

سیوم یہ کہ حضرت عمر کے حال پر ہمکو افسوس آتا ہی کہ حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تھے سو بمجرد بیماری حضرت رسول کے اسطرح پر بالکل آنکھ بدل دے اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول خدا پر درد غالب ہی اور قرآن کفایت کرتا ہی صرف براہ بی مروتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ بات روز جمعرات کی ہی اور رسول نے بعد اُس جمعرات کے جمعہ اور سنیچر اور اتوار تین دن زندہ رہکر کے انتقال کیا اور آخر وقت مین الرفیق کہکر کے جان دی تو اسی وقت مین کوئی بات بدحواسی حضرت رسول کی پائی نہین جاتی ہی اور ہرگاہ قران اور عترت دو نو بات حدیث الثقلین کی ہی جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بہاری چہوڑے جاتے ہین ایک قران اور دوسرے

عترت اور یہ دونو آپس سے ہرگز جدا نہو نگے تو اگر حضرت عمر حسبکم کتاب اللہ و عترۃ الرسول دونون کو ملا کر کے کہتے تو حضرت عمر بہت سچی معلوم ہوتی۔

چہارم یہ کہ حضرت رسول جو کچھ وصیت لکھنے کو چاہتے ہون سو وہ ایک بات تہی مگر یہ بات ظاہر ہو کہ یہ مزاحمت حضرت عمر کی اور شور و غل صحابیونکا برخلاف مزاج حضرت رسول کے ہوا اور بی شبہ حضرت رسول کو ملال ہوا سو اسطی کہ یہ تقریر بخوبی تمام خبر ملال کی دیتی ہو کہ جو آپ نے فرمایا کہ اٹھ جاؤ تم لوگ میری پاس سے اور چھوڑ دو تم لوگ مجکو۔

پنجم یہ کہ حضرت رسول سی کیا بات مخفی رہ سکتی ہو یعنی حدیث سی ظاہر ہوتا ہو کہ حضرت رسول نے بخوبی اس بات کو سمجھا کہ یہ صحابیان حاضرین لوگ تمام اختیار خلافت کا اپنی ہاتھ مین لینگے اور یہ بات اس تقریر سے سمجھے جاتی ہو کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سی نکال دیجیو اور ایلچیون کے ساتھ سلوک نیک کیجیو یعنی کہ اگر ایسا ارادہ خلافت لینی کا ہو تو بنظر استحکام حکومت اسلام کی یہ بات ضرور کیجیو

ششم یہ کہ اصل منشا اس قسم جرات اور گستاخی حضرت عمر کا یہ معلوم ہوتا ہو کہ حضرت رسو لخدا کو کوئی سلطنت موروثی نہین تھی اور فتوحات بدر و خیبر وغیرہ کی جو کچھ ہوتی گئی سو بدد مہاجرین اور انصار کے تھی اور طریقہ لڑنے اور فتح حاصل ہونیکا مہاجرین اور انصار کو بخوبی تمام مشق ہو چکا تہا اور خصوصاً سرامد صحابیان از روی جد و جہد و بذل ہمت اپنی ان فتوحات کو سمجھتی ہونگے اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے درحقیقت اُن سرامد اصحابونکے نظر مین کچھ وزن نہین رکھتی تھی یعنی وہ لوگ واسطی فتوحات آیندہ کرنے کے اپنے کو محتاج اس بات کا نہین جانتے تھے کہ حضرت علی کو مولا اپنا بنا کر کی انکے

تحت مین کام کرین مگر اصل کارگذاری حضرت علی کی جو خصوصاً جنگ خیبر و جنگ
اُحد مین ہوئی سو اُسکا بھول جانا تمام تر دور از انصاف تھا اور حضرت علی کے
مزاج اور فقیرانہ طبیعت سی ظاہر ہو کہ اگر حضرت علی کو اپنا مولا سمجھ کر کے
خلیفہ بناتے تو بھی سرآمد صحابیان کے اُس حالت مین بھی مالک کل اُمورات کی
رہتے اور فن تاریخ سے یہ امر بافراط تمام دیکھا جاتا ہو کہ اکثر سلطنتون مین جب
وزرا اور امرا کو اقتدار ہوا تو خود اصل سلطنت کو زیر و زبر کر دیا چنانچہ یہ
بات بھی اُسی قسم کی دیکھی جاتی ہو کہ بزمان خلافت ثلثہ اور حکومت معاویہ اور
یزید وغیرہ تا زمان خلافت عباسیہ کے اہلبیت اور اولاد فاطمہ کے ناپرسان
ہوے اور آخر کار قتل عام سادات کا ایک امر معمولی ہو گیا مگر یہ بات بڑے
تعجب کی ہو کہ باوصف ایسے انقلاب روزگار کے کچھ احادیث مناقب اہلبیت کے
ابتک موجود ہین اور وہی اثر حکومت خلفای ثلثہ اور معاویہ وغیرہ کا ہو کہ جو ابتک
سنیان خارجی مشرب تائید مین اُس انقلابات روزگار کے پائیجاتے ہین اور
اب یہ اثر انتظام سلطنت انگریزیکا ہو کہ ہر شخص اپنی خیال کو آزادانہ لکھ سکتا ہو
ہفتم یہ کہ حضرت عمر ایک بڑی ہوشیار اور مزاج دار حضرت رسول خدا کے تھے
کہ جب حضرت رسول خدا نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو
حضرت عمر نے بتقاضای مصلحت وقت اور مزاج داری اور خوشامد رسول کے
بے تکلف حضرت علی کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینے بعد اُسکے جب حضرت
رسول بیمار ہوئے تو اُسیوقت سے رنگ بدل گیا اور وصیت تحریری کرنے مین
خلل انداز ہوے اور جب حضرت رسول نے انتقال فرمایا تو فوراً حضرت ابوبکر کو
خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بلا بھیجا اور دھمکایا کہ اس مجلس سے نہین جانی پاوگی

جب تک کہ بیعت ابو بکر کی نہین کروگے اور حضرت علی نے جواب دیا کہ اس دہمکی سے ہم نہین ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق اپنا کرینگے تب حضرت ابو بکر نے بغیر بیعت لینی کے رخصت کیا غرض کجا وہ مبارکبادی اور کجا یہ زبردستی پس اگر سنیان خارجی مشرب باوصف ان سب اقوال اور افعال کے خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر یہ بہانہ افضلیت بنظر کثرت ثواب کے تفضیل دین تو اس کمبختی کا کیا جواب ہی مگر بلاحظہ تمام حالات ان خلفای ثلثہ کے ہمکو یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ یہ خلفای ثلثہ بے شبہ مسلمان اور اپنی اپنے طور پر اچھے لوگ تھے اور ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت کے کچھ کچھ بر سر ادب بہی تھے اور اسی جگہ پر ہمکو شیعون سے اختلاف ہی کہ بعض اُن لوگون کے ان خلفای ثلثہ کو خارج از اسلام اور منافق سمجھتی ہین —

ہشتم یہ کہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتی ہین کہ یہ ادعا شیعون کا ہی کہ حضرت رسول کچھ وصیت نسبت حضرت علی کے لکھا چاہتے تھے خالی از تناقض نہین ہی اسواسطی کہ جب بقول شیعون کے خم غدیر مین حضرت رسول وصیت نسبت حضرت علی کے کر چکے تھے تو کیا حاجت تحریر کرنے اُس وصیت کے تھی سو اس تحریر پر شاہ صاحب کے ہمکو بہت تعجب ہوتا ہی کہ گنیا شاہ صاحب نی یہ سمجھا ہی کہ کوئی شخص بعد اُنکے معنی تناقض کو بھی نہین سمجھیگا اور شرائط قول مشہور در تناقض ہشت وحدت شرط دان۔ کو بہی نہین جانیگا سو یہ بات شاہ صاحب سے قابل باز پرس آخرت کی ہی یا نہین کہ وصیت زبانی کو جو ایک شخص وصیت تحریری کیا چاہے سو اس بات کو تناقض قرار دیکر کے کیون مغالطہ دیا واہ واہ شاہ صاحب تو تحقیق کہا

یعنی مستحکم کرنے کو ایک بات کے آپ تناقض فرماتے ہین کیا خوب تناقض ہو
اور پاس تقریر سے آپ کی ایک شخص جو باقی رہنے روپیہ کا زبانی اقرار کرتا ہو
تو پھر علاوہ زبانی اقرار کے وہ شخص ایک وثیقہ تمسک تحریری اُسکا لکھ سکتا
ہے کہ یہ بات موافق آپ کے قاعدے کے داخل تناقض ہو۔

نہم یہ کہ شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ حضرت رسول خدا وہ وصیت
نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے لکھا چاہتے تھے سبحان اللہ کیا بات آپکے
کہ لکھ دینا وصیت بحق ابوبکر کا برخلاف وصیت خم غدیر نسبت حضرت علی کے
آپکی نزدیک تناقض نہو مگر زبانی وصیت کو نسبت حضرت علی کی لکھدینا داخل تناقض ہو۔

گر ہمین مکتب است و این ملا ÷ کار طفلان تمام خواہد شد

اور معلوم ہوتا ہو کہ شاید شاہ صاحب کو اس بات کا خیال نہو گا کہ پوچ ولچر
تقریروں سے اور مغالطہ کے تحریر سے خود مذہب اُس لکھنی والے کا
پوچ ولچر اور ذلیل ہو جاتا ہو اور ایک نتیجہ تحریرات پوچ و لچر کا یہ ہوا
کہ ایک شخص معزز سُنی مشرب کے تھے کہ تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز صاحب
دہلوی کا پڑھکر کے شیعہ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۲ اوعن انس قال قال ابو بکر لعمر بعد وفاۃ النبی صلے اللہ
علیہ واٰلہ وسلم انطلق بنا الی ام ایمن و نزورها کما کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ واٰلہ وسلم یزورها فلما انتهینا الیها بکت فقال لها ما یبکیک
اما تعلمین ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم
فقالت انی لا ابکی ان ما عند اللہ تعالی خیر لرسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم
ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فجعل یبکیان معها رواہ مسلم

ور روایت ہی انس سے کہ کہا اُسنے کہ کہا ابو بکر نے عمر کو کہ بعد وفات حضرت
رسول کے کہ ہم لوگ چلین ام ایمن زوجۂ زید ابن حارث اور والدہ اسامہ
ابن زید کے پاس اور زیارت کرین اُسکی جیسا کہ زیارت اُسکی کرتے تھے
حضرت رسول پس جب پہونچے ہم لوگ تو رونے لگی وہ ام ایمن تب پوچہا
اُن دونو ابو بکر و عمر نے اس ام ایمن سے کہ کیون روتے ہو تم کیا تم
نہین جانتے ہو کہ جو چیز کہ خدا کے پاس ہی اجر ثواب سی سو وہ چیز بہتر ہی
واسطے حضرت رسول کے پس کہا اُس ایمن نے کہ ہم اس بات پر نہین روتے
ہین کہ ہم نہین جانتے ہین اس بات کو کہ جو چیز خدا کی پاس ہی سو بہتر ہی واسطے
رسول کے اور لاکن ہم روتے ہین اس بات پر کہ وحی منقطع ہو گئے آسمان سے
پس اس بات سی بر انگیختہ کیا اُس ام ایمن نے اُن دونون کو اوپر رونی کے
پس رونے لگے وہ دونون ساتھ ام ایمن کے روایت کی اُسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۳ و عن ابی سعید الخدری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ونحن فی المسجد عاصبا راسہ بخرقتہ حتی اھوی نحو المنبر فاستوی علیہ واتبعناہ قال والذی نفسی بیدہ انی لانظر الی الحوض من مقامی ھذا ثم ان عبدا عرضت علیہ الدنیا وزینتہا فاختار الاخرۃ فلم یفطن لہا احد غیر ابی بکر فذرفت عیناہ فبکی ثم قال بل نفدیک بآبائنا وامہاتنا وانفسنا واموالنا یا رسول اللہ قال ثم ھبط فما قام علیہ حتی الساعۃ رواہ الدارمی

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہا اُس نے کہ باہر نکلے حضرت
رسول ہم لوگون کے پاس اپنے مرض الموت مین سر مین ایک کپڑا باندہے
ہوئے اور ہم لوگ مسجد مین تھے یہانتک کہ خواہش کی پیغمبر خدا نے بطرف

منبر کے اور چڑھے اوس منبر پر اور ہم لوگ پیچھے ہوئے اُس رسول کے
تب کہا آنحضرت نے کہ قسم ہے اُس شخص کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہے
یہ بات کہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ دیکھ لیتا ہون حوض کوثر کو اسی مقام سے اپنے
تب بعد اسکے فرمایا آنحضرت نے کہ ایک بندہ پر پیش کی گئی دنیا اور زینت
اُسکی پس اختیار کیا اُس بندہ نے آخرت کو اور نہین دریافت کیا اوس
کلمہ کو کسی شخص نے سوائے ابوبکر کے پس دونو آنکھون سے اُسکے آنسو
نکلے اور روے ابوبکر اور کہا کہ بلکہ ہم لوگ فدا کرتے ہین آپ پر اپنے
باپون کو اور اپنی ماؤن اور اپنی جانون کو اور اپنے مالون کو اے رسول اللہ
اور راوی کہتا ہے کہ تب اُترے رسول خدا اُس منبر پر سے پس پھر نہین
کھڑے ہوے اُس منبر پر تا روز قیامت کے روایت کی اُسکو دارمی نے

حدیث نمبر ۴ وعن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر اللہ والفتح دعا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ قال نعیت الی نفسی فبکت قال لا تبکی
فانک اول اھلی لاحق بی فضحکت فراٰھا بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقلن یا فاطمۃ رأیناک بکیت ثم ضحکت قالت انہ اخبرنی انہ نعیت الیہ نفسہ
فبکیت فقال لی لا تبکی فانک اول اھلی لاحق بی فضحکت وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اذا جاء نصر اللہ والفتح وجاء اھل الیمن ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ
وھم ارق افئدۃ والایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ رواہ الدارمی

ترجمہ اور روایت ہے ابن عباس سے کہا اُس ابن عباس نے کہ جب
اوتری آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تو بلا بھیجا پیغمبر خدا نے فاطمہ کو
اور کہا خبر موت دی گئی ہمکو پس روئین فاطمہ فرمایا اُس پیغمبر خدا نے مت رو تو

اسواسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہی کہ جو ملیگی ساتھ میرے پس ہنسین وہ
فاطمہ پس دیکھا اُس فاطمہ کو بعض ازواج نبیؐ نے تب پوچھا اُس فاطمہ سے
کہ ہم لوگون نے دیکھا تجکو کہ تو روئی اور بعد اُسکے تو ہنسی تب جواب دیا
فاطمہ نے کہ پیغمبر خدا نے خبر دی مجکو کہ خبر موت کی دیگئی اُس رسول کو
تو اس بات مین روی اور پیغمبر خدا نے کہا کہ مجکو کہ تو مت رو اسواسطے کہ تو
اول اہلبیت میری ہی جو کہ مجھسے جا ملیگی تو اس بات پر مین ہنسی اور فرمایا
رسول خدا نے کہ جب اُتری آیت اذا جاء نصر اللہ و الفتح کی تو اے
اہل یمن کہ ابو موسی اشعری وغیرہ اُن اہل یمن سے ہین ورایت الناس
یدخلون فی دین اللہ افواجا پڑھکر کے فرمایا کہ وے اہل یمن نرم دلون کے
ہین اور ایمان اہل یمن مین ہی اور حکمت اہل یمن مین ہی روایت کی اُسکو
دارمی نے فقط۔ سبحان اللہ اس حدیث سے کسقدر تعلق باخود تا حضرت رسول
اور انکی بیٹی فاطمہ کا ظاہر ہوتا ہی کہ رنج باپ کے مرنے کا حضرت فاطمہ کو اپنے
مرنے کی خبر سننے کے سبب دل بخوشی ہو گیا اور اگر یہ قصہ درمیان پیغمبر خدا
اور حضرت عائشہ کے ہوتا تو جو تعلق کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابوبکر اپنے
باپ کے خلیفہ بنانے کا تھا سو یہ بات بخوبی سمجھ مین آسکتی ہی کہ حضرت عائشہ
اس بات پر روتین کہ حضرت ابوبکر کے خلیفہ بنانے کا کیا بندوبست ہوا اور
جب پیغمبر خدا کہتے کہ سوای ابوبکر تمہاری باپ کے اور دوسرا کون شخص مطلب
و دعوے خلافت کا کرسکیگا تو حضرت عائشہ خوش ہوتین مگر پوری خوشی کی
یہ بات ہوتی کہ کچھ بندوبست کافی خلیفہ بنانے عبد الرحمن ابن ابوبکر برادر
حضرت عائشہ کا بہی ہوتا چنانچہ حدیث آیندہ مین اس بات کا بہی بندوبست

کرنا حضرت عائشہ کا ظاہر ہوتا ہی مگر کیا کہیے کہ وہ تقدیر نہین تہی ورنہ حضرت عائشہ کیطرف سے کچھ تقصیر نہین ہوئی ؛

حدیث نمبر ۵ وعن عایشة انها قالت واراساه فقال رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم ذاك لوكان وانا حی فاستغفرلك وادعولك فقالت عایشة واثكلیاه والله انی لاظنك تحب موتی فلوكان ذلك لظلیت اخر یومك معرسا ببعض ازواجك فقال النبی صلی الله علیه واٰله وسلم بل وانا واراساه ولقد هممت واردت ان ارسل الی ابی بكر وابنه واعهد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی الله ویدفع المومنون او یدفع الله ویابی المومنون رواه البخاری

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سی کہ کہا اُسنی واراساہ یعنی اوہ درد سر میرا تب فرمایا رسول خدا نے کہ اگر ایسا ہو یعنی اگر تم مرو درحالیکہ مین زندہ ہون تو طلب مغفرت کرون مین واسطے تیرے اور دعا کرون مین واسطے تیرے تب کہا عائشہ نے اوہ مرنا میرا قسم بخدا کہ میرا ظن وقیاس یہ ہی کہ تو میرا مرنا چاہتا ہی اور اگر ایسا ہو تو اُسی روز شام تک تو کسی بی بی کے ساتھ ہم صحبت ہوتا تب کہا پیغمبر خدا نے بل انا واراساہ یعنی بلکہ اوہ میرا درد سر اور ہر آئینہ میرا قصد یہ ہوا کہ مین بلا بہیجون ابوبکر اور بیٹا کو اُسکے یعنی عبد الرحمن ابوبکر کو اور وصیت کرونمین اُسکو یعنے ولیعہد خلافت کا کرون اُسکو بخوف اس بات کے کہ کہنی والے لوگ کچھ بات بناوین یا کہ آرزو کرین آرزو کرنیوالے لوگ تب ہمنے اپنے دل مین کہا کہ خدا اس بات سے انکار کرتا ہے اور دفع کرینگے مسلمان لوگ اس بات کو یا یہ کہ دفع کریگا اللہ اس بات کو اور

انکار کرینگے مسلمان لوگ اس بات سی روایت کی اسکو بخاری نے فقط
یہ حدیث حضرت عائشہ کی صراحتاً و یقیناً ساختہ و موضوع ہو چند وجہ سے
اول یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی و صحیح ہو تو سوا اسکے کچھ چارہ
نہین ہے کہ یہ بات فرض کیجائے کہ دو مہینے قبل انتقال اپنے جو
پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ کو حسب وصیت غدیر خم کے وصی ور جانشین
اپنا قرار دیا تھا سو پیغمبر خدا نے اُس راے د وصیت کو مسترد کر کے
حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا چاہا بوجہ کسی قصور حضرت علی کے یا بوجہ تلون
طبعی حضرت رسول یا بوجہ تخبط بیماری اُنکے اور ان تین باتون مین سے
کسی بات کا ادعا از طرف سنیون کے نہین ہو اور حیف اور کمال حیف ہے
اوپر حال شاہ عبد الحق صاحب کے کہ وصیت زبانی خم غدیر کو تحریری
کر دینا اُنکے نزدیک تناقض ہی اور خلافت ابو بکر کو بر خلاف وصیت
خم غدیر کے کچھ تناقض نہین سمجھتی ہین۔

دوم یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی ہوتی تو حضرت ابو بکر یہ بات بوقت خلیفہ
بنائیجانے کے کیونکر کہتی کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی کہ خلافت
حق علیؑ و عمر و ابو عبیدہ کا ہے۔

سوم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا نے الواقع حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا
چاہتے تھے تو حضرت عمر وصیت تحریری تعمیل پانیمین کسواسطی خلل انداز
ہوتے کہ یہ بات تو خود اُنکے مطلب کی تہی اسواسطے کہ وہی حضرت عمر
تو باعث اول خلیفہ ہونے حضرت ابو بکر کے ہین۔

چہارم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا فی الواقع حضرت ابو بکر کو بُلا کر کے

خلیفہ بنایا چاہتے تھے تو انکا بلانا کیا دشوار تھا اور اس بات کو خدا اور مسلمانون پر چھوڑ دینا کیا معنی رکھتا ہو اور اگر ایسا ہی تہا تو کاغذ و قلم طلب کرنیکے کیا معنی ہین ۔

پنجم یہ کہ سلسلہ تقریر اس حدیث کا کسقدر بے ربط ہو کہ حضرت عائشہ اپنے درد سر کی شکایت کرین اور حضرت رسول خدا فرماوین کہ اگر ایسا ہو تو ہم تمہاری واسطے دعا مغفرت کرین اور اُسپر حضرت عائشہ کہین کہ اگر ہم مرین تو اُسی روز شام تک کسی بی بی کے پاس رات کاٹو گی تو اس رد و کد مین کیا موقع و نظام اس بات کا ہو کہ حضرت رسول خدا فرماوین کہ ہمکو درد سر ہی اور ہمنی ابو بکر اور اُسکے بیٹا کو واسطے ولیعہد کرنے کے بلانے کو چاہا مگر اس بات سے بوجہ خیال خدا اور مسلمانونکی باز رہی ۔

ششم یہ کہ بہ نسبت حضرت عائشہ کے البتہ بخوبی تمام قرار اس بات کا ہو کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی حضرت رسول خدا کی تہین مگر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ خود حضرت عائشہ کو رشک وحسد ہونے سے ساتھ حضرت خدیجہ کے اقرار ہی کہ جنکے داماد حضرت علی ہین یہانتک کہ حضرت بی بی عائشہ نے حضرت رسول کو کہا کہ تم خدیجہ کو کیا اسقدر یاد کرتے ہو کہ جیسے دنیا میں کوئی دوسری عورت نہو اور اُسکے جواب مین رسول خدا نے فرمایا کہ ہان وہ ایسی ہی تہی اور اُس سے ہمکو ولد ہی یعنے کہ تمکو کوئی اولاد نہین ہی پس کہا کیا قرینہ اس بات کا ہو کہ ایسی بی بی خدیجہ صاحب ولد کی اکلوتی داماد کو چھوڑ کر کے حضرت رسول ایک بی بی عائشہ لاولد کے باپ کو خلیفہ اپنا بناتے اور اس حدیث سی تو صرف تیاری خلیفہ بناتے حضرت

ابوبکر کے نہین ہی بلکہ ایک بنیاد خلیفہ بنا نی عبد الرحمن پسر ابوبکر کے بعد
ابوبکر کے بہی ہو غرض اس حدیث کی جہوٹے اور وضعی ہونیمین کچھ
شک نہین ہی اور سنیون کیطرفسی جو حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا
گیا ہی سو دوسری عام معاملات مین بے شبہ مستحق اس لقب کے ہین اور
ہر معاملہ مین یہ لقب صدیقہ کا دینا سنیان کا موافق اُس قاعدی کی ہی
اگر کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہی کہ جسکی حمایت سنیان نہین کرتے ہون یعنی
اگر حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا تو اسیطرحپر معاویہ بہی تو خال المومنین
بنائے گئے اور اصل یہ ہی کہ حضرت رسولخدا نے جو فرمایا کہ اگر تم ہماری سامنی
مرو تو ہم دعای مغفرت تمہاری واسطے کرین سو اس امر مین اسیقدر لکھنا
کافی ہی کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ خرابی اہلبیت کے نہین ہو تی مگر وہ کیونکر روبروی
رسولخدا کے مرتین کہ اُنکو مقام حوٗاب مین ساتھ فرقہ باغیون کے پہونچنا تہا
کہ جہان کتی اُنکو دیکہہ کہ کے بہونکین اور برخلاف حکم آیت حجاب عورات کے
بی پردہ ہوکر کے جنگ جمل مین لڑنے کو حاضر ہیدان جنگ کے ہون اور آخر کو
معاویہ کیطرفسے کہ جسکے آمین اعتقد مین تہین یہ تقدیر تہی کہ ایک کوان مین کہ
جو چونا اُسمین ڈالدیا گیا تہا گرکر کے مرین اور یہ بدلا اُس بات کا بخوبی ہوگیا کہ
جو حضرت امام حسن کی لاش کو قریب روضۂ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا پس اگر
ایسے ہی اعمال پر ہر بات مین صدیقہ قرار پاوین تو یہ بات صرف بوجہ تعصب
سنیان کے ہی اور بلاغت جو نام ایک کلام حسب مقتضای مقام کا ہی سو اس لقب
صدیقہ مین کمال بلاغت یہ ہی کہ اکثر روایات حضرت عائشہ نسبت حضرت
ابوبکر کے جو حد لغو و مبالغہ تک ہین سو لقب صدیقہ کا اس مند و نسبت سی

دیا گیا ہی کہ جب وہ صدیقہ قرار دیگئین تو اب روایتین آنکی تمام و کمال واجب التسلیم ہین —

ہفتم یہ کہ اس حدیث مین صرف اہتمام خلیفہ بنانے ابو بکر اور عبد الرحمن آنکی صاحبزادہ کا نہین ہی بلکہ یہ بات بہی لحاظ کرنے کی ہی کہ خلیفہ بنانے مین ابو بکر کے عبارت یہ ہی کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ہمنے ابو بکر اور آسکے بیٹے کو بلا بہیجا باین خوف کہ ایسا نہو کہ کہنے والے اور تمنا کرنیوالی کہین کہ حق ہمارا ہی سو یہ اشارہ صاف بطرف حضرت علی کے ہی کہ سوای آنکے اور کوئی شخص طالب حق خلافت کی کر سکتا تہا اور قابل غور کے ہی کہ کس تحقیر کی عبارت سی یہ اشارہ کیا گیا ہی — حوالہ بخدا

حدیث نمبر ۷ او عنها قالت رجع الی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ذات یوم من جنازة من البقیع فوجدنی وانا اجد صداعا وانا اقول وراساه قال بل انا یا عایشة وا راساه قال وما ضرك لومت قبلی فغسلتك وكفنتك وصلیت علیك ودفنتك قلت لكانی لك والله لوفعلت ذلك لرجعت الی بیتی فعرست فیه ببعض نسائك فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم بدأ فی وجعه الذی مات

رواه الدارمی ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سی کہا اس عائشہ نی کہ رسول اللہ ایک روز پہرے ایک جنازہ کے دفن سے جنت البقیع کے پس پایا ہمکو کہ درد سر تہا ہمکو اور ہم کہہ رہے تہے اوہ درد سر تب کہا حضرت رسول نے بلکہ مجکو درد سر ہی ای عائشہ اور فرمایا کہ تجکو کچھ ضرر نہین ہی اگر تو مرے قبل میرے کہ ہم غسل کرتے تجکو اور کفناتے تجکو اور نماز پڑہتے تجہیر اور دفن کرتے تجکو تب کہا ہمنے کہ گویا ہم دیکہتی ہوئے ہین ساتہ تیری

یعنی کہ گویا ہم بہاری ہین تجہپر قسم بخدا کہ اگر تو کرتا ایسا تو تو پہر آتا میری گہر کیطرف
وہ صحبت ہوتا تو اُس گہر مین ساتہہ کسی بی بی اپنی کے تب مسکرای پیغمبر خدا
ور شروع ہوا وہ درد کہ جسمین آپنے انتقال فرمایا روایت کی اُسکو دارمی نے فقط
یہ حدیث قصہ درد سر مین قریب قریب حدیث مذکورہ بالا کی ہی مگر اس حدیث مین
سب قصہ طلبی ابوبکر وغیرہ کا نہین ہی کہ اس قرینہ سے بہی فضول و لغو ہونا قصہ طلبی ابوبکر
وغیرہ مندرجہ حدیث بالا کا ظاہر ہوتا ہی کہ جو تمامتر بے محل و بے ربط ہی۔

حدیث نمبر ۷ ادعن جعفر بن محمد عن ابیه ان رجلا من قریش دخل علی
ابیه علی بن الحسین فقال الا احدثك عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
قال بلى احدثنا عن ابی القاسم صلی الله علیه وآله وسلم قال لما مرض
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اتاه جبرئیل فقال یا محمد ان الله ارسلنی الیك
کریما لك وتشریفا لك خاصة لك یسألك عما هو اعلم به منك یقول کیف
تجدك قال اجدنی یا جبرئیل مغموما واجدنی مکروبا ثم جاءه الیوم الثانی
فقال له ذلك فرد علیه النبی صلی الله علیه وآله وسلم کما رد اول یوم
ثم جاءه الیوم الثالث فقال له کما قال اول یوم ورد علیه کما رد علیه وجاء
معه ملك یقال له اسمعیل علی مائة الف ملك فاستاذن علیه فسأله
عنه ثم قال جبرئیل هذا ملك الموت یستاذن علیك ما استاذن علی آدمی
قبلك ولا یستاذن علی آدمی بعدك فقال ائذن له فاذن له فسلم علیه ثم
قال یا محمد ان الله ارسلنی الیك فان امرتنی ان اقبض روحك قبضت
وان امرتنی ان اترکه ترکته فقال وتفعل یا ملك الموت قال نعم بذلك امرت
امرت ان اطیعك ثم قال فنظر النبی صلی الله علیه وآله وسلم الی جبرئیل علیه

علیہ السلام فقال جبرئیل یا محمد ان اللہ قد اشتاق الی القائک فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لملک الموت امض لما امرت بہ فقبض روحہ فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاءت التعزیۃ سمعوا صوتا من ناحیۃ البیت السلام علیکم اھل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل ھالک و درکا من کل فائت فباللہ فثقوا وایاہ فارجوا انما المصاب من حرم الثواب فقال علی انہ یدرون من ھو ھو الخضر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ؁

ترجمہ اور روایت ہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام محمد باقر سے انکی باپ علی یعنے حضرت امام زین العابدین سے کہ تحقیق کہ آیا ایک مرد قریش سے علی یعنی ابن الحسین حضرت زین العابدین کی پاس اور کہا کہ کیا مین حدیث نہ کرون تجہسی بابت رسول اللہ کے تب کہا امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ ہان بات کر تو ابو القاسم یعنی حضرت پیغمبر خدا کی تب کہا اس مرد نے کہ جب بیمار ہوے حضرت رسول تو آے انکے پاس جبرئیل اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بہیجا ہی مجکو تیری پاس بنظر تکریم تیرے اور تشریف تیرے خاص کر کے تیری واسطے پوچہتا ہی وہ خدا تجہسے وہ بات کہ جسکو خود وہ زیادہ تر جانتا ہی تجہسے کہ وہ خدا پوچہتا ہی تجہسے کہ کیسا تو پاتا اپنی کو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ پاتا ہون مین اپنی کو مغموم اور پاتا ہون مین اپنے کو مکروب یعنی حالت کرب مین تب آی جبرئیل انکی پاس دوسرے روز اور کہا اس بات کو اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ اول روز کہا تہا تب آی حضرت جبرئیل تیسری روز اور کہی

یہی بات جو کہ اول روز کہا تھا اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ
اول روز کہا تھا اور آیا ساتھ اُسکی ایک فرشتہ اسمعیل نام کا کہ جو موکل ہی
سو ہزار فرشتہ پر اور ہر ایک فرشتہ موکل ہی اوپر سو ہزار فرشتہ کی تب اجازت چاہی اُس اسمعیل
فرشتہ نی اندر آنیکی اور سوال کیا حضرت رسول نی جبرئیل سی اور کہا جبرئیل نی کہ یہ ملک الموت ہی
جو اجازت چاہتا ہی آپ سی اور کسی دوسری آدمی سی قبل تیری اجازت
نہین مانگی گئی تھی اور نہ بعد تیرے کسی دوسری آدمی سے اجازت طلب ہوگی
تب کہا حضرت رسول نے حضرت جبرئیل کو کہ اجازت دو اُس فرشتہ ملک الموت کو
تب حضرت جبرئیل نے اجازت دی اُس فرشتہ کو تب اُس فرشتہ نے سلام کیا
حضرت رسول پر اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بھیجا ہی مجکو تیرے پاس پس اگر
حکم دی تو کہ روح تیری قبض کرون تو روح تیری مین قبض کرون اور اگر حکم کری
تو مین چھوڑ دون اُسکو تو مین چھوڑ دون اُسکو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ تم
وہ کام کرو گے ای ملک الموت تب اُس فرشتہ نے کہا ہان مجکو یہی حکم ہی کہ تیری
اطاعت کرون تب نظر کی حضرت رسول نے بطرف جبرئیل علیہ السلام کے
اور کہا جبرئیل نے کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ مشتاق ہی تیری ملاقات کو پس فرمایا حضرت
رسول نے ملک الموت کو کہ جاری کر تو اُس حکم کو کہ جو تجکو حکم ہی پس قبض روح
کیا اُس فرشتہ نے اور جب مرگئی حضرت رسول تو آئی تعزیت یعنی ماتم پرسی
اور صحابہ لوگون نے سنی ایک آواز کو ایک جانب سی گھر کے کہ سلام تم لوگون پہ
ای اہلبیت اور رحمت خدا کی اور برکات اُسکی تحقیق کہ اللہ بیچ ہی صبر ہر مصیبت
پہ اور خلف یعنی بدلا ہی مرنیوالی کا اور عوض ہی ہر فوت شدہ کا پس مضبوط
پکڑو خدا کو اور اُس سے امید رکھو اور در حقیقت مصیبت زدہ وہ شخص ہی

کہ جو ثواب صبر سے محروم ہی تب کہا حضرت علی نے کہ آیا بوجھتی ہو تم لوگ کہ یہہ کون شخص ہی اور وہ خضر ہی روایت کی اُسکو بیہقی نے کتاب دلائل النبوہ مین۔

حدیث نمبر ۱۸ عن عائشۃ قالت ما ترک رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دینارا ولا درہما ولا شاۃ ولا بعیرا ولا اوصی بشیء رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سی کہا اوسنی کہ نہین چھوڑا حضرت رسول نے کوئی دینار طلا کا اور نہ کوئی درہم چاندی کا اور نہ کوئی بکری اور نہ کوئی اونٹ اور نہین وصیت کی بہ نسبت کسی چیز کے روایت کی اُسکو مسلم نے فقط۔ شاہ صاحب نے جو اس حدیث کی شرح مین ذکر باغ فدک وغیرہ کا کیا ہی سو تحقیق اس باغ فدک کی کسی فصل آیندہ مین بعد فصل تحقیق حال خلافت کی کیجے

حدیث نمبر ۹ وعن عمرو بن الحارث اخی جویریۃ قال ما ترک رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عند موتہ دینارا ولا درہما ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئا الا بغلۃ البیضاء ولا سلاحہ وارضا جعلہا صدقۃ رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی عمرو ابن الحارث برادر جویریہ زوجہ رسول خدا سی کہا اُسنی کہ نہین چھوڑا رسول خدا نی وقت اپنی موت کے کوئی نہ دینار اور نہ کوئی درہم اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی لونڈی اور نہین کوئی چیز سوای اشتر سفید اپنی موسوم بہ دلدل کے اور سوای ایک قطعہ زمین کے کہ جسکو وقف وصدقہ کیا تہا روایت کی اُسکو بخاری نے۔

حدیث نمبر ۲۰ وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا تقتسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فہو صدقۃ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابوہریرہ سے

لہا اُسنی کہ تحقیق کہ رسولخدا نی کہا کہ وارثان میرے بانٹ نہ تقسیم نہین کرینگی ایک
دینار تک اسواسطی کہ جو کچھ ہم چھوڑ دین بعد نفقہ زوجات اپنی اور خرچ اجرت عامل
اپنی سو وہ باقی ایک صدقہ ہی متفق علیہ۔

حدیث نمبر ۲۱ وعن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم
لانورث ما ترکناہ صدقۃ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابوبکر سی
کہا اُسنی کہ کہا حضرت رسول نے کہ ہماری مال مین وراثت نہین ہی اسواسطی کہ
جو چیز ہمنے چھوڑی وہ صدقہ ہی۔

حدیث نمبر ۲۲ وعن ابی موسی عن النبی صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال
ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ من عبادہ قبض نبیہا قبلہا فجعلہ لہا فرطا
وسلفا بین یدیہا واذا اراد ہلکۃ امۃ عذبہا ونبیہا حی
فاہلکہا وہو ینظر فاقر عینیہ بہلکتہا حین کذبوہ وعصوا امرہ رواہ مسلم
ترجمہ اور روایت ہی ابوموسی اشعری سی حضرت نبی سی کہ کہا حضرت رسول نے
کہ تحقیق کہ اللہ جب ارادہ کرتا ہی رحمت کرنیکو کسی امت کی اپنی بندونمین سی تو قبض
روح کرتا ہی نبی کا اُس امت کی قبل اُس امت کی اور بناتا ہی اس نبی کو پیش رو
اور سلف واسطی اُس امت کی اور جب ارادہ کرتا ہی وہ اللہ ہلاکت کو کسی امت کے
تو عذاب کرتا ہی اس امت پر درحالیکہ نبی اُسکا زندہ رہی پس ہلاک کرتا ہی اس امت کو
اور وہ ہی دیکھ رہا ہی اس بات کو اور ٹھنڈک دیتا ہی اُسکی آنکھون کو بوجہ ہلاکت اُس
امت کی درحالیکہ اس امت نے جھوٹھلایا اُس نبی کو اور سرکشی کی اُسکی روایت کی اُسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۲۳ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
واٰلہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لیاتین علے احدکم یوم

ولا یرانی ثم تروں یرانی احب الیہ من اھلہ ومالہ معھم رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہا اُسنی کہ حضرت رسول نی کہ قسم اُس شخص کی کہ جسکے ہاتھ مین جان محمد کی ہی کہ ہر آئینہ آیگا اوپر کوئی تم لوگونکی ایک دن کہ نہین دیکھیگا وہ مجھکو اور بعد اُسکی یہ ہوگا کہ ہر آئینہ دیکھنا میرا اُسکو محبوب تر ہوگا اپنی اہل وعیال اور اپنی مال سی ساتھ اُن اہل وعیال کے روایت کی اسکو مسلم نی فقط

اس عرصہ مین ایک خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب شیعی مذہب و مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین کا پہونچا کہ نقل کیا جاتا اُس خط کا اس جگہ پر ضرور ہوا۔

نقل خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مذکور الیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والمنہ کہ کتاب بہ حق تحقیق مشرب سنی تالیف لطیف عمدۃ الفضلاء وزبدۃ الکملاء جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر کی بنظر دقیق دیکھی سبحان اللہ باین ایجاز وسلاست کتابی حاوی مہمات عظمی کی فرید وحید عصر ہی نبزد اہل حق مفرح ونزد مریض متعصب ایارج ہی حق یہ ہی کہ اگر آبحیات تصور کرین توسزاوار ہی مردمان بیخبران وکم مایہ کے لئے کحل الجواہر ہی **شعر**

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حقیقت طریقہ مرضیہ سنیہ کی ثابت کرنیوالی اور مذاق صوفیہ صافیہ اہل عرفان کیو اسطی چاشنی قند مکرر ہی یہ قدیم طریقہ اسلامیہ کی تبلانیوالی ہی مثل ثعلبی وحاکم وسیوطی وشہرستانی وابن العربی وخطیب خوارزمی وابی نعیم اصبہانی وبیہقی ودارقطنی وابن جوزی وسبکی وذہبی واحمد حنبلی وبلاذری وشیخ شہاب وردی ومحب طبری ویافعی ومستغفری وعسکری وطبرانی ودیلمی وسمعانی واحمد مالکی وغیرہم کے قدم بقدم محبی سا سلف اسلاف ہی مگر صد افسوس کہ حق گو واہل انصاف ہدف سہام تہمت ہی

حتی کہ امام نسائی نے شربت شہادت نوش کیا بغض وعناد شامیان مہلک امتحان
بنی اسرائیل ومومنین اخیار استمرار اہی مین شیعہ کو ہر بات مین کوئی مداخلت نہین
ملکہ ارشاد کرتا ہون کہ اگرچند ارباب تحقیق اسطرحکی جابجا موجود ہوتی صراط مستقیم کو
ایک کردیتی اس اطراف مین جسقدر رذیلہ درجہ کا نصب وخروج وتعصب بطمطراق ہی
ویساہی اس کتاب مبارک نے اسافل وخفیض تک پہونچایا مجدداً ہدایت تازہ
عوام کالانعام گمگشتگان مسلمین ظاہر کیو استحکام بخشا وہ کون مسلمان لایعقل وسفیہ
ہوگا کہ مواخذ حسنہ شرایع آلہیہ پر زبان ثقیل وناملائم کھولی جہالت کی ترقی اور
علم دین کی تنزلی ہی عام وخاص مسلمین مثل یہود ونصاری کے تابع نفس امارہ وہواے
دنیاوی کی گرفتار ہین جس سے اپنی قوم کی اصلاح نہین ہوسکتی انکو فخر وشکر کرنا تہا وہ نفاق
دوست ودشمن ایتلاف انکو سرمایہ اتحاد ایمانیہ سی کیا سرور کار عزوجل سائر اہل قبلہ پر رحم کرے
اوربرکت سی اس کتاب مبارک کے اسلام حقیقی کو روز بروز منور کرے ۔ الراقم سید احمد حسین عظیم آبادی

غزل عربی از مولف این کتاب مع ترجمہ

اذا امطر العطایا فاشکروها
جب کہ بارش کرے عطاہاے الٰہی پس شکر کرو اُسکا

وان نزل البلایا فاصبروها
اور اگر اوترین بلائین پس صبر کرو اُسپہ

وان کنتم لایدی اللہ مشتاق
اور اگر ہو تم واسطے دستہاے خدا کی مشتاق

علی یدہ فاستمسکوہا
علی ہاتہ اُس خدا کا ہی پس مضبوط پکڑو اُس ہاتہ کو

علی رحمۃ اللہ علینا
علی رحمت خدا کی ہی اوپر ہم لوگون کے

الی یوم القیمۃ فاذکروہا
روز قیامت تک پس یاد کرو اُس رحمت کو

عدو المرتضی فی النار لاریب
دشمن مرتضی کا دوزخ مین ہے بیشک

عداوتہ لافۃ فاحذروہا
عداوت اُسکی ہی آئینہ ایک آفت ہے

ولو كان الوصية بعد خم

اور اگرچہ ہو وصیت بعد خم غدیر کے

بغير حاجة ان يكتبوها

بغیر حاجت اس بات کی لکھیں وہی لوگ اسکو

ولكن الرسول شاء تحريرا

اور لیکن رسول نے چاہا تحریر کرنا

فكان اوجب ان يفهموها

پس تھا واجب یہ کہ سمجھیں وہی لوگ اس وصیت کو

على عبده العاصي لازاد

علی بندہ عاصی سکا ہر آئینہ آزاد ہو

وسوء حاليه فليغفرها

اور بد حالت کی اسکی پس چاہیئے کہ معاف کریں اس حالت کو

غزل دیگر عربی از مولف این کتاب

على شافعنا اذ عصينا

علی شفاعت کرنیوالی ہملوگونکی ہین جب عصیان کرینگی ہملوگ

به نحن اقتدينا فاهتدينا

ساتھ اس علیکی ہملوگون نے اقتدا کی تو ہدایت پائی ہملوگون نے

له فضل على كل الصحابه

اس علی کو فضیلت ہے کل صحابہ پر

كفضل الشمس اذ طلعت علينا

مثل فضیلت آفتاب کے جبکہ طالع ہووے آفتاب اوپر ہملوگونکے

واعطى ربه سهو لساني

اور عطا کیا رب نے اس علیکی تیر میرا زبان کو میری

وحق ما رمينا اذ رمينا

اور حق ہوا قول ما رمینا اذ رمینا کا یعنی نہیں تیر لگایا ہمنے جبکہ تیر لگایا ہمنی اور یہ اشارہ ہے طرف آیت ما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمى کے

فاعداء على كانوا مخذولا

پس دشمنان علی کی مخذول ہوئے

بسهمي من لساني قد كفينا

ساتھ تیر اپنی زبان کی تحقیق کہ کفایت کیا ہمنی

على شانه حلال مشكل

علی شان اسکی حلال مشکل ہے

فحاجتنا به انا قضينا

پس ذریعہ اسکی ہمنی اپنی حاجت کو انجام کیا

وامنا على باب حكمت

اور ایمان لائے ہم دروازہ حکمت کا ہے

لهذا الحكمت حقا لدينا

اسواسطے حکمت ازروی حق کی ہماری پاس ہے

مقام کان محمود الازاد ایک مقام جو محمود تھا آزاد کی واسطی ہی	یجب المرتضی بشری الینا جو کہ دوست کہتا ہی مرتضی کو ایک خوشخبری ہی بطرف ہمارے

غزل فارسی از مؤلف مذکور

مئی غم بخشیدہ و جام امروز — بکف دارم منم با کام امروز
علی را علم با فہمی کہ بود است — بجا مولای خاص و عام امروز
چو عمر رفتہ ات ضائع ہمہ شد — بکن اصلاح نیک انجام امروز
مبادا روز فردا را نیابے — بجہد خود بشو خوشنام امروز
ہزاران نامور را دفن کردند — کہ ہستند در زمین گمنام امروز
امید دید را تا در رسیدم — چہ باشد گر رسے تا بام امروز
تو آزادی بری از فکر فردا — بشو آمادۂ پیغام امروز

غزل دیگر فارسی از مؤلف مذکور

علی مولاے من تقریر کردند — زعشق او مرا تخمیر کردند
درین عرصہ کہ تصویر نبیؐ را — بیابی دیدہش تسخیر کردند
فرستادم درودش ال را ہم — کہ حب آل را توقیر کردند
علی را دوست دارم از دل و جان — نجاتم را ہمین تدبیر کردند
علی اعلے کہ او عیسی صفات است — چہ خوش وجہے مرا تقریر کردند
احادیثے کہ در شان صحابہ — براے کسر او تزویر کردند
سراسر لغو دیدم محض موضوع — چہ در نقص علے تقصیر کردند
علی داماد و ابن عم وصی ہست — اگر چہ سد آن تحریر کردند
کنون آزاد بودن غیر ممکن — کہ بندہ را بپا زنجیر کردند

فصل ۸۳ حال خلافت کا اس فصل مین اور چند فصلہای آیندہ مین بیان کیا جاتا ہے سو بطور تقریر الزامی کی یہ بات کہی جا سکتی ہو کہ حسب اصول سنیونکی خلافت یزید کی بہت اعلی درجہ کی ہو کہ اس خلافت مین تینون شرائط خلافت کی یعنی استخلاف و اجماع و غلبہ مجتمع ہین استخلاف باین اعتبار کہ حضرت معاویہ اسکی باپ نے جو کہ خلافت کو از روی مصالحہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی پایا تہا یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ اپنا بنایا اور اجماع و غلبہ تو بملاحظہ بیعت جمعیت شامیان وغیرہم کی خود ظاہر ہو کہ سنیان جو حدیث خلافت دوازدہ گانہ مندرجہ فصل ۸۰ رسالہ ہذا کو جو حضرت ابوبکر سی شروع کرکے اور معاویہ و یزید کو بہی خلیفہ قرار دیکر کی ولید ابن عبد الملک تک پہونچاتی ہین سو یہ امر بتقاضای خود انکی اصول کی ہو اور یہی وجہ ہو کہ شاہ صاحب نی بہی اس حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی شرح مین ایک سلسلہ بہی خلفای دوازدہ گانہ کا لکہا ہو کہ اس تاویل سی یزید بہی ایک خلیفہ شاہ صاحب موصوف کا ہوتا ہو اور اگر یہ تاویل درست ہو تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہی بالای طاق ہو جاتی ہو کہ یہ لڑائی کربلا کی بطور بغاوت مقابلہ مین ایک خلیفہ بر وقت کی لازم آتی ہو اور مضمون اس شعر کا بہت موافق حال سنیونکی ہو جاتا ہے

شعر

محشر مین یہ صدا ہو سدا اشک روشین کی ؛ ایسا نہو کہ منکرین شہادت حسین کی

غرض خلافت ابوبکر کی اس تقریر الزامی سی بمقابلہ خلافت یزید کی بہت کم درجہ کی ثابت ہوتی ہو اسواسطی کہ تنصیص اس خلافت کی از روی استخلاف حضرت رسول کے کچھ ثابت نہین ہو اور خود شاہ صاحب بہی اس بات کو قبول کرتی ہین باقی رہا اجماع و غلبہ سو صرف ایک امر غلبہ کا بیغدر ہو کہ حضرت ابوبکر کو بحمایت حضرت عمر کے البتہ غلبہ ہوا مگر اجماع تو بوضع صحیح کی کچھ ثابت نہین ہو اور ہمنی چاہا کہ حال خلافت ابوبکر کو کتب حدیث صحیح بخاری وغیرہ سی تحریر کرین مگر کچھ حال خلافت حضرت ابوبکر کا ان کتابون سی پایا نہین گیا اور ناچار بطرف کتب تاریخ کی رجوع کرنا پڑا اسواسطی

اس فصل مین ہم کچھ حال کتاب روضۃ الصفا سی لکھنا چاہتی ہین کہ مولف اس کتاب کا ملا محمد ابن خاوند شاہ ایک بہت بڑا عالم اور سنی مشرب کا ہی کہ جسنی تواریخ تاریخ عربی و فارسی امام محمد ابن اسحاق اول مورخ احادیث و بیہقی و اصمعی وغیرہ سی یہ کتاب تاریخ کی لکھی اور بہت راست راست طور پر سب حال لکہدیتا ہی اور سنی لوگ اگر اس شخص کو الزام شیعی ہونیکا دیتی تو یہ بات موافق اس معمولی قاعدہ کی ہی کہ جو شخص ذرا بھی بطرف حضرت علی کے بولا تو جھٹ سی وہ شخص شیعی قرار پاتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ سنیان تمام شاعران و اہل تصوف اور مورخین سی ناراض ہین اور کوئی کتاب تاریخ حبیب السیر وغیرہ کی ایسی نہین ہی کہ جس سی سنیان راضی ہون اور ہم نہین چاہتی ہین کہ کوئی بات انکی بمیلان تاریخ کی تحریر کیجائی حالانکہ تاریخ ایک فن شریف ایسا ہی کہ جس سی حال نیک و بد سب قوموں کا تحقیق کیا جا سکتا ہی اور صاحب روضۃ الصفا لکھتی ہین کہ ابوسفیان نی حضرت علی کو بوقت خلیفہ بنائیجانی حضرت ابوبکر کے کہا کہ اگر کہو تو ہم وادی عرب کو سواران و پیادہ سی بھردین اور اسکی جواب مین حضرت علی نے کہا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھی اور اب بھی تم وہی بات فتنہ انگیزی کی کرتے ہو سو ہم ابوبکر کو شائستہ اس خلافت کا جانتی ہین پس اس تحریر سی صاف ظاہر ہی کہ صاحب روضۃ الصفا ہرگز شیعی نہین تھے اسواسطی کہ اگر شیعی ہوتی تو یہ قول حضرت علی کا کہ ہم حضرت ابوبکر کو شائستہ اس امر خلافت کا جانتی ہین کسواسطی اپنی کتاب روضۃ الصفا مین نقل کرتے - اور صاحب روضۃ الصفا سنی ہون یا شیعی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ اس امر کو خیال کرنا چاہئی کہ تحریرات تاریخی انکی از روی حدیث و سیر کے درست ہین یا نہین بہرحال جلد دوم روضۃ الصفا مین خلاصہ حال خلافت حضرت ابوبکر و بیعت حضرت علی کا مع رای اینجانب کی حسب ذیل مرقوم ہوتا ہی - روضۃ الصفا - بعد انتقال حضرت رسول خدا کے اشراف انصار مقام سقیفہ بنی ساعدہ مین مجتمع ہوکر کے چاہتی تھی کہ سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنادین و حضرت

ابوبکر و عمر یہ بات سنکر کے بطرف سقیفہ بنی ساعدہ کی گئی اور ابوعبیدہ جراح بھی اونکی پیچھے گئے اور ایک مجلس مین ابو الھیثم بن التیہان نی چند بیت پڑہکر کے کہا کہ بہ نظر اصلاح و استحکام دین اسلام کی ضرور ہہ کہ علی مرتضی یا ابوبکر صدیق خلیفہ ہون و خزیمہ ابن ثابت نی اہل مدینہ کو ترغیب دی کہ خلافت کسی شخص کو انصار مین سی ہو اور سب اہل مدینہ اوپر خلافت سعد بن عبادہ کی راضی ہوے اور اسید ابن حضیر کی رای ہوئی کہ کوئی شخص مہاجرین مین سی خلیفہ ہو اور عویم ابن ساعدہ نی تائید اس رای کی کی اور ابوبکر کی سوال وجواب مین ایک شخص نے انصار مین سے کہا کہ منا امیر و منکم امیر اور ابوبکر نے کہا کہ امارت درمیان ہملوگ اہل قریش کے اور وزارت درمیان انصار کی رہی اور معن ابن عدی نے کہا کہ تم قریش لوگ معزز و محترم تر ہو اور حضرت عمر نی حدیث الائمة من قریش ولا تکون ھذا الامر الا فیھم کو پڑہا یعنی امامت سوای قریش کی دوسری کو نہین ہو سکتی اور بشیر ابن سعد نی کہا کہ ہمنی یہ حدیث پیغمبر خدا سی سُنی ہہ ابوبکر نے کہا کہ مصلحت یہ ہہ کہ عمر ابن الخطاب یا ابوعبیدہ پر بیعت خلافت کی کیجای مگر وہ لوگ اوپر خلافت ابوبکر کے راضی ہوی اور اول بشیر ابن سعد نی بیعت کی اور بعضون نی روایت کی کہ حضرت عمر نے اول بیعت کی اور بعض لوگ کہتی ہین کہ اول بیعت عباد ابن بشیر کے ہوی اور حباب ابن المنذر نی بشیر ابن سعد کو کہا کہ تو نی حسد سی حق سعد ابن عبادہ کا ضائع کیا اور آخر حباب دست بقبضہ شمشیر ہوا اور اُسنی کہا کہ اولاد انصار کی اوپر دروازہ مہاجرین کیواسطی پانی کے گھڑی ہوگی اور انکو پانی نہین ملیگا مگر آخر کار حضرت ابوبکر کی فہمایش سی حباب چپکا ہگیا غرض خلافت حضرت ابوبکر پر قرار پائی اور اُس روز خواص نے بیعت کی اور روز دوم اُسکی حضرت ابوبکر نے منبر پر خطبہ پڑہا اور بیعت عام ہوئے

رائی اینجانب صاحب وخمۃ الصفائی تمام یہ قصہ اسطرحپر تفصیلوار بتائید خلافت
ابوبکر کے لکھاہی کہ ہرگز کوئی عالم شیعی نہین لکھتا اور ان سب حالات سی ظاہر کہ احادیث
وضعی حضرت عائشہ کی جو کچھ واسطی استحکام و استقرار خلافت حضرت ابوبکر کے مفید ہوی
ہون مگر در اصل خلافت ابوبکر کی بہ بنیاد مصلحت وقت اور مزاج ملائم اور دانشمند
وپیرانہ سالی حضرت ابوبکر کے قائم ہوئی ورنہ اجازت امامت نماز ابوبکر اور دیگر احادیث
موضوع کو اصل انعقاد خلافت مین کچھ دخل نہین ہی اور اسی طرحپر حدیث: من کنت
مولاہ فعلی مولاہ کی اور دیگر بسیاری احادیث و آیات قرانی نسبت امیر علیہ السلام بوقت
انعقاد خلافت ابوبکر کے خارج از بحث تہی بلکہ دعوی انصار کا یہ تہا کہ اہل مدینہ نی حمایت
و تائید و پناہ دہی حضرت رسول کی کی ہی اور یہ خلافت ابوبکر کی جسطرحپر کہ قائم ہوئی سو اسمین
کچھ لحاظ افضلیت ذاتی کسی شخص کا نہین تہا بلکہ ہر شخص کو اپنی اپنی مصلحت مد نظر تہی اور
یہ فکر صرف علمائی اہلسنت کی ہی کہ ترتیب اتفاقی خلافت کو دلیل ترتیب فضیلت ذاتی
شخص کو قرار دیتی ہین اور اسمقام مین ہمکو اہل تشیع سی یہ اختلاف ہی کہ وہ لوگ حضرت ابوبکر کو
ایک شخص غاصب حق خلافت کا قرار دیتی ہین سو ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ کوئی تدبیر
ظاہری خلافت لینی کی ازطرف حضرت ابوبکر کے نہین ہوئی بلکہ بات اسقدر ہی کہ لوگون نے
اپنا گون بیگون سمجھ بوجھ کر کے انکو خلیفہ بنا دیا اور حضرت ابوبکر نے جو خلافت کو قبول
کر لیا سو اُس سی دفع شر بہی ہوا کہ انصار دوسرے فکر مین تھے اور جو حال کہ مہاجرین
اور انصار کا اُسوقت تہا سو اُس سی یہ بات ظاہر ہی کہ وہی لوگ ہرگز حضرت علی ایک
ہاشمی شخص اور ابن عم رسول اور زوج بتول کو خلیفہ قبول نہین کر سکتی تھے کہ اگر ایسا
کرتے تو سرداری اُسی خاندان رسول مین ہتی اور نئی بات کیا ہوئی غرض کچھ شک نہین ہی
کہ حضرت رسول نے جو بند وبست کیواسطی جانشینی حضرت علی اور بقای عزت اپنی خاندان

کی کیا تہا سو وہ بند و بست بالکل محو و معدوم کر دیا گیا مگر اصل عزت جو خدا نی ازروی
اوصاف ذاتی کے حضرت علی کو دی تہی سو وہ عزت کہان جا سکتی ہی کہ اُس عزت کی
مقابلہ مین خلافت ظاہری یعنی بادشاہت کی کیا حقیقت ہی اور راقم حروف کو خلافت
حضرت ابوبکر سی کچہہ ملال نہین ہی اسواسطی کہ یہ خلافت تجویز فضائل ذاتی کی نہین ہوئی ہی
بلکہ صرف مصلحت وقت مد نظر تہی اور کیا شک ہی کہ حضرت امام شافعی و مولانا جلال الدین
رومی وغیرہ کو اعتقاد نسبت حضرت امیر علیہ السلام کی یہانتک تہا کہ حضرت علی خود خدا
یا خود نبی یا شریک نبی کی تہی اور ہم سمجہتی ہین کہ یہ کوئی گمان بیوجہ نہین تہا اور اصل حال
یہ ہی کہ حضرت علی کو کچہہ صلاحیت ریاست ظاہری دنیاداران کی نہین تہی اور رای
مسٹر گبن مورخ دہریہ کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی
تو دین اسلام عرب کا تہوڑی روز مین عرب ہی مین ختم ہو جاتا اور ہمارا حال یہ ہی کہ
ساتہہ حضرت مسیح و حضرت علی نمونہ مسیح کی ہلکہ بہت اعتقاد ہی مگر ان دونون مردان خدا کے
راتی کا ستر دنیا سی برکنار تہی اور حال یہ ہی کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین جگہ جگہ مجلسین شورہ
خلافت کی قائم ہوئین اور بعد بہت چنان و چنین کی خلافت حضرت ابوبکر یہ دوروز
مین قائم ہوئی مگر لاش رسولخدا کی گہر مین پڑی تہی اور آخر وہی حضرت علی جو اپنی جگہ تہی کام آئے
کہ کفن و دفن تک کچہہ التفات بطرف اس بات کی نہین کیا کہ زید و بکر کیا کیا بند و بست اپنا
کر رہی ہین اور یہ وفاداری و حیا و مروت حضرت علی کی تمامتر وہم و فہم سی باہر ہی اور ہم
یہ کہینگے کہ جب آپ ایسی ہین تب آپ ایسی ہین — روضۃ الصفاء بروز دوم خلافت کے
ابوبکر کی مجلس مین حضرت علی حاضر کئے گئے اور حضرت علی نے سبب طلب ہونیکا استفسار
کیا تو حضرت عمر نی کہا کہ بیعت ابوبکر کی مثل سائر صحابہ کی کرو حضرت علی نی جواب دیا کہ تم
لوگون نی توسل قرابت رسولخدا کا پیش کرکی انصار کو تسکین دی تو اب خدا سی ڈرو کہ قرابت مین

بیت رسول سی کون تخصص ہی اور جب انصار سی انصاف پایا تو وہی انصاف ہمکو دو عمر نے
کہا کہ جب تک تم بیعت نہین کرو گی تب تک تم کو ہم نہین چہوڑینگی تب حضرت علی نی کہا کہ
ہم اس بات سی کب ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق سی اپنی ہم باز نہین رہینگے
رای اینجانب حضرت علی کا طور مزاج یہ تہا کہ سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ کیطرف
واسطی استفسار حال خلافت کی بہی نہین گئی بلکہ جب خلافت ابو بکر کی قائم ہو چکی تو واسطی
بیعت کرنیکی طلب ہوئی اور حضرت علی نی جو دلیل قرابت قریبہ ہونیکی پیش کی تو اسکا جواب کچھ
نہین دیا گیا اور نہ جواب اس بات کا ابتک ہوسکتا ہی اور یہ جواب کسقدر وحشیانہ ہی کہ بغیر
بیعت کرنیکے گہر نہین جانی پاؤ گی سبحان اللہ کیا آپ کا اجماع ہی کہ مشورہ ندارد صرف زبردستی
اور بجای ماتم پرسی کے یہ دہمکی اور کسقدر یہ دہمکی بیہودہ تہی کہ حضرت علی زور بازو مین سو
اور ہزار پر غالب اور غالب علی کل غالب تہے اور تائید ایزدی کا یہ حال تہا کہ حضرت علی کی نماز
عصر کیواسطی رجعت آفتاب کی ہوئی تو اگر فی الحقیقت انکو ہوس خلافت کی ہوتی تو تمام
مخالفین ایکبار گی زیر و زبر ہو جاتی مگر بات یہ ہی کہ طلب حق اپنا بطور ادای حق شرعی کے
کر دیا اور چپکی بیٹھ رہی اور خیال کر لیا کہ ابو بکر سی انجام امور خلافت ظاہر کا بخوبی ہو گا
اور اسی بنیاد پر ابو سفیان کو جواب دیا کہ فتنہ انگیزی مت کرو اور ہم ابو بکر کو شایستہ اس
کام کا جانتی ہین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابو بکر نے بخوبی تمام انجام خلافت ظاہری
اور اجرای دین اسلام کا کیا اور باغ فدک کا جو قصہ حضرت ابو بکر کے وقت مین ہوا سو اس
جگہ پر اسیقدر لکہنا کافی ہی کہ بات رہجائیگی میان وقت نکل جائیگا — روضۃ الصفا۔
ابو عبیدہ جراح نی حضرت علی کو کہا کہ ای ابو الحسن فضیلت اور سبقت اسلام تیری سب
لوگون پر روشن ہی اور تو البتہ مستحق اس خلافت کا ہی بلکہ اس سی بہی زیادہ تر کا ہی مگر ہر گاہ
اصحاب رسول نی خلافت ابو بکر پر اتفاق کیا تو اب مخالفت مت کرو حضرت علی نی جواب دیا

کہ تم امین امت ہو اور اپنی حال پخشو کر بات خلاف صدق کی مت کرو خداوند تعالی نی جو عزت
کہ خاندان نبوت کو دی سو ایسا کام نہ کرو کہ یہ عزت دوسری خاندان مین جای اور قران ہمارے
گھر مین نازل ہوا اور ہم لوگ معدن علم دین اور سنت ای رسول کی ہین اور اوضاع شریعت
و مصالح امت کو ہم لوگ دوسرونسی بہتر جانتی ہین اور اپنی خواہش طبیعت پر کام مت کرو کہ
اسمین تمکو نقصان ہوگا رای راقم یہ فہمایش ابو عبیدہ کی صرف بطور تسکین دہی اور نظر
استحکام خلافت ابوبکر کے معلوم ہوتی ہی کہ اگر یہ بات صدق دل سی ہوتی تو بوقت مشورہ
بیعت خلافت ابوبکر کے کچھ انتظار مشورہ حضرت علی کا بھی کیا جاتا - روضۃ الصفا -
بشیر ابن سعد نی کہا کہ قسم بخدا اگر تمہاری بات قبل عقد بیعت ابوبکر کے سنی جاتی تو مجھ
احتمال تہا کہ دو صحابی بھی مخالفت تمسی نہین کرتے مگر جب تم گھر مین بیٹھ رہی تو سب لوگونکو تصور
ہوا کہ تمکو میل طرف حکومت و ریاست کے نہین ہی تو بنظر توہم اختلال دین اسلام کی بیعت ابوبکر
کی ہوئی اور حضرت علی نی جواب دیا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ہم لاش حضرت رسول کو گھر مین
چھوڑ کر کے اور انکی کفن دفن کو ایک امر مختصر سمجھ کر کے بطرف طلب ریاست و حکومت کی دوڑتے
اور حضرت ابوبکر نے کہا کہ اگر ہمکو معلوم رہتا کہ تم نامنظور کرو گی تو ہم یہ خلافت قبول نہین کرتے اور اگر
تم فی الحال بیعت نہین کرتے ہو تو تمپر کچھ تکلیف بیعت کی نہین ہی رای راقم ان سب تقریرات
ابو عبیدہ و بشیر ابن سعد و ابوبکر سے ظاہر ہی کہ خلافت مین استحقاق حضرت علی کی کچھ گفتگو کسی
شخص سے بن نہین پڑی اور اجماع تو صاف باقرار ان لوگونکی بطرف حضرت علی کی ہوا اور اجماع
بیعت حضرت ابوبکر کا تو صرف بطور الماخوجی کے معلوم ہوتا ہی - روضۃ الصفا - بعضون
نی کہا ہی کہ حضرت علی نی بعد چالیس روز کی بیعت ابوبکر کی کی اور بعضونکی رای ہی کہ بعد انتقال سیدۃ
فاطمہ علیہا السلام کی بیعت کیے اور بعضونکی نزدیک یہ ہی کہ بعد چھ مہینے کے بیعت کی رای اینجانب
در حقیقت بعد انتقال حضرت فاطمہ کے بیعت حضرت ابوبکر کے حضرت علی نے تعمیل کے جو کہ

انتقال اس سیدہ کا بعد چھ مہینی کے ہوا تھا سو ظاہر ہی کہ ہر گاہ حضرت فاطمہ کو بوجہ قضیہ باغ فدک کی حضرت ابوبکر سے اسقدر ملال ہوا کہ آپ نے زمانہ حیات تک کچھ گفتگو حضرت ابوبکر سے نہین کی اور وصیت کی کہ ہماری جنازی پر ابوبکر نہین آوین تو صاف بات یہ ہی کہ حضرت علی نی تا حیات حضرت فاطمہ کے بیعت ابوبکر کی نہین کی اور دیکھنا چاہئی کہ سنی لوگ اس حدیث کی کیا تاویل کرتے ہین جو پیغمبر خدا نی فرمایا الا فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی یعنی فاطمہ پارۂ گوشت میری ہی سو جسنی کہ غضب دلایا فاطمہ کو سو اُسنے غضب دلایا مجکو مگر سنیون کو جو کمبختی تنقیص شان علی کی ہی سو خاص بوجہ اُس کمبختی کے شاہ صاحب نے مورد اس حدیث کا خود حضرت علی کو ٹھہرا دیا کہ خود اُنہنے ابوجہل سے شادی کیا چاہتی تھے اور جب پیغمبر خدا سی مشورہ چاہا اور حضرت رسول نے یہ حدیث فرمائی تو حضرت علی نے کہا کہ جو امر باعث ناراضامندی کا آپ کی ہو سو وہ امر مجکو منظور نہین ہی بہرحال وہ امر تو طی ہوا مگر سنی صاحبان بہ نسبت اس ملال حضرت فاطمہ نسبت حضرت ابوبکر کے کیا فرماوینگی روضۃ الصفا ابوسفیان نے حضرت علی کو کہا کہ آیا تو راضی ہے کہ ایک شخص بنی تمیم کا حکومت پاوی اگر کہو تو ہم قسم بخدا کہ اس وادی کو سواران اور پیادہ سے بھردین حضرت علی نے کہا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھی سو اب بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتی ہو ـ رای راقم ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت علی کو کچھ رغبت حکومت کی نہین تھی کہ دراصل وہ دوسری کام کے آدمی تھے ـ روضۃ الصفا جب حضرت ابوبکر و عمر کو مخالفت ابوسفیان کی معلوم ہوی تو اسکی بیٹا یزید کو وعدہ دینی حکومت شام کا کیا اور ابوسفیان نی اس وعدہ پر ترک مخالفت کیا ـ رای راقم جس اجماع پر کہ سنیون کو نازش ہی سو اسکا حال یہ ہی کہ بوعدہ دینے حکومت شام کی ابوسفیان کو بلایا ـ روضۃ الصفا بریدہ ابن الحصیب نے اپنے دروازہ حضرت

علی کے آگے جھنڈا گاڑ دیا اور کہا کہ ہم کسی دوسرے کے ساتھ سوائے ان صاحبان کی بیعت نہیں کر سکتے ہیں اور آخر یہ بریدہ جنگ جمل و صفین میں ساتھ حضرت علی کے تھے رائے انکی بریدہ کی ایک اجماع صحابہ کی تھی جو بیعت ابو بکر سے اختلاف کیا بہر حال ہر گاہ خود حضرت علی نے بیعت حضرت ابو بکر کی کر لی تو اب ہمکو اسمین کچھ چون و چرا کرنا منظور نہیں ہے اور مورخان اہل سنت جو لکھتے ہین کہ حضرت علی نے بوجہ دلشکستگی انتقال فاطمہ اور نہیں ہونے اتفاق انصار کی بیعت ابو بکر کی کر لی سو یہ بات ہمارے نزدیک بہی درست ہے مگر چونکہ ہمکو فعل حضرت علی کے ہر قول و فعل ہین منظور ہے تو ہمکو بہی حضرت ابو بکر کی خلافت میں کسی وجہ سے کچھ عذر کرنا نہیں ہو سکتا ہے کہ تقیہ کو نسبت حضرت علی کی ہم جائز نہیں رکھتے ہیں

غزل عربی از مولف این کتاب

طالب الدنیا لفی کرب الیم	آخر النعمة لہ ما ء حمیم
طالب دنیا کا ہے اندیشہ کرب و دنا کی بیچ	آخر آسائش کا اسکو آب گرم ہے
انتی منہ بنی تر حم یا علی	یا علی انت علی خلق عظیم
تحقیق کہ میں ایک گنہگار ہوں رحم کر تو یا علی	ای علی تو ہی خلق عظیم پر ہے
ما مرادی غیر حب المرتضی	دال من فی الی حدیث من کریم
نہیں کوئی مراد میری سوائے حب علی کے	دال من الی حدیث ہی ایک کریم سے

یہ اشارہ ہی طرف ایک حدیث حضرت رسول کریم کی جو بروز خم غدیر کی فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

یعنی جسکے ہم مولا ہین سو علی اسکا مولا ہے ای بار خدایا دوست رکھ تو اسکو جو دوست رکھے اسکو اور عداوت رکھ تو اس سے جو عداوت رکھے اس علی سے

حربہ حرب الرسول فی الحدیث	کیف من عاداہ فی حال سقیم

لڑائی اس علی کی لڑائی ہے رسول کی حدیث مین کس طرح ہے وہ شخص جو عداوت کرے اس علی سے حال سقیم مین ہے

اشارہ ہی بطرف حدیث انا حرب لمن حاربھم و سلم لمن سالمھم کے یعنی حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ میکو لڑائی ہی اُس سے جو لڑے اہلبیت سے اور مجھکو صلح ہی اُس سے جو صلح رکھی اہلبیت سے

یشفع دینی و صے المصطفٰے	لا اخاف اذا ناعظم رمیم
شفاعت کرینگے گناہ کو میرے وصی مصطفٰے کے	نہیں خوف کہتا ہوں جبکہ میں ہونگا استخوان بوسیدہ
لیس فی قلبی سوی حب علی	حب حب الرسول یا رحیم
نہیں ہو میرے دلمیں سوائی حب علی کے	حب اُس علی کا حب رسول کا ہی ای رحیم
انت یا زاد فی حب علی	حبہ یعطیک جنات النعیم
تو ای زاد حب علی مین ہے	حب اُس علی کا عطا کریگا تجکو جنات نعیم

اور اس عرصہ مین ایک خط تقریظا جناب سید عطا علی صاحب کانپوری سے آیا جو تمام تر اُنکی لیاقت اور انصاف پسندی سے خبر دیتا ہی وہ خط اس پر بجنسہ حسب ذیل نقل ہوتا ہی

یا ایھا النسیم اذا زرت بابہ بلغ تحیتی وسلامی جنابہ

بجناب مستطاب جامع رموز منقول و معقول واقف نکات فروع و اصول محقق الحقائق الاسلامیہ و مدقق الدقائق الحکمیہ محی الآثار المندرستہ الدینیہ و مجدد دہ اماتہ للمعارف الیقینیہ حق گو و حق پسند و حق شناس و با لحکم دالرامی القیاس ذی المجد الاثیل والجاہ الجلیل مصداق فحوای کانبیاء بنی اسرائیل حضرت مولانا المولوی السید محمد وحید الدین خانصاحب بہادر لازال للعلم بوجودہ افتخار عطا علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی عرض تحیت و تسلیم باشیوہ تبجیل و تعظیم الوف آرزو ہای خدمت سراپا منفعت و صنوف شوق و غرام و ولہیت گزاردہ خامہ را بعرض مدعا آشنا میسازد کتاب لاجواب ہدایت انتساب کامل النصاب جد تحقیق بمشرب سنی کہ از غایت عطوفت و مرحمت باین بندہ ظلوم جہول اہداء اعطا شدہ و رود آن باعث ہزار گونہ خطوظ و سرور و مفاخرات نامحصور آمدہ دل و جان و روح روان تا بجوارح

وارکان از سواد و بیاض آن نور ایمان و سکینه و اطمینان یافته در شکریهٔ این هدیهٔ جمیله
و عطیهٔ جزیله کدام حرف بر زبان آرم و چسان لوازم سپاس بگذارم غیر از اینکه بترانهٔ دعا
تر زبان شوم و خود را وقف این وظیفه کنم ادام الله فیضکم و ابقاکم -
این نسخهٔ تذکرت روحانی که حقیقة نسخهٔ شفا و نجات برای دفع اسقام و اعلال نفسانیه
ارباب ضلالات و جهالات است همه را دیدم و نوش و نوش از مشروبات صافیه عذبیه
آن چشیدم و مذاق جان را بآن تازه کردم و سرمایهٔ فیض جاودانی خود شمردم و بقدر حوصلهٔ
ناقص خود از عنان تا بهم رسانیدم که هر آنچه در تحقیق و تدقیق مسئلهٔ فضیلت حضرات اهلبیت
عظام از خصائص و ذاتیات و مناقب و صفات حضرات طیبات علیهم التسلیمات از روی
آیات و احادیث و واقعات صحیحه تحریر فرموده و بر آن حکم و رای صواب پیرای خود افزوده اند
حق اینکه این فیصله نالشی است که بکمال عدل و نصفت و بی شائبهٔ روی و رعایت نموده
و تلک شبهات اهل هوا از روی مرآة عقائد بیضا زدوده اند همه صحیح و استوار و پیش
اولی الابصار ثابت و برقرار است خوشا مقبلی که دیدهٔ حسن قبول بران کشاید و بدانده‌رے
که از ان رو بقفا گراید ذلک الکتاب لا ریب فیه و لا یشک فیه الا معاند او سفیه
پس چشمی باید تا ببیند و دلی شاید تا حق گزیند ورنه حساد و معاندین و باغین و طاغین را
حسابی نیست و بایشان خطابی نه که کام ابوجهل دارند و بدست شیطان گرفتار اند هرگاه
در حق عم محبوب رسول اکرم صلی الله علیه و آله و سلم انک لا تهدی من احببت
وارد شده ما امتیان پیروکی از تصدی این کار بر می آییم بقول شخصی بیت

آنکس که بقرآن و خبر زو نرهی　　آنست جوابش که جوابش ندهی

اگرچه در بعض مقامات ضرورت ایجاز و اختصار رفته است مگر ایجازی که غیر مخل و جامع
جمیع ضروریات این مباحثه است و بقول العاقل تکفیه الاشارة - برای ذوی البصا

کافی و وافی ہست اگر در خانہ کس است حرفی بس ہست الدعا وصف وشیمہ آزادی کہ شرعا
وحکمۃ محمود افتادہ و بہرہ و لسان ما آن بصدق عدالت کشیدہ ہست اندرین ما قل و دل
بوجہ حسن و اجمل و مرتبہ اتم و اکمل از ذات مہذب الآفاق انجناب جلوہ شہود و نمونہ گرفتہ
وصدای احسنت و آفرین [illegible] شیوہ گزین از ملاء اعلی مستحین برخواستہ فجزاکم اللہ
خیر الجزاء [illegible] در عالم بطول [illegible] البقاء ترقب از فیض حقیقی الٰہی کہ متعطشان کنوسر و
تشنہ لبان [illegible] از فیض آن مشروب و مرزوق شوند و مذاق روحانی
[illegible] اللّٰھم آمین باقی ایام افاضات کو بطول عدد کرد لیل
[illegible] علی ازیور نہ ۱۱۔ اگست و شعبان
[illegible] ہجری [illegible] اور اس [illegible] جناب مرزا کمال الدین صاحب متخلص
[illegible] ایک قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی اور یہ طرح غزل عربی و
[illegible] ابتدائی صفحہ لغایت [illegible] بر
[illegible] مطلع [illegible] تینون غزلون کا حسب ذیل ہے مطلع اول

اذا المطر العطایا فاشکر دھا	وان نزل البلایا فاصبر دھا
ز خم غدیر وجام امروز	بکف دارم منم با کام امروز
علے مولا سے من تقدیر کروند	ز عشق او مرا تخمیر کردند

سو وہ قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی حسب ذیل ہی اور اسکی ملاحظہ سی معلوم ہوگا
کہ درمیان فارسی ہلوگ ھندوستانی اور صاحبان ایرانی کے کسقدر فرق ہے

قصیدہ عربے

قمر العلا فوق الکواکب لاحا	وازداد ضوء منکم وضاحا
قمر درجہ علو کا اوپر ستارونکی ظاہر ہوا	اور بڑھگئی روشنی تمسی ور ظاہر ہوا

تلقى البشاشة فى مواجهه له
ملتی ہی خوشی روبرو ہونیمین اسکی
واذا تكلم فى مجالس قومه
اور جب بات کری وہ شخص مجلسونمین قوم اپنی کے
هذا الذى حاز المحاسن كلها
یہ وہ شخص ہے جو محیط ہوا خوبیونکو تمام اون خوبیونکو
ان الملوك تر الخوا بمدیحهم
تحقیق کہ بادشاہون نے شراب خواری کی ساتھ تعریف کرنے والے اونکے
انت الذى خصصت من رب العلى
تو وہ شخص ہے کہ جو خصوص کیا گیا تو رب اعلی سے
بتواضع و ترفع و كرامة
اور خصوص کیا گیا تو تواضع و بزرگی اور رتبہ و سرکار
انت الذى صنفت حد التحقيق
تو وہ شخص ہے کہ جو تصنیف کی تو نے حد تحقیق
يبقيكم الله فى محبة حيدر
باقی رکھے تمکو اللہ بیچ محبت حیدر کی
وادرك كمالا لا يضام سجيكم
اور پاتو ایک کمال کو نہ خوف دیا جاتی ہی نیک تمہارا
امتن على بنظرة و برافة
منت کہہ تو مجھپر ساتھ ایک نظر اور مہربانی کے

يبدو اخطابا لبيبا و فصاحا
کہ ظاہر ہوتا ہی زروی خطاب فہم روشن و فصاحت کے
فكانه مسك و عنبر فاحا
پس گویا کہ وہ بات مشک اور عنبر ہی زروی خوشبوئی کے
يعنى وحيد الدين بالايضاحا
یعنی وحید الدین بسبب واضح کرنیکی
نكته ازاد فاق صباحا
لا کئی وہ ممدوح آزاد ہی کہ فایق ہوا صبح پر
بسعادة ابدية و فلاحا
ساتھ سعادت ابدی اور فلاح کی
و فصاحة و سكينة و صلاحا
اور فصاحت اور تسکین اور صلاح کو
فى غاية التحقيق والايضاحا
غایت تحقیق اور ایضاح مین
بالسعد طول الدهر والافراحا
ساتھ سعادتمندیکی اتقدر طول زمانہ اور فصل بہار کے
متشكرا من حضرة فتاحا
جس حالمین کہ شکر گذار ہو حضرت فتاح سے
یعنی خدا یا حضرت علی سے
من لحظ سعدك تنعش الارواحا
گوشۂ چشم مبارک سے اپنی جو خوش کرتا ہی جو

واسلم و دم مادام سنجر ہنشد	قمر العلا فوق الکواکب لاحا
اور سلامت رہ تو ہمیشہ رہ تو جب تک کہ سنجر شعر خوان رہے	قمر درجہ علو کا اوپر ستاروں کی ظاہر ہوا

غزل فارسے از جانب مرزا کمال الدین صاحب موصوف تخلص سنجر ایرانی حال مقیم بمبئی

من و خم غدیر جام امروز	بہ می خوردن کنم اقدام امروز
وصی مصطفے شد شوی زہرا	علی آن کاسرا صنام امروز
امیر المومنین حیدر کہ باشد	امام خلق خاص و عام امروز
بنائی کفر از و ویران شد وجست	بنائی شرع استحکام امروز
نبود از تیغ عالمگیر حیدر	نبود این قیمت اسلام امروز
الا ای دلبر شیرین شمائل	بیا د بادۂ گلفام امروز
مرا روز سفید از ہجر دلدار	بود در دیدہ ہمچون شام امروز
مرا مرغ دل اندر مجلس تو	ندارد ہیچ خوش آرام امروز
بیا داش دعا کش گاہ بیند	چہ خورسندم بیک دشنام امروز
چو ما در عشق جانان پا نہادیم	رہا کردیم ننگ و نام امروز
چو دیدار ت نہ بینم تا بہ فردا	نہ من خورسندم از پیغام امروز
خوش آن کاندر ہوائی وصل جانان	شود اندر جہان گمنام امروز
شود وارستہ از قید علائق	خلاصی جوید از ہر دام امروز
خوش آن آزادۂ ازاد بختے	کہ با وصل تو جوید کام امروز
چہ گردد گر نگاہے سوی سنجر	کنی با دیدۂ اکرام امروز

غزل دیگر از جناب ممدوح الیہ

ترا تا مہر عالم گیر کردند	مرا با زلف تو زنجیر کردند

سراپا محو دیدارم تو گوئی	مرا از عشق تو تخمیر کردند
گذشتم از بہشت جاودانی	بہشت من ترا تقدیر کردند
زدم دست توسل در ولایت	کہ نیکان را ہمین تدبیر کردند
رقیبان را نہ زیبد مدح و قدحے	خبرہا را ہمہ تزویر کردند
عجب بد فطرت و ناپاک بودند	کہ اندر حب او تقصیر کردند
علے را کلب درگاہ ست سنجر	مرا این رتبہ بس تخمیر کردند

اور فی الحال ایک سنی صاحب نے اوپر غزل علی مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی مندرجہ فصل ۱۴ صفحہ سے یہ اعتراض کیا کہ اشعار مابعد میں اس غزل کے ردیف ری کی قبل عبارت ازین بہتر چہ میخواہی کے چاھیے سو بنظر رفع عذر اُنکے ہر شعر مابعد مطلع کا حسب فرمایش اونکے درست کر دیا گیا

علے مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی	وصی مصطفے داری ازین بہتر چہ میخواہی
محب مرتضی ہستی ز جام فیض و مستی	بری ہستی ز بیزاری ازین بہتر چہ میخواہی
ولت بر مرتضی مائل شدے از غیر و غافل	گذشتی از ہمہ خواری ازین بہتر چہ میخواہی
علی باشد ترا رہبر رساند او بہ پیغمبر	نماید او ترا یاری ازین بہتر چہ میخواہی
علی افضل وہم اولی القین ان زہمہ اعلی	عدوش بالیقین ناری ازین بہتر چہ میخواہی
محب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم	ہمین پیش نظر داری ازین بہتر چہ میخواہی
تو آزادی چہ آسائش نہ گوئی قول لا اشہر	علے باشد بدلداری ازین بہتر چہ میخواہی

اور چونکہ یہ فصل خلافت حضرت ابوبکر کی ہی اور سنیون کو اوپر آیت سورہ والفتح محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود بڑا تکیہ ھی کہ اس آیت سی ترتیب خلافت

اربعہ کی اس طرح پر ظاہر ہوتی ہی کہ لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشداء سی حضرت عمر
اور لفظ رحمار سی حضرت عثمان مراد ہین سو واسطی بیان اس آیت کا اس جگہ پر دو باعث ضرور ہوا
کہ یہ گمان اون لوگونکا صرف براہ مغالطہ کی ھی کہ بیان اس آیت کا فصل ۸۰ مین اس کتاب
کی کیا گیا ھی اور اصل معنی آیت کی یہ ہین کہ محمد رسول خدا کی ہین اور جو لوگ کہ ساتھ انکی
ہین سو کیفیت انکی یہ ہی کہ وہ لوگ سخت تر ہین کافرون پر اور رحیم ہین آپسمین اور اپنی
رکوع اور سجود مین لگی ہوی ہین اور ہمنی اس فصل ۸۰ مین اس بات کو بیان کیا ہی کہ کسی
تفسیر سی شان نزول اس آیت کی خاص بحق کسی صحابہ کے نہین ہی بلکہ یہ ایک تصویر
اور بیان حال اس وقت کے مسلمانون کا ہی اور سوای اسکے اگر لفظ معہ سی حضرت
ابوبکر اور لفظ اشداء اور رحمار سی حضرت عمر اور حضرت عثمان مراد لئی جائین تو یہ سب
الفاظ معہ وغیرہ کے لفظ الذین کی صلہ ہونگی تو پھر الذین مبتدا موصول کی خبر کون چیز
ہوگی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تو ایک شخص احد تھی سو انکی واسطی استعمال صیغہ جمع
اشداء اور رحماء کا کیا معنی رکھتا ہی اور اس جگہ پر ایک بات بہت ضروری قابل ذکر کی یہ ہی
کہ ہر جگہ پر سنی لوگ محرور المزاج دیکھی جاتی ہین اور جہان ذکر خلافت کا کوئی چھیڑتی مار پیٹ
کو مستعد ہو جاتی ہین سو ہمنی اس امر مین بہت غور کیا کہ اصل وجہ اس قسم حرارت کی کیا ہی
تو ہمکو بعد غور کامل کے یہ وجہ معلوم ہوئی کہ سنی لوگ دلیل مناظرہ مین بہت ضعیف و مغلوب
ہین سو واسطی مکابرہ اور مجادلہ کے سوای انکو کیا چارہ ہی اور ظاہر ہی کہ جب بات فریق ثانی
کی نہین سونیگی تو امید تمیز حق و باطل کی ایسی لوگونسی بہت کم ہی اور اس کتاب مین بہت
باتین مخالف شیعونکی لکھی گئی ہین مگر کسی شیعہ کو لڑتے ہوی ہمنے نہین دیکھا

فصل ۸۴

اس فصل مین کچھ حال خلافت حضرت عمر کا روضۃ الصفا سی معہ رای راقم کی مرقوم

مرقوم ہوتا ہی روضتہ الصفا - ماہ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری مین بعد انتقال حضرت رسولخدا کی
حضرت ابوبکر خلیفہ ہوی سو دو برس تین مہینے خلیفہ رہ کرکے چوتھے مہینے مین بیمار پڑے
اور ۱۳ھ ہجری مین انتقال کیا اور اپنی آخر وقت مین ایک نوشتہ استخلاف حضرت عمر کا لکھوا
کرکے مسلمانونکی پاس بھجوادیا اور اپنی بیماری مین اجازت امامت صلوٰۃ خمسہ کی حضرت عمر کو دی اور
سب لوگون نے مان لیا مگر بعض لوگون نی کچھ چون وچرا کیا اور انمین سی طلحہ ابن عبیداللہ نی حضرت ابوبکر
کی پاس آکرکے کہا کہ عمر ایک آدمی ہا خشونت و درشت خوھی اور تو جانتا ہی کہ تیری حیات مین غلظت
وحدت سی عمر کے لوگ کسقدر رنجیدہ تھی سو بعد تیری کیا حال ہوگا اور البتہ تجھسے یہ سوال
کیا جائیگا کہ تونی کسی شخص کو رعایا پر حاکم کیا تب حضرت ابوبکر نے بعد تامل بسیار کی فرمایا کہ جب
ہم بطن الٰہی کو پہونچینگی اور یہی سوال ہوگا تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ ہلی بہترین وپرہیزگارترین شخص کو
خلیفہ کیا اور بعد اسکی حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان سے ایک وصیت نامہ دربارہ خلافت حضرت عمر
کے اسطرحپر لکھوایا کہ اگر وہ دیانت وامانت سی کام کری تو بہتر ورنہ انجام کار اپنا پاویگا وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی ظالم لوگ دیکھینگی کہ ساتھ کس گردش کی گردش دی گئی وہ لوگ اور
جب نوشتہ حضرت علی تک پہونچا تو آپ نی فرمایا بایعنا من فیہا ولو کان عمر یعنی بیعت کی
مین نے اس شخص سی کہ جو اس وصیت مین لکھا ہوا ہی اگرچہ عمر ہوا اور حضرت عثمان جو وصیت بحکم
حضرت ابوبکر کے لکھنی لگی تو بعد لفظ بعد کی حضرت ابوبکر کو بیہوشی ہوئی تو حضرت عثمان نی بعد
کسیقدر توقف کے نام حضرت عمر کا لکھدیا اور جب حضرت ابوبکر کو پھر ہوش ہوا تو نام عمر کا لکھا ہوا
دیکھا اور حضرت عثمان سی پوچھا کہ یہ نام کسنی لکھا حضرت عثمان نی کہا کہ ہمنی یہ نام لکھدیا تب حضرت
ابوبکر نے حضرت عثمان کو دعای خیر رحمک اللہ وجزاک اللہ خیرا دیکر کے کہا کہ اگر تم اپنا نام بھی لکھتی
تو کچھ مضایقہ نہین تھا اور حضرت علی نے کہا کہ ہم سوای عمر کے کسی دوسریکی خلافت پر راضی
نہین ہین تب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دعای خیر دیکر کے محامد واوصاف حضرت علی

علی کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ از قسم کار گذار ونکی ہین اور سرور اور پادشاہ اور امیر تو ہی اور ہم لوگ نجوم سپھر ملت کی ہین اور تو بدر کامل ہی اور حضرت عمر نے کہا کہ ہمکو کچھ حاجت خلافت کی نہین ہی کہ خلافت کو تو سزاوار ہی رأی راقم حضرت ابوبکر نے جو حضرت عمر کو استخلاف کیا یہ امر بملاحظہ تندی و سختی مزاج کے ہوگا کہ اس شخص سی انجام خلافت کا خوب ہوگا اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت عمر کے وقت مین تمام فارس شام و مصر تا اسکندریہ کی فتح ہوگیا کہ جسکی پیشین گوئی کتب عہد عتیق مین ہی اور ساتھ ملاحظہ اس لیاقت کے ہماری نزدیک در اصل شکر گذاری بھی داخل ہی کہ حضرت عمر نے جو کچھ کوشش و حمایت دربارہ خلافت ابوبکر کے کی تھی سو یہ استخلاف درحقیقت ایک عوض اس احسان کا بھی ہی اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمکو خلافت سی کچھ مطلب نہین ہی کہ سزاوار خلافت کا تو ہی حضرت بطور ایک امر معمولی کے ہی اسواسطی کہ ایک شخص مرنے والی کو یہ کہنا کہ سزاوار خلافت کا تو ہی کچھ معنی نہین رکھتا ہی بلکہ اگر یہ معذرت سچی دل سے ہوتی تو مقام کہنی کا یہ تھا کہ ہمکو خلافت نہین منظور ہی سو کوئی دوسرا شخص خلیفہ کیا جاوی اور حضرت ابوبکر نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سردار اپنا اور ایک مہتاب درمیان ستارونکی فرمایا سو نا البتہ یہی اعتقاد ہوگا اور یہ قول براہ راست بازیکی ہوگا مگر ماہتاب قرار دیکر کے دوسری ستاری کو اختیار کرنا کیا معنی رکھتا ہی اور البتہ یہ استخلاف حضرت عمر کا بملاحظہ میل قومی اور استعداد طبیعی حضرت عمر کی ہوگا کہ حضرت ابوبکر اگر حضرت علی کو خلیفہ اپنا بناتی تو سب قریشی لوگ اپنی اپنی راہ لیتی اور حضرت علی کو تنہا چھوڑ دیتی الغرض الخیر فی ما وقع اور حضرت علی نے جو خلافت حضرت عمر کے کرمان لیا سو اصل وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہی کہ درحقیقت حضرت علی کو کچھ رغبت خلافت ظاہری کی نہین تھی اور نہ اس کام کی آدمی تھی روضۃ الصفا جب بیماری حضرت ابوبکر کی سخت تر ہوئی تو حضرت عائشہ کو کہا کہ جب ہم مرجائین تو ہماری نعش کو روضۂ نبوی کی پاس لیجانا اور رکھنا

کہ اجازت ہو تو اندر روضہ کی دفن کرین پس اگر دروازہ اُس روضہ مبارک کا خود بخود کھل جائے تو ہماری لاش کو اندر اُس روضہ کے دفن کیجیو چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ دروازہ اُس روضہ کا خود بخود کھل گیا اور لاش حضرت ابوبکر کی ہم پہلوی حضرت رسول کی دفن ہوئے رای راقم اگر اس روایت کو صاحب روضتہ الصفا ایک شخص شیعی قرار دی جائین تو اِس بات کا کچھ جواب نہین ہی۔ روضتہ الصفا۔ مناقب حضرت ابوبکر کے زائد از حد بیان ہین مگر چند کلمات جو حضرت علی نے بشان ابوبکر بعد انتقال اور قبل دفن اُنکی فرمایا سو اس جگہ پر مختصر نقل کئی جاتی ہین تا طول مدت صحت کلام او از ہمہ ابلغ بود و ساحت ادا منع ورای او از ہمہ انور وطائفہ او از ہمہ اکثر و خاطر او از دقائق امور اعرف و عمل او در تنظیم مصالح جمہور اشرف باری کہ دیگران گران انگاشتند بر داشت وکاری کہ یاران انش وران اہمال کردند او ضائع نہ گذاشت جلیس صادق وانیس موافق موجب راحت ہا بود در حالت شدت صحبت رسول قد اختیار کردہ ہرچہ داشت در خدمت آن سرور ایثار نمود اور صاحب روضتہ الصفا نے ان کلمات حضرت علی کو بہت طول سی لکھا ہی مگر راقم نی صرف اسیقدر پر اکتفا کیا رای راقم تمام ارشادات حضرت علی نسبت حضرت ابوبکر کے بجا و درست ہین اور جنکو منظور ہو اُن تمام ارشادات کو روضتہ الصفا چھاپہ لکھنو صفحہ ۴۴۳ مین دیکھ لے اور حضرت عمر کے وقت مین دمشق وشام وغیرہ تا فارس ومصر فتح ہوی اور اسلام کو بڑی قوت ہوئی اور خلافت انکو دس برس رہی وقصہ عقد کلثوم کا حضرت عمر کے وقت کا ہی کہ تحقیق اُسکی بندہ

کیجاویگی **فصل ۸۵** خلافت حضرت عثمان از روضتہ الصفا۔ روضتہ الصفا حضرت عمر نے اپنی آخر وقت مین کہا کہ ہم استخلاف کر سکتی ہین کہ مجھسے بہتر شخص ابوبکر نے استخلاف کیا اور ہم نہین استخلاف کر سکتی ہین کہ حضرت رسول نی استخلاف نہین کیا۔ رای راقم اس تقریر سے ظاہر کہ خلافت حضرت ابوبکر کی از روی استخلاف حضرت رسول نہین تھی اور افسوس کی بات ہے ف ۸۵

کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تمامتر خود بعد دم کردی گئی اور ذکر اس حدیث کا وقت کسی خلافت کی درمیان مین نہین آیا اور ظاہر ہی کہ اس حدیث کی رو سی استخلاف حضرت نبی کا بہ نسبت حضرت علی کے تو صراحتاً تھا مگر بات یہ ہی کہ حضرت علی کے سوا کوئی دوسرا شخص تلاش کرنا ضرور تھا اور انکی فضائل جو کچھ ہون مگر خیال اون فضائل کا نہین کیا جا سکتا تھا روضۃ الصفا حضرت عمر نے چھہ آدمی کا نام واسطی خلافت کے لیکر کے مشورہ پر حوالہ کیا اور وہ چھہ آدمی یہ ہین اول علی دوئم عثمان سوئم سعد ابن ابی وقاص چہارم طلحہ پنجم زبیر ششم عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عمر نے کہا کہ لوگ بعد تین روز انتقال انکی چھہ شخصون مین سی کسی ایک شخص کو خلیفہ مقرر کرین اور حضرت عمر نے بذکر اون چھہ شخصونکی اوصاف جداگانہ ہر شخص کا بیان کیا اور بہ نسبت حضرت علی کے یہ کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا کو سنا کہتی ہوی کہ ہم کسی موقف یعنی محل مین نہونگی کہ جہان ہاتھہ میرا ہاتھہ مین علی ابن ابیطالب کی نہوگا اور اسی طرحسی بیان شرف ایک ایک شخص کا کیا اور بہ نسبت عبد الرحمن ابن عوف کے کہا پیغمبر خدا حجرۂ عائشہ مین بیٹھے ہوی تھے کہ حضرت فاطمہ ساتھہ حسن و حسین کے پہونچین اور یہ دونو صاحبزادی بہو کسی وریہ تھی ورانکے رونی پر حضرت فاطمہ بہی روتی تہین حضرت رسول نی فرمایا کہ بار خدایا حظ وافر اوسکو نصیب کر کہ جو ہماری اولاد کو کہانا دی اور اس عرصہ مین عبد الرحمن ابن عوف کہانا لئی ہوی پہونچی اور حضرت رسول نے اپنی لڑکی بالونکی ساتھ کہایا اور دعا جنت برکت دنیوی کی عبد الرحمن ابن عوف کو دی اور لوگون نی سبب پوچھا کہ ان چھہ شخصون مین سے تخصیص کسی ایک شخص کی تو خلیفہ کسو اسطی نہین مقرر کرتا ہی حضرت عمر نے ایک شخص کا کچھ نقصان بہی بیان کیا مگر صاحب روضۃ الصفا نے بلحاظ بی ادبی اُن نقصانونکو ذکر نہین کیا رای راقم حضرت عمر کا نام لینا چھہ آدمیونکا اور انمین سے اول نام لینا حضرت علی کا صرف بطور ایک امدادی حق کے معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ انکو یہ بات خوب معلوم ہوگی کہ قریش لوگ حضرت علی ہاشمی اور ابن عم رسول کو ہرگز قبول نہین

کرینگی اور خلافت قریش مین اور صاحب روضة الصفا نی اُن نقصانونکو چہ شخصونکی جو بخیال نبی ادا نے
کی نقل کئی سو راقم نی اون نقصانکو کسی کتاب مین دیکہا ہی اور تین سی حضرت علی اور حضرت عثمان کا
نقصان ہمکو یاد ہی کہ حضرت عمر نی بہ نسبت حضرت علی کے کہا کہ اما علیؓ فصبی یعنی علیؓ جو ہی
سو ایک جوان آدمی ہی اور بہ نسبت حضرت عثمان کی کہا کہ اما عثمان فضعیف الرای
یعنی عثمان جو ہی سو ضعیف الرای ہی سو ان دو نو نقصانو نین ہمکو کچھ عذر نہین ہی مگر اسقدر
حضرت علی اُسوقت مین بعمر چالیس برس کی پہونچ چکی تہی اور چالیس برس کا سن بحالت موجود رہنے
اسقدر لیاقت علمی اور فہم اور اوصاف ذاتی اور قرابت رسول کی کسیطرح مانع حق خلافت کا
نہین ہو سکتا تہا چنانچہ بعد انتقال حضرت عمر کے جو مشورہ بہ نسبت ان چہ شخصونکی جو کچھ ہوا اسمین
کسی نے یہ عذر کم سنی کا پیش نہین کیا اور بارہ تیرہ برس قبل اُسکی جب کہ حضرت علی کا سن چونتیس
برس کا تہا تو حضرت رسولؐ ان حضرت علیؓ کو وصی اپنا مقرر کر چکی تہی اور کیا بہ نسبت حضرت رسولؐ
کی حضرت عمر زیادہ تر عاقل ور عالم مصالح خلق اللہ کی خیال کئی جا سکتی ہین غرض کچھ شک نہین کہ
یہ عذر کم سنی کا لگانا صرف ایک ٹال ٹول کی بات ہی مگر بڑی خیریت کی بات یہ ہی کہ حضرت عمر نے
سوای کم سنی کے اور کوی دوسرا عیب نہین لگا دیا اور بہ نسبت حضرت عثمان کی جو اقرار
ضعیف الرای ہونی کا تہا سو بڑی افسوس کی بات ہی کہ شخص ضعیف الرای کو اوپر ایک شخص
عالم اور عاقل اور خدا ترس کے ترجیح دیگئی حالانکہ امر خلافت مین عقل کے بڑی ضرورت تہی اور
اہل تاریخ سی مخفی نہین کہ بوجہ نقصان ضعیف الرای ہونے حضرت عثمان کی مروان ایک ایسا
شخص بد ذات آدمی کسقدر سرفراز ہوا اور اسکی وجہ سی بوقت خلافت حضرت عثمان کے
کیا کیا فتور ہوا یہانتک کہ خود حضرت عثمان کی جان گئی اور شورہ کیسا او مشورہ سے
کیا علاقہ کہ یہ خلافت حضرت عثمان یہ تو صرف با خود ہا کی سرگوشیدو نسی قائم ہوی چنانچہ اس مقام مین
یہ دو شعر حضرت علی کے بطرف حضرت عثمان کے خطاب کر کے کہا ہی بہت حسب حال ہی شعر

فان کنت بالشوری ملکت امورھم   فکیف بھذا والمشیرون غیب

ترجمہ پس اگر بذریعہ شورہ کی لگ ہوا ہی تو امور پر آن مسلمانکی پس کیسا یہ مشورہ کہ شورہ کرنیوالی لوگ
غیر حاضر تھے

وان کنت بالقربی حججت خصیمھم   فغیرک اولی بالنبی واقرب

ترجمہ اور اگر تو نی حجت پکڑی ساتھ خصیم یعنی دلیل ان لوگونکی بذریعہ قرابت کی تو غیر تیرا (یعنی کہ مین) اولی ہی ساتھ نبی کے اور قریب تر ہی اور اس شعر دوم مین کیا بلاغت ہی کہ صرف دو لفظ اولی و اقرب مین اشارہ حدیث خم غدیر من کنت مولاہ اور قرابت ابن عم رسول اور زوج بتول ہونے کا سب کچھ طی کر دیا اور تہذیب نفس کا یہ حال ہی کہ اپنی کو بلفظ غیرک کی تعبیر کیا اور لفظ انا کو کہ جسکی معنی ہم ہین اور اسمین ایک خودی پای جاتی ہی استعمال نہین کیا

روضتہ الصفا حضرت عمر کی وصیت بہ نسبت اون چھ آدمیونکی اسطرح پر تھی کہ حضرت عمر نے ابو طلحہ انصاری کو کہا کہ پچاس آدمی انصاری کو اوپر صاحب شورہ کی تعینات کیجیو اور اگر دو یا پانچ یا چار آدمی اختلاف کرین تو تیغ تیز کو ان لوگون پر جاری کیجیو اور اگر ایک طرف تین آدمی متفق ہون تو جانب اون تین آدمیونکی اختیار کیجیو کہ جسطرف عبد الرحمن ابن عوف ہو اور حضرت امیر نے جب نام عبد الرحمن کا سنا تو کہا کہ خلافت ہمسی گئی اسو اسطی کہ عبد الرحمن داماد عثمان کا ہی اور سعد ابن ابی وقاص چچازاد بہای عبد الرحمن ابن عوف کا ہی تو اس قرینہ سے خلافت عثمان کو ہو گی اور ابن عباس نے حضرت علی کو کہا کہ تم مکر سی اس طائفہ کے بیفکر مت رہو کہ ہمت ان لوگونکی دفع کرنمین ہم لوگ ہاشمیونکی مصروف ہی اور عبد الرحمن ابن عوف نے رات کی وقت مسور ابن مخرمہ اپنی بہانجی کو بطرف حضرت علی اور حضرت عثمانکی بہیجا اور یہ بات کہلا بہیجی کہ اگر تمکو خلافت ہو تو یہ شرط کرتے ہو یا نہین کہ ہموافق قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر کام کرو گی علی نے کہا کہ جہانتک ہمسی ہو سکتا ہی بقدر جد و جہد طاقت و وسعت اور قوت

اپنی ہم بجالاوینگی اور عثمان نے وفور رغبت سی سب بات کو قبول کرلیا اور دوسری دن کو مسجد مین عبدالرحمن آئی اور حضرت کا ہاتھ پکڑکے رات کی بات کو اعادہ کیا اور حضرت علی نی اُستی شرط بقدر وسع کو بیان کیا اور کہا کہ ہمکو امید تہی کہ ایسا ہی کرینگی مگر ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی یعنی ہم نہین جانتی ہین کہ کل کیا ہوگا اور حضرت عثمان خلیفہ بنائیگئی اور حضرت علی نی کہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون رای راقم۔ ہرگاہ عبدالرحمن ابن عوف داماد حضرت عثمان کے اور سعد ابن ابی وقاص چچیرے بہائی عبدالرحمن ابن عوف کے تہی اور حضرت عمر نی یہ شرط لگائی کہ جس جانب مین تین شخص ہونگے عبدالرحمن ابن عوف ہون سو وہی جانب اختیار کیجائی پس صاف ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے اپنی جانتی درحقیقت حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تہا اور ادخال نام البینا حضرت علی کا صرف براہ مصلحت ملک داری کے تہا کہ جو مصالح سلطنت مین کچھ زور دریا یعنی مصلحت وقت کا بہی لحاظ کرنا پڑتا ہی اور قابل لحاظ کے ہی کہ عبدالرحمن ابن عوف نے کس عذر نامعقول پر حضرت علی کو خلافت سی محروم کیا یعنی قصور حضرت علی کا یہ ٹھہراکہ متابعت قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر مین شرط بقدر وسعت کے کیون لگائی گئی حالانکہ عقلاً وانصافاً اس شرط کا لگانا کہ ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی نہایت درجہ درست تہا اور اسی شرط لگانی سی ظاہر کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی تو انکا اسقدر کہنا کہ ہمکو امید ہی کہ ہم مطابق قران وغیرہ کے کام کرینگی تو ایسی با اختیار کہنی والی سے پورا یقین ہوسکتا ہی کہ وہ بزرگ تمام تر موافق قران وغیرہ کے کام کرتے بخلاف حضرت عثمان کے جو کوی شرط وسعت وغیرہ کی نہین لگای سو اسکا انجام یہ ہوا کہ مروان جو راندہ درگاہ حضرت رسول و ابوبکر اور عمر کا تہا بوقت خلافت عثمان کے سرفراز کیا گیا اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب مین جو بجواب اس الزام عذر صلہ رحم کا پیش کیا گیا ہی سو یہ جواب کسقدر ضعیف وبیہودہ ہی اور حضرت علی نی جو بوقت محروم الخلافت ہونے کے اس آیت کو پڑہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون

سو اس قول صبر کا مزا ہماری دلسی پوچہا چاہیئی بدرجہ صبر ایکا بی اختیار اس شعر کو آپ یاد دلاتا ہی شعر

والصبر فی النائبات صعب	لکن فوت الثواب اصعب

اور صبر مصیبتو نمین ایک سخت چیز ہی مگر فوت ہونا ثواب صبر کا صبر سی بہی زیادہ سخت تر ہی سو فی الواقع جیسا کہ آپ نی ان تینون خلافتو نمین صبر کیا سو کسی وقت مین آپنے ثواب صبر کو اپنی ہاتہ سی جانی نہین دیا اور حضرت عمر نے جو ابو طلحہ انصاری سے کہا کہ پچاس آدمی تعینات کر کے شخص اختلاف کرنیوالی کو قتل کرنا سو مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تہا کہ اگر حضرت علی صبر نہین کرتے تو انکی مار دی جانیمین کیا دریغ ہوتا سبحان اللہ کیا خوف خدا کا آپ کو ہی کہ خود آپ مرے جاتی ہین مگر اسپر بہی تدبیر کرنے سے خون ناحق بعد اپنی مرنے کے غافل نہین ہین واقعی غلظت و درشت خوئی آپکی بہی کمال درجہ کی ہی کہ اول سی آخر تک خوب نباہا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مشکوۃ المصابیح مین لکہتی ہین کہ درمیان حضرت علی اور خلفای ثلثہ کے کچہ میل دریغ یعنی تکدر و ملال نہین تہا سوا از روی تمام واقعات کی جو اس کتاب مین لکہا گیا ہی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ خلفای ثلثہ کیطرف سی انواع بند و بست تسکین کی خاطر حضرت علی کا ہوتا رہا مگر یہ کہی کہ حضرت علی کو طاقت غم کہانیکی اسقدر تہی کہ ہر خلیفہ کو بعد مرنی اسکی دعای خیر کی اور یہ بات کیونکر نہ ہو کہ حضرت علی اس امت محمدی مین ایک نمونہ حضرت مسیح کے تہی ۔ روضۃ الصفا ۔ عبد الرحمن ابن عوف نی لوگونسی پوچہا کہ سزاوار منصب خلافت کا کون شخص ہی عمار یاسر نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان اسلام کے کچہ اختلاف نہ پڑی تو ساتہ علی کے بیعت کرو کہ جو سرور یعنی سردار لوگونکا ہی اور حضرت مقداد نے تصدیق کلام حضرت عمار کی کی مگر عبد اللہ ابن سعد برادر رضاعی حضرت عثمان نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان قریش کے مخالفت نہ پڑی تو بیعت عثمان کی کرو اور عبد اللہ ابن ربیعہ نے تائید عبد اللہ ابن سعد کی کی اور عمار نی اس بات کو رد کیا اور درمیان بنی ہاشم اور بنی امیہ کے گفتگو پیدا ہوئی اور عمار نی کہا کہ ای معشر مسلمین خدا نی ہم لوگون کو ساتہ

دین نبی اپنی کے مخصوص کیا سو کسو سطی عنان خلاص کا دوسری خاندان کے طرف پھیرتے ہو
اور اس بات کو خاندان نبوت سی نکال لیتی ہو تب ایک شخص نے بنی مخزوم مین سے کہا کہ تجھکو
تعین خلیفہ سی کیا علاقہ تب سعد ابن ابی وقاص نے عبدالرحمن ابن عوف کو کہا کہ قبل اسکی
کہ کوی فتنہ پیدا ہو اس امر سے فراغت حاصل کرو۔ رای راقم۔ ہرگاہ یہ حال اسوقت کے
مسلمانونکا تہا اور بنی ہاشم سی اسقدر گریزان تہی تو امید انصاف کی کیا کی جاسکتی ہی۔
روضتہ الصفا۔ حضرت عثمان کی اوائل خلافت مین یہ قصہ پیدا ہوا کہ عبداللہ ابن عمر نے
ہرمزان ایک مسلمانکو بشبہہ مشارکت ابو لولو قاتل عمر اپنی باپ کے مار ڈالا اور حضرت
عثمان نے لوگونسی رای پوچھی تب حضرت علی نے فتوی قصاص کا دیا اور چند لوگون نے یہ رای
دی کہ لوگ کہینگی کہ ایک روز عمر خلیفہ مارگیی اور دوسری عبداللہ بیٹا اُنکا مار اگیا اور یہ قتل
ہرمزان کا ایک روز ماقبل خلافت عثمان کا ہی غرض دیت کی تجویز ٹہری اور حضرت عثمان نے
دیت اسکی اپنی پاس سے دیکر کے عبداللہ ابن عمر کو رہا کیا اور عبداللہ نے بخوف قصاص کے
معاویہ کی پاس جاکر کے پناہ لی اور آخر از طرف معاویہ کے جنگ صفین مین حاضر میدان جنگ ہوکر
ایک ایسا زخم اسکو لگا کہ عبداللہ ابن عمر اسی زخم سی مری۔ رای راقم۔ یہ اپنا اپنا نصیب ہے کہ جنگ
صفین مین عمار ابن یاسر بہ طرف حضرت علی کے اور عبداللہ ابن عمر بطرف معاویہ کی ہوکر کے
مارگیی پس اوپر روایت و حدیث عبداللہ ابن عمر ایک ایسی شخص کے کیا اعتماد ہو سکتا ہی
کہ جسکو حضرت علی سی اسطرحکا خوف و خلش ہو اور دشمن حضرت علی کیطرفسی صفین کی لڑائی مین
حاضر ہو اور ان سب حالتونمین حدیث عبداللہ ابن عمر کی کہ ہم لوگ بہ زمانہ حیات پیغمبر خدا کے
افضل ترین مردم ابوبکر اور بعد اسکی عمر کو اور بعد اسکی عثمان کو جانتی تہی اور بعد اسکی
باقی اصحاب کو چہوڑ دیتی تہی یعنی کہ حضرت علی ایک عوام صحابی مے سے تھے کچھ بعید نہین ہی
اور ظاہر ہے کہ فتوی قصاص کا جو حضرت علی نے دیا تہا شرعًا بہت حق اور

واجب تہا اور موافق قران کے اور تجویز دیت کے جو بخوف شہرت قتل پیہم خلیفہ اور ابن خلیفہ کی ہوئی سو کیا بنیاد شرعی اسکی قایم ہوسکتی ہی اور قابل لحاظ کے ہے کہ یہ عذر وقوع قتل ہرمیزان قبل انعقاد خلافت عثمان کا کیا عبد اللہ ابن عمر کو تعمیل قصاص مندرجہ قران سے مستثنی و خارج کرسکتا ہی غرض اول بسم اللہ غلط ہوا یعنی اول روز خلافت مین حضرت عثمان نے برخلاف وعدہ و اقرار اپنی خلاف قران کے تعمیل کیا سبحان اللہ کیا اقرار تہا اور کیا تعمیل ہی ؟ ور عبد اللہ ابن عمر ایک ایسی شخص خونی اور غضبناک آدمی کی رای جو بطور حدیث کے صحیح بخاری وغیرہ مین مذکور ہی سو اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ کتابین حدیث کی بطور ایک دوکان پنساری کے ہین کہ جو اُس دوکان مین زہر اور تریاق اور قابض اور مسہل سب طرح کی چیزین ہوتی ہین کہ جسکو جس چیز کی رغبت ہو خرید کرے سو اُسی طرح پر کتب حدیث مین روایتین معقول و نامعقول راویان ثقہ و غیر ثقہ کی مندرج ہین تا اینکہ حدیثین بروایت مروان اور عمر ابن عاص و معاویہ کی بہی کتب احادیث مین موجود ہین غرض بمجرد نام حدیث کے روایتین کل حدیث کی قابل منظور کرنے کے نہین ہین بلکہ کمال درجہ احتیاط اور تمیز اس بات کی ضرور ہی کہ اصل حال کیا ہی اور راوی اسکا کون شخص ہے اور یہ کہ اصل منشا اُس روایت کرنے کا کیا ہی سو اگر بات معقول ہو اور راوی اُس کا ثقہ ہو تو وہ روایت منظور کیجاسکتی ہی اور جیسا کہ حضرت عثمان تجویز حضرت عمر کے ایک شخص ضعیف الرای تہی سو بوجہ نقصان عقل انکی خلاصہ کارگذاری انکی خلافت کا یہ ہی کہ اچھی لوگون نے انسی ایذا پائی اور بدذاتون کو انکے وقت مین بہت فروغ ہوا اور بہ نسبت انکی ایک مثل انگریزی کی یاد آتی ہے کہ تم کہو کہ تمہاری دوست کون لوگ ہین تو ہم کہین کہ تم کیسے

شخص ہو اور تفصیل ان سب باتونکی بعد اسکی کیجاتی ہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان
نی مغیرہ ابن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد ابن ابی وقاص کو حاکم
اس علاقہ کا کیا اور بعد ایک سال کے ولید ابن عتبہ اپنی برادر مادری کو بمعزولی
سعد ابن ابی وقاص کے حاکم کوفہ کا بنایا اور آخر کار ولید شراب خواری مین مشغول
ہوکر اور عین حالت مستی مین داخل مسجد ہوکر بجای دو رکعت فرض نماز صبح کے
چار رکعت پڑہی۔ رای راقم۔ یہ ایک مثال بے اعتدالی حضرت عثمان کی ہے کہ مغیرہ
ابن شعبہ کو بی وجہ حکومت کوفہ سے معزول کیا اور سعد ابن ابی وقاص ایک صحابی
عشرہ مبشرہ کو جو مقرر کیا سو ایک ہی سال مین انکو بہی معزول کر کے ولید ابن عتبہ
اپنی ماں کی طرف کے سوتیلی بہائی کو حاکم کوفہ کا بنایا کہ شراب خوار نکلا۔ روضۃ الصفا۔
حضرت عثمان نے عبد اللہ ابن سعد ابی سرح کو حکومت مصر کی دی کہ جو مرتد تھا
اور عمرو بن عاص ملول ہوکر مدینہ مین آیا اور ساتھ سعد ابن ابی وقاص کے کہ وہ بہی
عمال معزول مین سی تھے سازش کر کے سخنان ناملایم بحق عثمان کے کہنے لگا اور نوبت
یہانتک پہونچی کہ خواہر مادری عثمان کو کہ جو اسکی نکاح مین تہی طلاق دیا۔ رای راقم۔
یہ سرفرازی عبد اللہ ابن ابی سرح کی بہی ایک مثال بی اعتدالی حضرت عثمان کی ہی۔
روضۃ الصفا۔ ابو موسی اشعری حاکم بصرہ کو معزول کر کے حضرت عثمان نے عبد اللہ
ابن عامر اپنے خالہ زاد بہای کو حکومت بصرہ پر سرفراز کیا۔ رای راقم۔ تمام ترقیات
حضرت عثمان کے وقت مین گویا منحصر خاندان بنی امیہ مین تہی کہ جس خاندان بنی امیہ سے
حضرت رسول کو نفرت تہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نے مقام منای عرفات مین
نماز فرض چار رکعتی کو تمام وکمال ادا کیا یعنی حکم قصر نماز سفر کی تعمیل نہین کی کہ اس پر
صحابیون نے گفتگو کی اور عبد الرحمن ابن عوف نی کہا کہ تمنی خلاف قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کے یہ بات کی اور خلاف اقرار اپنے یہ کام کیا۔ رای راقم۔ یہ عبدالرحمن بن عوف وہ شخص ہین کہ جن نے تجویز خلافت مین حضرت علی پر حضرت عثمان کو ترجیح دی تہی۔ روضتہ الصفا۔ حضرت عثمان مدینہ مین ایک کنوان کہودواتی تہے کہ اسمین انگشتری پیغمبر خدا کی کہ جو انکی انگلی مین تہی گر پڑی اور باوصف تلاش بسیار کے وہ انگوٹھی پہر نہین ملی۔ رای راقم۔ امر ناگہانی پر کچھ الزام نہین دیا جاسکتا ہے۔ روضتہ الصفا ایام خلافت مین حضرت عثمان کے درمیان سعد ابن ابی العاص حاکم کوفہ اور مالک اشتر کے اسقدر بحث و نزاع واقع ہوئی کہ مالک اشتر کو اسی مجلس مین لوگون نے اسقدر لات و گھونسے سے مارا کہ مالک اشتر بیہوش ہو گئی اور یہ بات اشراف اور اعیان کوفہ کو گران گذری۔ رای راقم۔ مالک اشتر بہی مثل ابوذر غفاری و عمار ابن یاسر وغیرہ کے شیعیان علی یعنی فرقہ محبان علی سے تہے تو انکا مار کہانا خود موافق قیاس کے ہے اسواسطی کہ کوئی محب علی کا سزای مار پیٹ اور خارج البلد وغیرہ سزا سے حضرت عثمان کے خلافت مین کم محفوظ رہا ہوگا۔ روضتہ الصفا۔ بسبب مارپیٹ مالک اشتر کے ثابت ابن قیس نخعی وغیرہ اشراف کوفہ کے سعد سے ناراض ہو کے مجلسونمین سعد کو ساتھ حقارت کے یاد کرتے تہے اور غیبت عثمان مین زبان کہولتے تہے اور آخر ان لوگونکو حضرت عثمان نے برطبق اطلاع دہی سعد کے بطرف ملک شام کے نکلوا دیا اور معاویہ کی شکایت سے حضرت عثمان نے حکم دیا کہ یہ اہل کوفہ شہر حمص کو عبدالرحمن ابن ولید حاکم شہر حمص کے پاس بہیجے جائین تاکہ حاکم حمص کی خوی درشتی سی اپنی رگ گردن کو ان اشراف کوفہ کی نرم کرے رای راقم۔ حضرت عثمان کو خود عقل کم تہی اسواسطی معاویہ وغیرہ قوم بنی امیہ کے احکام موافق خواہش اپنے کے حضرت عثمان سے حاصل کرتے تہے اور احکام بنے ٹہورے دبے ٹہکانے کے جو حضرت عثمان کے وقت مین صادر ہوتے گئے کہ جسمین کچھ لحاظ قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کا نہین ہوتا تہا سو بمقابلہ آن احکام کے یہ جلا وطن کرنا
اشراف کوفہ کا اور شہر بشہر گہوماتا اون لوگونکا کوی بڑی بات نہین ہے۔

روضتہ الصفا۔ ابو ذر غفاری جو کہ صحابہ کبار مین سی تہی بعد انتقال حضرت
عمر کے ملک شام مین رہ گئی اور جب معاویہ کو کہا کہ اعمال و افعال تیرے موافق
سنت رسول اور مطابق سلوک شیخین کے نہین ہین تب معاویہ نے حضرت عثمانکو
لکہا اگر تجکو حاجت ولایت شام کی ہے تو ابو ذر کو دوسرے ملک مین بھیجدو تب
حضرت عثمان نے ابو ذر غفاری کو مدینہ مین بلوالیا آخر حضرت عثمان نے ناراض ہوکر
ابو ذر غفاری کو مدینہ سے نکلجانیکا حکم دیا اور ابو ذر غفاری زبدہ مین جاکر رہی اور
وقت جانے ابو ذر کے حضرت عثمان کا حکم یہ تہا کہ کوئی شخص مشایعت ابو ذر کی نہ کرے
مگر حضرت امیر علیہ السلام اور عمار ابن یاسر تہوڑی دور تک بطور مشایعت کی ساتھ
ابو ذر غفاری کے گئے۔ رای راقم۔ صاحب روضتہ الصفا۔ ایک شخص صاحب تہذیب
ہین کہ پورا حال بے اعتدالی حضرت عثمان کا نہین لکہا مگر اصل حال تاریخ الخمیس سے ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عثمان نے برطبق شکایت معاویہ کے یہ حکم دیا کہ ابو ذر غفاری
ملک شام سے ایک شتر برہنہ اور مجنون پر بطرف مدینہ کے روانہ کئے جائین واقعی یہ
ایک عجیب سزا اس طرح ایجاد تہی کہ اگر وہ شتر برہنہ اور مجنون ابو ذر غفاری کو گرادیتا
تو اسمین ابو ذر غفاری کا کام تمام تہا۔ روضتہ الصفا۔ جب ابو ذر غفاری کو حکم اخراج کا
بطرف زبدہ کے ہوا تب ابو ذر غفاری نے کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا سی سنا ہی کہ ابو ذر تنہا
زندگی کریگا اور تنہا مریگا اور جو الزام کہ ابو ذر پر دیا گیا تہا سو اُس سے ابو ذر نے
انکار کیا اور حضرت علی نے کہا کہ ہمنے پیغمبر خدا سے سنا ہی کہ ابو ذر ایک صادق ترین مردم
ہے مگر کچھہ شنوائی ان سب باتونکی نہین ہوئی اور آخر وقت نکلنی ابو ذر غفاری کے حضرت

علے اور عمار ابن یاسر جو برخلاف حکم حضرت عثمان سکے تہوڑی دور تک بطور مشایعت
کے ساتھ گئے تھے مروان نے اس خلاف ورزی حکم خلیفہ پر حضرت علی سے بحث
کی اور حضرت علی نے درمیان دو گوش اسکے اونٹ کے کوڑا مارا اور جب مروان نے
اس بات کی شکایت حضرت عثمان سے کی تو حضرت علی نے کہا کہ میرا اونٹ حاضر ہی
کہ بنظر خوشی خاطر خلایق کے اگر چاہے تو ہماری اونٹ کو بھی کوڑا لگادی۔ راقم
اس حال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی کے کسی قول و فعل مین تقیہ کو کچھ
دخل نہین تہا اسواسطی کہ جب مروان وزیر اعظم خلیفہ وقت نے حضرت علے سے
بہ نسبت مشایعت کرنے ابوذر غفاری کے تعرض کیا تو اگر حضرت علے کے مزاج مین
کچھ تقیہ یا خوف خلاف ورزی حکم امتناعی خلافت کا ہوتا تو اسطرح بے تکلف مروان کے
اونٹ کو کوڑا کیونکر لگا دیتے اور اگر مروان اس حرکت سے ساتھ حضرت علی کے
بنزاع پیش آتا تو مروان کے جوتا کہانے مین بھے کیا تکلف تہا کہ اسکا خون تک
حلال تہا بہرحال مروان جو لعنت کردہ رسول خدا کا تہا سو حضرت عثمان کی وقت مین
وزیر اعظم بنا مگر حضرت علی کی نظر مین اُس مردود کا کیا وزن تہا اور حضرت علی کی
شان ایسی ارفع و اعلی تہی کہ حکم امتناعی حضرت عثمان کو اپنی خاطر مین کیا لاسکتی تھے
اور خلاصہ یہ ہی کہ اگر تمام بے اعتدالیان حضرت عثمان کی لکھی جائین تو بہت طول ہو
سو بنظر اختصار کے اسی قدر لکھنا کافی ہی کہ حکم ابن عاص اور مروان اشخاص لعنتے
بوقت حضرت عثمان کے بہت سرفراز ہوئے کہ حکم ابن عباس کو ایک بار لاکھ درم
دیا اور حارث پسر حکم کیواسطی دسوان حصہ زر ثمن کا ہر دوکاندار سی مدینہ مین مقرر
کرایا اور مروان کو وزیر بنا کر کے پانچ شہر ملک افریقہ مین دیا اور پچاس آدمی مہاجر
انصار نے جو عمار ابن یاسر کو نامہ دیکر کے حضرت عثمان کے پاس بہیجا تہا کہ اگر حضرت عثمان

اپنی حرکتون سے باز نہ آدین تو خلافت سی معزول کردی جاینگے سو انجام اوسکا
یہ ہوا کہ عمار ابن یاسر پر اسقدر مار پڑی کہ اُنکو عارضہ فتق کا ہو گیا اور عبد اللہ
ابن مسعود اور عبد الرحمن ابن عوف بہی مدینہ سے نکلوای گئے غرض تمام صحابی
ناراض ہو گئی اور حضرت عائشہ نے کہا کہ اقتلوا النعثل یعنی مار ڈالو اُس
پیر فرتوت احمق کو اور انجام یہ ہوا کہ بلوائیون نے ہجوم کر کے حضرت عثمان کو مار ڈالا
اور تین روز تک نعش بے کفن دفن کے پڑی رہی اور وہ نعش قابل دفن ہونے
اندر جنت البقیع مقبرہ مسلمانان کے نہین تجویز ہو کر قریب مقبرہ یہودیونکی دفن
ہوئی اور وہ قبر بموجب حکم معاویہ کے احاطہ جنت البقیع کا بڑہا کر کے اندر اُس
احاطہ کے در لای گئے اور اب ہم سنّی صاحبون سے یہ بات پوچھتی ہین کہ ایسا شخص
جو حضرت علی پر افضل قرار دیا جای سو کیا بنیاد اس بات کی ہو سکتی ہے اور یہ نسبت
معاویہ کے جو حکم کف اللسان کا ہی سو ہم بملاحظہ تمام حالات خلفای ثلثہ کے یہ بات
سمجھتی ہین کہ وہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت خلفای ثلثہ کے جاری ہونا چاہی کہ حضرت
علی نے بہ نسبت ان خلفای ثلثہ کے کچھ زبان بد استعمال نہین کیا بلکہ یہ بات معلوم ہوتی ہی
کہ حضرت ابو بکر سے حضرت علی بے تکلف راضی تہے اور ساتھ حضرت عمر کی یہ کیفیت
تہی کہ بوجہ سختی مزاج حضرت عمر کے حضرت علی کو اُنسے کچھ کراہت تہی مگر بنظر دیگر حالات
کے اُنسے راضی بہی تھی اور ساتھ حضرت عثمان کے یہ حال تہا کہ جو جو صلاح دفع فساد
کی حضرت علی دیتے تھے اور حضرت عثمان اوپر تعمیل اُس صلاح کے قسم بہی یاد کرتے تہی
سو فورا جب حضرت علی اپنے گھر کو آتے تو مروان جنان و چنین کہکر کے حضرت عثمانکی
رای کو بدلوا دیتا تھا اور کچھ تعجب نہین ہی کہ خود مروان کو بہی معزول یا مقتول ہونا
حضرت عثمان کا منظور ہو کہ اُسنے کچھ فکر دفع فساد بلوائیان کی نہین کی بلکہ حضرت

عثمان کو برابر اسی اصرار پر اپنی قائم رکھا کہ جو منشا فساد کا تھا اور رجوع محمد ابن ابی بکر کے
نامۂ مصر مین بجای اقبلوہ کے اقتلوہ لکھدیا یعنی بجاے اسکے کہ حاکم قبول کرو اسکو
یہ بات لکھدی کہ قتل کرو اسکو اور بہ نسبت حضرت عثمان کے خلاصہ اعتقاد کا ہمارے
یہ ہی کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی تھے اور لقب عثمان غنی کا بہ نسبت اُنکی بہت درست
ہی کہ فی الواقع بہت ایک سخی آدمی تھی اور صفت کامل الحیا ہونے کی بھی موافق حال
اُنکی ہی اور حضرت علی اور تمام اہلبیت سی کچھ منحرف نہین تھے مگر بوجہ نقصان عقل کے
اسقدر ابلہ فریبی مین معاویہ وغیرہ بنی امیہ کے پھنسے ہوئے تھے کہ حضرت عائشہ اور
دیگر تمام صحابیان معززتا عبدالرحمن ابن عوف وسعد ابن ابی وقاص کے روگردان
ہوگئے اور تمام زمانہ خلافت حضرت عثمان کا ایک زمانہ خلافت بنی امیہ کا سمجھنا چاہیے
کہ اُنہین بنی امیہ مین سے حضرت عثمان بھی تھے اور بہ نسبت حضرت عثمان کے
جو کامل الحیاء والایمان کہا جاتا ہی سو فقرہ عثمان ابن عفان کامل الحیاء والایمان مین
ایک جورتی الفاظ کی کان کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہی مگر بملاحظہ غیر پابندی قسم اور
سزاہای طبع زاد اور خلاف شرع کے استعمال کو لفظ کامل الایمان کے عقل قبول نہین
کرسکتی ہی اور بہ نسبت قران موجود کے جو کہ صحیفہ عثمانی بھی کہلاتا ہی ہماری راے
یہ ہی کہ ترتیب وجمع کرنیمین اس قران کے حضرت عثمان نے کوی تحریف و تصرف
نہین کیا اور راے ملا سید مرتضی شیعی علیہ الرحمۃ کی بھی یہی ہی کہ اس قرآن
موجود مین کچھ تحریف و تصرف نہین ہوا ہی مگر اسکی ترتیب سور تونکی کچھ موافق
اصل ترتیب نزول قرآن کے نہین ہی اسواسطے کہ یہ بات بداہتہ ظاہر ہے کہ
سور تہائی مکی قبل ھجرت کے البتہ مقدم تر تھے سور تہائے مدنی سے کہ جو بعد
ہجرت کی نزول اُن سور تونکا ہوا مگر اس قران موجود مین دیکھا جاتا ہی کہ اکثر سور تہای

مدنی اوائل قران مین اور بعد اُسکی سور تہائے مکی واقع ہین غرض ترتیب اس قران
موجودگی اسقدر غیر منتظم ہے کہ سلسلۂ ترتیب نزول سور تہائے قرانی کا نکالنا
بہت دشوار ہوگیا ہی اور کہتی ہین کہ قران حضرت علی کا موافق ترتیب زمان
نزول کے تہا سو اگر وہی قران بحال رہتا تو ترتیب زمان نزول ہر سورت کی
آسانی سے سمجھی جاتی اور ایک قران عبداللہ ابن مسعود کا تہا کہ جو بحکم حضرت
عثمان کے جلادیا گیا بہرکیف اب جو قران جس ترتیب سی کہ موجود ہے سو اسمین
کچھ عذر نہین ہوسکتا ہی کہ چارہ کار اُسکا کچھ باقی نہین ہے اور ہم نہین سمجھ سکتی ہین
کہ حضرت عثمان نے ترتیب نزول سور و آیات کا کیون نہین لحاظ کیا اور ممکن ہے
کہ یہ قران جو کھجور کے پتے وغیرہ پر لکھا ہوا تہا سو جس طرح کہ برآمد ہوتا گیا سو
اسی طرح یہ قران جمع کیا گیا ہو اور بہ نسبت قران موجود کے جو لقب سبع مثانی کا
از طرف علمای اہلسنت کے دیا گیا ہی باین ادعا کہ یہ قران اسی ترتیب موجود سے
عرش و کرسی پر تہا کہ فلک اول تک پہونچکر کے حضرت رسول تک پہونچا اور قران
موجود مین ترتیب دیا گیا سو اس بات کی کوئی بنیاد صحیح نہین پائی جاتی ہی اور ظاہر
اس اُلٹ پلٹ اور خلط ملط کے ساتھ قران شریف کا رہنا عرش پر ایک خلاف قیاس
بات ہی اور اگر درمیان ایام خلافت حضرت عثمان اور بادشاہت معاویہ کے ازروے
فن تاریخ کے مقابلہ کیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمان خلافت عثمان مین صرف
بنی اسیہ کا شور و زور رہا جیسا کہ لکھنو کی سلطنت مین ایک زمانہ مین دور دورہ
کمبوؤن کا تہا اور اُس وجہ سے حضرت عائشہ اور تمام صحابیان کبار اور اشراف
لوگونکو حضرت عثمان سے ملال وگزند پہونچا بر خلاف معاویہ کے کہ وہ تمام تر دشمن
علی اور تمام اہلبیت کا تہا مگر چونکہ معاویہ ایک شخص نہایت ہوشیار اور بیدار مغز تہا

سو اُسکی بادشاہت کا طور یہ تہا کہ جسقدر صحابی وغیرہ اسکی پاس پہونچی سو اُن سب لوگونکو بخوشی خاطر قبول کر کے اپنی طرف ملالیا اور اُسکا بڑا اہتمام یہ تہا کہ جہانتک ہوسکی حدیثین کسر شان علی کی جہوٹی بنا یجائین اور استیصال خاندان نبوت کا کر دیا جای اور اس امر مین معاویہ بہت کچھ سرسبز بہی ہوا کہ اسوقت تک اثر اُسکا باقی ہے کہ بہت لوگ جا بجا حضرت علی کے رتبہ گہٹانیمین کمربستہ حاضر ہین اور یہ بات صرف احمد نسائی محدث کی ہوئی کہ بعلت کہنی مناقب اور فضائل حضرت علی کے لوگون نے اُنکو خصیہ کوٹ کوٹ کر کے مار ڈالا مگر احمد نسائے نی مرتے مرتے تک بہی کچھ فضائل معاویہ کی حدیث روایت نہین کی اور بیان احادیث فضائل علی پر ثابت قدم رہی اور اصل غرض معاویہ کی استیصال خاندان نبوت سی یہ تہی کہ کسی طرح پر توجہ لوگونکی بطرف خاندان نبوت کے نہین ہونے پاوے اور حکومت اُسکی نسل مین قائم رہی اور یہ بات کمال مرتبہ دلیل ہوشیاری اور تالیف قلوب کی ہی کہ اُسکی افہام اور تفہیم اور روز غلا نی پر لوگ بی تکلف حضرت علی پر برسر منبر لعنت کرنے لگے اور آخر اُسی کے پوتے نے اس رسم ملعون کو موقوف کیا اور یہ نسبت سرفرازی مروان وغیرہ اشخاص لعنتی اور مردود شدگان رسول اور شیخین کے جواز طرف سنیان بحیلہ صلہ رحم کے معذرت کیجاتی ہے سو یہ عذر محض نا کافی ہے اسواسطی کہ عہدہای حکومت پر سرفراز کرنا کہ جن سی حقوق بندگان خدا کے متعلق ہون صرف بلحاظ استحقاق جوہر ذاتی لیاقت و دیانت کے عہدہ حکومت کا دینا چاہئی بیت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد	فدای یک تن بیگانہ کآشنا باشد

اور حضرت عثمان وغیرہ صحابیان جو جنگ اُحد مین بہاگ گئے اور وہ قصور حسب تصریح قرآن شریف کے معاف ہوا تو یہ بات کیا فخر کی ہے کہ جسپر سُنیان بہت

زور کرتے ہین اور اس معانی قصور کو فضائل مین گنتے ہین اور کیا وجہ کہ ثبات قدمی حضرت علی کو جو بردز جنگ اُحد کے ہوئی اور لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار اُنکی شان مین کہا گیا سو اُس حال کے یاد کرنیمین سنی لوگ بہت سرد اور ٹھنڈے دیکھے جاتے ہین—

فصل ۸۶

اس فصل مین حال خلافت ظاہری چہارم درجہ حضرت مولا مشکلکشا علی علیہ السلام کا لکھا جاتا ہی کہ جو حقیقۃً و معنیً خلیفہ بلا فصل اور جانشین برحق اور وصی مطلق حضرت رسول کے تھے اور ہمکو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ کچھ بھی بیان فضائل ذاتی حضرت علی کا ہمسے ہوسکی مگر اس جگہ پر چند اشعار بزرگان متقدمین کے نقل کئے جاتے ہین کہ جو طریقۂ اہل سنت مین مستند اور قابل تقلید ہین اور اُنسے کسی سنی زمانۂ حال کو بھی انکار نہین ہی اور بملاحظہ اسکی معلوم ہوگا کہ اُن پیشوایان دین کا ساتھ حضرت علی کی کیا حال تھا

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب تصوفی فارسی ملا کشفی

تا صورت پیوند جہان بود علی بود
تا نقش زمین بود و زمان بود علی بود

ہم آدم و ہم شیث و ہم ادریس ہم ایوب
ہم یوسف و ہم یونس و ہم ہود علی بود

ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
ہم عابد و ہم معبد و معبود علی بود

ہارون ولایت کہ بسل ز موسی عمران
واللہ کہ علی بود علی بود علی بود

عیسی بوجود آمد و فی الحال سخن گفت
این نطق و فصاحت کہ بدو بود علی بود

موسی و عصا و ید بیضا و نبوت
در مصر بہ فرعون کہ بنمود علی بود

جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون
در پیش محمد شد و مقصود علی بود

آن شاه سرافراز که اندر شب معراج	با احمد مختار یکے بود علی بود
آن لحمک لحمی بشنو تا که بدانے	آن یار که او نفس نبی بود علی بود
چندانکه نظر کردم و دیدم بتحقیقت	از هر دو جهان مقصد و مقصود علی بود
آن قلعه کشای که در قلعه خیبر	بر کند بیک حمله و بگشود علی بود
آن مرد سرافراز که اندر ره اسلام	تا کار نشد راست نیاسود علی بود

شعر دیگر از مولانا روم

تو بتاریکی علی را دیدهٔ	زین سبب غیرے برو بگزیدهٔ

اور ہرچند چند اشعار اس قصیدہ کے اسدرجہ غلو تک ہین کہ ہم اسکو سمجھ نہین سکتے اور غرض اسکے نقل کرنے سے صرف اظہار اس بات کا ہے کہ مولانا روم کا اعتقاد بہ نسبت حضرت علی کے اسدرجہ تک تھا۔

اشعار حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب مرتضوی قوم الصدر

لو ان المرتضی ابدی محله	لکان الخلق طراً سجدا له
کاش اگر مرتضی ظاہر کرتی محل و مقام کو اپنی	تو ہوجاتی خلق عموماً سجدہ کرنیوالی اسکو
کفے فی فضل مولانا علی	وقوع الشک فیه انه الله
کفایت کرتا ہی فضیلت مین ہماری مولا علی کے	واقع ہونا شک کا اسمین کہ وہ اللہ ہے
ومات الشافعی ولیس یدری	علی ربه او ربه الله
اور مرگئی شافعی درحالیکہ نہین سمجھ سکی وہ	کہ علی رب اسکا ہی یا کہ رب اسکا اللہ ہے

اشعار دیگر از حضرت امام شافعی

علی حبہ جنہ	قسیم النار والجنۃ
علی جو ہین سو محبت انکی سپرہی	امام انسان اور جن کے ہین
وصی المصطفی حقا	امام الانس والجنہ
وصی مصطفی کے ہین ازروی حق کے	اور تقسیم کرنیوالی دوزخ اور بہشت کی ہین

اشعار شاہ قاسم انوار منقول از کتاب مذکور

نور ولایت توئی شاہ سلام علیک	شمع ہدایت توئی شاہ سلام علیک
معدن عرفان توئی مخزن الخزان توئی	کاشف قران توئی شاہ سلام علیک
حضرت حق را دو دو مالک ملک شہود	قامع گبر و یہود شاہ سلام علیک
لحمک لحمی نبی گفت ترا ای ولی	سرور مردان علی شاہ سلام علیک
باہمہ انبیا آمدہ در خفا	ظاہرا با مصطفی شاہ سلام علیک
پشت پناہ امم از ہمہ امجترم	در ہمہ عالم علم شاہ سلام علیک

اشعار حضرت شیخ فرید الدین عطار منقول از کتاب مذکور

گر ہزاران سال باشی در طلب	در ہزاران جام گیری تا بہ لب
در بہر روزے گذاری صد نماز	در بیداری صوم با عمرے دراز
یا تو اندر علم دین اعظم شوی	در علوم از شافعی اعلم شوی
یا چو خیل مقتدائے دین شوی	در علوم مالک رہ بین شوی
مہر حیدر گر نباشد در دلت	کے توان گفتن سلیم و مقبلت
ہر کہ در عشق علی نبود درست	رافضی دانم مرا ورا از نخست

شعر دیگر از فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ

ز مشرق تا بمغرب گر امام است	علی و آل او مارا تمام است

شاه نور الدین نعمت الله ولی منقول از کتاب مذکور

دم بدم دم از ولای مرتضی باید زدن	دست دل بر دامن آل عبا باید زدن
نقش حب خاندان بر لوح دل باید نگاشت	مهر مهر حیدری بر دل چو ما باید زدن
دم مزن با هر که او بیگانه باشد با علی	در نفس خواهی زدن با آشنا باید زدن
رو بروی دوستان مرتضی باید نهاد	مدعی را تیغ غیرت بر قفا باید زدن
لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار	این سخن را از سر صدق و صفا باید زدن
در دو عالم چارده معصوم می باید گزید	پنج نوبت بر در دولت سرا باید زدن
پیشوائی بایدت جستن ز اولاد رسول	پس قدم مردانه در راه خدا باید زدن
گر بلائی آید از عشق شهید کربلا	عاشقانه آن بلا را مرحبا باید زدن
هر درختی کان ندارد میوهٔ حب علی	اصل و فرعش را قلم سر تا بپا باید زدن
دوستان خاندان را دوست باید داشتن	بعد از آن دم از وفای مرتضی باید زدن
سرخی روی موالی سکه نام علیست	بر رخ دنیا و دین چون پادشا باید زدن
بی ولای آن ولی لاف ولایت میزنی	لاف می باید که دانی از کجا باید زدن
هر در شهر ولایت خانهٔ باید گرفت	خیمه در دار السلام اولیا باید زدن
از زبان نعمت الله منقبت باید شنید	بر کف نعلین سید بوسها باید زدن

اشعار حکیم سنائی صاحب حدیقة الافراح

مصلحت بود آنچه کرد علی	تو چرا اسبالی و ماه در جدلی
تو زبان فضول کن کوتاه	بود بوبکر با علی همراه
عظمت از حضرت نبی و علیست	در لحاف خلاف خفتن چیست
هر که با مرتضی علی نه نکوست	هر که گو باش من ندارم دوست

گر بدست این عقیدہ و مطلب	ہم بدین بد بدارم یارب

انتخاب اشعار خواجہ حافظ شیراز

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا	نبی رسول و ولیعہد حیدر کرار
امام حبی و انسی علی بود کہ علی	ز کل خلق فزون ہست از صغار و کبار
علی ز بعد محمد زہر چہ ہست بہ ہست	اگر تو مومن پاکی بکن برین اقرار
کہ نیست دین ہدی را بقول پاک رسول	امام غیر علی بعد احمد مختار
ز بعد او حسن ہست و حسین حجت او	مجوے جہل برین کار مومن دیندار
بدشمنان ملشین حافظا تو لا کن	نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

ایضاً از خواجہ حافظ شیراز

آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است	گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش
امروز زندہ ام بولائے تو یا علی	فردا بروح پاک امامان گواہ باش

شعر منقول از مناقب مرتضوی ملا کشفی

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی	پس خدا و مصطفے جبرئیل باشد رافضی

مقدمہ خلافت کا ایک عجب طرح کا بھول بھولیان ہی کہ جس سی آسانی نے نکلنا بہت مشکل ہی کہ سُنی لوگ بنظر اثبات حقیت خلافت ثلثہ کے اس آفت مین مبتلا ہو گئی کہ خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دین اور حدیثون کو جو بر وایت مخالفان اہلبیت کے ہون اور تعلیم و صحبت معاویہ کو اسمین اثر پذیر بطور سند کے پیش لاوین اور شیعہ لوگون کا حال یہ ہوا کہ بملاحظہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور دیگر فضائل ذاتی حضرت علی علیہ السلام کی ضرورت اس بات کی ہوئی کہ اصل خلافت ثلثہ سے انکار کرین اور اسی ضرورت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلفائے

تلثہ کو غاصب ٹھہراوین اور منافق قرار دین اور چونکہ حضرت علے نے ان تینون
خلافتون کو منظور کرلیا اور قریب بچیس برس کے اُن خلفای ثلثہ کے پیچھے نماز پڑہا کیے
تو شیعہ لوگونکو سوای اسکی کچھ چارہ کار باقی نہین رہا کہ حضرت علے کے اس تسلیم خلافت
اور اقتدا بالصلوۃ کو محمول اوپر تقیہ کے کرین اور دون طرف بڑے بڑے عالم ہین
کہ اگر بطرف سنیونکی امام غزالی اور فخرالدین رازی وغیرہ ہین تو بطرف شیعون کے
شیخ بہاؤالدین عاملی اور محقق نصیرالدین طوسی اور سید مرتضی اور سید رضی وغیرہ
علیہم الرحمۃ ہین اور ہم ایک کم استعداد آدمی کو کیا تب اس بات کا ہی کہ اس خرخشہ
و جھنجھٹ مین پھنسین اور ہمکو وہ مثل ہندی کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ دو
ملا مین مرغی حرام اور غالباً یہ ایک نقل عوام کی بہی بہت مناسب مقام ہی کہ کسی
بوڑھیا کا ایک روپیہ راستہ مین گر پڑا اور وہ بوڑھیا روپیہ کے تلاش مین یہ بات
کہتے جاتی تھی کہ یا خدا یہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو اور اتفاقاً اس روپیہ کو
کسی مولویصاحب نے اٹھایا تھا سو مولویصاحب نے گھبراکر کے اُس بڑھیا سی
پوچھا کہ اس بات کے کہنے کی کیا وجہ ہی کہ یا خدا وہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو
بوڑھیا نے کہا کہ جب روپیہ ہاتھ مین اوے تب ہم وجہ اس دعا کرنے کی کہین گے
مولویصاحب جو از بس مشتاق دریافت اُسکی وجہ کے تھے سو فوراً وہ روپیہ اُس
بوڑھیا کے ہاتھ مین دیدیا تب بوڑھیا نی وجہ اُس دعا کی یہ کہی کہ ہمنے خیال کیا کہ
اگر کسی جاہل نے وہ روپیہ اُٹھایا ہوگا تو صرف یہ بات ہوگی کہ وہ جاہل وہ روپیہ
ہمکو دیگا یا نہین اور اگر کسی مولوی نے پایا تو اُس روپیہ کا اُٹھا لینا حلال ہی قرار دیگا
اور اُسکی جواب مین مولویصاحب نے کہا کہ بوڑھیا تو سچ کہتی ہی کہ ایک کم سو دلیل وجہ
حلت اس روپیہ کے ہم قائم کر چکے تھے اور غرض اس نقل سے یہ ہی کہ ہمارا

حال مثل اُس بوڑھیا کے ہی کہ روپیہ ہماری ہاتھ مین آگیا اور ہم بات کو سمجھ گئی اور اب ہم کسی سُنی یا شیعہ کے مولوے سے نہین ڈرتے ہین اور ہمنی اس بات کو بخوبی سمجھ لیا کہ درحقیقت مستحق اس خلافت کے حضرت علے تہی اور صحاب ثلثہ کو ضرور لازم تہا کہ حضرت علی کو بجای نبی۔ کے قبول کرکے اُنکے تحت مین کام کرتے مگر بات تو یہ تہی کہ الائمہ من قریش (یعنی امام لوگ قریش سے ہونگی) کہکر کے انصار کو ساکت کر دیا اور کچھ خیال اس بات کا نہین کیا کہ حضرت علی بھی قریش مین سے تھے بلکہ خصوصًا بوجہ ہاشمی اور برادر عموی ہونے حضرت رسول کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور اگر حضرت علی اس خلافت درجہ چہارم کو منظور نہین کرتے تو بے تکلف خلفای ثلثہ کو ہم بادشاہان ظالم اور اہل جفا مین سمجھتے اور لقب خلافت کو ایک لقب حقیر جانتے مگر چونکہ حدیث مین (الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ) واقع ہی یعنی کہ خلافت بعد ہماری تیس برس ہوگی اور اندر اُس تیس برس کے حضرت علے نے اُس خلافت کو درجہ چہارم مین منظور کر لیا تو اسی وجہ سے عظمت لقب خلافت کی بہت کچھ ہماری دلمین ہی یعنی کہ اس خلافت ہونے سے حضرت علی کو کچھ شرف نہین ہوا اسواسطی کہ حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کیواسطی تعلق حکومت ظاہری کا کیا شرف ہی بلکہ خلافت کو شرف اور فخر ہے کہ یہ خلافت ایک ایسی چیز ہے کہ حضرت علی نے منظور کیا اور جیسا کہ حضرت علی کو بلقب خلیفہ کے یاد کرنیمین ہم کچھ فخر نہین سمجھتی ہین سو اسی طرح حضرت علی کو بھی داخل صحابہ سمجھنی مین ہم تمامتر راضی نہین ہین کہ حضرت علی اپنی چچیری بھائی اور داماد حضرت رسول کے تھے اور حدیث مین ہے کہ جب حضرت رسول نے درمیان دو دو صحابے کے مواخات یعنے بھائی چارا

لگا دیا تو حضرت علی روتے ہوے حضرت پیغمبرؐ کے پاس آئی اور کہا کہ ہمکو آپ نے کسی صحابی کا بہای نہین بنایا تب حضرت رسول نے کہا انت اخی فی الدنیا و الدین یعنی تو میرا بہای ہی دنیا اور دین مین غرض لقب صحابی کا بھی واسطی حضرت علی کے کچھ بات فخر کی نہین ہے اسواسطی کہ حضرت علی واسطی حضرت نبیؐ کے ویسی ہی ہین جیسا کہ حضرت ہارون واسطی حضرت موسی کے مددگار اور شریک نبوت حضرت موسی کے تھے اور بہ نسبت صحابہ کے شرط یہ ہی کہ اغلب اصحاب وہ لوگ ہین کہ جنہون نے صحبت رسول پای ہو اور حالت ایمان مین مرے ہون اور ایمان کی حالت یہ ہی کہ بدلیل حدیث لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤمِنٌ کی یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھیگا مگر مؤمن پس صحابی لوگ محتاج خوشی اور رضامندی اور محبت علی اور اہلبیت کے تھے اور حضرت علی کا ایمان کچھ محتاج محبت صحابی کا نہین تہا اور اسیواسطی ہم حضرت علی کو دراصل صحابی سے خارج اور داخل نبوت سمجھتی ہین اور صحابی کے اصل معنی اسیقدر ہین کہ جو ساتھ ایمان کے حضرت رسول کی صحبت مین تھے یعنی حالی موالی حضرت رسول کے تھے اور حضرت علی تو برادر عموی و شوہر فاطمہ بنت رسول وجزو رسول خدا کے تھے تو ہم حضرت علی کو یکی از اصحاب کیونکہ سمجھ سکتی ہین اور یہ دو شعر میر حسن دہلوی کی بہ نسبت تعریف صحابہ کے بہت درست ہین کہ اُس سے یہ بات معلوم ہوگے کہ صحابہ کسکو کہتے ہین

شعر

سلام اُنپہ جو اُسکے اصحاب ہین خدا اُنسے راضی رسول اُنسے خوش	وہ اصحاب کہئیے کہ احباب ہین علی اُنسے راضی بتول اُنسی خوش

اور علی ہذا القیاس لقب قریشی کا بھی واسطی حضرت علی کے کچھ فخر نہین ہی کہ حضرت

علی البتہ قریشی تو ہین مگر اسی قریشی ہین ہاشمی پوتا عبد المطلب کے بہی ہین کہ اس وجہ سے درجہ لقب قریشی کا بہ نسبت حضرت علی کے حسب محاورہ سر رشتہ افیون کے بالا در بالا ہو گیا اور قریش مین سے جو حضرت ابو بکر قبیلہ بنی تیم مین سے ہین سو چونکہ حضرت ابو بکر ایک مرد بزرگ صفات اور نیک ذات آدمی تھے کہ عین اپنی خلافت مین حضرت علی سے اقرار کیا کہ ہم لوگ بطور کارگذاران کے ہین اور تو سرور اور امیر و بادشاہ ہی اور کہا کہ ہملوگ مثل ستارہ ہای آسمان ملت کے ہین اور تو بدر کامل ہے اور حضرت ابو بکر کا ایک قول یہ بھی ہی النظر الی وجہ علی لمحبتہ عبادۃ یعنی کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے از روی محبت کے ایک عبادت ہی سو اس وجہ سے راقم حروف کو ساتھ قبیلہ بنی تیم کے اسی مقابلہ کا انس ہے کہ جیسا قریش مین قبیلہ بنی امیہ وغیرہ تین قبیلہ سے حضرت رسول کو نفرت تھی سو بوجہ مذکورہ بالا کے قریش مین بعد قبیلہ بنی ہاشم کے ہم قبیلہ بنی تیم کو بھی مانتے ہین اور اصل حال شرف و منزلت صحابہ اور حضرت علی علیہ السلام کا یہ ہی کہ اگر قران پر لحاظ کیا جای تو قران شریف تمامتر بتائید حضرت علی کے ہے جیسا کہ حدیث مین واقع ہے القران مع علی و علی مع القران یعنی قرآن ساتھ علی کے ہی اور علی ساتھ قران کے اور اگر حدیثین سب طرحکی وضعی اور غیر وضعی بہ روایت حضرت عایشہ اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ کی منظور کیجائین تو کیا شک ہے کہ فضیلت حضرت ابو بکر وغیرہ کی اوپر حضرت علی کے ثابت ہی اور اسی وجہ سے لقب سنیون کا جو اہلسنت و الجماعت ہی بہت حسب حال ہے کہ مدار اس مذہب کا سنت یعنی حدیثون پر اور جماعت یعنی جماعت عام قریشیون پر ہے مگر جب یہ تمام حدیثین بغور دیکھی جائین اور راویان کی حالتون پر نگاہ کیجاے اور ساتھ احادیث

عطای علم بروز خیبر اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ و انت منی بمنزلۃ ھرون
من موسی و لحمک لحمی و دمک دمی و انت منی و انا منک
اور حدیث اہلبیت متعلق آیت تطہیر و حدیث آیت مباہلہ وغیرہ احادیث کے
مقابلہ کیا جای تو صاف صاف یہ بات عیان اور نمایان ہے کہ احادیث فضلیت
صحابہ کی بالضرور ساختہ اور موضوع اور جعل ہین اور سنیون کو مجبوری اس بات
مین ہے کہ کچھ جعل و فریب قران مین کر کے افضلیت صحابہ کی دکھلا نہین سکتی ہین
اور شک نہین ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے عہدہ خلافت کو بہت شایستگی
سی انجام دیا اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ فی الواقع شایستہ عہدہٗ خلافت کے
تھے اور بملاحظہ تاریخ واقدی کے معلوم ہوتا ہی کہ فتوحات شام و مصر وغیرہ
مین تمامتر تائید ایزدی بطرف خالد و ابو عبیدہ جراح کے تھی اور یہ بات
حضرت عمر کی خلافت مین واقع ہوئی اور حضرت علی نے جب اون دونون
خلافتون کو قبول کر لیا تو اس جہت سی یہ دونون خلافتین صحیح بھی ہوگئین مگر
ان خلفای ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ نسبت نہین ہی کہ حضرت علی ان تینون
خلیفون کے ویسی ہی مولا ہین کہ جیسی حضرت نبیؐ انکے مولا ہین اور ان تینون
خلیفونکی مقدم تر خلیفہ ہونے سے حضرت علی کے علو مرتبت مین کچھ نقصان
نہین ہے کہ خلافت یعنی حکومت ظاہری کوی بات شرف کی واسطی حضرت علیکی
نہین ہے۔ روضۃ الصفا۔ جب واقعہ عثمان سے تین روز گذر گئی تو مصریون نے
حضرت امیر علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ ہون حضرت علی نی فرمایا کہ
بغیر رضامندی اصحاب بدر کے منظوری اس خلافت کی نہین ہو سکتی ہی تب
مصریون نے اپنے ساتھ صحابیون کو ہم داستان اپنا کر کے پھر اس بات کو

عرض کی تب حضرت امیر نے فرمایا کہ بعد مرنے عمر کے ہمکو خواہش خلافت کی تھی مگر اب ہمکو کچھ خواہش نہین ہے جس شخص کو چاہو خلیفہ بناؤ اور ہم اُسکی تابعداری کرینگے اور ہماری نزدیک وزارت بہتر ہے امارت سے تب صحابی لوگون نے پھر اصرار کیا اور حضرت امیر نے کہا کہ بغیر حاضری طلحہ و زبیر کے یہ بات نہین ہوسکتی ہے اور آخر طلحہ اور زبیر آئے اور حضرت علی نے کہا کہ تم دونون شخصون مین سے جس کو آرزو خلافت کی ہو سو اُسکی تابعداری ہم کرینگے مگر اون لوگون نے منظور نہین کیا غرض اوّل طلحہ نے اور بعد اُسکی زبیر وغیرہ صحابیون نے بیعت کی اور حضرت علی نے بطرف طلحہ کے نظر کرکے کہا کہ طلحہ واسطی نقض پیمان اور توڑنے میثاق کے سزاوار تر ہے اور کچھ لوگون نے مخالفت کی اور نعمان ابن بشیر انصاری کٹی ہوی اونگلی کو نائلہ زوجہ عثمان کے اور پیراہن خون آلودہ عثمان کو معاویہ کے پاس ملک شام مین لیگیا اور کچھ بنی امیہ ساتھ ہوئے اور آخر کار طلحہ اور زبیر ساتھ حضرت عائشہ کے ملکر کے حضرت علی سے جنگ جمل مین لڑے

اور شکست کھائی اور اسکی بعد جنگ صفین معاویہ کی ہوئے۔ رای راقم۔ اسوقت مین بھی جو حضرت علی خلیفہ بنائے گئے سو کسی نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو یاد نہین کیا اور حضرت علی کو جو ایسے وقت پُر اختلال مین لوگون نے خلیفہ بنالیا سو اس بات مین کسی کا کچھ احسان نہین ہے کہ ہزاران کسان بلوائیان مصر وغیرہ کے موجود تھے اور وہ ایسا وقت شور و شر کا تھا کہ اگر اُسوقت مین معاویہ خلیفہ بنایا جاتا تو باحتمال غالب وہ بھی اس خلافت کو اُسوقت مین آن ورخاص مدینہ مین قبول نہین کرتا اور یہ صرف حضرت علی کی جرأت اور ہمت تھی کہ ایسی خلافت کو منظور کر لیا اور بنی امیہ وغیرہ قریشیون کو جو حضرت علی سے گریزان تھے

درحقیقت یہ خلافت حضرت علی کے منظور نہین تھی اور انجام اس خلافت کا یہ ہوا کہ اس زمانہ خلافت قبول کرنے سے جو ۳۵ سنہ ہجری مین قبول کیا تھا تا آخر وقت جناب امیر کے جو ۴۰ سنہ ہجری مین شہادت آپکی ہوی تمام عمر آپکی مکدر کٹی اور شاہ عبدالحق صاحب جو شرح مین حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہ بات لکھتی ہین کہ اگر اس حدیث سے خلافت مراد ہو تو خلافت بلافصل کیا ضرور ہے اور حضرت علے نے آخر کو تو خلافت پائی سو یہ بات محض ملمع اور بطور ابلہ فریبی کے ہے اسواسطی کہ حضرت علی کو کسی نے اس حدیث کو یاد کرکے خلیفہ نہین بنایا ہی بلکہ یہ مقتضا اسوقت کے شور وشر کا تھا کہ جو حضرت علے خلیفہ بنای گئے او جہانتک ہوسکا سو حضرت علی خوب تنگ اور حیران کیئے گئے

عجب بدفطرت وناپاک بودند		کہ در حبّ علی تقصیر کردند

اور جس طرح پر کہ جنگ جمل عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا اور جنگ صفین معاویہ کا واقع ہوا سو یہ سب حالات تاریخی ایسے ہین کہ انکا ذکر کرنا صرف ملال انگیز ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت تا وقت شہادت حسین کربلا کے ایسا پر فتنہ اور پر آشوب تھا کہ گویا سب لوگ مخالفت اور استیصال خاندان نبوت مین مصروف ومشغول تھے اور یہ حوصلہ صرف علمای اہلسنت کا ہی کہ دونون جنگ جمل اور جنگ صفین کیواسطی مسئلہ خطای الاجتہاد کا اپنی طبیعت سی ایجاد کرین اور اسمین کیا خطای اجتہادی ہی کہ خود حضرت عائشہ اقتلوا النعثل کہہ کرکے لوگون کو بر انگیختہ کرین اور حضرت عثمان کو کافر کہین اور پھر جب قتل عثمان کا ہوا تو بوقت پھرنے بطرف مدینہ کے حال قتل حضرت عثمان کا دریافت کرکے پوچھا کہ خلیفہ کون شخص ہوا اور بجرد سننی امام حضرت علے کے کہا کہ اب ہمکو مدینہ جانی اقامت نہین ہی اور

اسی جگہ سے مکہ کو عود کر کے سامان لڑائی کا شروع کیا پس سخن بے پردہ یہ ہی کہ
حضرت عائشہ کو حضرت علی سے کمال درجہ عداوت تہی آیندہ سنیون کو اختیار ہی
کہ ایسی بی بی کو لقب صدیقہ کا دیکر کے اُنکی حدیثین دربارہ افضلیت اصحاب
ثلثہ کے منظور کرین اور طلحہ اور زبیر کا حال یہ ہی کہ اوائل خلافت مین حضرت
علے کے حکومت بصرہ و کوفہ کی حضرت علی سے طلب کی تہی اور حضرت علی نے کہا
کہ تمہاری پاس رہنی سے ہمکو قوت ہی اور جب تم جدا ہوجاؤگی تو ہم مشورہ کس سے
کرینگے اور اس بات سی یہ دونون صاحب ملول ہو کر کے حضرت عائشہ سے
حاملی اور مشورہ اور بندوبست کر کے اور تہمت بے بنیاد خون عثمان کی قائم
کر کے سر اُٹہایا مگر بہرحال انجام اُن دونون صاحبون کا بخیر ہوا کہ آخر کو مخالفت
سی باز آکر کے بیعت از سر نو کی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زمانہ تا خلافت یزید کے
منافقون سے معمور تہا اور وہ حدیث پیغمبر خدا کی ہمکو برابر یاد آتی ہے کہ جو حضرت
رسول نے اپنے مرض الموت مین فرمایا تہا انی لا اخاف علیکم ان تشرکوا من بعدی
ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا الی الدنیا فتقتلوا و تہلکوا
یعنی نہین خوف ہی مجکو تم لوگ نسی کہ شرک کرو کے تم لوگ بعد میری مگر مجہی خوف اس
بات کا ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ بطرف دنیا کی پس جنگ و قتال کروگے آپسمین
اور ہلاک ہوگے تم لوگ سو بملاحظہ حالات جنگ جمل اور جنگ صفین کی تمام تر تصدیق
اس حدیث پیشین گوئی کی ہوتی ہی اور یہ شعر خواجہ حافظ شیراز کا بہت مناسب مقام ہی

شعر

زیادہ گفتن ناخوش ہزار استغفار	متابعت بمنافق چہ میکنی بگذر

اور جن صاحبون کو فن تاریخ مین مناسبت ہی سو اُنکو یہ بات بخوبی معلوم ہوگی

کہ مورد اس لفظ منافق کے ابتداسی کون کون لوگ ہین اور استعمال لفظ منافق کا بنسبت دشمنان علے کے بہت درست ہی ازروی حدیث لایحبہ الامومن ولا یبغضہ الا منافق کے یعنی کہ نہین دوست رکھیگا اُس علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا اُس علے سے مگر منافق اور شک نہین ہے کہ سنیان تفضیل الشیخین کے بھی اگر خوب تنگ کرکے پکڑے جائین تو جواب یہی ہوگا کہ ہان ہمکو بھی محبت علی کی ہے مگر محبت کیواسطی آثارات اور نشانات ہوتے ہین ایک یہ کہ ہر شخص اپنے دوست کی دشمن سے علیحدگی چاہتا ہی نہ یہ کہ دوست کے دشمنونکی حمایت کرے اور ایک خاص نشانی یہ ہے کہ دوست کے ذکر مین خوش ہو نہ یہ کہ دوست کے ذکر مین رنگ چہرہ کا اوڑجای ـ

شعر مولانا روم

این زمین را آسمانی دیگر ست	مرد این رہ را نشانی دیگر ست

اور اس عرصہ مین ایک خط جناب مرزا محمود حسن صاحب رئیس بھاگلپور محلہ محمد اباد کا بڑے جوش و تپاک کا پہونچا کہ ہمین ایک قصیدہ دعائیہ بھی بحق مولف کتاب ہذا کے لکھا ہی کہ بنظر یادگار و امید قبولیت درگاہ باریتعالی کے اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی

قصیدہ

مرحبا گویم ترا این طرفہ کاری کردہ	باخدا و مصطفے خوش سازگاری کردہ
از علے و فاطمہ تا مہدی آخر زمان	حق بحق دادی و باطل را تو خواری کردہ
از حضیض دہر دون او جب بگردون در رسید	با علے در باغ جنت تو قراری کردہ
از حدیث و آیت این تالیف تو چون شد دلیل	در رہ حق و یقین مشغل گذارے کردہ
خوش بگیتی صنف تو خوش ببردی روزگار	در زمین و آسمان خوش یادگاری کردہ

از پئی تحریر این دستت ببوسد جبرئیل	اندرین چون مدح آن دلدل سوارے کردهٔ
در جزای این عمل می آید از غیبت ندا	فادخلی فی جنتی کاین عمده کاری کردهٔ
با حسن خستہ کہ داری گوشۂ خاطر ز لطف	میکند از دل دعا منت گذاری کردهٔ
یا زیادت آسمان حافظ خدایت جاودان	مونست معصومیان رحمت جوارے کردہ

اور فی الحال ایک دوسرا خط سید اقبال حسین صاحب ابن سید امداد علی ابن سید حسن علے ابن سید حسین متوطن موضع احسن گنج ٹکٹی پرگنہ بہیا ضلع شاہ آباد کا مقام جوکی اکمان ضلع سارن سے پہونچا کہ وہ بھی بملاحظہ محبت وتپاک انکی نقل کیا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونستعین ونصلی علی محمد وآلہ الطاہرین واصحابہ الاکرمین — بیت

ای شان حیدری ز جبین تو آشکار	نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

جناب ہدایت مآب ناصر طریقہ ائمہ اطہار ـ حامی ملت سید ابرار ـ محب واثق حیدر کرار ـ عابد شب زندہ دار ـ مولانا سیدنا البری عن الشین ـ السید محمد وحید الدین حسین خانصاحب بہادر متخلص آزاد مدظلہ العالی اضعف العباد ومحتاج بشفاعت سبطین کمترین سید اقبال حسین ابن مرحوم سید امداد علے ابن مغفور سید حسن علی بن السید حسین حشرہم اللہ مع الحسنین تسلیم بالوف تعظیم بصد تمنای قدمبوس کہ فخر خود میدانم اگر میسر آید طوطیای چشم خود سازم ـ میرساند ـ گر قبول افتد زہی عز وشرف × الحمد للہ کہ درین زمانہ پر آشوب ہمچون ذات قدسی صفات را یکی از مغتنمات می پندارم چرا کہ درین دار ناپایدار مثل جناب فیض اکتساب حق گو وانصاف پسند چند کس بنمودند بخدا سوگند کہ تاریکی جہان وجہانیان ہرگز نمی ماند ـ لہ اقمتہ

ہزار شکر خداوند قادر و قیوم	کہ ہمچو ذات وحید ہست نام معصوم

چون بسال گذشته شهرهٔ عام کتاب (حدآخرت نیک) تصنیفی جناب والا شنیدم۔ بهزار جستجو یافتم۔ بغور تمام دیدم۔ وموزونی طبیعت حق طویت بندگان عالی را صد آفرین ها خواندم به یقین دانستم که بی شبه آخرت نیک شد لراقمه

زانکه کردی تو مدح شاه شهید	آخرت نیک شد جناب وحید

امسال روزی نشسته از شفیق رفیق جناب میرابوالحسن صاحب حرسهم الله عن الشر والفتن یکے از رئیس اثنا عشری مستفسر حال خیریت مآل عدالت خصال بودم که مژده تازه تالیف کتاب ثانی (حد تحقیق) بمشرب سُنّی م شنیدم پس مشتاق شدم چنانچه بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب مستطاب معلی القاب مولانا مقتدانا۔ معظم فی الدارین السید احمد حسین صاحب قبله دام ظله از جناب عالی طلبیدم۔ من چه گویم که آنجناب بمجرد تحریر این حقیر بر هگذر وفور شفقت بزرگانه و توجهات کریمانه اولاً تا صفحه (۲۷۴م) وثانیاً تا صفحه (۴۰۰م) عنایت فرمودند بخدا لبس رهین منت شدم۔ بملاحظه تمام معاینه کردم۔ سبحان الله چه خوب داد انصاف داده و عدل نوشیروانی را کار فرموده اند۔ بالتحقیق این کتاب حد خاتمه تحقیق۔ بلکه چنین فیصلهٔ بی نظیر ناطق شده که استردادش شدن نمی تواند عندالله ماجور و عندالناس مشکور

لراقمه

چون نباشد که این همه باعث	زانکه کردی تو وصف اسدالله

جوشش ولای حضرت مولای مشکلکشا اسدالله غالب علی کل غالب است شک نیست که آنجناب در صالح المومنین اند وحشر حضور با ائمه هدیٰ علیهم السلام خواهد شد چنانکه تائید تحریر من بشارت خواب است که تعبیرش از بیت ذیل هویداست لراقمه

بشارت چنان مے دهد انی وحید	نبی وعلے هر دو راضی شدند

شہرۂ آفاق کتاب مستطاب جناب فیضمآب باکنات عالم عموماً و درین اطراف خصوصاً چنین شده که جوق جوق مسلمانان حق پسند و انصاف بین براے معاینہ اش می آیند و بکمال جوش دلہا می بلنید بجد ادعا می دہند که غفور الرحیم جناب عدالت ماب وحید العصر فرید الدہر ازاد دام ظلہ حق پسند و منصف مزاج را درین سپنجی سرای از شر حاسدان و کوتہ اندیشان محفوظ و انچه که باید از آن محظوظ و بمحبت ائمه معصومین مستحکم و قایم دارد و در آن عالم بالاہم جای صدر اعلیٰ نصیب فرماید آمین آمین گفتم ایہا الناس محبت علی جزو ایمان است پیغمبران راہم فخر پس کسیکه محبت علی ندارد حیدری نیست - بندۂ خدا نیست

چنانکه قول شاعر

بے مرتضے رسولوں کی پیغمبری نہیں	وہ بندہ خدا نہیں جو حیدری نہیں

دیگر

ای دل جسی وسیلہ مشکلکشا نہیں	تا حشر اسکی درد کی ہرگز دوا نہیں

الحق ماشاء اللہ درین حد تحقیق انچه که حق انصاف بود باسند لال معقول براہین قاطع احقاق حق فرموده اند - مرا یقین کامل است که ازین کتاب متبرکه بسیاری کسان که در کوچه ضلالت افتاده اند براه راست خواہند آمد - لہ المنہ

حقا که حق پسندی وحق البیان شدی	ای خضر رہنمای ره گمرہان شدے

لاریب بصلہ این داد حق پسندی وولای مولای مشکلکشا جناب اسد اللہ غالب علے کل غالب بر ہمه غالب و بہر دو جہان سرخرو خواہد داشت آمین رب العالمین لقمه

وحید عصر فرید دہر شدی آزاد	که روح مرتضوی را تو کرده ئی بس شاد

مابی بضاعت و ذره بمقدار را چه یارا که بمدح آنجناب لب کشایم و چه جاے

کہ خود تمامی عالم مداح انتخاب انصاف پسند است چونکہ من ہم یکی از بہی خواه بندگان والا ہستم و بہر حال شکر گذاری مرا لازم بلکہ واجب بنا بر مختصر سطری چند عرض پرداز شدم - برای بقیہ اجزا بس مشتاق ام - مرا یقین است کہ ہر گاه کل طبع خواہد شد ضرور خود حضور مرحمت خواہند فرمود - اگر حقیر را یکی از خادم درم ناخریده خود تصور یده و صرف از امزجہ خیریت مزاج سامی بذریعہ سرفراز نامہ عالی مطلع وممتاز فرمایند بعید از شفقت بزرگانہ نخواہد شد بلکہ فخر و مباہات خود خواہم پنداشت ختم می کنم این عریضہ مختصر را باین دعای آخر کہ جل شانہ با ائمہ ہدی محشور گرداناد بالنون والصاد

لراقمہ

ندای غیبی اقبال را این رسید — کہ خلد برین شد مقام وحید

رباعی تاریخ وصول کتاب لاجواب گرچہ قابل ملاحظہ جناب نیست الا این سرمایہ کم مایگان است اگر مقبول گردد زہے فخر خود دانم

رباعی

تمکو تو نبی نے بخشا — کیا وصف کرون تیرے رقم
تمکو تو علی نے ہے دیا — کیا حب ہدی باغ ارم
۱۲ھ

رباعی دیگر

تم تو عادل ہو ÷ تم تو کامل ہو ÷
حق کے طالب ہو ÷ مرحبا غالب ہو ÷

۹۵ ۱۲ھ

غزل منقبت از سید امداد امام متخلص باثر پسر اکبر وحید الدین آزاد مولف کتاب ہذا کہ جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ خدا کے فضل سے ہم دونون باپ بیٹا ایک ہی اعتقاد کے ہین اور اندر لوا سے محبت حیدری کے زندگی بسر کرتے ہین

غزل منقبت

سرور کون و مکان شاہ سلام علیک | قاسم نار و جنان شاہ سلام علیک
مالک ملک کرم نائب شاہ امم | بادشہ انس و جان شاہ سلام علیک
ضیغم دین خدا حیدر خیبر کشا | داغ نہ سرکشان شاہ سلام علیک
شافع روز جزا ہادی ہر دو سرا | چارۂ بیچارگان شاہ سلام علیک
حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب | فخر شہان جہان شاہ سلام علیک
دافع داغ الم داروی ہر درد و غم | مرہم خستہ دلان شاہ سلام علیک
مفتی دین خدا حاکم ملک رضا | حق ز کلامت عیان شاہ سلام علیک
زینت بزم نبی فخر نبیؐ و ولے | شمع شبستان جان شاہ سلام علیک
مقصد و مقصود ما شاہد و مشہود ما | نام تو ورد زبان شاہ سلام علیک
لحمک لحمی نبیؐ گفت ترا یا علے | ہستی مرا جان جان شاہ سلام علیک
صاحب منبر توئی مالک قنبر توئی | سرور ہر دو جہان شاہ سلام علیک
مظہر ذات خدا جلوہ دہ انبیا | فخر شہ مرسلان شاہ سلام علیک
خالق کون و مکان کرد ثنایت بیان | چون نشوم مدح خوان شاہ سلام علیک
بخشش ز عشق خدا این اثر مردہ را | زندگی جاودان شاہ سلام علیک

انتخاب اشعار از مثنوی سید امداد امام اثر مذکور

چون نہ نالم در غم عشق علےؑ | افتخار ہر نبی و ہر ولے
الفت حیدر ہمین اسلام ما | نام پاک شاہ زیب کام ما
درد ہا دارد دل شیدای من | زین سبب این گریۂ شبہای من
عاشقی پیداست از زاری دل | نیست بیماری چو بیماری دل

عین ایمان ست عشق مرتضے
نور بخش دیدهٔ مرد خدا

دشمن مولی است کور و بے بصر
همچو اعمی میرود سوے سقر

دشمنان را نام مولی جان گزا است
دوستان را نام مولے جانفزا است

ننگرد حاسد بسوے بوتراب
شپره بیند نه روے آفتاب

رتبهٔ حیدر برون از فهم ماست
رتبه دان او جناب کبریاست

از اهانت کم نگردد شان او
سجده گاه اولیا ایوان او

کفر بهتر از چنین دین خراب
کاندران رکن ست بغض بوتراب

تو به توهین علے پرداختی
رتبهٔ شاه نجف نشناختے

رتبهٔ حیدر چه دانی اے غبی
تو بسوے معنے صمٌ شدی

با عدو مرتضے دارے ولا
یا ندانی معنے شرم و حیا

تو بفضل مرتضے داری سخن
مدح حیدر میکند مستر گبن +

آن گبن به از هزاران شامیان
آن گبن به از چنین اسلامیان

این شقاوت شیوهٔ اسلام نیست
بر چنین فهم و ذکا باید گریست

ابن ملجم شرم دارد زین گروه
پیش بے دعنوانی شان پرستوه

آمدم اکنون به مدح بوتراب
نور او روشن ز نور آفتاب

هل اتی وارد شده در شان او
خالق کونین مدحت خوان او

زور بازوے جناب مصطفے
افتخار اولیاؤ انبیا

دوش پاک مصطفے معراج او
گوهر عرفان زیب تاج او

شیر نر حیدر لقب خیبر کشا
ضیغم حق شهسوار لافتے

عالم علم نبے و باب علم
مصدر جود و سخا و صبر و حلم

سرور دین شافع روز جزا — جانشین حضرت خیر الورے
ذات پاکش مظہر رب جلیل — دین حق را آمدہ روشن دلیل
بعد پیغمبر ہمہ را سرور است — از ہمہ بعد پیمبر برتر است
داخل آل عبا و پنجتن — سرور خیل ائمہ بو الحسن
ہم وصی و ہم انیس مصطفے — زوج پاک حضرت خیر النسا
از تو دارد یا علے کعبہ شرف — یا علے تو دُرّ سے و کعبہ صدف
بت شکن ہستی بت پندار را — جان و تن دادہ براہ ارتضا
رجعت خورشید از اعجاز تو — از ہمہ بنیم جدا اندا ز تو
تو ہمان نور سے کہ بودی در ازل — ایمن از مکر شیاطین دغل
تو سراپا ستر ربانی سے علے — تو سراسر جان را جانے سے علے
دشمن تو در دو عالم خوار شد — چون زمدحت بر سر انکار شد
حاسدان گویند مارا رافضے — تا زما باشد جواب شافعی

فصل ۸۷

اس فصل مین بعض کلمات قدسیہ حضرت امیر المومنین علے ابن ابی طالب علیہ السلام کے جلد سیوم روضتہ الصفا سی منقول ہوتے ہین کہ جس سے فضائل ذاتی آپ کے نمایان ہین اور آپ کے ارشادات کا حال یہ ہی کہ صرف قال نہین بلکہ خود حال آپ کا ہے یعنے کہ قول و فعل آپ کی ہمعنان ہین —

نمبر ۱ — اَلدُّنیا اَوَّلُھا عَنا وَ اٰخِرُھا فَنا وَ فی حلالھا حساب وفی حرامھا عذابٌ من صحّ فیھا اٰمِنَ وَ من مَرضَ فیھا ندم و من استغنی فیھا فتن و من ساعافاتتہ و من نظر فیھا الھتہ

ترجمہ دنیا جو ہی سو اول اُسکا رنج و تردد ہے اور آخر اُسکا فنا ہے
حلال کا اُسکے حساب ہوگا اور حرام پہ اُسکی عذاب جو شخص کہ صحیح رہتا ہی
اُسمین سو بفکر ہو جاتا ہی یعنی حالت صحت و تندرستی مین کچھ فکر و اندیشہ اپنی
ناتندرستی کا نہین کرتا ہی اور جب بیمار پڑتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہے یعنی صحت
سے گویا ناامید ہو جاتا ہی غرض کہ دونون حالت صحت و مرض مین خیال آئندہ کا
نہین کرتا ہے اور جو شخص کہ محتاج ہو جاتا ہی سو فتنہ مین پڑتا ہی یعنے کچھ تمیز
حلال و حرام کی باقی نہین رہتے ہے اور جو شخص کہ پیچھے دوڑتا ہی اُس دنیا کے
سو دُنیا اُسی فوت ہوتی ہے اور جو شخص نظر التفات کرے اُسپر وہ دُنیا اُسکو
غافل کر دیتی ہے **متن** فَرَضَ اللّٰہُ تعالیٰ الایمانَ تطهیرًا مِنَ الشِّرْكِ والصَّلٰوۃَ
تنزیهًا عَنِ الكِبْرِ والزَّکوۃَ تسْبیبًا للرِّزْقِ والصِّیامَ ابتلاءً لاخلاص الخلق والحج تقویۃً
للدِّینِ الجهادَ عزًّا للاسلامِ والامرَ بالمعروفِ مصلحۃً للعوامِ والنهیَ عن المنکر ردعًا
للسُّفهاءِ والقصاصَ حقنًا للدِّماءِ وترکَ شربِ الخمرِ تحصینًا للعقلِ وترکَ الزِّناءِ
تحصینًا للنَّسبِ وترکَ اللِّواطۃِ تکثیرًا للنَّسلِ و بقاءً لہ
ترجمہ فرض کیا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو بنظر پاک کرنے کے شرک سے اور نماز کو
بنظر منزہ کرنے کے کبر سے یعنی نماز سے تعلیم عاجزی کی ہی اور فرض کیا اللہ نے
زکوۃ کو بنظر زیادہ کرنے رزق کے یعنے بذریعہ زکواۃ کے محتاجون کو بھی روزی
پہونچ جاتی ہے اور فرض کیا اللہ نے روزہ کو واسطے امتحان خلوص عمل کے
یعنے روزہ رکھنی سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندہ حکم خدا کو مانتا ہی کہ بسبب تابعداری
بھوک پیاس کو سہتا ہی اور فرض کیا حج کو بنظر قوت دینی دین کے کہ جس سے
مسلمان لوگ ہر سال ایک بار مکہ مین جمع ہوں اور انکی آپس کی ملاقات اور

ادای ارکان سے دین کو قوت ہو اور فرض کیا جہاد کو واسطے عزت دینی اسلام کے
اور فرض کیا امر بالمعروف کو یعنے سکھلانی کو شرعی باتونکے بنظر مصلحت عوام کے
کہ عوام لوگ کو خود احکام شرعی پر اطلاع نہین ہی اور فرض کیا نہی عن المنکر کو یعنے
منع کرنے کو برے کامونسے واسطے لانے بیوقونکے بطرف ہدایت کے یعنے
برا کام کرنا کہ جسکا انجام عذاب ہو ایک کام بیوقوفی کا ہے کہ اپنے فعل سے وہ
خود آپ مبتلای عذاب ہوتا ہی اور فرض کیا قصاص کو یعنے خون کرنے کو بدلے
مین خون کے بنظر حفاظت خونون کے یعنے بخوف مارے جانے بہ بدل ایک خون کے
لوگ خون کرنے سے پرہیز کرینگے اور فرض کیا چھوڑ دینے کو شراب خواری کی واسطے
حفاظت عقل کے کسواسطے کہ خمر کی تعریف یہ ہی کہ الخمر ماتخمر بہ العقل یعنی خمر وہ
چیز ہے کہ جس سے خمیر یعنی جوش آتا ہی عقل مین اور فرض کیا ترک زنا کو بنظر حفاظت
نسب کے یعنی اگر زنا جائز ہو تو نسب ضایع ہی یعنے زنا سے جو پیدا ہو سو کیا معلوم
ہو سکتا ہی کہ اسکا باپ کون تہا کہ حساب نسب کا باپ کیطرفسے ہی اور فرض کیا
ترک لواطت کو بنظر زیادہ ہونے نسل اور باقی رہنے اسکے یعنی لواطت مین جو
مادہ کہ مرد سے نکلتا ہی سو اس سے کوئی اولاد نہین پیدا ہو سکتی حالانکہ شہوت
جو دی گئی ہی سو اس سے مقصود یہ ہی کہ نوع انسانی بڑہے اور قائم رہے

نمبر ۳ الناس من خوف الذل فی الذل ترجمہ آدمی لوگ
بوجہ خوف ذلت کے ذلت مین پڑتے ہین مثلا بدن پر کپڑا نہین ہی تو واسطے دفع
کرنے اس ذلت کی ذلت سؤال کرنے کو قبول کرتے ہین حالانکہ کپڑا بہم پہونچانا
اپنی ہاتھہ کی کوشش سی چاہیے بیت

ہر کہ نان از عمل خویش خورد	منت حاتم طائی نبرد

نمبر ۴ طوبیٰ لمن ذکر المعادَ وعَمِلَ للحسنات وقنع بالکفاف ورضی عن اللہ تعالیٰ
ترجمہ مبارک ہو وہ آدمی جو یاد رکھے معاد یعنے جای عود کو اپنے اور عمل کرنے کو
نیک کاموں کے اور قناعت کرے روزے معین پر اور راضی رہے خدا سے

نمبر ۵ اِغنی الغناء العقلُ واکبر الفقر الحُمق واوحش الوحشۃ العُجبُ
واکرم الحسَبِ حُسْنُ الخلق ترجمہ سب سی بڑھ کر کے دولمندی عقل ہے
یعنے عقل بڑی دولت ہی اور سب سی بڑہ کر کے فقر حماقت ہی یعنی احمق آدمی
ہر کام مین اپنے محتاج ہی اور سب سی زیادہ تر وحشت عُجب یعنی خودپسندی ہی
یعنی خودپسند آدمی سبھونکی رای سے وحشت کرتا ہی اور بزرگترین حسب یعنی بزرگترین
صفت ذاتی حُسن خُلق ہی۔

نمبر ۶ الغنی فی الغُربۃ وطنٌ والفقر فی الوطن غُربۃٌ
ترجمہ غنی آدمی مسافرت مین وطن مین ہی اور فقیر آدمی اپنے وطن مین
مسافرت مین ہی۔ بیت

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت
وان را کہ بر مراد جہان نیست دسترس	در زاد بوم خویش غریب است و ناشناخت

نمبر ۷ فوتُ الحاجۃ اَھوَنُ مِن طلبِھا الی غیرِ اَھلِھا
ترجمہ فوت یعنی حاصل نہونا حاجت کا آسان تر ہی طلب کرنے سے
اُس حاجت کے ایک شخص نااہل سے۔

نمبر ۸ لا مالَ انفع من العقل ولا وحدۃ اوحش من العُجب ولا عقل
کالتدبیر ولا کرم کالتقوی ولا قرین کخلق الحَسن ولا میراث کالادب
ولا فائدہ کالتوفیق ولا تجارۃ کالعمل الصالح ولا ربح کالثواب ولا ورع

کالوقوف عند الشبهة ولا زهد کالزهد فی الحرام ولا علم کالتفکر ولا عبادة کاداء الفرائض ولا ایمان کالحیاء والصبر ولا حسب کالتواضع ولا شرف کالعلم ولا عزم کالحلم ولا مظاهرة اوثق من مشاورة

ترجمہ کوئی مال نافع تر عقل سے نہین ہی یعنے عقل بڑی دولت ہی اور کوئی تنہائی وحشتی تر عجب یعنی خودپسندی سے نہین ہی کہ جسکے سبب سے عجب والا آدمی ہمیشہ حالت تنہائی مین اور لوگون سے الگ تہلگ رہتا ہی اور نہین کوئی عقل ہی مثل تدبیر یعنے دور اندیشی کے اور نہین کوئی کرم یعنی بزرگی اور کرامت ہی مثل تقوی کے اور نہین کوئی ساتھی ہی مثل حسن خلق کے کہ خوش اخلاق آدمی کا سب لوگ ساتھ دیتے ہین اور نہین کوئی میراث یعنی مترو کہ ہی مثل ادب شایستگی کی

ادب تاجیست از لطف الٰہی		بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور نہین کوئی راہبر ہی مثل توفیق کے یعنی توفیق اپنی مراد تک پہنچا دیتی ہی اور اور نہین کوئی تجارت ہی مثل عمل نیک کے یعنی عمل نیک مین کچھہ خسارہ نہین ہی اور نہین کوئی نفع ہی مثل ثواب کے اور نہین کوئی پرہیزگاری ہی مثل توقف کر جانے کے وقت شبہہ کے یعنے کسی چیز کے حلت مین جو شبہہ واقع ہو تو اسکی قبول کرنی سی بھی باز رہی یعنی مال شبہہ کا بھی قبول نہ کرے اور نہین کوئی زہد ہی مثل زہد حرام کے یعنی حرام سے بالقصد اپنی کو بچاوی اور نہین کوئی علم ہی مثل تفکر یعنے سونچ وبچار کہ سونچ وبچار سے علم قوی ہوتا ہی اور نہین کوئی عبادت ہی مثل ادائی فرائض کے اور نہین کوئی ایمان ہی مثل حیا اور صبر کے اور نہین کوئی حسب یعنی صفت ذاتی ہی مثل تواضع کے اور نہین کوئی شرافت ہی مثل علم کے یعنی آدمی کو علم سے بڑا اشرف ہی اور نہین کوئی عزم یعنی استقلال طبع ہی

بشل حلم کے اور نہین کوی مدد و پشت پناہ ہی مضبوط تر مشورہ سے۔

نمبر ۹ اضاعۃ الفرصۃ غصۃ ترجمہ برباد دینا فرصت وقت کا رنج اٹھانا ہی۔

وقت ہر کار نگہدار کہ نافع نہ بود		نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند

نمبر ۱۰ من اعطی اربعا لم یحرم اربعا من اعطی الدعاء لم یحرم الاجابۃ ومن اعطی التوابۃ لم یحرم القبول ومن اعطی الاستغفار لم یحرم المغفرۃ ومن اعطی الشکر لم یحرم الزیادۃ ترجمہ جس شخص کو عطا ہوئین چار چیزین نہین محروم رہیگا وہ شخص چار چیزون سے جو شخص کہ عطا ہوی اسکو توفیق دعا مانگنی کی نہین محروم ہوگا وہ شخص قبولیت سی اس دعا کی اور جو شخص کہ عطا ہوی اسکو توفیق توبہ کرنے کی نہین محروم ہوگا وہ شخص مقبول ہونی سے اس توبہ کے اور جس شخص کو توفیق دیگئی استغفار یعنی مغفرت مانگنی کی سو نہین محروم ہوگا مغفرت سی اور جس شخص کو توفیق دیگئی شکر کرنیکی سو وہ نہین محروم ہوگا زیادتی سے کہ شکر موجب مزید نعمت کا ہی۔

نمبر ۱۱ من یعط بالید القصیرۃ یعطی بالید الطویلۃ ترجمہ جو شخص کہ بخشش کرے اپنے چھوٹے ہاتھ سے سو اسکو دیا جائیگا بڑے ہاتھ سے یعنی جو شخص کہ تھوڑی مقدور پر خیرات کرے سو اسکو بہت کچھ دیا جائیگا دہ در دنیا و ہفتاد در آخرت۔

نمبر ۱۲ اصدقاؤک ثلثۃ واعداؤک ثلثۃ اما اصدقاؤک فصدیقک وصدیق صدیقک وعدو عدوک واما اعداؤک فعدوک وعدو صدیقک وصدیق عدوک ترجمہ دوستان تمہاری تین ہین اور دشمنان تمہاری تین ہین لیکن تفصیل دوستونکی یہ ہی کہ دوست تمہارا اور

دوست تمہاری دوست کا اور دشمن تمہاری دشمن کا سو یہ سب لوگ داخل
دوستان کے ہین اور تفصیل تمہاری دشمنون کی یہ ہی کہ دشمن تمہارا اور دشمن
تمہاری دوست کا اور دوست تمہاری دشمن کا کہ یہ سب لوگ داخل دشمنان ہین فقط
خدا کرے کہ بذریعہ عداوت معاویہ کے جو دشمن حضرت علی کا تھا ہم بہی داخل دوستان
علی کے سمجھے جائین کہ یہ اخیر درجہ دوست کا ہی ہماری نجات کیواسطی بہت
کافی ہی اور سنیان معاویہ شاہی اپنی خبر لین کہ بذریعہ دوستی معاویہ دشمن علیکی
کہین داخل دشمنان کے نہ ہو جائین —

نمبر ۱۳ مودۃ الاباء قرابۃ بین الابناء والقرابۃ احوج الی المودۃ من المودۃ الی القرابۃ
ترجمہ محبت باپ دادون کی ایک قرابت ہی فرزندون سے یعنے باپ دادون کو
اگر تم محبت سی یاد کرو گے تو تمہاری فرزند لوگ بہی تمہا محبت یاد کرینگی بیت
تو بجای پدر چہ کردے خیر کہ ہمان چشم از پسر داری
اور قرابت محتاج تر ہی طرف محبت کے بہ نسبت اس بات کے کہ محبت محتاج قرابت
کی ہو یعنی قرابت محتاج محبت کی ہی مگر محبت محتاج قرابت کی نہین ہی —

نمبر ۱۴ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سی سوال کیا لو سُدَّ علی رجلٍ
بابٌ و ترک فیہ من این کان یاتیہ رزقہ یعنی اگر بند کیا جای دروازہ اوپر
ایک آدمی کے اور چھوڑ دیا جای وہ اُسی مکانین پس کہانسی آویگی روزی اُسکی
حضرت علی نے جواب دیا من حیث یاتیہ اجلہ یعنے اُسی طرحسی روزی آویگی
کہ جسطرح سے موت اُسکی آویگی —

نمبر ۱۵ ما احسن تواضع الاغنیاء للفقراء طلبا لما عند اللہ واحسن منہ تکبر
الفقراء علی الاغنیاء اتکالا علی اللہ ترجمہ کیا خوب ہی تواضع کرنا امیرونکا

غریبون سے تبلاش اُس چیز کے کہ جو خدا کے پاس ہی اور اُس سے بھی خوب تر ہی
غرور کرنا فقیرون کا امیرونسے بنظر توکل کرنے اوپر خدا کے اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتے ہین کہ بیانین حکمتون اور خطبی اور نصیحتون کے حضرت علی بعد پیغمبر خدا کے
افصح الفصحا ہین اور کلمات آپ کے حدود و شمار سے افزون ہین مگر چونکہ یہ کتاب
روضۃ الصفا کی فن تاریخ مین ہی اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور حال یہ ہی
کہ ملا محمد ابن خاوندشاہ مصنف کتاب روضۃ الصفا کا ایک بڑا عالم شخص ہی
اور ہم ما سترساتھ اُسکی یہم اعتقاد ہین کہ صاحب روضۃ الصفا کو اصحاب ثلثہ اور
حضرت عائیشہ اور طلحہ اور زبیر سی کچھ کاوش نہین ہی مگر اس شخص کو تمام ترگرویدگی
ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت اور دوازدہ امام کے ہی اور معاویہ سی اس
شخص کو کمال نفرت ہی غرض کچھ شک نہین کہ مصنف روضۃ الصفا کا ایک
شخص تفضیلیہ مذہب کا اور نہایت صاف و پاک مشرب کا ہی اور دیگر اقوال
حضرت امیر علیہ السلام کے جو ہماری نظر سے گذری ہین سو ہم بھی اُنمین سے
اس جگہہ یہ دو قول بنظر سعادت اپنی نقل کرتے ہین اور اگر بخت مساعد ہو
تو انشا اللہ تعالی ایک شرح دیوان عربی حضرت امیر علیہ السلام کی بھی کیجائیگی

نمبر ۱ الدین والدنیا کالمشرق والمغرب فاذا قربت من احدھما بعدت من الاخر
ترجمہ دین اور دنیا مثل پورب و پچھم کے ہی کہ اگر کسی ایک سی اُن دونومین کے
تو نزدیک ہوگا تو تو دور رہوگا دوسرے سے

نمبر ۲ الدنیا کالظل فاذا سعیت الیہ ھرب منک فان ھربت منہ یسعی الیک
ترجمہ دنیا مثل سایہ کے ہی کہ اگر تو دوڑے اُسکی طرف تو وہ بھاگیگا
تجھسے اور اگر تو بھاگے اُس سے تو وہ دوڑیگا تیری طرف ـــ

اب سنیان معاویہ شاہی تفضیل الشیخین کے ہمکو دیکہلا دین کہ اُنکی پاس کچہ کلمات خلفای ثلثہ کے ہم پلہ کلمات حضرت مولا علیکی ہین یا خیر اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین لکہتی ہین کہ حضرت عمر متصوف بہی تہی اور ایک رسالہ بہی تصوف مین اُنسے ہی سبحان اللہ کیا تصوف حضرت عمر کا ہوگا کہ جو حضرت علیکی گہر کے جلانے کو ہاتہہ مین آگ لیکر گئے تھے اور نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا جو حضرت ابوبکر نے لکہدیا تہا سو اسکو حضرت فاطمہ سے واپس لیکر کے چاک کرا دیا اور بہر حال حضرت عمر جو کچہ صوفی مشرب باعتقاد شاہ ولی اللہ صاحب کے ہون سو ہون مگر چودہ خانوادہ فقرا مین سے کوی سلسلہ حضرت عمر تک نہین پہونچتا ہی اور حضرت عمر کا صوفی قرار دینا ویسا ہی ہے کہ جیسے ایک شخص کہی کہ اُسنی ایک گوری رنگ کا حبشی دیکہا ہی اور اُسپر مزید یہ ہی کہ بعض سنیان معاویہ شاہی نے فی الحال یہانتک ترقی کی ہی کہ تصوف مین حضرت علی کو حضرت عمر سے تعلیم تہی حالانکہ ہمنی مقامات متعددمین دکہلایا ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سی کچہ کراہت تہی مگر شک نہین ہی کہ ان خلفای ثلثہ مین سے حضرت ابوبکر کو ایک میل طبیعی بطرف فقر کے تہا اور چار دہ خانوادہ مین سے ایک سلسلہ نقشبندیہ کا حضرت ابوبکر تک پہونچتا ہی اور اشعار مفصلہ ذیل سے حضرت ابوبکر کی خوبی اور بزرگی پائیجاتی ہی۔

اشعار

خذ بلطفك يا الهی من لہ زاد قليل	مفلساً بالصدق ياتی عند بابك يا جليل
لی تو ساتہہ لطف اپنے ای بار خدا اُس شخص کو کہ جسکو ہی توشہ راہ تہوڑا	جس حالتمین کہ مفلس ہے اور آتا ہی ساتہہ صدق کی تیری در پر اے جلیل

ذنب ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
اسکا گناہ ایک بڑے گناہ ہی معاف کر تو اُس بڑی گناہ کو

من عصیان و نسیان و سہو بعد سہو
اور اس شخص سے عصیان ہی و نسیان اور سہو بعد سہو کے

نال یا ربی ذنوبی مثل رمل لا تعد
پہونچی ہی اے میرے رب گناہ میرے مثل بالو کی جو شمار نہین ہوتین

قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما
کہہ تو آگ کو کہ ٹھنڈی ہو جا اے حقمین میرے جیسا کہ

عافنی من کل داء واقض عنی حاجتی
عافیت دے تو ہمکو ہر بیماری سی اور بر لا تو حاجت میری

انت شاف انت کاف فی مہمات الامور
تو شفا دینے والا ہی تو کافی ہی مہمات امور مین

رب ہب لی کنز فضل انت وہاب کریم
اے رب میرے بخش تو مجکو خزانہ فضل کو کہ تو

کیف حالی یا الہی لیس لی خیر العمل
کیسا حال ہی میرا اے خدا میری کہ نہین ہی مجکو نیکی عمل کی

ہب لنا ملکا کبیرا نجنا مما نخاف
بخش تو مجکو ایک بڑا ملک اور نجات دے تو مجکو جس
چیز سے کہ مین ڈرتا ہون

این موسی این عیسی این یحیی این نوح
کہان ہین موسی کہان ہین عیسی کہان ہین یحیی کہان ہین نوح

انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل
تحقیق کہ وہ ایک شخص مسافر اور گناہگار اور ایک بندہ ذلیل ہے

منک احسان و فضل بعد اعطاء جزیل
اور تیری طرف سے احسان ہی اور فضل ہی بعد بخشش عمدہ کے

فاعف عنی کل ذنب فاصفح الصفح الجمیل
پس معاف کر تو میری طرف کا کل گناہ اور مٹا دے تو خوب مٹانی کر کے

قلت قلنا نار کونی انت فی حق الخلیل
کہا تو نے کہ کہا ہمنی کہ اے آگ ہو جا ٹھنڈی حقمین خلیل کے

ان لی قلبا سقیما انت تشفی للعلیل
تحقیق کہ ہمکو ہی ایک قلب بیمار اور تو شفا دیتا ہی بیمار کو

انت ربی انت حسبی انت لی نعم الوکیل
تو رب میرا تو کافی مجکو ہی اور میری لئی بہتر وکیل ہی

فاعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل
پس عطا کر تو مجھی وہ چیز جو میری دلمین ہی اور ہدایت
کر تو مجکو بہتر ہی ہدایت سے

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل
اور بدی اعمال کی میری بہت ہی اور توشہ عبادتون میری کا تھوڑا ہی

ربنا اذ انت قاض والمنادی جبرئیل
اے رب ہمارے جسوقت کہ تو قاضی ہی اور ندا کرنیوالا جبرئیل ہی

انت یا صدیق عاص تب الی المولی الجلیل
تو اے صدیق گنہگار ہی پس توبہ کر تو طرف مولی جلیل کے

اور اشعار مذکورہ بالا حضرت ابوبکر کے بہت خوب ہین مگر اس جگہ ہرچند اشعار حضرت علی علیہ السلام کے بھی نقل ہوتے ہین کہ جس سے فرق مراتب تعلق باخدا اور حالات دونون بزرگون کا ظاہر ہو

اشعار

لبیک لبیک انت مولاہ	فارحم عبیدک الیک ملجاہ
ہان حاضر ہون ہان حاضر ہون تو مولا اُسکا ہی یعنے تو مولا میرا ہے	پس رحم کر تو ایک چھوٹے بندہ پر کہ جو تجھ تک جای پناہ اُسکی ہے

اور یہ نسبت حدیث من کنت مولاہ کے بعض سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ مولا کے معنے غلام کے ہین اور ہمنی جواب دیا کہ مولا کے معنی جو کچھہ فرض کیجئے مگر ہم نسبت ہونا حضرت علی کا ساتھہ پیغمبر خدا کے قایم رہیگا یعنی اگر مولا کے معنی غلام کے ہون تو معنی حدیث کا یہ ہوگا کہ جسکے غلام پیغمبر صاحب ہون سو علی بہی غلام اُسکی ہین غرضکہ اسی طرحکی کوشش معنی بنانیمین صرف ایک نشانی کم بختی کی ہی اور اُن صاحب سی پوچھا جاسکتا ہی کہ اس شعر مین جو خدا کو مولا کہا ہی سو اس مولا کے کیا معنی ہین اور اصل یہ ہی کہ مولا کے معنی دونون جگہ مین یعنی اُس حدیث مین اور اس شعر مین خاوند اور مالک کی ہین مگر وہ سنی صاحب یہ عذر کرسکتی ہین کہ کیا ایک لفظ کے چند معنی نہین ہوتے ہین اور جواب اُسکا یہ ہی کہ اگر ایک لفظ کی کئی معنی ہون تو قرینہ مقام کو دخل ہی سو اُس حدیث مین کیا قرینہ مقام اس بات کا ہوسکتا ہی کہ پیغمبر صاحب یہ بات کہین کہ جسکی ہم غلام ہون تو اُسکا علی بہی غلام ہی اور یہ معنی تو محض لغو وفضول معلوم ہوتی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صاحب کسی شخص کے غلام نہین تہی کہ جو علی بہی اُنکے غلام ہوتے

یا ذا المعالی علیک معتمدی
ای صاحب مدارج عالیہ کا میرا اعتماد تجھ پر ہی

طوبی لمن کنت انت مولاہ
مبارک ہو وہ شخص کہ جسکا تو مولا ہے

طوبی لمن کان نادما ارقا
مبارک ہو واسطی اُس شخص کے جو کہ ہو وہ نادم اور بیدار

یشکوا الی ذی الجلال بلواہ
جو کہ شکوہ پیش کرے طرف ذو الجلال کے اپنی مصیبت کو

ما بہ علۃ ولا سقم
اور نہ ہوی اُسکو کوئی علت اور نہ کوئی بیماری

اکثر من حبہ لمولاہ
زیادہ تر حب سے اُسکی واسطے مولا اپنی کے

اذا خلا فی الظلام مبتھلا
جب اکیلا ہو وہ اندھیرے مین گریہ وزاری سے عاجزی کرتا ہو ازان وفور زہد سب کچھ چھوڑ کر کے

اجابہ اللہ ثم لباہ
قبول کرتا ہے اسکو خدا
اور لبیتا ہے اُسکو

سألت عبدی وانت فی کنفی
سوال کیا تو میری بندہ نی اور تو میرے نگاہ مین ہے

وکل ما قلت قد سمعناہ
اور تمام جو کہ تو نے کہا تحقیق کہ سنا مین نی اُسکو

یہ شعر از طرف خدا کے بطور جواب شعر مذکورہ بالا کے ہے

صوتک تشتاقہ ملئکتی
آواز کو تیری مشتاق ہین فرشتہ میری

فذنبک الان قد غفرناہ
پس گناہ کو تیری اب مین نے تحقیق کہ معاف کیا

یہ بھی ایک شعر بطور جواب کے خدا کیطرف سے ہے

فی جنۃ الخلد ما تمناہ
بہشت خلد مین وہ چیز ہی جسکی تمنا کرتا ہی تو

طوباہ طوباہ ثم طوباہ
خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز

یہ شعر بھی خدا کیطرف سی بطور جواب کے ہے

سلنی بلا حشمۃ ولا رہب
سوال کر تو مجھسی بے دباؤ و بیدہشت کی

ولا تخف اننی انا اللہ
اور مت خوف کر تو کہ تحقیق کہ مین خدا ہون

یہ سب اشعار خدا کیطرف سے بطور جواب کے ہین سبحان اللہ اس سوال و جواب سی کیا تعلق راز و نیاز کا درمیان خداوند تعالی اور حضرت علی کے پیدا ہوتا ہے

اشعار دیگر از حضرت امیر المومنین علیہ السلام

فرضٌ علی الناس ان یتوبوا	لکن ترك الذنوب اوجبُ
فرض و واجب ہی اوپر آدمی کے توبہ کرنا	لیکن ترک کرنا گناہونکا واجب تر ہے
والدھر فی صرفہ عجیبٌ	وغفلة الناس فیه اعجب
اور زمانہ اپنی گردش مین عجیب ہی	مگر غفلت آدمیونکی اُس زمانہ مین عجیب تر ہے
والصّبرُ فی النائبات صعبٌ	لکن فوت الثواب اصعب
اور صبر کرنا مصیبتون مین سخت ہے	مگر فوت ہونا ثواب کا سخت تر ہی یعنی صبر مین ایک مصیبت ہے جو ثواب ہے سو نظر اُس ثواب کے مصیبت ایک بہتر چیز ہے
وکل ما یرتجی قریب	والموت من کل ذاك اقرب
اور تمام وہ چیز جو امید کیجای قریب ہی	مگر موت کل اُس چیز سے قریب تر ہی

ان شعرون سی بھی کسقدر رفعت شان اور بلندی خیالات حضرت علی کے ظاہر ہوتی ہین اور بالفعل ایک سنی صاحب نی ہمسے کہا کہ حدیث انا مدینة العلم و علیٌ بابھا و انا دار الحکمة و علی بابھا کی ایک ضعیف حدیث ہی سو اُسکا جواب یہ ہی کہ فضیلت علمی حضرت علی کی کچھ محتاج اس حدیث کی نہین ہی کہ ایک دہریہ اور منکر اسلام بھی بملاحظہ کلمات و اشعار حضرت علی کے بی شبہ قایل انکی فضیلت علمی کا ہوگا بلکہ یہ کہیگا کہ ایسی رتبہ علمی کا آدمی برادر عموی اور داماد اور وصی ہونا پیغمبر صاحب کا خود پیغمبر صاحب کیواسطی فخر ہی اور یہ قول مولانا روم کا بہت حسب حال ہی مصرع افتخار ہر نبی و ہر ولی ہٰ آئندہ حضرت عمر بھی اگر صوفی مشرب ہون تو انہین کے

سلسلہ کی نقیر لوگ جانتی ہونگی مگر ہمکو صرف اسیقدر اطلاع ہی کہ بلاحظہ کیفیت فتوحات شام و مصر وغیرہ کے حضرت عمر ایک شخص موید من اللہ اور واسطی اجراے دین اسلام ظاہری کے موزون و مناسب تہی اور عقل انکی ملک گیری ور ملکداری مین بہت درست تہی اور اکثر کام مشورہ حضرت علی کے کرتے تہے اور وضع خوراک و پوشاک کی بہت سادہ طور پر تہی اور عبادت صوم و صلوۃ کی طرف بہی بہت سرگرم تہی اور انکو حرارت ایمانی بہت تہی مگر حلاوت ایمانی کیواسطی خدا تعالی نی خاص کرکے

حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کو خلق کیا بیت

ہر کسی را بہر کاری ساختند		میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۸۸

اس فصل مین انتخاب ضروری ہی کتاب تاریخ الخمیس عربی چہاپہ مصر سی کہ جو مصنف اسکا حسین ابن محمد ابن حسن دیار بکری ہی کہ اسنی یہ کتاب تفسیر کبیر اور کشاف اور صحیح بخاری وغیرہ سے انتخاب کرکے مرتب کی ہی اور ایک سخت سنی ہی

نمبر ۱ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ہجری صفحہ ۵۸ —

وفی ہذہ السنۃ طلعت الشمس بعد ما غربت لعلی رضی اللہ عنہ علی ما اوردہ الطحاوی فی مشکلات الحدیث عن اسماء بنت عمیس من طریقین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیہ و راسہ فی حجر علی رضی اللہ عنہ ولم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصلیت یا علی قال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انہ کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس قالت اسماء فرایتہا غربت ثم رایتہا طلعت بعد ما غربت و وقعت علی الجبل والارض وذلک فی الصہباء فی خیبر وہذا حدیث

ثابت الرواية عن ثقاة وحكى الطحاوي ان احمد بن صالح كان يقول لا ينبغي
لمن سبيله العلم التخلف عن حفظ حديث اسماء لانه
من علامات النبوة كذا في المنتقى قال الجوزي في الموضوعات
حديث رد الشمس في قصة علي موضوع بلاشك

ترجمہ اور اس سنہ ہجری مین طلوع ہوا آفتاب بعد غروب ہونی کی واسطے
علی رضی اللہ عنہ کے موافق روایت طحاوی کے کتاب مشکلات الحدیث مین بروایت
اسماء بنت عمیس کے دونون طریقہ سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی پر وحی آئی تھی
اور سر اُنکا گود مین حضرت علی کے تھا اور نہین نماز پڑہی تہی حضرت علی نے عصر کی تا
غروب آفتاب کے پس پوچھا اُس سے حضرت رسول نے آیا نماز پڑہی تونی ای علی
کہا اُس علے نے کہ نہین پس کہا حضرت رسول نے کہ ای میری خدا تہا وہ علے
طاعت مین تیری اور رسول تیرے کی پس پھیر دی تو اوپر اُسکی آفتاب کو کہا اُس
اسماء نے کہ دیکھا ہمنے اُس آفتاب کو غروب ہوتے ہوئے پھر دیکھا ہمنے اُس آفتاب کو
طلوع ہوتی ہو بعد غروب ہونے کے اور گرا وہ آفتاب اوپر پہاڑ اور زمین کے
یعنے روشنی اُسکی آئی پہاڑ اور زمین پر اور یہ بات مقام صہبا علاقہ خیبر کی ہے
اور یہ حدیث ثابت الروایت ہی ثقہ لوگون سے اور نقل کی طحاوی نے کہ احمد
ابن صالح کہا کرتے تھے کہ نہین سزاوار ہی اُس شخص کو کہ جسکو علم ہی خلاف ورزی
کرنی حفظ حدیث سی اسماء کے بنظر اس بات کے کہ وہ علامات نبوت سی ہی اور یہ
روایت کتاب منتقی مین ہی اور کہا ابن جوزی نے کتاب موضوعات مین کہ حدیث
رجعت آفتاب کی قصہ علی مین ایک حدیث موضوع ہی بلاشک ہے **فائدہ**
اگرچہ ابن جوزی نے جو اعتقاد اُسکا بطور ابن خلکان اور معتزلی وغیرہ کے ہی

اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہی مگر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی اس حدیث کو مقصد دوم مین اپنی کتاب ازالۃ الخفا کی بہت طول سے اس حدیث کو منظور کیا ہی کہ جو یہ شاہ صاحب بھی ایک سخت سنیون مین سے ہین اور رجعت آفتاب کی کیا مشکل ہی کہ حضرت یوشع کی دعا پر بھی ٹھہر جانا آفتاب کا توریت مین مندرج ہی اور یہ بات شرف علی کی کیا کم ہی کہ حضرت رسول نے اپنا سر حضرت علی کی گود مین رکھکر کے آرام کیا۔

نمبر ۲ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ھجرے سے صفحہ ۸۶

وفی ریاض النضرۃ روی عن علی انہ قال حین اتینا الکعبۃ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ فصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای ضعفا منی تحتہ قال اجلس فجلست فنزل عنی وجلس لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لی اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ فنھض لی وانہ یخیل الی انی لو شیت لنلت افق السماء حتی صعدت البیت وفی شواھد النبوۃ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا حین صعد منکبیہ کیف تراک قال علی اری کان الحجب قد ارتفعت وتخیل الی انی لو شیت لنلت افق السماء فقال رسول اللہ طوبی لک تعمل للحق وطوبی لی احمل للحق او کما قال نبیہ قال فصعدت البیت وکان علیہ تمثال صفر او نحاس وھو اکبر اصنامھم وتفی رسول اللہ قال لی الق صنمھم الاکبر وکان موتدا

على البيت باو تاد حديد الى الارض فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ايه اعالجه جاء الحق
و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فجعلت ازاوله
وقال اعالجه عن يمينه وعن شماله ومن بين يديه ومن
خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لى رسول الله اقذفه
فقذفته به فتكسر كما يتكسر القوارير ثم نزلت وزاد الحاكم
فما صعدت حتى الساعة ويروى انه كان من قوارير رواه
الطبرانى وقال اخرجه احمد ورواه الزرندى والصالحانى
ثم ان عليا اراد ان ينزل فالقى نفسه من صوب الميزاب
تادبا وشفقة على النبى صلى الله عليه وسلم ولما
وقع على الارض تبسم فسأله النبى صلى الله عليه وسلم
عن تبسمه قال لانى القيت نفسى من هذا المكان الرفيع
وما اصابنى الم قال كيف يصيبك الم وقد رفعك محمد
وانزلك جبرئيل ويقال ان واحدا من الشعراء اشار
الى هذه القصة فى هذه الابيات فقال

قيل لى قل فى على مدحة	ذكره يخمد نارا موصدة
قلت لا اقدم فى مدح امرئ	ضل ذو اللب الى ان عبده
والنبى المصطفى قال لنا	ليلة المعراج لما صعده
وضع الله بظهرى يده	فاحس القلب ان قد برده
وعلى واضع اقدامه	فى محل وضع الله يده

ترجمہ ریاض النضرہ مین روایت ہی علی سے کہ کہا اُسنی کہ جب پہونچی ہم لوگ
کعبہ کو تب کہا مجکو رسولخدانی کہ تو بیٹھ جا پس بیٹھ گیا مین طرف پہلو کعبہ کے تب
چڑہے وہ نبی اوپر میرے کاندھے کے اُٹھانے لگا مین اُنکو پس دیکہا اُس نبی نے
ایک ضعف مجھ مین اپنی نیچے تب کہا اُس نبی نے مجکو بیٹھ جا پس بیٹھ گیا مین اور اوترے
وہ نبی مجھ سے اور بیٹھے وہ رسول نیرے واسطی اور کہا مجکو کہ چڑہ جا تو اوپر میرے
کاندہی کے پس چڑہ گیا مین اوپر دونون کاندہون اُسکی اور اُٹھایا مجکو اُس رسول نے
اور ہمکو یہ خیال ہوتا تہا کہ اگر ہم چاہتی تو پہونچ جاتے ہم اُفق آسمان کو پس کہا
رسولخدانی کہ مبارک ہو تجکو کہ عمل کرتا ہی تو براہ حق کے اور مبارک ہو مجکو کہ
اُٹھاتا ہو مین براہ حق کے یا جیسا کہ کہا اُسنی منتہی ہوا وہ قول کہا اُس علے نے کہ چڑہی
ہم اُس خانہ کعبہ کو کہ اُسپر ایک تصویر تہی پیتل یا تانبی کی اور وہ بزرگترین اُسکے
بتون کا تہا اور مجکو رسولخدا اور کہا مجکو کہ پھینک تو اُنکی بُت کلان تر کو اور تہا
وہ بت مینخ مارا ہوا اُس خانہ کعبہ پر ساتھ مینخین لوہی کے زمین تک پس کہا رسولخدانے
ہان اور ہان اور علاج کر تو اُسکا پہونچا حق اور نیست ہوا باطل اسواسطی کہ باطل
مٹا دیا گیا پس ہٹانی لگی ہم اُس بُت کو یا کہا دفع کرنے لگے ہم اُسکو دہنے اور
بائین اور سامنی اور پیچھی سے اُس رسول کے یہانتک کہ ہم ٹہر گئے اُس بُت کے پاس
تب کہا مجکو رسولخدانی کہ پھینک دی تو اُس بت کو پس پھینک دیا ہمنے اُس بت کو
تب ٹوٹ گیا وہ بُت جیسے ٹوٹتا ہی شیشہ سب تب اوترے ہم اور زیادہ کیا حاکم نے
اسقدر عبارت کو کہ پھر نہین چڑہی ہم اُس کعبہ کو قیامت تک اور ایک روایت یہ ہے
کہ وہ بت تہا شیشون کا روایت کی اسکو طبرانی نے اور کہا اُسنی کہ نکالا ہی اُس
حدیث کو احمد نے اور روایت کی اُسکو زندی اور صالحانی نی تب اُسکی بعد علی نے

ارادہ کیا اوترنے کا پس گرادیا اپنی کو میزاب یعنی کعبہ کی چھت کی تھری سی بنظر ادب اور شفقت کرنے او پیغمبر خدا کے اور جب گری وہ علی زمین پر تو تبسم کیا علی نے پس پوچھا اُس علی سے رسول خدا نے وجہ تبسم کو تب کہا علی نے کہ تبسم کی وجہ یہ تھی کہ میں نے اپنے کو گرادیا ایسی مکان بلند سی اور نہ پہونچی مجکو کچھ چوٹ تب کہا رسول خدا نے کہ کیونکر پہونچتی تجکو چوٹ کہ تجکو اُٹھایا تھا محمدؐ نے اور اتارا تجکو جبرئیل نے اور ایک شاعر نے اُس قصہ کو بیت ہای مفصلہ ذیل مین اس طرح پر قلمبند کیا ہی

ترجمہ شعر اول مجکو کہا گیا کہ کہہ تو علی کے حق مین ایک مدح کہ جسکا ذکر سرد کرتا ہی آتش طبق بر طبق کو دوزخ کے۔

ترجمہ شعر دوم جواب دیا مین کہ نہین قدم ڈالین گے ہم مدح مین ایک آدمی کے کہ جسمین ایک شخص صاحب عقل یہانتک بہکا ہی کہ تحقیق کہ بندگی کی اُسکو۔

ترجمہ شعر سوم اور نبیؐ مصطفے نے کہا مجکو کہ شب معراج کو جب چڑہی وہ نبیؐ

ترجمہ شعر چہارم رکہا خدا نے میری پیٹھ پر اپنا ہاتھ پس تمیز کیا دل نے کہ خدا نے ٹھنڈا کیا تھا اُس دل کو۔

ترجمہ شعر پنجم اور علی رکھنی والی ہین اپنی قدمونکو ایسی محل مین کہ جہان خدا نے رکہا تہا اپنا ہاتھ

نمبر ۲ تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۶۹۔

وتخلف عن بیعته علی وبنو هاشم والزبیر بن العوام وخالد بن سعید بن العاص وسعد بن عبادة الانصاری ثم ان الجمیع بایعوا بعد موت فاطمة بنت رسول الله الا سعد بن عبادة فانه لم یبایع احدًا الی ان مات وبیعتهم بعد ستة اشهر من موت فاطمة علی القول الصحیح وقیل غیر ذلك

ترجمہ اور خلاف ورزی کی بیعت سی ابوبکر کی علی و بنی ہاشم اور زبیر بن عوام اور خالد ابن سعید بن العاص اور سعد بن عبادہ انصاری نے اور بعد اُسکی اون سب لوگون نے بیعت کی بعد انتقال حضرت فاطمہ دختر رسول اللہ کے مگر سعد ابن عبادہ کہ اُسنی ہرگز بیعت نہین کی کسی شخص کی تا مرنے اپنے کے اور بیعت اون سب لوگونکی بعد چھہ مہینے کے ہی انتقال حضرت فاطمہ سے اوپر قول صحیح کے اور بعض قول خلاف اُسکے ہین۔

نمبر ۴ تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۲۴۱۔

ولما کتب ختم الصحیفۃ واخرجها الی الناس وامرهم ان یبایعوا لمن فی الصحیفۃ حتی مرت بعلی فقال بایعت لمن فیها وان کان عمر

ترجمہ پس جب لکھا اُس ابوبکر نے صحیفہ استخلاف عمر کو تب مُہر کی اُسپر اور بھجوایا اُس صحیفہ کو آدمیون کے پاس اور حکم دیا اُس ابوبکر نے کہ بیعت کرین وی لوگ اُس شخص کی کہ جو اُس صحیفہ مین مذکور ہی یہانتک کہ پہونچا وہ صحیفہ علی کے پاس تب کہا اُس علی نے کہ بیعت کی مینی اُس آدمی پر جو اِس صحیفہ مین مذکور ہی اگرچہ ہو وہ آدمی عمر۔ فائدہ۔ اس عبارت سی کہ اگرچہ وہ شخص عمر ہو یہ بات صاف مترشح ہوتی ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سے کچھ کراہت تھی کہ بنی ہاشم اور علی وغیرہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی تاحیات جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے

فصل ۹۸

اس فصل مین انتخاب ضروری تاریخ ابوالفدا بادشاہ ملک حماۃ علاقہ شام سی کیا جاتا ہی کہ جو یہ شخص بھی ایک سخت سُنّی ہی۔

نمبر ۱ تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ترجمہ اردو ۳۷۵ یہ بیعت حضرت ابوبکر کی

عشرہ اوسط ماہ ربیع الاول سنہ ہجری مین ہوئی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ
ابن ابی لہب اور خالد ابن سعید ابن عاص اور مقداد ابن عمر اور سلمان فارسی
اور ابوذر اور عمار ابن یاسر اور براء ابن عازب اور ابی ابن کعب یہ سب
لوگ حضرت علی کے ہمراہ ہوگئے اور اسی بات مین عتبہ ابن ابی لہب نے چند
شعر اس مضمون کے کہے ہین کہ مین نہ جانتا تہا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے
جاتا رہیگا اور اسی طرحسی ابوسفیان پدر معاویہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی
پھر ابوبکر صدیق نے عمر بن الخطاب کو حضرت علی کے پاس باین ارادہ بھیجا کہ جو لوگ
اُنکے ہمراہ اہل بیت ہین سمہ اُنکے حضرت علی رض کو حضرت فاطمہ کے گھر سے نکالدو
اور یہ کہدیا تہا کہ اگر اُنکو نکلنی سے کچھ انکار ہو تو بیشک تم اُنسے لڑنا حضرت عمر
تہوڑی سی آگ بہی ہاتھ مین لیکر بہ ارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے اسی اثنا مین
حضرت فاطمہ راہ مین اُنسے ملین اُنہون نے پوچھا کہ کہان کو جاتا ہی ای ابن الخطاب
کیا ہمارا گھر پھونکنے آیا ہی حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالونگا نہین تو تم
بہی ابوبکر صدیق سے بیعت کرو جسمین تمام امت داخل ہوئی تم بہی داخل ہوجاؤ
رای راقم - اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت علی کا گہر سے فاطمہ اُنکی بی بی کے
نکالدینی کا حکم کرنا اور حضرت عمر کا ہاتھ مین آگ لیکر کے جانا واسطے جلانی گھر
فاطمہ کے یہ کیسا کام ہی واہ واہ سُنی صاحبان یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ ایسے
اعمال و افعال کے آدمیون کو حضرت علی پر تفضیل دین ہمارا حال اسوقت تو نا گفتہ بہ ہی
مگر کیا کرین کہ ہماری خاوند مولا علی نے کچھ زبان بد اُن لوگون پر استعمال نہین کیا اور
ابوالفدا کا حال یہ ہی کہ وہ ایک سُنی ملک شام کا ہی کہ اُسکی نزدیک حضرت علی کو کچھ
بڑی عزت نہین ہی اسواسطی بے تکلف اس روایت کو جو قاضی جمال الدین ابن

و اصل سی ہی اپنی کتاب تاریخ مین لکھدیا۔

نمبر ۲ تاریخ ابو الفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۹۹ ۔

پھر حضرت عثمان نے جب اپنی اقارب اور رشتہ دارون کو ملکون پر مسلط کیا اُسوقت عبد الرحمن بن عوف سی لوگون نے کہا کہ یہ سب تیرے کرتوت ہین اُسنی کہا کہ مین اس سے یہ خیال نہ کرتا تھا لیکن اب مین اس سے کبھی کلام نکرونگا چنانچہ عبد الرحمن حضرت عثمان کی جدائی ہی مین مرگیا ایک دفعہ بیمار پرسی کے لئے حضرت عثمان گئے تھے وہ دیوار کیطرف چلا گیا اور اُس سے کلام نہ کیا تاکہ قسم نہ ٹوٹ جاوے

نمبر ۳ تاریخ ابو الفدا ترجمہ اردو صفحہ ۲۹۴

اور عمرو ابن العاص بن وایل معاویہ کیطرف سے حکم مقرر ہوا یہ دونون حکم حضرت علی کے سامنے حاضر ہوے اور اقرارنامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہوگیا عبارت اُس اقرارنامہ کی یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ اقرارنامہ ہی کہ جسکا فیصلہ کیا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی عبارت لکھنے پای تھے کہ عمرو نے کہا کہ یہ امیر تمہارے ہین ہمارے امیر نہین ہین۔ احنف نے کہا کہ لفظ امیر المومنین کا محو نکرو اشعث بن قیس نے کہا کہ محو کیا جاوے چنانچہ حضرت علی نے مان لیا اور کہا کہ بھای امیر المومنین کا لفظ نہ لکھو یہ کہکر حضرت علی رض نے کہا اللہ اکبر آجکی روز مشابہ ہوا مین درمیان سنت رسول کی کیونکہ قسم ہی خدا کی مین بھی جنگ حدیبیہ کے روز رسول کیطرف سی اقرارنامہ لکھنے بیٹھا تھا مین نے محمد رسول اللہ لکھا تھا کفار نے کہا آپ رسول اللہ نہین ہین آپ اپنا نام لکھئی اور اپنی باپ کا نام لکھدیجی اُسوقت پیغمبر خدا نے مجکو ارشاد کیا تھا کہ محو کردو مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مجکو اتنی طاقت نہین کہ مین محو کردون اپنی

ارشاد کیا کہ مجکو دکھلاؤ مین نے دکھلایا آپ نے اُسکو اپنی ہاتھ سے مٹا دیا اور مجھ سے فرمایا کہ تجکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا تو بھی یہی مانی گا عمرو نی کہا کہ سبحان اللہ آپ ہمکو کفار سی تشبیہ دیتی ہین اور حالانکہ ہم مسلمان ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای نافرمان برادر کے بچے اب تک تو فاسقون کا سردار اور مسلمانون کا دشمن نہین ہوا عمرو نے کہا کہ قسم ہی خدا کی اب سی مین آپکی مجلس مین کبھی نہ آونگا حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ مین خدا سی چاہتا ہون تیری صورت پُر کدورت سے اپنی مجلس مین پاک رکھون تجبسی ایسے کو نہ بیٹھنے دون - راقم - یہ معاملہ جنگ صفین کا ہی جو کہ معاویہ سی پیش تہا اور اہل شام قریب مغلوب ہونے کے تھے تب معاویہ نے بمشورہ عمرابن عاص کے حکم یعنی ثالث مقرر کرایا اور حضرت امیر کیطرفسی ابوموسی اشعری اور معاویہ سردود کیطرفسے عمرابن عاص ثالث مقرر ہوی اور عمرابن عاص نے جو کچھ فریب کیا سو فن تاریخ سے متعلق ہی مگر اس جگہ نقل کرنے سے اس قصہ کے غرض یہ ہی کہ حضرت امیر نے پیروی مین سُنت رسول اللہ کی لفظ امیرالمومنین کو اقرار نامۂ ثالثی سے محو کردیا جیسا کہ حضرت رسول نے لفظ رسول اللہ کو اپنی معاہدہ مین محو کر کے حضرت علی کو کہا تہا کہ یہ معاملہ تمکو بھی پیش آویگا اور دیکھا جاتا ہی کہ حضرت علی سے کوئی سنت رسول کی فوت نہین ہوئی کہ حضرت علی نے جنگ صفین مین مباہلہ پر بھی حسب سُنت رسول خدا کے مستعد ہوے تھے مگر اہل شام اس مباہلہ سے پس پا ہو گئے -

فصل ۹۰

اس فصل مین بحث پنجتن پاک کی ہی کہ یہ کیا اصطلاح ہی اور کیا بنیاد اس بات کی ہی واضح ہو کہ اوصاف قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونیمین خلفای ثلثہ شریک حضرت

امیر علیہ السلام کے تھے مگر حضرت علی جو علاوہ ازین قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونے کے داخل پنجتن پاک اور اہلبیت اور عترت اور لقب آل عبا اور لقب دوازدہ امام کے ہین سو یہ سب باتین خصوصیات مزید حضرت علی کی ہین کہ جس سے اصحاب ثلثہ وغیرہم کسی شخص کو کچھ علاقہ نہین ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ بنیاد صحیح تفضیل الشیخین کی اوپر حضرت علی کے کیا ہو سکتی ہے جاننا چاہیے کہ پنجتن پاک اصطلاح ہے خاص پانچ آدمی سے کہ حضرت پیغمبر خدا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام صرف یہی پانچ آدمی پنجتن پاک ہین اور بنیاد اسکی دو آیت ہے ایک آیت تطہیر اور دوسری آیت مباہلہ آیت تطہیر سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تمسے گندی باتین اس گھر والو نسے اور ستھرا کرے ایک ستھرائی سے اور اس آیت کی حاشیہ مین شاہ عبد القادر صاحب نے خوب داد سنیت کا دیا ہے کہ اس آیت کو اوپر حضرت عایشہ وغیرہا ازواج کے لاڈھالا ہے اور مطلق ذکر حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا نہین کیا مگر اس کتاب مین اندر فصل ۱۶ کے بخوبی تصریح اس بات کی ہوئی ہے کہ بروایت حضرت عایشہ کے اس لفظ اہلبیت سے حضرت امام حسن اور امام حسین اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی مراد ہین کہ جنکو حضرت پیغمبر خدا نے اپنی کمل مین لیلیا اور کہا کہ اللھم ھولاء اھل بیتی یعنے اے میرے خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین اور فصل ۱۵ مین اس کتاب کے اندر حدیث سعد ابن ابی وقاص متعلق آیت مباہلہ کے بھی تحقیق معنی اہلبیت کی بخوبی کی گئی ہے اور یہ بنیاد اسی آیت تطہیر اور قصہ کمل یعنی کلیم سیادت کے حضرت

امام حسین علیہ السلام خامس آل عبا یعنی پانچوین شخص اُن کملی والونکی کہلاتے ہین
آیت دوم سورۂ آل عمران آیت ۵۴ حسب ذیل ہی فمن حاجك فيه من بعد
ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم
وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين ترجمہ
اور جو شخص کہ حجت کری ساتھ تیرے بابت اُس مسیح کے بعد اُس دانست کے جو
دیگئی ہی تجکو سو کہہ تو اُن لوگونسی آؤ تم لوگ کہ ہم لوگ بلاوین اپنی بیٹون کو اور تم
لوگ اپنی بیٹون کو اور ہم لوگ اپنی عورتون کو اور تم لوگ اپنی عورتون کو اور ہم لوگ
خود اپنی جانون کو اور تم لوگ خود اپنی جانون کو تب ہم لوگ لعنت مانگین اور رکھین
لعنت خدا کی اُن لوگون پر جو جھوٹھ بولتی ہین اور اُس فصل ۵ مین سعد ابن ابی وقاص
سی حدیث ہی کہ حضرت پیغمبر خدا نی علی اور فاطمہ اور امام حسن وحسین کو ساتھ اپنی لیکر کے
مباہلہ کرنیکو مقابلہ مین عیسائی لوگ کے گئے اور کہا اللهم هولاء اهل بيتي
یعنی الٰہی یہہ ہی خدایا یہی لوگ میری اہلبیت ہین غرض اُن لوگونکی اہلبیت ہونیمین
کچھ شک نہین ہی اور یہی چار آدمی اور پیغمبر خدا ملاکر کے پنجتن پاک کہلاتی ہین اور اس
مقام مین ایک عذر سنیون کیطرف سے پیش ہو سکتا ہی کہ دیکھو رتبہ محبوبیت حضرت
عائشہ اور ابو بکر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اُنکی باپ بھائی کا کہ مقام مباہلہ مین واسطی
ہار جیت لعنت خدا کی اُن لوگون کو پیغمبر خدا ساتھ اپنی نہین لے گئے اور فاطمہ دختر اور
حسن اور حسین پر اس خطرہ کو ٹالدیا سو اُسکی جواب مین یہی کہا جائیگا کہ یہ عذر اُسوقت
درست ہوتا کہ جب پیغمبر خدا اپنی جان بچاکر کے علی اور فاطمہ اور حسن وحسین پر یہ بلا ڈالدیتی
بلکہ اس جگہ پر یہ شعر بحق حضرت علی درست ہی

شعر

نفس پیغمبر ش خوانده است	دگر را فضیلت بکس مانده است

اور اس عرصہ مین ایک کتاب عربی باسم غایت المرام تصنیف سید ہاشم بحرانی
کی ہماری پاس پہونچی کہ جو بوقت شاہ سلمان صفوی کے مرتب ہوئی تھی اور اب
سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین بعہد شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ ایران کے طہران مین چھاپی
گئی ہی کہ جو باثبات امامت دوازدہ امام اور فضایل اہلبیت کے ہی اور یہ کتاب
اسقدر ضخیم ہی کہ ۸۴۰ صفحہ مین چھپی ہی اور ہر صفحہ مشتمل ہی اوپر ۳۷ سطرون کی
اور اسقدر لفظون کو ملا ملا کر چھاپا ہی کہ اگر یہ کتاب ہندوستان مین چھاپی جائی
تو گنجایش ایک ایک سطر کی دو دو یا ڈیڑھ ڈیڑھ سطرون مین ہوگی اور حجم اس
کتاب کا غالبا دو ہزار صفحہ کچھ کم و بیش ہوگا اور ایک اہتمام خاص مصنف کا یہ
ہی کہ ہر حدیث مین دو فصل ہی ایک فصل بروایت احادیث اور تفاسیر اہلسنت دوسری فصل بروایت
احادیث اور تفاسیر اہل تشیع کی نقل کی ہی اور اپنی طرف سی دخل و تصرف ذرا سا بھی نہین کیا اور اہتمام
اہلسنت کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور ابو داود اور موطا ابن مالک اور
احمد نسائی وغیرہ سے نقل کیا ہی غرضکہ یہ کتاب ایک خزانہ احادیث و تفاسیر
اہلسنت و اہل تشیع کا ہی کہ جسمین ہزارون حدیثین طرفین کی موجود ہین غرض کہ
راقم حروف کو تمامتر کافی و وافی ہی اور ہم جا بجا احادیث اہلسنت کو اس کتاب
غایۃ المرام سی اس کتاب مین ذکر کرینگے مگر ایک ایک حدیث پر جو اسناد اُسکا
چار چار یا پانچ پانچ سطرون مین ہی سو صرف بذکر نشان صفحہ اُس کتاب غایت المرام
کے اس کتاب مین ذکر کیا جائیگا اور سید ہاشم مصنف غایت المرام کا بذکر احادیث
و تفاسیر طریقہ عام یعنی اہلسنت اور طریقہ خاص یعنے اہل تشیع کے ایک فقرہ یہ
بھی لکھا ہی واللہ جل جلالہ الشاھد علی ذلک وکفی باللہ شھیدا
یعنی خدا تعالی گواہ ہی اوپر اس نقل احادیث وغیرہ کے اور اللہ تعالی گواہ کافی ہی

مگر چونکہ سنیونکی عادت ہی کہ شیعون پر الزام جھوٹھ اور فریب کا دیتی ہین سواسطی
ہماری عرض بخدمت سنی صاحبان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے یہ ہی کہ اس کتاب
غایت المرام سی جسقدر احادیث وتفاسیر کو ہم نقل کرین سو جس حدیث وتفسیر پر شک ہو
سواس کتاب غایت المرام کو دیکھکر کے اصل کتاب مروی عنہ سی مقابلہ کرلین
مگر خود ہمکو کچھ شک نہین ہی اور یہ کتاب غایت المرام جو بعہد شاہ سلیمان صفوی کے
لکھی گئی سو اس خاندان صفوی کا یہ حال ہی کہ اول بادشاہ اس خاندانکا اسمعیل صفوی
تھا جو سنہ ۹۰۶ھ نوسو چھ مین بادشاہ فارس کا ہوا اور یہ خاندان بادشاہان صفوی کا قبل
بزمانہ نادرشاہ کے ختم ہوگیا تھا پس تخمیناً یہ کتاب غایت المرام تصنیف کی ہوئی دو
تین سو برس کی معلوم ہوتی ہے ۔

نمبر ۱ حدیث اہلسنت از غایت المرام صفحہ ۵ باب اول مقصد اول کہ
سلسلۂ روایت اُسکا ابوہریرۃ تک پہونچتا ہی قال لما خلق الله تعالی ابا البشر
ونفخ فیہ من روحہ التفت آدم یمنۃ العرش فاذا نور خمسۃ اشباح سجّداً
ورکّعاً قال آدم یا رب ھل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا آدم قال فمن ھولاء
الخمسۃ الذی اراھم فی ھیئتی وصورتی قال ھولاء خمسۃ من ولدک لولاھم
ما خلقتک ھولاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ اسماء من اسمائی لولا ھم
ما خلقت الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض
ولا الملئکۃ ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وھذا محمدٌ وانا العالی وھذا
علیؑ وانا فاطر وھذہ فاطمۃ وانا الاحسان وھذا الحسن
وانا المحسن وھذا الحسین آلیت بعزتی انہ لا یاتینی
احد بمثقال حبۃ من خردل من بغض احد ھم

الا ادخلته ناری ولا ابالی یا آدم هؤلاء صفوتی بهم انجیهم وبهم اهلکهم فاذا کان لک الی حاجة فبهؤلاء توسل فقال النبی نحن سفینة النجاة من تعلق بها نجی ومن حاد عنها هلک فمن کان الی الله حاجة فلیسئل منا اهل البیت

ترجمہ کہا اُس ابوہریرہ نی کہ فرمایا اُس رسولخدا نی کہ جب پیدا کیا خدا ئیتعالی نے ابوالبشر آدم کو اور پہونکا اُسنی اپنی روح کو تب التفات کیا آدم نے داہنی جانب کو عرش کے پس ناگاہ وہان نور تہا پانچ شخصونکا حالت سجدہ اور رکوع مین تب کہا آدم نی ای میری رب آیا پیدا کیا تو نی کسی شخص کو مٹی سے قبل میری تب جواب دیا خدا نی کہ نہین ای آدم تب پوچھا اُس آدم نے کہ کون ہین یہ پانچ آدمی کہ جنکو دیکہتا ہون مین اپنی صورت و شکل مین جواب دیا خدا نی کہ یہ لوگ پانچ شخص ہین تیری اولاد مین سے اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین تجکو اور یہ لوگ وہ پانچ ہین کہ نکالا مین نے واسطے انکی پانچ نامون کو اپنی نامون مین سے کہ اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین جنت کو اور نہ دوزخ کو اور نہ عرش اور نہ کرسی اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ فرشتونکو اور نہ آدمی کو اور نہ جن کو سو میرا نام محمود ہی اور یہ محمدؐ ہی اور میرا نام عالی ہی اور یہ علی ہی اور میرا نام فاطر ہی اور یہ فاطمہ ہی اور میرا نام احسان ہی اور یہ حسن ہی اور میرا نام محسن ہی اور یہ حسین ہی اور قسم ہی مجکو اپنی عزت کی نہین کوی شخص آویگا میری پاس ساتھ ایک مثقال کے رائی سے بغض رکھی ہوی کسی ایک ان پانچ کا مگر یہ ہی کہ داخل کرینگی ہم اُسکو دوزخ مین اپنی اور نہین پروا کرتا ہون مین ای آدم یہ لوگ برگزیدہ میری ہین اور انکی ذریعہ سی نجات دونگا مین ان آدمیون کو اور انکی وجہ سے ہلاک کرونگا ان آدمیون کو پس جبکہ تجکو کچہ حاجت ہو میری طرف تو انہین وسیلہ لا تو

ساتھ اُن لوگونکی پس فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ہم لوگ کشتی نجات کی ہین کہ جو شخص متعلق ہوگا
اُس کشتی سے نجات پاویگا اور جو شخص کہ کنارہ رہیگا اُس کشتی سے ہلاک ہوگا
پس جس شخص کو خدا کیطرف کچھ حاجت ہو پس چاہیے کہ سوال کرے وہ شخص
بوسیلہ ہم لوگ اہل بیت کے

نمبر ۲ اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلہ
روایت ابن عباس تک ہی۔

قال سمعت رسول اللہ یقول لعلی خلقت انا وانت من نور اللہ تعالے
ترجمہ کہا اُس عباس نے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتی ہوئی علی کو کہ پیدا کیا گیا
ہین اور تو نور سے خدا کے۔

نمبر ۳ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا
سلسلہ روایت حضرت عثمان تک پہونچتا ہی قال قال عمر بن الخطاب ان اللہ
تعالی خلق ملائکۃ من نور وجہ علی ابن ابی طالب ترجمہ کہا اُس حضرت عثمان نے
کہ کہا حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا فرشتون کو نور سے
چہرۂ علی ابن ابی طالب کے۔

نمبر ۴ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۸ کہ جو حضرت عمر ابن الخطاب سے
مروی ہی۔

قال سمعت ابابکر بن ابی قحافۃ یقول سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ تعالی خلق من نور وجہ
علی ابن ابی طالب ملائکۃ یسبحون ویقدسون ویکتبون ذلک لمحبیہ ومحبی ولدہ
ترجمہ کہا اُس حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ
تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا نور سے چہرہ علی ابن ابی طالب کے فرشتون کو

کہ جو تسبیح و تقدیس خدا کی کرتے ہین اور لکھتی ہین اُس عمل کو واسطی محبان اَحسن
علے کے اور محبان اولاد اُس علے کے ۔

تتمہ ۵ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جو
سلسلۂ روایت اُسکا سلمان فارسی تک پہونچتا ہے قال سمعت رسول اللہ یقول
خلقت انا و علی بن ابی طالب من نور عن عین العرش نسبح اللہ ونقدسہ
من قبل ان یخلق اللہ عز وجل ادم باربعة عشر الف سنة فلما
خلق اللہ ادم نقلنا الی اصلاب الرجال و ارحام النساء الطاہرات ثم نقلنا الی
صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب
وقسمنا نصفین فجعل النصف فی صلب بن عبداللہ وجعل النصف فی صلب
عمی ابی طالب فخلقت من ذلك النصف وخلق علی
من النصف الاخر و اشتق اللہ تعالی من اسمائه اسمًا
فاللہ عز وجل المحمود و انا محمد و اللہ الاعلی و اخی
علیؑ و اللہ فاطر و ابنتی فاطمة و ابنه حسن و ابنای الحسن
والحسین وکان اسمی فی الرسالة و النبوة وکان اسمه فی
الخلافة و الشجاعة فانا رسول اللہ و علیؑ سیف اللہ
ترجمہ کہا اُس سلمان فارسی نے کہ سنا مین نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ پیدا
کئی گئے ہم اور علی ابن ابی طالب ایک نور چشمہ عرش سے کہ تسبیح پڑھتے تھے
ہم لوگ خدا کو اور تقدیس کرتے تھے ہملوگ اُسکی قبل اسکی کہ پیدا کری اللہ آدم کو
چودہ ہزار برس پہلے پس جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تب منتقل کیا اُس اللہ نے
ہم لوگون کو طرف پشت ہای مردان اور رحم ہای عورات طاہرات کے اور اُسکی

بعد منتقل کیا اُس نے ہملوگونکو طرف پشت عبد المطلب کے اور تقسیم کیا ہم لوگ کو دو نصف کر کے پس دیا ایک نصف کو پشت مین میرے باپ عبد اللہ کے اور ایک پشت مین ہماری چچا ابو طالب کے پس پیدا کیا گیا مین اُس نصف سی اور پیدا کیئے گئے علی نصف آخر سے اور مشتق کیا اللہ نے اپنی نامون مین سے ایک ایک نام پس خدای عز وجل محمود ہی اور مین محمد ہون اور اللہ اعلی ہی اور بہائی میرا علی ہی اور اللہ فاطر ہی اور بیٹی میری فاطمہ ہی اور تحقیق کہ وہ اللہ حسن ہی اور دو بیٹے میرے حسن و حسین ہین اور میرا نام تہا رسالت اور نبوت مین اور تہا نام اُس علی کا خلافت اور شجاعت مین پس مین رسول اللہ ہون اور علی سیف اللہ ہی

فائدہ - اس کتاب غایت المرام کے باب اول مقصد اول مین ۱۹ حدیثین اہلسنت کی مذکور ہین کہ بخوف طول کے ہمنے صرف پانچ حدیث پہ اکتفا کیا - اور اس عرصہ مین ایک قصیدہ تاریخی اس کتاب حد تحقیق کا بقید سنہ ۱۲۹۶ ہجری کے طبعزاد جناب سید مظفر علیصاحب بلگرامی متخلص مجنون کا بذریعہ جمیلہ جناب سید احمد رضا صاحب بلگرامی کے پہونچا کہ بنظر شکر گذاری اس مقام مین نقل کیا جاتا ہی اور یہ تاریخ ہملو بہت پسند ہوئی کہ نام حد تحقیق بمشرب سُنی سے جیساکہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری سال ابتدائی تالیف اس کتاب کا نکلتا ہی سو اُسی طرح اس تاریخ سے جناب سید مظفر علیصاحب کے سنہ ۱۲۹۶ ہجری سال اختتام تالیف اس کتاب کا بر آتا ہی اور امید ہی کہ انشا اللہ تعالے یہ کتاب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین اختتام کو پہونچے -

قصیدہ تاریخی مذکور الصدر

نہی سید نامی و نامور	باوصاف علم و عمل مشتہر
وحید زمان دین دارستین	محب ائمہ بصدق یقین

بعلم عقائد فضیلت مآب — وجودش بعالم ہدایت نصاب
زگلہای تحقیق گلدستہ بست — بخار الم جان اعدا نخست
بہ تشحید تحقیق تیغے کشید — جراحت بجانہای اعدا رسید
نگارید مجنون سنش منجلے (تیز نمی ۱۲) — زہی ذوالفقار علی ولے

اور اس عرصہ مین جناب سید محمد حسن صاحب تخلص ندرت نے بھی براہ عنایت چند قطعہ تاریخ بقید ۱۲۹۵ھ ہجری کے بہاگلپور سے ہماری پاس بھیجا کہ وہ قطعات بھی بنظر شکرگذاری کے اس جگہ پر نقل ہوتے ہین۔

قطعۂ اول تاریخ فارسی

وحید عصر دلا مولوی وحید الدین — جناب شامخ الآداب باذخ الالقاب
کہ ہست حاوی معقول و جامع منقول — مقر فضل و کمالش (بلند ۱۲) ہمہ چہ شیخ و شاب
زبس کہ منصف و دل سوز حامی این است — نمودہ است چو تالیف لاجواب کتاب
حدیث و آیت و تفسیر و قول فیصل او — ہمہ بموقع و برجا برا اولی الالباب
چو نام نامی آن نسخہ حد تحقیق است — ممیز حق و باطل کتاب با دخطاب ۱۲ھ

قصیدۂ دوم اردو

جناب منبع اخلاق و مجمع حسنات — وحید دہر وحید زمان خجستہ صفات
مری شفیق وہ ہین مولوی وحید الدین — خدا ہمیشہ رکہی انکی ذات بابرکات
مدام انکی عنایت ہی میری شامل حال — کتاب بھیجی ہی منجملہ اپنی تصنیفات
ادای شکر عنایت تو ہو نہین سکتا — مگر ہے عرض مری انسی بعد تسلیمات
کتاب آپکی میری نظر سی سب گذری — مین بہرہ مند ہوا دیکھ انسکی مندرجات
یہی کتاب ہی فی الواقعی حد تحقیق — کہ منجملہ قول صحابہ حدیث اور آیات

مفسرون نی فریقین کی جو کی تفسیر — مورخون نی سیر مین لکھا ہین جو حالات
وہ سب بغور نظر آپنی کئی تالیف — ہوی ہین جنسی عیان اہل بیت کی درجات
بمقتضای عدالت بہ یمین علم و کمال — کیا ہی انکی حقیقت کا آپ نی اثبات
خدای عادل و منصف سی ہی یہی امید — بر آئین آپ کے جملہ مطالب و حاجات
ہوی جو فکر کہون اس کتاب کی تاریخ — تو آ کے ہاتف غیبی نے یہ سنائی بات
کہ اُس وحید نی تنبیہ گمرہونکے لئے — لکھی کتاب بلاریب یہ سبیل نجات ۱۲۹۵ھ

قطعہ سیوم فارسی

حد تحقیق چون بحد رسید — از بیان شد مولفش خاموش
چون بجستیم سال خاتمہ اش — ختم گردید واہ گفت سروش ۱۲۹۵

اور اس عرصہ مین ایک قصیدہ تقریظیہ جناب آغا مرزا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقیم بھاگلپور کا پہونچا کہ جو براہ عنایت بزرگانہ کے بہت کچھہ قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی فرمائی ہی کہ وہ بھی اس جگہ پہ نقل کیا جاتا ہی کہ اُس سے بہی ایک امید ہدایت گمراہون کی ہوتی ہی۔

قصیدہ

حد تحقیق چو بگرفت علم صدق بدوش — لشکر خصم بہ آورد ز ہر سمت خروش
شاد بودند رقیبان کہ بکام ما شد — حد تحقیق ندا کرد ز حق گوش بگوش
پردہ بر داشت ز رخ یار و بگفتا ای عقل — رہ تحقیق ہمین ہست تو جانانہ بکوش
حیف باشد کہ کنی پیروی وہم و خیال — حد تحقیق بہ بین و ز دگر چشم بپوش
فتنہ کردند و بگفتند کہ این ست اجماع — ظلم چنین است و قیاس ست خرد رفت ز ہوش
جمع کردند و نمودند نسبی و ضع حدیث — ظلم کردند بحد یکہ ملک شد مدہوش

برخلاف نبی و رحمت اولاد چنین	تام اسلام و ولی غاشیه کفر بدوش
عیب خود پرده نمودند بتاویل حدیث	هر که حق گفت بخشم آمده گفتند خموش
دین خود کرده مبدل بهوای دنیا	دیگران را صله دادند که این جرعه بنوش
سوختند مصحف و کشتند نبی را اولاد	ظلم‌ها رفت که کونین برآورد خروش
خون بباریده فلک در ستم آل نبیؐ	سر نهادند بزانو همگی خیل پری‌روش
چه وجهد است که تسلیم نبیؐ را امت	خفیف بر دعوی این سلسله دین فروش
ختم کردند بخود شیوه گستاخی را	بهر توهین علی روز و شب هستند بجوش
احمد از معتقدان ست بگفتار وحید	چونکه آزاد شده او حسب حیدر
یارب این گوهر یکتای تخلص آزاد	غرق و حدت شود و کسوت حادمی پوشد

فصل ۹۱

بیان مین اسباب و سامان مصائب اہلبیت علیہم السلام کے اور اناٹومی یعنے تشریح مین مذہب تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے

شعر

ہای جاتی رہی وہ زیبا سے	خاک مین مل گئی وہ رعنا سے

فصل بالاسی جو فضائل اہلبیت کے عیان و نمایان ہین سو اب کچھ اسباب مصائب انکے لکھے جاتے ہین کہ حضرت علی ابن عم و ابن خالہ حضرت رسول کے اور زوج حضرت بتول کے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے جو درخواست شادی کی حضرت فاطمہ سی کی اور حضرت علی نے بہ سبب شرم و حجاب کے خود درخواست نہین کی مگر مرضی حضرت رسول کی معلوم کر کے حضرت علی نے بھی درخواست کی اور شادی حضرت فاطمہ سی انجام پائی کہ حدیث اسکی فصل ۲۸ مین مندرج ہی سو تمام مصائب

جو اہلبیت کو پیش آنے والے تھے سو یہ امر بھی از دواج حضرت علی کا ساتھ
حضرت فاطمہ کے ایک تخم اُس تمام مصائب کا قیاس ہو سکتا ہی اسواسطے کہ جب
ایک شخص اسطرحسی دوسرون پہ ترجیح دیا جای تو عین مقام اور قرینہ محسود ہونیکا
اُس شخص کے ہی چنانچہ فصل ۷ مین اس کتاب عمدۃ التحقیق کے ایک حدیث عبد اللہ
ابن عمر کی روایت کی گئی ہی کہ عبد اللہ ابن عمر یعنی صاحبزادہ عمر نے بہ نسبت حضرت
علے کے کہا کہ علی کو تین باتین ایسی تھین کہ اگر اُسمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی
تو ہم تمام دنیا و مافیہا سی بہتر سمجھتی ایک یہ کہ حضرت رسول نے اپنی بیٹی فاطمہ کو
ساتھ حضرت علی کے بیاہ دیا دوم یہ کہ حضرت رسول نے سب لوگون کا دروازہ
بند کیا سوای حضرت علی کے سیوم یہ کہ حضرت رسول نے بروز جنگ خیبر کے
علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا غرض یہ ہی کہ شادی حضرت علی کی بھی ایک
منشا حسد کا ہی اور اس حدیث سی کسقدر رذالت حوصلہ عبد اللہ ابن عمر کی
نمایان ہی کہ جن باتونمین کہ حضرت عمر خود باپ اُنکی بمقابلہ حضرت علی کے شکست
کہا چکی تھے سو حوصلہ کرنا اُن باتون کا اُنکے صاحبزادہ کے جی سے نہین گیا ہی اور
حال عطای علم بروز خیبر کا یہ ہی کہ حدیث اُسکی فصل ۱۰ مین اس کتاب کی اسطرح
مندرج ہی کہ حضرت رسول نے بروز خیبر کے فرمایا کہ ہم کل کے روز یہ علم ایک ایسی
شخص کو دینگے کہ اللہ اُسکی ہاتھ پر فتح دیگا جو کہ خدا اور رسول خدا کو دوست کہتا ہی
اور خدا اور رسول خدا اُسکو دوست رکھتی ہین پس جب رات گذری تو صبح کو
سویرے سب لوگ حضرت رسول کے پاس پہونچے کہ ہر ایک اُنکا امیدوار عطای
علم کا تھا تب پوچھا حضرت رسول نے کہ کہان ہی علی ابن ابیطالب لوگون سے
کہا کہ اُسکی آنکھین درد کرتی ہین تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بلا بھیجو اُسکو پس

حاضر کئے گئے حضرت علی تب تھوک لگادیا اُس پیغمبر خدا نی آنکھو نمین علے کے
اور اچھی ہو گئے علی جلیسے کہ نہ تہا اُنکو کوئی درد پس عطا کیا رسول نے اُس
علے کو وہ علم فقط ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اسطرحپر سب یار لوگون کا رات بھر امیدوار
عطای علم کا رہنا اور صبح کے وقت حضرت علی کو بلوا کر کے اور اُنکی آنکھون مین
تھوک لگا کر کے اُنکو علم عطا کرنا صیح صریح ایک سبب محسود عام ہونے کا حضرت
علی کے ہوا اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فصل ۱۱ مین مذکور ہی
کہ جس رو سے حجۃ الوداع مین دو ماہ قبل انتقال حضرت کے حضرت علی صراحۃً
مولا کل مومن و مومنات کے بنائے گئے اور حدیث مندرجہ فصل ۱۲ مین
حضرت رسول نے حضرت علی کو ساتھ اپنے مثال ہارون کے ساتھ موسی کے دی
اور حدیث فصل ۱۳ مین ہی کہ حضرت رسول نے درمیان صحابیون کے مواخات
یعنے بھائی چارا لگا دیا مگر حضرت علی کو اپنا بھائی دنیا اور دین مین قائم رکھا اور حدیث
فصل ۱۴ اسی احبّ خلق اللہ ہونا حضرت علی کا خدا کے نزدیک ثابت ہی اور
حدیث آیت مباہلہ مندرجہ فصل ۱۵ اور حدیث آیت تطہیر مندرجہ فصل ۱۶ اسی
خصوصیت مزید حضرت علی اور تمام اہلبیت کی پائی جاتی ہی اور حدیث فصل ۱۹ سے
ظاہر کہ آنحضرت نی حضرت ابوبکر کو امیر حاج کر کے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا مگر آنحضرت
نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہی اور مین علے سے ہون اور ہماری ذمہ کا حق کوی شخص
ادا کریگا مگر خود مین یا علی اور حدیث فصل ۲۱ مین انا مدینۃ العلم و علی بابھا
مندرج ہی اور حدیث فصل ۲۲ مین ہی کہ حضرت رسول نے بروز جنگ طائف کی
حضرت علی سے مشورہ کیا اور اسپر لوگ بولے کہ رسول نے مشورہ ساتھ ابن
عم اپنی کے دیر تک کیا اور حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنی اُسمین مشورہ کیا مگر یہ

لہ خدا اُسی مشورہ کرتا تہا کہ اس حدیث سی معاملہ راز ونیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور
حضرت علی کے اور چین چہڑ کرنا یار لوگون کا خوب سمجہا جاتا ہی اور حدیث فصل
۲۴ مین ہی کہ حضرت علی کا حالت جنب مین بہی مسجد نبوی ہوکر کے جانا بطور
خود حضرت نبیؐ کے جائز تہا اور حدیث فصل ۲۹ سے ظاہر کہ سب لوگون کا
دروازہ بطرف مسجد نبوی کے بند کیا گیا سوای دروازہ علے کے اور یہ نسبت
حضرت ابوبکر کے آخر مرض الموت مین اجازت روزن رکہنے کی ہوئی اور یہ
نسبت درخواست حضرت عمر کے حکم ہوا کہ اُنکی دیوار مین کوئی روزن بقدر
ایک ناکہ سوئی کے بہی نچہوڑا جای اور حدیث فصل ۲۹ مین ہی کہ حضرت عباس
شکوہ کرتے ہوی حضرت رسول کے پاس گئے کہ کیا حال ہی درمیان ہم ہاشمی لوگ
اور اہل قریش کے کہ جب وہ قریش لوگ آپسمین ملتی ہین تو خوش خوش چہرہ سے
ملتی ہین اور جب ہم لوگونسے ملاقات کرتے ہین تو دوسری چہرہ ونسی ملاقات
کرتے ہین کہ جسپر پیغمبر خدا کو غصہ ہوا اور حدیث فصل ۴۲ سے ظاہر کہ حضرت
عائشہ کو باقرار خود اُنکے ساتہ حضرت خدیجہ کے رشک تہا اور جنگ اُحد سے
سب صحابیون کا بھاگ جانا اور حضرت علی کا لڑائیمین قائم رہنا ایک قرینہ
قوی خار کہانے کا ہی الغرض یہانتک بسبیل اجمال یہ بات بخوبی تمام دیکہلائیگئی کہ
حضرت علی اور تمام اہلبیت اور ہاشمیون سی اہل قریش تمامتر الگ تہلگ تہے
اور خود حضرت پیغمبر خدا کو بہی اس بات سی اطلاع تہی اسواسطی کہ یہ حدیث
فصل ۸۵ مین ہی کہ پیغمبر خدانی فرمایا کہ اگر تم لوگ علی کو ہماری بعد امیر بناؤگی
اور نہین دیکہتی ہین ہم کہ تم لوگ یہ کام کروگے تو پاؤگے اس علی کو ہادی اور
مہدی کہ جو لیجائیگا تمکو صراط مستقیم پر اور حضرت علی نے دوشنبہ مبارک

حضرت نبی پر چڑھ کر کے اور خانہ کعبہ پہ جا کر کے بتون کو توڑا تھا بہر حال عزت
و آبرو حضرت علی اور تمام اہلبیت کی تا حیات حضرت رسول کے بخوبی تمام قائم
رہی مگر مرض الموت حضرت رسول خدا سے رنگ یارون کا بدل گیا اور پہلے
چوٹ یہ چلی کہ حضرت رسول نے جب مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے تعمیل
وصیت تحریری کے طلب کیا تو حضرت عمر نے حسبکم کتاب اللہ کہکر کے ٹال دیا
اور یہ ٹالدینا انکا بہت موقع پر ہوا کہ وہ حدیث وصیت زبانی خم غدیر سے
خوب واقف تھے اور حضرت علی کو مبارکباد مولا ہونے کی دیچکی تھی اور
بعد انتقال حضرت رسول کے جب تک حضرت علی و ابن عباس کفن دفن مین
مشغول رہی تو حضرت ابوبکر باہتمام خاص حضرت عمر کے خلیفہ بنادی گئے اور
دلیل یہ قائم ہوئی کہ الائمة من قریش اور یہ تقریر بمقابلہ انصار کے خوب غالب
آئی مگر بمقابلہ حضرت علی یہ ایک تقریر محض پوچ و لچر تھی اسواسطے کہ حضرت علی
بوجہ ہاشمی ہونے کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور حضرت ابوبکر کا حضرت علی کو
کہنا کہ ہم لوگ بطور کارگذاران کے ہین اور تو سردار اور امیر اور بادشاہ ہی
سو یہ بات صرف براہ دفع الوقتی انکے معلوم ہوتی ہی اسواسطے کہ یہ بات اگر سچے
دل سے کہتی تو قریب اپنی مرنے کے حضرت علی کو خلیفہ بنانا کیا مشکل تھا اور
حضرت عمر نے جو نام چھہ شخصون کا بشمول حضرت علی کے لیا تھا سو اصل بند و بست
اسکا یہ تھا کہ اگر حضرت علی کچھہ خلاف عبد الرحمن ابن عوف سی کرتے تو حضرت علی
موافق حکم حضرت عمر کے بے تکلف مار دی جائے اور بعد قتل حضرت عثمان کے جو
حضرت علی خلیفہ قرار پای تو یہ بات بتقاضای شور و فساد اسوقت کے تھے مگر
انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہ نے مکہ سی پھرتے ہوئے بطرف مدینہ کے جب یہ بات

راہ مین سنی کہ عثمان قتل ہوی اور علی خلیفہ ہوئے تو تمام علی کا سنکر کے کہا کہ اب
مدینہ مین ہمکو جای اقامت نہین ہی اور وہین سے مکہ کو پھر گئین اور حضرت ام سلمہ کو
ورغلانا کہ تم بھی ہماری ساتھ ہوکر کے علی سے مخالفت کرو مگر حضرت ام سلمہ نے
جواب دیا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ کسقدر مرتبہ حضرت علی کو پیغمبر کے پاس تھا تو
یہ مخالفت ہم نہ کرینگی اور آخر حضرت عائشہ بحمایت طلحہ اور زبیر کے میدان جنگ
جمل مین بی پردہ آکر کے خود لڑین اور حضرت عائشہ نے جو معاویہ کو برانگیختہ کیا
سو اسکا انجام یہ ہوا کہ اسی فساد معاویہ سی تمام باقی عمر حضرت علی کی ملدر کٹی اور
ایک حدیث یہ بنائی گئی کہ نہین کوی نبی مرا مگر یہ کہ اپنی خاص موقع انتقال مین
دفن کیا گیا حالانکہ کسی نبی سابق کا دفن موقع انتقال مین نہین ہوا بلکہ توریت سے
زمین علیحدہ خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہی اور انجام اس
حدیث وضعی کا یہ ہوا کہ حضرت رسول اسی حجرۂ عائشہ مین دفن کئے گئے اور اس
ذریعہ سی وہان بھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر بھی مدفون ہوے اور حضرت امام حسن نے
جو وصیت کی تھی کہ انکی لاش قریب روضۂ مبارک تک پھونچا یجای اور اگر ممکن ہو
تو وہین پر دفن کیجای سو انجام یہ ہوا کہ جب لاش حضرت امام حسن کی قریب روضۂ
مبارک کے رکھی گئی تو اس لاش پر خوب بارش تیرونکی ہوی اور حضرت عائشہ نے
بعذر ملکیت اپنی بسازش مروان کے اس لاش کو اس جگہ مین دفن ہونی نہین دیا
سو یہ کیا بی رحمی ہی ساتھ آل نبی کے اور تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ جب خبر فوت
امام حسن علیہ السلام کی معاویہ کے پاس پہونچی تو اسنی اللہ اکبر کہا یعنی تکبیر
خوشی کی پڑہی تب فاختہ زوجہ معاویہ نے تعجب کر کے کہا کہ اتبشر بفوت
ابن الفاطمة یعنی آیا خوشی کرتا ہی تو مرنے پر پسر فاطمہ کے اور معاویہ سنے

جواب دیا ماکبرت شماتة ولکن استراح قلبی یعنی ہمنی یہ تکبیر خوشی کی از روی
شماتت کے نہین کہی لیکن دلکو میرے اس خبر سے راحت پہونچی غرض حضرت
عائشہ نے جو بنیاد مصائب اہلبیت کی ڈالی تھی سو اُسکو معاویہ اور یزید نے
خوب پورا کیا اور شک نہین کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی پیغمبر خدا کی
تھین مگر ساتھ حضرت علی کے انکو ایک خاص طرحکی خصومت تھی اور ایک
بڑی آفت روزگار تھین جیساکہ حضرت ابوبکر اُنکی باپ ایک نیک اور بزرگ
صفات آدمی تھی سو اُسی کا پورا عکس یہ تھا کہ حضرت عمر بڑی تیز اور سرگرم تھے
مگر اُنکی بیٹی حضرت حفصہ بمقابلہ حضرت عائشہ کے ایک نیک بی بی تھین اور
اُسی طرحسی کوی بات عداوت کی نسبت اہلبیت کے از طرف ام حبیبہ زوجہ
رسول کے جو کہ معاویہ کی بہن تھین نہین دیکھی جاتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ جیسے جھوٹی حدیثون کا بنانا ایک خاص کام حضرت عائشہ کا تھا اور علمائے
اہلسنت پر حیف ہی کہ تمیز اور فرق کرنے سے احادیث اصلی اور وضعی کے
تمامتر برکنار ہین اور اُن علماپر غضب علی غضب یعنی غضب پر غضب یہ ہی کہ ترتیب
خلافت کی جو اتفاقا بلا تجویز فضیلت ذاتی کے ہوتی گئی سو اہلسنت کو یہ اہتمام
ہوا کہ واسطی ترتیب اتفاقی خلافت کے ترتیب افضلیت شیخین کے بھی ثابت کرین
اور بنظر اس ضرورت کی ضرور ہو گیا کہ احادیث وضعی افضلیت اصحاب ثلثہ کو
بھی قبول کرلین اور جسقدر احادیث کہ افضلیت مین حضرت علی علیہ السلام کے
واقع ہین سو اُنکی معنی بنانی مین کوشش کیجای اور اسی وجہ سی وصیت خم غدیر
مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی معنی مولا کا ناصر اور دوست قائم کیا گیا اور
حدیث انی تارك فیکم الثقلین مین معنی بدل کر کے معنی عترت کے سنت یعنی

حدیث بنای گیی اور یہی حال دوسری حاشیون کا ہی غرض علمای اہلسنت کا
تمام بند چھند اس قسم کا ہی کہ جیسی حضرت علی کو بطور ایک بادشاہ بازی شطرنج کے
زیچ مین کر رکھا ہی کہ کسی طرف راہ پناہ کی حضرت علی کو باقی نہین ہی مگر شطرنج والی
اس قاعدی سے واقف ہین کہ جب ایک طرف کا بادشاہ زیچ ہو جاتا ہی تو دوسرے
طرف کا مُہرہ اُٹھا لیا جاتا ہی سو ہر گاہ احادیث فضائل حضرت علی مین معنی بنای گیے
اور تمام دشمنان علی کی بتاویل خطای اجتہادی کے حمایت کی گئی تو ہمکو اپنی بادشاہ کے
واسطی ایک مُہرہ اٹھالینی کا اختیار ہوگا سو ہم معاویہ کو اٹھالینگی اور اُسکو نچھور نینگے
کہ اُسکی ذات سی خرابی اہلبیت کی بہت ہوئی ہی کہ اُسنی لعنت بر سر منبر حضرت علی پر
جاری کردای چنانچہ تاریخ ابو الفدا جلد اول ترجمہ اردو بصفحہ ۴۷۴ اور ۴۷۵
حسب ذیل کے مذکور ہی - ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ احنف مذکور درمیان خلافت
معاویہ کے اشراف لوگونمین بطور ملاقات دربار معاویہ مین حاضر ہوا اسی اثنا مین
ایک شخص اہل شام کا ہی اُس محل مین آیا اور اُسنی خطبہ پڑہ کرکے خطبہ مین علی ابن
ابیطالب پر لعنت کی سب لوگون نے اپنی سر نیچی جھکالئی کوئی نہ بولا مگر احنف نے
معاویہ کیطرف مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص تمام انبیا کو لعنت کرینگی
اگر آپکی مرضی پاوی تو بیشک یہ سب نبیون پر لعنت کرے خدا سی ڈرو اور تقوی
اختیار کرو حضرت علی کا پیچھا اب تو چھوڑ دو کیونکہ انہون نی اس جہان سے رحلت کی
اب وہ اپنی قبر مین ہونگے وہان تو چین لینی دو اب تمکو اُنکی لعنت کرنے سی کیا
حاصل ہی اور قسم ہی خدا کی کہ وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا -
معاویہ نے کہا کہ ای احنف کیون آنکھون پر ٹھیکری رکھتا ہی مین قسم دیتا ہون تجھکو
خدا کی کہ تو بھی منبر پر چڑہکر اگر ہماری خوشی چاہتا ہی تو علی ابن ابیطالب پر لعنت

بخوشی یا بجبر احنف نی کہا کہ آپ مجکو معاف رکہئی اسمین آپ کی خیر ہی اُسوقت
معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت وسماجت سے پیش آیا تب احنف نے کہا کہ ای
معاویہ مین انصاف کے کلمی کہتا ہون معاویہ نے کہا فرمای - احنف نے یہ کہا کہ
حمد خدا کو لائق ہی اور درود ہو جیو اوپر رسول اسکی کے ای لوگو مجکو معاویہ نے
یہ کہا ہی کہ لعنت کر علی پر سنو علی ابن ابیطالب رضؓ اور معاویہ دونون جہگڑی اور آپسمین
لڑے اور ہر ایک شخص نے اُن دون مین سے یہ دعوی کیا کہ خلافت حق میرا ہے
جب مین دعا کرون تم سب آمین کہنا - اب مین کہتا ہون - ای خداوند لعنت
کر تو اور تیری فرشتی اور لعنت کرین تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اوس شخص پر
جو ان دونونمین سے باغی ہوا اور لعنت کر تو گروہ باغی کو اور ای خدا بہت لعنت کر
اُسپر - آمین کہو ای سامعین - یہ کہکر معاویہ سی کہا کہ مین تو یہ کلمی کہا کرتا ہون گرچہ
مارا ہی کیون نجاؤن اسیجہسے اور کچہہ پھر نہ کہلانا فقط واہ واہ علمای اہلسنت کے
یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ اس لعنت کرنے کو بھی داخل خطای اجتہادی کے
سمجھین اوسآپ پر کیا مصیبت پڑی ہی کہ فعل کافرانہ سی بھی معاویہ کے چشم پوشی
کرین ہماری نزدیک تو معاویہ بڑی بدذات تھی اور اگر خود حرام زادہ نہ ہون
تو بوجہ بھای قبول کر لینے زیاد ابن امیہ حرام زادہ کے معاویہ ایک بڑی بھائے
حرام زادہ کے ضرور تھے اور معاویہ کے کافر سمجھنے مین ہمکو کیا تکلف ہوسکتا ہی
کہ جو وسل اسقراطی بہی یکی از دوازدہ حواریان حضرت مسیح کا تہا کہ جو خود حضرت مسیح کو
پکڑوا دیا اور عزازیل بہی ایک مقربان بارگاہ الٰہی مین سے تہا کہ جسکو طوق لعنت ملا
پس معاویہ بہی بی تکلف اُن ہی لوگونمین سمجہا جاسکتا ہی اور مصائب اہلبیت کے
کہانتک بیان کرین کہ ہماری امام حسین کا سر کئی دن کی بہوک وپیاس پر بوجہ

سوا خذہ یزید پسر معاویہ کے کاٹا گیا اور لاش بی سرانکی گھوڑونکی سمون سے روندی گئی اور سر اُنکا بطور نشان فتح کے نیزہ پر چڑہا کر کے یزید کے پاس روانہ کیا گیا اور تمام سادات واقعہ کربلا کے بچہ شیرخوارہ تک سوای ایک امام چہارم زین العابدین کے مارے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون - اور بعد اسکی سلطنت مروانیہ اور عباسیہ تک تو سادات بنی فاطمہ عموماً واجب القتل اور کشتنی اور گردن زدنی سمجھے گئے غرض تمام مصائب اہلبیت کا حال یہ ہی کہ اُسپر فرشتون نے بہی گریہ کیا مگر علمای اہلسنت کو کیا پروای مصائب اہلبیت کی ہی کہ اگر چاہین تو بہ نسبت یزید کے بہی مسئلہ خطای اجتہادی کا جاری کرین کہ ہرگاہ معاویہ صحابی تھے تو یزید بہی بطور ایک تابعی کی اور بدلیل حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم کے ایک شخص واجب التعظیم اور مستحق کف اللسان کا قرار پا سکتا ہی

غزل از مولف

جس کسیکو غم امام نہین — پیر بہی ہو تو اُس سے کام نہین
بہیجیو تم آل پر درود و سلام — اسکی خوبی مین کچھ کلام نہین
اہلبیت نبی پہ جو گذرا — وہ تو موجود ہے تمام نہین
دشمنون کا مقام ہے دوزخ — غیر دوزخ اُنہین مقام نہین
وہ حدیثین جو جعل و باطل ہین — پیش عالم کچھ اُنکا دام نہین
یاد خم غدیر مین مجہکو — آرزوی شراب و جام نہین
کربلا کو مجھے بلا لو تم — اس سے بہتر کوئی پیام نہین
خاک در ہو گئے ہم کہین یا رب — اور کچھ مقصد و مرام نہین
مولا تیرے حسین ہین آزاد — تو کسی اور کا غلام نہین

اور حال یہ ہی کہ دلاوران عرب کچھہ سپاہیان قلم بند و مشاہرہ دار حضرت رسول
کے نہین تھے اور لوٹ مار پر اُنکی اوقات تہی اور اُسی امید پر مال غنیمت کے
جوق جوق وحوش عرب ملتی جاتے تھے اور طریقہ جنگ و صلح سے خوب واقف
ہوگئے تھے اور حضرت رسول نے کوئی سلطنت یا ملک نہین چھوڑا تھا اور
ہر شخص کو اپنی نفع و نقصان اور گونہ بے گون کا خیال تہا یہانتک کہ بعد انتقال
حضرت رسول کے انصار لوگون نے سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنا لیا اور جب خلافت
حضرت ابوبکر پہ قائم ہوئی تو حباب انصاری نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کے غل اور
شور مچایا کہ اب انصار لوگ دروازہ پر قریش کے پانی مانگنی کو کھڑی ہونگے
اور پانی اُنکو نہین ملیگا تب حضرت ابوبکر نی حباب کو تسلی اور دلاسا دیکر کے
خاموش کیا اور جب ابوسفیان نے خلافت ابوبکر سے انکار کیا تو اُسکی بیٹے کو
وعدہ دینے حکومت شام کا کرکے ابوسفیان بھی راضی کیا گیا اور اُس اجماع مین
بیعت ابوبکر کی کچھہ بحث فضیلت ذاتی کسی شخص کے پیش نہین ہوئی پس حضرت
ابوبکر جو قریشیونمین ممتاز تر اور ملائم مزاج کے تھے سب قریشیون نے اُنکو اپنے
کام کا جانکر کے خلیفہ قبول کر لیا تو یہ طور ایک ریاست جمہوری ری پبلک مُلک
فرانس اور امریکہ کا ہی اور اسیطرح کی ایک ریاست بلقب الکٹر یعنی شخص انتخابی کے
علاقہ جات منفصلی مین ملک جرمنی کے ابتک جاری ہی اور اسی وجہ سی ہم خلفای ثلاثہ کو
غاصب حقیت حضرت کا نہین سمجھتی ہین مگر یہ بات ہم ضرور کہینگی کہ اگر لوگ حضرت
علی کو خلیفہ بلافصل بنا لیتی تو یہ بات نہایت درجہ مناسب تر ہوتی کہ خود ابوعبیدہ
ابن جراح اور بشیر ابن سعد وغیرہ بیعت کنندگان ابوبکر کو اقرار تقدم استحقاق خلافت
حضرت علی کا تھا اور ہمکو مقدمہ وصیت اور خلافت مین پندرہ ۱۵ بلکہ بیس ۲۰ برس تک

نہایت خلجان تھا کہ اُسکا تصفیہ ہمنے اشعار مفصلہ ذیل مین کیا ہے اور
یہ تضمین اشعار میر حسن دہلوی و سعدی علیہ الرحمۃ کی لکھا ہے

الٰہی یہ کیسا گلستان ہے	مری عقل اس جا پہ حیران ہے
اگر ہے وصیت خلافت ہی کیا	دگر ہے خلافت وصیت ہے کیا
وصیت کو مانو خلافت نہین	خلافت کو مانو وصیت نہین
اور آخر یہ سمجھا کہ دونو ہین خوب	ہر اک ایک مصرف کا ہے بے عیوب
وصیت کا حاصل امامت کو مان	امامت سے انجام خیر اپنا جان
خلافت سے اسلام ظاہر ہوا	امامت سے ایمان ظاہر ہوا
حکومت خلافت کی تھی تیس سال	حکومت امامت کی ہے بیزوال
حرارت ہو ایمان کی اک طرف	حلاوت ہو ایمان کی اک طرف
معاویہ بد ذات سے فرق رہ	علی کی محبت مین تو غرق رہ
نہین ہمسر اُسکا کوئی جز علے	کہ بھائی کا بھائی وصے کا وصی
ہوئی جو نبوت نبی پر تمام	ہوئی نعمت اُسکے وصی پر تمام
جہان فیض سے اُنکی ہے کامیاب	نبی آفتاب و علے ماہتاب ہے
علے دین و دنیا کا سردار ہے	کہ مختار کے گھر کا مختار ہے
دیار امامت کے گلشن کا گل	بہار ولایت کا باغ سنبل ہے
علے راز دار خدا و نبے	خبردار ستر خفی و جلے
علے بندۂ خاص درگاہ حق	علے سالک رہ رو راہ حق
علے ولی ابن عم رسول	لقب شاہ مردان زوج بتول
کہے یون جو چاہے کوئی بیر سے	یہ نسبت علی کو نہین غیر سے

خدا نفس پیغمبرش خوانده است — دگر را فضیلت بہ کس مانده است

یہان بات کی اب سمائے نہین — نبی اور علے مین جدا ئے نہین

نبی و علے ہر دو نسبت بہم — دو تا و یکے چون زبان قلم

علے کا عدو دوزخی دوزخے — علے کا محب سب جنتے جنتے

نبی اور علے فاطمہ اور حسن — حسین ابن حیدر یہ ہین پنجتن

ہوئی انپہ دو جگ کی خوبی تمام — اُنھون پہ درود اور اُنھین پر سلام

علے سے لگا تا بہ مہدے دین — یہ ہین ایک نور خدای برین

اُنھون سے ہی قائم امامت کا گھر — کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر

صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہین — حساب عمل سے یہ بیباک ہین

ہوا ایان سے ظاہر کمال رسول — کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول

خدایا بحق سنے فاطمہ — کہ بہ قول ایمان سکنے خاتمہ

اگر دعو تم رد کنے ور قبول — مین دوست و دامان آل رسول

فصل ۹۲

اس فصل مین بیان امامت کا ہی سوہم اول اس بات کو لکھتی ہین کہ قران شریف مین استعمال لفظ امام کا کسطرح پر واقع ہوا ہی اور وہ حسب ذیل ہی۔

نمبر ۱ سورۂ بقر ۲- آیت ۱۱۸ واذابتلے ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما ترجمہ اور جب آزمایا ابراھیم کو اُسکی رب نے کئی باتون مین پھر اُسنی وہ پوری کین فرمایا مین تجھکو کرونگا سب لوگونکا پیشوا

نمبر ۲ سورۂ ھود ۱۱- آیت ۲۰ افمن کان علے بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما و رحمۃ ترجمہ بھلا ایک شخص جو ہی

نظر آتے راہ پر اپنے رب کے اور پہونچتی ہنی اُسکو گواہی اُس سے اور پہلے اُس سے
کتاب موسیٰ کی راہ ڈالتے اور مہربانی —
نمبر ۳ سورۃ الحجر ۱۵- آیت ۹، فانتقمنا منھم وانھما لبامام مبین
ترجمہ اور یہ دونون شہر راہ پر نظر آتی ہین حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب
مکہ سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی —
نمبر ۴ سورۃ الاسری ۱۷- آیت ۳، یوم ندعو کل اناس بامامھم
ترجمہ جسدن ہم بلائینگی ہر فرقہ کو ساتھ اُنکی سردار کے نمبر ۵ سورۃ القرآن
۲۵- آیت ۴، والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا
للمتقین اماما ترجمہ اور وہ جو کہتی ہین ای رب دی ہمکو ہماری عورتون کیطرف
سے اور اولاد کیطرف سی آنکھ کی ٹھنڈک اور ہمکو واسطے پرہیزگارون کے
امام حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب یعنی دہیان سے سونین —
نمبر ۱ سورۃ یٰسین ۳۶- آیت انا نحن نحی الموتی ونکتب ماقدموا واثارھم
وکل شیء احصیناہ فی امام مبین ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی ہم ہین
جو جلاتے ہین مردی اور لکھتی ہین جو آگے بھیج چکی اور اُنکے پیچھے نشان رہی
اور ہر چیز گن لی ہے ہمنے ایک کھلی اصل مین حاشیہ شاہ صاحب موصوف جو
بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم نیک یا بد
نمبر ۷ سورۃ الاحقاف ۴۶- آیت ۱۱ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ
ترجمہ اور اُس سے پہلے کتاب موسیٰ کی ہی راہ ڈالتی اور مہر — رای راقم —
آیات مذکورہ بالا سے معنی امام کے پیشوا کے ہین اور نمبر ۱ یعنی سورہ بقر آیت
۱۸ ا سے ظاہر کہ حضرت ابراہیم کو لقب امام کا دیا گیا اور نمبر ۴ سورۃ الاسرے

آیت ۳۳ سے ظاہر کہ لوگ اپنی اپنی امام کے ساتھ پکاری جائینگے غرض یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ ہر فرقہ کو ایک ایک امام یعنی پیشوا ہوتا ہی اور امام اور خلیفہ مین فرق باعتبار حیثیت کے ہی کہ استعمال خلیفہ یعنی نائب کا قرآن مین بحق آدم علیہ السلام کے بمقابلہ خدا کی ہی یعنے آدم زمین پر خدا کے نائب قرار پای اور استعمال امام یعنی پیشوا کا بمقابلہ آدمیون کے ہی کہ وہ امام آدمیون کا پیشوا ہی پس حقیقتاً مفہوم خلیفہ اور امام کا قریب قریب ہی مگر کچھ فرق بھی ہی اور وہ فرق یہ ہی کہ خلافت مین کچھ حکومت ظاہری بھی چاہیے اور امامت مین حکومت ظاہری شرط نہین ہی بلکہ حکومت امام کی دل و جان اور اپنے اعمال و افعال سے متعلق ہی کہ جس سے نجات ہو اور حدیث مین واقع ہی انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض یعنی فرمایا رسول خدا نے چھوڑ جاتی ہین ہم درمیان تم لوگونکی دو بھاری چیزین ایک قران دوسری عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپسمین فرق نہین ہونگے کبھو یہانتک کہ وارد ہون وہ دونون اوپر حوض کوثر کے پس قران اگر بجای لفظ کے غرض کیا جای تو اولاد رسول بجای معنے اُسکے ہین

لمولفه

چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی شد | قناعت شد برین تو ام و بر بند ید محملہا

اور اس مقام مین شعر شاہ نعمت اللہ ولی کا بہت حسب حال ہی

شعر

پیشوائی بایدت جستن ز اولاد رسول | پس قدم مردانہ در راہ خدا باید زدن

غرض مسلمان پر واجب ہی کہ اولاد رسول کو اپنا امام جانے اور نبیاد لقب

دوازده امام کی ہماری نزدیک وہی حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی ہی کہ جسمین وعدہ ہی کہ دوبارہ خلیفہ قیامت تک ہونگے اور بیان اُسکا فصل ۵۰ مین اِس کتاب حد تحقیق کے ہوا ہی او شاہ عبدالحق صاحب نے جو اُن خلفای دوازدہ گانہ مین شرط حکومت ظاہری کی لگاکر کے ولید ابن عبدالملک تک حساب کیا ہی سو اُس روسی معاویہ اور یزید بھی شاہ صاحب موصوف کے امام ہین اسواسطی کہ شاہ صاحب لکھتی ہین کہ خارج ہونا اُن خلفا کا عدل و احسان سے اور اُنکا اہل جور وفساد ہونا کچھ مانع نہین ہی اور ایک امر عجیب یہ ہی کہ سنیان بھی دوازدہ امام کو اسی ترتیب سی قبول کرتے ہین چنانچہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر اور روضۃ الصفا وغیرہ کتب تواریخ مین بیان حال اُن دوازدہ امام کا موجود ہی اور خواجہ حافظ شیراز بھی ان دوازدہ امام کو منظور کر کے کہتے ہین

شعر

بنجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار	بدشمنان ہمنشین حافظا تو لا کن

اور اب اس مقام مین ایک حدیث اہلسنت کی باب دہم مقصد اول سی کتاب غایت المرام متذکرہ فصل بالا کتاب ہذا کے نقل کیجاتی ہی کہ جس سے اصل منشا اصطلاح دوازدہ امام کا معلوم ہوتا ہی حدیث کتاب ابن المویدا لموفق ابن احمد سے بروایت سلمان محمدی کے قال دخلت علی النبی واذا الحسین علی فخذہ وھو یقبل عینیہ ویلثم فاہ وھو یقول انت سید بن سید واخو سید ابو السادات انت امام ابن الامام اخو الامام ابو الائمۃ انت حجۃ بن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم ترجمہ کہا اُس سلمان محمدی نی کہ داخل ہوی ہم حضرت کے پاس اور ناگاہ حسین تھے اوپر زانو اُس نبی کے اور وہ نبی چوم رہی تھے دونون آنکھون کو اُس

حسین کے اور بوسہ دیتے تھے اسکے منھ کو اور وہ نبی کہہ رہے تھے کہ تو سید یعنی سردار ہی اور بیٹا سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سید لوگون کا اور تو امام ہے بیٹا امام کا بھائی امام کا باپ اماموں کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا باپ حجتون کا جو نو نکلینگے تیری پشت سے اور نوان شخص اُن لوگونکا قائم رہنی والا ہوگا اُن لوگون کا۔

ف ۔ یہ خطاب حضرت نبی کا بطرف امام حسین کے ہی کہ جو امام سیوم تھے اسوسطے کہ حضرت علی امام اول اور حضرت امام حسن امام دوم اور امام حسین امام سیوم ہین اور اس تیسرے امام کو ارشاد ہوا کہ تیری پشت سے نو امام نکلینگے پس تین اور نو ملا کر کے کل بارہ امام ہوے اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ فقرہ ایک کبت ہندی کا کہ جو بھاٹ لوگ جابجا سناتے پھرتے ہین گویا ترجمہ اسی حدیث کا ہی اور وہ فقرہ بشان امام حسین کے حسب ذیل ہی ــــ امام ہین آپ امام کے باپ امام کے پوت امام کے بھیا رسول کے آل بتول کے لال میری ناؤ تو ہی ہی کھویا اور یہ جو ارشاد حضرت رسول کا ہی کہ نوان امام ان باقی نو اماموں کا قائم رہیگا سو اس سے مقصود موسے دوازدہم حضرت امام مہدی آخرالزمان کا بیٹا ہونا امام حسن عسکری امام یازدہم کا اور زندہ اور قائم رہنا اُنکا جیسا کہ شیعہ لوگ ادعا کرتے ہین قابل تسلیم کر لینے کے معلوم ہوتا ہی اور اسکی بحث آیندہ کیجائیگی۔

فصل ۹۳

ذکر امام اول از جملہ دوازدہ امام۔

فصل بالا مین دیکھلایا گیا کہ اصل بارہ ستون دین و اسلام کے دوازدہ امام ہین۔ تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپہ مصر صفحہ ۲۸۶

علی واولادہ اولہم علی ابن ابی طالب و قد سبق ذکرہ

ترجمہ اور وہ دوازدہ امام علی ہین اور اولاد انکی اول ان دوازدہ امام کے علی ابن ابیطالب ہین اور تحقیق کہ سابق مین ذکر اُسکا ہوا۔

تاریخ جدولیہ تصنیف مولوی خادم علیصاحب سندیلوی

پیدائش آپکی تیتیس ۳۳ سال قبل ہجرت کے اور مدت خلافت آپ کی چار برس چھہ مھینہ ہی اور شہادت آپ کی سن چالیس ہجریمین ہوی آپ چچازاد بھائی پیمبر صاحب کے ہین اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے زوج ہین اور پیغمبر صاحب کے اور خلفای ثلثہ کے وقت مین بڑی بڑی شجاعتین کین اپنی خلافت مین نوبت جہاد کفار کی بسبب فساد آپس یعنی بنی امیہ کے نہ پہونچی اور ۳۵ سنہ ہجریمین زینت بخش خلافت کے ہوے تھے آخر بشہادت ہاتھ عبدالرحمن ابن ملجم شوہر قطامہ کے داخل خلد برین ہوے اور آپ اول مسلم صبیان سے اور خلیفہ بنی ہاشم سے ہین اور عمر آپ کی ۶۳ سال کی تھی اور آپ نی ایک شعر عربی اپنی اول مسلمان ہونے کا کہا ہی جسکا ترجمہ

زبان اردو مین یہ ہے

مسلمان مین ہوا ہون سب سے پہلی		دران حالیکہ نا بالغ تھا لڑکا

اور نام والدۂ حضرت علی کا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہی پس حضرت علی مرتضیٰ ماں کی طرف سی بھی ہاشمی ہین اور اپنی دادا کی طرف سے بھی اور طلحہ بن عبد اللہ نے اولاً جناب امیر المومنین سے بیعت کی اور ۳۶ سنہ ہجریمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نی اپنی طرف سی عامل و حاکم مقرر کرکے اطراف بلاد کو روانہ فرمائی اور عمال عثمانیہ کو معزول فرمایا اور شہر جمادی الاخر مین جنگ جمل کی ساتھ حضرت علی کے واقع ہوئی بمقام خریبہ اور فریقین سی دس ہزار مرد مقتول ہوی۔ اور ۳۷ سنہ ہجریمین جنگ صفین واقع ہوئی

اور شام کیطرف سے ۲۵۰۰۰ ہزار آدمی مارے گئے اور اہل عراق کیطرف سے ۴۵۰۰۰ ہزار شہید ہوی اور حلیہ شریف آپ کا یہ ہی کہ گندم گون میانہ قد فراخ چشم کبیر البطن دراز ریش سینۂ مبارک پر بہت بال تھی اور پیشانی پر کم خوب صورت کثیر التبسم روایت ابن اسعد سی ظاہر ہی کہ فرمایا آپنے کہ نہ نازل ہوئی کوئی آیت کلام اللہ مگر مجھے شان نزول اُسکی اور مکان نزول اور شخص منزل علیہ معلوم تھا اسلیٔی کہ میرے ربنے مجھے بخشا تھا قلب فہمیدہ اور زبان گویا اور منجملہ کرامات آپ کی یہ بھی ہی کہ کچھ آپنے ارشاد کیا پس تکذیب کے اُس قول کی ایک مردنی پس فرمایا کہ مین تیرے اوپر دعا کرتا ہون اگر ہی تو کاذب اُسنی کہا بہتر دعا کرو پس دعا کی اوپر اُسکی حتی کہ نہ حرکت کی وہان سی کہ جاتی رہی بینائی اُسکی غرض کہ فضائل و کرامات آپ کے بہت ہین اس ذخیرہ مین بسبب طوالت کے نہین لکھی گئے اور حیدر بھی لقب آپ کا تھا اور ذو الفقار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی اور انکی پیشانی مبارک پر وقت نماز صبح کے ابن ملجم ملعون مذکور با لا کے ہاتھ سے زخم شدید پہونچا تھا اور یہ ملعون بعد مارنے کے گرفتار ہو آیا تھا۔ فقط

اور اب اس جگہ پر چند اشعار اوائل دیوان حضرت امیر علیہ السلام سے تیمنًا و تبرکًا نقل ہوتے ہین ساتھ ترجمہ کے

نمبر ۱	الناس من جهة التمثال اکفاء	ابوهم آدم والام حواء

آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنی ہم جنس ہین اسواسطے کہ باپ اُن لوگون کے آدم ہین اور ماں اُنکی حوّا ہین

ف آپنے جو ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنے

ہم جنس ہین سوا اس بیانمین کمال بلاغت ہی کہ مشابہت صرف باعتبار شکل ظاہری کے ہی
وگرنہ از روی صفات ذاتی کے آدمی لوگ نہایت درجہ اقسام مختلف کے ہین کہ ایک
شخص عالم اور دوسرا جاہل اور ایک سعید دوسرا شقی ہوتا ہی اور اسی طرح سی دوسرے
صفات مین بہی مختلف ہوتے ہین ۔

نمبر۲ وانما امہات الناس اوعیة	مستودعات وللاحساب اباء

اور نہین ہین مائین آدمیون کی مگر ظروف اور جاہای امانت درحالیکہ واسطے
حساب حسب نسب کے باپ لوگ ہین۔
ف یعنی حساب حسب نسب فلان ابن فلان کا باپ کیطرف سے ہوتا ہی اور حسب
تین کرسی تک اور نسب تین کرسی کے اوپر ہی۔

نمبر۳ فان یکن لہم من اصلہم شرف	یفاخرون بہ فالطین والماء

پس اگر ہو اُن لوگون کو انکی اپنی اصل کیطرف سی کچھہ شرف کہ جس سے فخر کرتے ہون
پس مٹی و پانی ہی ف یعنی جب اول و آخر آدمی کا پانی اور مٹی ہی تو کیا فخر کرنا ہی۔

نمبر۴ وان اتیت بفخر من ذوی نسب	فان نسبتنا جود وعلیاء

اور اگر کچھہ پیش کرے تو ساتھہ کسی فخر کے از طرف صاحبان نسب کے پس تحقیق
کہ نسبت ہملوگون کی بطرف جود اور علو مراتب کے ہی ف یعنی اگر تم لوگون کو فخر
نسبت قریشی ہونیکا ہی تو نسب ہمارا اجود یعنے بخشش ہاشمی ہونیکا اور علو
مدارج کا ہی اسواسطی کہ قبیلہ ہاشم مین جود اور علو مدارج ہی۔

نمبر۵ لا فضل الا لاہل العلم انہم	علی الہدی لمن استہدی ادلاء

نہین کوئی فضیلت ہی مگر واسطی اہل علم کے اسواسطی کہ تحقیق کہ وی لوگ ہا اوپر
ہدایت کے ہین اور جو شخص کہ ہدایت چاہی اسکی واسطے ہدایت ہین ف یعنی

ساتھ شرف نسب کے ہمکو شرف علم کا ہی کہ خود ہم ہدایت پر ہین اور دوسرونکو ہم ہدایت کرتے ہین یعنے کہ ہم لوگ اہلبیت ہادی و مہدی ہین ۔

نمبر۶ وقیمة المرء ماقد کان یحسنه		والجاهلون لاهل العلم اعداء

اور قیمت مرد کی وہ چیز ہی کہ جو نیک بناوی اُسکو ہا درحالیکہ جاہل لوگ واسطے اہل علم کے دشمنان ہین ۔

نمبر۷ فقم بعلم ولا تبغ له بدلا		فالناس موتی واهل العلم احیاء

پس اُٹھ تو ساتھ علم کے اور نہ ڈھونڈھ تو واسطے اُسکے کوئی عوض ہا کسواسطے کہ آدمی لوگ مردہ ہین اور اہل علم زندہ ہین

ف یعنی خلافت بمقابلہ فضیلت علمی کے کیا چیز ہے

غزل دیگر

نمبر۱ تغیرت المودة والاخاء		وقل الصدق وانقطع الرجاء

متغیر ہوگئی دوستی اور اخوت ہا اور کم ہوگیا صدق اور کٹ گئی امید

ف یہ غزل غالبًا زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ کی معلوم ہوتی ہی

نمبر۲ واسلمنی الزمان الی صدیق		کثیر العذر لیس له دعاء

اور سپرد کیا مجکو زمانہ نے ہاتھ مین ایک دوست کے جو کہ عذر معذرت بہت کرتا ہی اور نہین ہی کچھ اُس عذر کی رعایت ف غالبًا اشارہ بطرف حضرت ابوبکر صدیق کے معلوم ہوتا ہے ۔

نمبر۳ سیغنی الذی اغناه عنی		فلا فقر یدوم ولا ثراء

قریب ہی کہ بی نیاز کریگا مجکو وہ اللہ کہ جسنی بی نیاز کیا ہی اُس دوست کو مجھ سی ہا اسواسطی کہ نہین فقر ہمیشہ رہیگا اور نہ دولت ۔

نمبر۴ ولیس بدائمٍ ابدا نعیمٌ	کذاک البؤس لیس لہ بقاء

اور ہمیشہ نہین رہیگا ابد تک آرام و آسایش ۞ اور اسیطرحسی سخت حاجت مندی کہ نہین ہے اُسکو بھی بقا۔

نمبر۵ وکل مودۃ للہ یصفو	ولا یصفو من الفسق الاخاء

اور کل دوستی جو للہ ہوتی ہے صاف رہتی ہے ۞ اور نہین صاف رہتی ہے فاسق لوگون کی اخوت ومحبت۔

نمبر۶ اذا انکرت عہدا من حمیمٍ	ففی نفسی التکرم والحیاء

جب انکار کیا ہمنے کسی عہد کو ایک دوست کی طرف سے ۞ پس ہماری نفس مین تہا تکرم یعنی ننگا بد اشت آبرو اور حیا۔

نمبر۷ وکل جراحۃ فلہا دواء	وسوء الخلق لیس لہ دواء

اور کل زخم پس ہے واسطی اُسکے دوا ۞ اور واسطی بدخلقی کے نہین کوئی دوا ہی

نمبر۸ ورب اخ وفیت لہ وفی	ولکن لا یدوم لہ الوفاء

اور تہوڑی دوست ایسی ہین کہ وفا کیا ہمنے ساتھ اُنکے وفادار ہین ۞ اور لکن نہین ہمیشہ رہتی ہے اُنکو وفاداری۔

نمبر۹ یدیمون المودۃ ماراونی	ویبقی الود ما یبقی اللقاء

ہمیشہ رکھتی ہین وی لوگ دوستی کو جب تک کہ دیکھتی ہین وی لوگ مجکو ۞ اور باقی رہتی ہے دوستی جب تک باقی رہتی ہے ملاقات چارچشمی۔

نمبر۱۰ اخلاء اذا استغنیت عنہم	واعداء اذا نزل البلاء

لوگ دوست ہوتے ہین جب کہ ہم بی نیاز ہوئے ہین لوگون سے ۞ اور دشمن ہو جاتی ہین جب اوترتی ہے کوی بلا۔

نمبر ۱۱ وان غبت عن احد قلانی | وعاقبنی بمافیه اکتفاء

اور غایب ہوتے ہین ہم کسی سے تو وہ شخص شکوہ کرتا ہی میرا ۱۲ اور انجام بد دیتا ہی مجکو ساتھ اُس چیز کے جو کافی ووافی ہی۔

نمبر ۱۲ اذا ما راس اهل البیت ولی | بدا لهم من الناس الجفاء

اور جب کہ سرداران اہلبیت کے محبت کرتے ہین ظاہر ہوتا ہی اون اہل بیتون پر آدمیون کی طرف سے جفا

غزل دیگر از دیوان حضرت امیر علیہ السلام چھاپہ بمبئی صفحہ ۱۲۰ خطاب بمعاویہ

نمبر ۱ محمد النبی اخی وصهری | وحمزة سید الشهداء عمی

محمد پیغمبر بھائی میرا ہی اور سسر میرا ہی ۱۲ اور حمزہ سید الشہدا چچا میرا ہی۔

وجعفر الذی یضحی ویمسی | یطیر مع الملائکة ابن امی

اور جعفر جو کہ دن اور رات کو اڑتا ہی ساتھ فرشتونکے بیٹا ہماری ماکا ہے

ف اسی رو سے لقب جعفر طیار کا

وبنت محمد سکنی وعرسی | منوط لحمها بدمی ولحمی

اور بیٹی محمد کی آرام جان ہماری ہی اور بی بی میری ۱۲ اور ملا ہوا ہی گوشت اُسکا ساتھ خون میرے اور گوشت میرے

وسبطا احمد ولدای منها | فمن منکم له سهم کسهمی

اور دو فرزندان فرزند احمد کے دو بیٹے میرے ہین اُس دختر محمد سے پس کون شخص ہی تم لوگون مین کہ جسکو حصہ ہو مثل حصہ میرے کے

سبقتکم الی الاسلام طرا | غلاما ما بلغت اوان حلمی

سابق ہوی ہم تم لوگون سے اسلام مین از روی رغبت کے جس حال مین کہ ہم لڑکا تھے
کہ نہین پھونچے تھے ہم زمانہ بلوغ کو اپنے

نمبر۶ واوجب لی ولایته علیکم رسول الله یوم غدیر خم
اور واجب کیا واسطی میرے ولایت یعنی ریاست کو اپنی اوپر تم لوگون کے
رسول اللہ نی بروز خم غدیر کے

نمبر۷ واوصانی النبی علی اختیار		لامته رضی منکم بحکمی

اور وصیت کی میری واسطی نبیؐ نے اپنی اختیار یعنی خوشی سے واسطی امت
اپنے کے رضا یعنی تابعداری کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے۔

نمبر۸ الا من شاء فلیؤمن بهذا والا فلیمت کمدا بغمہ
خبردار وہ جو شخص کہ چاہی پس چاہیے کہ ایمان لاوے وہ شخص ساتھ اس
قول کے وگرنہ پس چاہیے کہ مری وہ اندوہناک ساتھ غم کے

نمبر۹ انا البطل الذی لم تنکروہ لیوم کریهة ولیوم سلم
مین وہ بہادر ہون کہ جسکا انکار تم لوگون نے نہین کیا بروز جنگ کے اور بروز صلح کے
شعر دیگر از حضرت امیر علیہ السلام منقول از مناقب مرتضوی عربی منتخب از
تصنیف حافظ ابو عبد اللہ محمد ابن یوسف ابن محمد گنجی شافعی۔

صفحہ۱۴ فویل ثم ویل ثم ویل لمن یلقی الالہ غدا بظلمی
پس افسوس ہی اور پھر افسوس ہی اور پھر افسوس ہی واسطے اس شخص کے جو ملاقات
کریگا خداتعالی کی کل کے روز ساتھ ظلم کرنے کے میرے اوپر

	مناقب مرتضوی متذکرہ صدر

بومردوی الامام ابو الحسن البغوی فی تفسیرہ یرفعہ بسندہ الی ابن عباس

رضی اللہ عنہما قال لما نزل قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجراً
الا المودۃ فی القربیٰ قالوا یا رسول من ھؤلاء الذین
امرنا اللہ بمودتھم قال علیؑ و فاطمۃ و ابناھما

ترجمہ اور روایت کیا امام ابوالحسن بغوی نے بیچ قران اپنے حوالہ کرکے
ساتھ سند اپنی ابن عباس تک کر کہا اُس ابن عباس نے کہ جب اوترا قول
اُس خدا تعالیٰ کا کہ کہہ تو ای محمد کہ نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اُسکے قران پر
مزدوری مگر دوستی قرابت دارون کی تب پوچھا لوگون نے ای رسول اللہ
کون ہین وی لوگ جو کہ خدا نے ہم لوگون کو حکم دیا ساتھ دوستی اُن لوگون کے
تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ وی لوگ علی اور فاطمہ اور دو پسران اُن دونو نکی ہین

اشعار عربی از مناقب مرتضوی مذکورہ بالا

نمبر۱ ھم العروۃ الوثقی لمعتصم بہا | مناقبھم جاءت بوحی وانزال

وی لوگ یعنی اہلبیت نہایت مضبوط قبضہ ہین واسطے پکڑ لینے والی اُس قبضہ
کے درحالیکہ مناقب اُنکے آئے ہین ساتھ وحی اور نزول قران کے

نمبر۲ مناقب فی شوری وسورۃ ھل اتی | وفی سورۃ الاحزاب یعرفھا التالی

مناقب اُنکے ہین سورہ شوری مین اور سورہ ہل اتی مین اور سورۃ الاحزاب مین
کہ جانتا ہی اُن مناقب کو قران کا تلاوت کرنیوالا

نمبر۳ وھم ال بیت المصطفیٰ فودادھم | علی الناس مفروض بحلم واجلال

اور وہی لوگ اہلبیت مصطفیٰ کے ہین پس دوستی اُن لوگونکی اوپر آدمیونکے
فرض کی گئی ہی ساتھ بردباری اور افراط اچھی چیز دنکے

ایضاً از شاعر دیگر

تمسك فی اخراہ بالسبب الاقوی	ہم القول من اصفاہم الود مخلصاً

اہلبیت لوگ وہ قوم ہین کہ جو کوی اختیار کرے اُن لوگونکی دوستی مخلص ہوکر کے تو تمسک پکڑ لیگا وہ شخص اپنی آخرت مین ساتھ اُس سبب قوی تر کے

محاسنہا تحکی وآیاتہا تروی	ہم القوم فاقوا العالمین مناقبا

وہی اہلبیت لوگ وہ قوم ہین جو فوق لیگئے سب عالم پر از روی مناقب کے خوبیان اُنکی حکایت کیجاتی ہین اور آیات اُنکے روایت کئے جاتے ہین

وطاعتہم ودع وودہم تقوی	موالاتہم فرض وحبہم ہدی

تولا یعنی دوستی اُن لوگون کی فرض ہی اور محبت اُن لوگونکی ہدایت ہی اور طاعت یعنی تابعداری اُن اہلبیت کی ورع یعنی پرہیز گاری ہی اور محبت اُن لوگونکی تقوی ہی۔ اب سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کی خدمت مین عرض یہ ہی کہ اصل مذہب قدیم اہلسنت کا یہ ہی کہ اوپر مذکور ہوا اور آپ لوگ کسواسطے مذہب سنی کو رسوا و خوار کرتے ہین اور اس توہین علی اور عداوت اہلبیت سے آپکو کیا فائدہ ہوگا کچھ امید حکومت ملک شام و امید حکومت ملک ری کی باقی نہین ہی اور نہ معاویہ کا کچھ خوف ہے اور نہ اُسکی دسترخوان کا اچھا کھانا ملیگا پس اب ہی خدا انصاف کر کی روح رسول کو راضی کیجئے

فصل ۹۴
ذکر امام دوم تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۶

الثانی الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا محمد و یلقب بالتقی والسید امہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولد بالمدینۃ فی منتصف رمضان سنۃ ثلاث من الہجرۃ و استخلف ستۃ اشہر و توفی بالمدینۃ لخمس لیال خلون من ربیع الاول سنۃ خمسین و قیل سنۃ تسع واربعین وکان عمرہ سبعا و اربعین سنۃ و دفن بالبقیع

ترجمہ دوسری اُن بارہ اماموں کے حسن ابن علی ابیطالب ہین اور کنیت آپ کی ابو محمد اور لقب آپ کا تقی اور سید ہی اور ماں اُنکی فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین نصف رمضان ۳ سنہ ہجریمین اور خلیفہ رہی چھہ مہینے اور وفات پای مدینہ مین بتاریخ پانچوین ربیع الاول ۵۰ سنہ ہجریمین اور بعضون نے کہا ۴۹ سنہ ہجریمین اور عمر آپ کی تھی سینتالیس ۴۷ برس کی اور دفن ہوئے جنت البقیع مین۔ تاریخ ابوالفدا ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۳۴۴ جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگونکا یہ حال ہی اسوقت حضرت امام حسن سے معاویہ کو ایک نامہ باین مضمون لکھا کہ اگر چند شرطین تم مان لو تو مجکو تمہاری اطاعت منظور ہی معاویہ نے مان لین وہ شروط یہ ہین ایک شرط امام حسن نے یہ کی تہی کہ جو روپیہ بیت المال کوفہ مین ہی مجکو دو اور دار بجرد کا خراج جو فارس سی آتا ہی وہ دیا کرو اور حضرت علی کو برا نہ کہا کرو اُسنے یہ شرطین مان لین الا سبّ علیؓ سے انکار کیا اور کہا علیؓ کو گالی بیشک دونگا جب امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شرط نہین مانتا لاچار یہ کہا کہ جس مجلس مین مجکو پاو میری سامنی حضرت علی کو گالی نہ دو اُسنی منظور کیا اور کہا اچھا تمھاری سامنی نہ کہینگے لیکن پھر اُس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتی ہین کہ چار لاکھ درہم اُنکے پاس بھجوائے اور خراج داربجرد کا کبھی نہ بھجوایا۔

واہ واہ سنی صاحبان ذرا آپ اپنی مسئلہ خطای اجتہادی کو غور کیجیے گا کیا یہ خطای اجتہادی ہی کہ جو معاویہ کو اوپر گالی دینے حضرت علی کے اسقدر اصرار تھا اور اس فعل سے ہم تو اُسکو کافر سمجھتی ہین اور حضرت امام حسن علیہ السلام مین صفت علم وحلم اور جود وکرم کی بہت غالب تھی اور عبادت کا یہ حال تہا کہ بروایت حافظ ابونعیم کے بیس مرتبہ اور بروایت کتاب صفوۃ الصفوۃ کے پندرہ مرتبہ حضرت

امام حسن نے مدینہ سی پیادہ پا آکرکے مکہ مین حج ادا کیا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۸۲

ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیان ان یعھد الی احد من بعدہ عھدہ واولادھم بل یکون الامر شوری بین المسلمین ترجمہ اور نہین حق ہی معاویہ ابن ابی سفیان کو کہ عہدہ خلافت اپنا دی کسی کو اپنے بعد اور اولاد اُنکے بلکہ ہوگا وہ امر خلافت کا محول اوپر شور ے کے۔

ف معاویہ نے برخلاف اس شرط کے یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ مقرر کیا سبحان اللہ یہ کیا خطای اجتہادی ہی اور چونکہ سنیون کو صرف حمایت معاویہ تک غرض ہے اور خاص حضرت امام حسن علیہ السلام پر کچھ چڑہائی نہین ہی اسواسطی اسیقدر پیر اکتفا کیا گیا مگر چونکہ انتقال حضرت امام حسن علیہ السلام کا بزمانہ حکومت معاویہ کے ہوا اور حمایت معاویہ تک سنیون کو اہتمام ہی سو اسواسطی چند خیالات سنیونکے اس جگہ پر مذکور ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ کتاب کیمیای سعادت مین مذکور ہی کہ فلان شخص نے خواب مین حضرت علی کو دیکھا کہتے ہوئے قضی لی برب الکعبۃ یعنی فیصلہ خدا کا ہماری حق مین ہوا قسم ہی رب کعبہ کی اور بعد اُسکی اُسی خواب مین معاویہ کو دیکھا کہتی ہوے کہ غفرلی برب الکعبۃ یعنی مغفرت کی گئی میری قسم ہی رب کعبہ کی سو اس قسم روایت خواب سے ظاہر کہ جب تجویز اور تحقیق مین کوی بات بن نہین پڑی تو ایک خواب ایک شخص کا روایت کیا گیا حالانکہ خواب ہر شخص کا موافق خیال اُس شخص کے ہوتا ہی ہر اسطرحکا خواب مطلقا قابل دلیل کے نہین ہی اور البتہ خدا ہر بات پر قادر ہی مگر عادل اور منتقم حقیقی بھی ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ معاویہ ایک دشمن خاص حضرت علی کا جو لعنت حضرت علی پر کرتا ہوا

مر گیا سو ایکبار گی تمام عدل اور انصاف خدا کا معطل رہکر کے اسطرح سے بے تکلف
مغفرت اُسکی ہوا اور ظاہر ہی کہ یہ خواب ایک سُنی کا خواب ہی اور آیا حقیت حضرت
علی کی کچھ معرض شبہ اور بحث مین تھی کہ جو محتاج اس قسم خواب کی ہو کہ فیصلہ بحق
علے کے ہوا اور اس جگہ پر قول عزیزی سید فخر الدین پسر سید فرزند علی مرحوم برادر
خالہ زاد کا میرے ہمکو بہت پسند ہوا کہ یہ دونون فقرے درحقیقت نقیض یکدیگر
ہین سواسطی کہ اگر فیصلہ بحق حضرت علی کے ہوا تو مغفرت معاویہ کے کیا معنی ہین
اور اگر مغفرت معاویہ کی ہو تو فیصلہ بحق علے کے کیا معنی ہین غرض یہ خواب
معاویہ کے دیکھنے کا مطلقاً قابل استدلال کے نہین ہی بلکہ یہ اُس قسم کا ایک خواب
پریشان ہی کہ جیسا بوستان مین مذکور ہی شعر

ندانم کجا دیدہ ام در کتاب	کہ ابلیس را دید شخصے بخواب

دویم یہ کہ بملاحظہ کتاب استقصار الافحام جواب منتہی الکلام و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ
کتب کلامیہ فریقین کے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مذہب شیعہ کا جسقدر کہ
علم و تلاش آدمی کی بڑھتی جای سو اُسیقدر غالب تر اور مجال سنیون کا تنگ تر
ہوتا جائیگا سو واسطے نجات اس مخمصہ کے سنیونکی یہ عادت اُنکے واسطے خوب
محافظ ہی کہ سُنیان زمانہ کسی طرح سے تقریر اور بحث پر نہین چڑھتے ہین اور شیعہ
بی تکلف ہر جگہ پر تقریر اور بحث کرنے کو مستعد اور حاضر ہو جاتا ہی اور حق یہ ہی
کہ ہم شیعون سے کچھ مقابلہ کسی بات مین نہین کر سکتی ہین اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ شیعہ
لوگ تا امکان خلفای ثلثہ کو بادشاہان اسلام سے مان لین کہ آخر درمیان خلفاے
ثلثہ اور معاویہ کے کچھ فرق و تمیز رکھنا قرین انصاف ہی کہ اگرچہ کوی شخص ان خلفاے
ثلثہ کا اس الزام سے کہ ساتھ حضرت علی کے بے پروائیان اور رنجدہائیان ان

تینون صاحبون سی ہوئین بری نہین ہو سکتا ہی مگر یہ بات اسقدر رہی کہ دین اسلام
کو خوب پھیلا اور واسطی جانشینی اپنے وارث کے کوی بند وبست نہین کیا
اور انکی تمام معاملات سے کچھ کچھ ادب بھی کرنا اُن سبھونکا بہ نسبت اہلبیت کی
ظاہر ہوتا ہی اور باوصف اسقدر جد وجہد کرنے واسطے اشاعت اسلام کے
اگر یہی لوگ منافق اور خارج از اسلام سمجھی جائین تو سوای اسکے کیا بات کہی
جائیگی کہ نیکی برباد گناہ لازم یا یہ کہ جسکے واسطی چوری کیجئے وہی کہے چور اور ایسی
شیعہ عالم کو ہم جانتے ہین کہ جو خلفای ثلثہ کو مسلمان مان لیتی ہین و فضیلت شیخین کا کیا
ذکر ہے کہ ہم مجرد فضیلت ثابت کرنے مین بھی شیخین کے بہت تنگ ہین
سوم یہ کہ ایک سنی صاحب کا خیال یہ دیکھا گیا کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام
کی جو کچھ کہ اقوال امام شافعی وحافظ وغیرہ سے پائی جاتی ہی سو یہ سب باتین از
قسم کلمات فقرا اور تصوف کے ہین مگر تفضیل الشیخین ایک امر شرعی ہی سو یہ خیال
محض ایک مغالطہ و دھوکا ہی اسواسطی کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کی
قران اور حدیث سی ثابت ہی اور حیف اوپر افسوس ہی اوپر ایسے خیال کے کہ
جو اعتقاد افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کا بیرون از شرع سمجھا جائے
چہارم یہ کہ ایک سنی صاحب کا یہ خیال دیکھا گیا کہ ذات حضرت امیر علیہ السلام
کی ایسی نہین ہی کہ اختلافات معاویہ وغیرہ سے انکو تکدر ہو سو یہ خیال بھی
محض ایک دھوکا ہی اسواسطی کہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بمقتضای کمال صفای
طبیعت انکے تکدر ہو یا نہو مگر خدای عادل موجود ہی سو یہ لعنت کرانا معاویہ کا
بے انتقام پائے نہین رہ سکتا ہی۔
پنجم یہ کہ بعض سنیون کا خیال یہ ہی کہ معنی تولا کے صرف اسقدر ہین کہ آدمی

محامد حضرت امیر علیہ السلام و مناقب اہلبیت کو یاد کرے اور ذکر اور خیال اُنکے
دشمنون کا کچھ ضرور نہین ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ تولا بے تبرا کے کیونکر درست ہو سکتا
ہی یعنی جب تک کہ معاملات دشمنون اور حریفون کا ذکر اور خیال نہ کیا جاے
تو فضیلت حلم اور علم وغیرہ صفات ذاتی حضرت علی کے کیونکر معلوم ہو سکتی ہی
اور یہ فرمائش تو اُس قسم کی ہی جیسا کہ ایک شخص کہی کہ برف کو سفید جانو مگر
کوئلے کی سیاہی مت خیال کرو حالانکہ خوبی سفیدی برف کی بغیر مقابلہ اور رنگون کے
کیا معلوم ہو سکتی ہی جیسا کہ ایک شخص اندہا در زاد اگر سو بار برف کو سفید کہی تو
اس سے کیا مقابلہ درمیان برف اور کوئلہ کی اُسکی خیال مین آسکتا ہی۔
ششم یہ کہ ایک سنی صاحب کی یہ تقریر تھی کہ عیب جوئی معاویہ کی کیا ضرور ہے
کہ بجای اُسکی ذکر و درود پڑھنا بہتر ہی سو جواب اس خیال کے اسیقدر کہنا بس ہے
اگر یہ قول درست ہو تو شیطان کو برا کہنا کیا ضرور ہی کہ خدا کو یاد کرنا کافی ہے
مگر حقیقت حال یہ ہی کہ جو شخص جیسا ہوگا ویسا سمجھا جائیگا اور اُسی طرح پر اُسکا
ذکر بھی کیا جائیگا۔
ہفتم یہ کہ ایک سنی صاحب نے نام معاویہ کا درمیان حضرت امیر المومنین رضی اللہ
عنہ کے لیکر کے ہنسی کہا کہ ہر گاہ خلافت معاویہ کی از روی مصالحہ امام حسن کی ہوئے
تو اب حقیت خلافت معاویہ مین کیا گفتگو ہو سکتی ہی سو اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ تسلیم خلافت
کی ہرگز از روی مصالحہ کے صحیح طور پر نہین ہوئی کہ اسبات کو دیکھنا چاہئی کہ کس
حالت مجبوری مین حضرت امام حسن علیہ السلام نی بوجہ نہین ہونے اعوان و انصار
کے یہ خلع خلافت کا کیا اور ہر گاہ اصل خلافت تیس برس تک ہو اور بعد اُسکی پیشین گوئی
حضرت رسول کیو اسطی ایک ملک عضوض یعنی ایک بادشاہ گزندہ کے تھی تو کیا

سال ہوا بلکہ بات یہ ہی کہ معاویہ ایک بادشاہ گزندہ ہوا اور ہر گاہ اسکو لعنت کرنی پر حضرت علیؑ کے آخر عمر تک کمال اصرار رہا تو ذکر اسکی نام کا درمیان حضرت امیر المومنین اور رضی اللہ عنہ کے کیا معنی رکھتا ہی ۔

اشعار مرغوب در مدح امام حسن علیہ السلام از دیوان وفائی شوستری

ہر کس نشد مسلمان میتوان گفتنش کہ سلمان نشد	کز او زبان بدش سلمان شد و انکہ مسلمان نشد
ولی ذوالمتن یعنی حسن آن خسرو خوبان	کہ ہر چیز از عدم با قدرتش ممکن در امکان شد
نہ حبش باعث جنت نہ بغضش موجب نیران	کہ حبش محض جنت گشت و بغضش عین نیران شد
مگو انصار و یاری داشت آن مظلوم بی یاور	کہ ہر جور و جفای شد بروز انصار و یاران شد
زنا چاری بہ بیعت داد دست بی لشکر	چہ یک ان نبودش یار در آخر کارش نیسان شد
مگو بیعت کہ از شمشیر خوردن صعب بود بر او	چہ او بازادہ سفیان قرین عہد و پیمان شد
مگو سید آب کز آتش بسبعی زندہ تر بودش	ہمان آبی کز ان مرغ دلش در سینہ بریان شد
دو سبط مصطفی دادند جان از آب بی آب	ز بی آبی حسینؑ اما حسنؑ از آب بی جان شد
حسینؑ بیش از شہادت گر نشان تیر شد اما	حسن بعد از شہادت نعش پاکش تیر باران شد
حسینؑ اگر علی اکبر شد از دست خسان کشتہ	حسن ہم قاسمش پامال از سم ستوران شد
وفائی گر ز غمہایش بگوید تا صف محشر	بیان کے میتواند ز ان یکی از صد ہزاران شد

فصل ۹۵ ذکر امام سیوم

تاریخ الخمیس مذکورہ بالا صفحہ ۲۸۶ ۔ الثالث الحسین بن علی ابن طالب یکنی ابا عبد اللہ ولقب بالشہید والسید امہ فاطمۃ الزہراء ولد بالمدینۃ یوم الثلاثاء الرابع من شعبان سنۃ اربع من الہجرۃ دفی الصفوۃ استشہد یوم الجمعۃ وقیل الثلاثاء یوم عاشوراء فی المحرم سنۃ احدی وستین من الہجرۃ وہو ابن ست وخمسین سنۃ وخمسۃ اشہر کما سبحی

تیسری اُن بارہ اماموں کے حسین ابن علی ابن ابیطالب ہین کنیت اُنکے ابو عبد اللہ لقب شہید اور رسید ہی اور مان اُنکی فاطمۃ الزہرا ہین اور پیدا ہوے مدینہ مین بروز منگل چہارم شعبان سنہ ۴ہجری کے اور کتاب صفوۃ مین ہی کہ شہید ہوی بروز جمعہ اور بعضون نے کہا بروز منگل تاریخ دہم محرم کے اور وہ تھی اُسوقت مین بعمر ۵۶ برس پانچ مہینے کے جیساکہ قریب ہی کہ آویگا بیان اُنکا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۹۸

اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام ہنگام واقعۂ کربلا

نمبر۱ غدر القوم وقد ما رغبوا	عن ثواب اللہ رب الثقلین

غدر کیا قوم نی اور منھ پھیرا اون لوگون نی ثواب سی خدای رب الثقلین کے قدیم سی

نمبر۲ قتلوا قدما علیًا وابنہ	حسن الخیر کریم الابوین

قتل کیا اُن لوگون نے قبل اسکی علی کو اور اُسکی بیٹا کو یعنی حسن کو جو نہایت نیک تھا اور جسکے ماباپ دونون کریم تھے

نمبر۳ حسدًا منہم وقالوا اقتلوا	نقتل الآن جمعًا للحسین

بوجہ حسد کے اُن اہلبیت کیطرف سی اور کہا اُن لوگون نے مار ڈالو ؏ اب قتل کرینگے ہم سبکو حسین کے مارنے سے

نمبر۴ خیرۃ اللہ من الخلق ابی	ثم امی وانا ابن الخیرین

پسندیدہ تر اللہ کا خلق مین سے باپ میرا ہی ؏ بعد اُسکے ما میری ہی اور ہم بیٹے ہین دو نیک تر آدمیون کے

نمبر۵ فضۃ قد صنعت من ذہب	وانا الفضۃ وابن الذہبین

ایک چاندی ایسی ہو کہ تحقیق کہ گلائی گئی ہو ایک سونے سے ؏ درحالیکہ

چاندی ہین اور بیٹے دو سونا کے۔

نمبر۶ من لہ جدّ کجدّی المصطفےٰ | احمد المختار نور الظلمتین

کون شخص ہے کہ اُسکا دادا ہو مثل ہماری دادا مصطفےٰ کے جو کہ احمد مختار ہے روشنی دونون اندھیرون کے۔

نمبر۷ فاطمۃ الزہراء امی و ابی | قاصم الکفر ببدر وحنین

فاطمہ زہرا مان میری ہین اور باپ میری توڑنیوالی کفر کی ہین جنگ بدر اور جنگ حنین مین۔

نمبر۸ ولہ فی یوم اُحُد وقعۃ | شفت الغل بعض العسکرین

اور اُس باپ کو میری بیچ روز جنگ احد کے ایک واقعہ ہے کہ جو کہ شفا دیا پیاس کو ساتھ دبا دینے لشکرہاے طرفین کے۔

نمبر۹ ثم بالاحزاب والفتح معًا | کان فیہا حتف اہل الوثنین

اور بعد اُسکی سورۂ احزاب اور فتح مین ایک ساتھ تھے اُسمین موت اہالی دونون بتونکی

نمبر۱۰ من لہ عم کعمی جعفر | ذو الجناحین اصیل النبین

کون شخص ہے کہ جسکو چچا ہو مثل چچا جعفر طیار میرے کے صاحب دو بازون کا اور اصیل دونون نسب ما اور باپ کا۔

نمبر۱۱ والدی شمس وامی قمر | وانا الکوکب وابن النیّرین

باپ میرا یعنی علی آفتاب ہین اور ما میری یعنی فاطمہ مہتاب ہین اور مین ستارہ ہون اور بیٹا دو نیر اعظم آفتاب و ماہتاب کا ہون

نمبر۱۲ نحن اصحاب العبا خمستنا | قد ملکنا شرقہا والمغربین

ہم لوگ سیادت کی کملی والی ہین پانچون ہم لوگونکی تحقیق کہ مالک ہوی ہم لوگ پورب کو اُن پانچ آدمیون کے اور دونون پورب اور پچھم کے۔

نمبر ۱۳ نحن حبرئیل غدا اسادسنا		ولنا الکعبۃ ثم الحرمین

ہم لوگ ایسی ہین کہ جبرئیل کل کو ہوگا چھٹان ہملوگون کا اور ہم لوگون کا ہی کعبہ اور بعد اُسکے دونون حرم مکہ اور مدینہ کے۔

نمبر ۱۴ امۃ المختار قرو اعیننا		فغدا یسقون من کف الحسین

امت نی رسول مختار کی ٹھنڈی کی آنکھین اپنی یعنی ہماری قتل سی ہاپس کل کے روز پلای جائینگے وی لوگ ہاتھ سی حسین کے یعنی ہاتھ سی حسین کے سزادی جائینگے وی لوگ اور چونکہ سنیون کو حمایت یزید سی کچھ غرض نہین ہی بلکہ شرح عقائد نسفی مین یہ عبارت ہی کہ لانتوقف فی لعن یزید و اعوانہ وانصادہ یعنی ہم سنی لوگ نہین توقف کرتے ہین لعنت کرنیمین اوپر یزید اور اعوان اور انصار اُسکی سو اسواسطی ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین وگرنہ اگر کتاب عربی اسرار الشہادت کربلا ملا آقاے دربندی اور دیگر کتب تواریخ سی کچھ حالات واقعہ کربلا کے لکھے جائین تو یہ کتاب بہت طویل ہوجای اور کسکو طاقت ہی کہ ان سب حالات کو لکھے اور اسیقدر لکھنا کافی ہی کہ حضرت عائشہ نی جو بنیاد خرابی اہلبیت کی ڈالی تھی سو وہ قصہ یزید کے ہاتھ سی پوری طرح پر ختم ہوا کہ واقعہ کربلا مین سوای امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام کے کوی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا اور باقی سب مارے گئی انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل ۹۶ ذکر امام چہارم

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپہ مصر صفحہ ۲۸۶۔

الرابع علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وقیل ابا محمد وقیل ابا بکر ولقب بزین العابدین والسجاد ولد بالمدینۃ سنۃ ثلاث وثلاثین من الہجرۃ وقیل سنۃ ثمان وثلاثین وقیل سنۃ وثلاثین امہ

ام ولد اسمها غزالة كذا فی الصفوة وقال فی شواهد النبوة اسم امه شهربانو بنت یزدجرد من اولاد نوشیروان العادل انتهی وفی حیوة الحیوان قال ابن خلکان کانت امه سلامة بنت یزدجرد اخر ملوك الفرس وذکر الزمخشری فی ربیع الابرار ان یزدجرد کان له ثلاث بنات سبین فی زمن عمر بن الخطاب فحصلت واحدة منهن لعبد الله بن عمر فاولدها سالما والاخری لمحمد بن ابی بکر فاولدها قاسما والاخری للحسین بن علی فاولدها علیا زین العابدین فکلهم بنو خالة وهو علی الاصغر فاما علی الاکبر فانه قتل مع الحسین وکان علی هذا ایضا مع ابیه وهو ابن ثلاث وعشرین سنة الا انه کان مریضا نائما علی فراش فلم یقتل وفی حیوة الحیوان استبقی تصغر سنه لانهم قتلوا کل من ابنت کما یفعل بالکفار قاتل الله فاعل ذلك واخزاه ولعنه وتوفی بالمدینة فی الثامن عشر من المحرم سنة اربع وتسعین وقیل خمس وتسعین ودفن بالبقیع وهو ابن ثمان وخمسین سنة وضریحه هناك فی قبة معروفة بقبة العباس روی الحدیث عن ابیه وعمه الحسن وجابر وابن عباس والمسور بن مخرمة وابی هریرة وصفیة وعایشة وام سلمة امهات المومنین

ترجمہ چوتھی امام علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت انکی ابو الحسن ہے اور بعضون نے کہا ابو محمد اور بعضون نے کہا ابو بکر اور لقب انکا زین العابدین اور سجاد ہے پیدا ہوئی مدینہ مین ۳۳ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۳۸ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۳۶ سنہ ہجری مین اور ماں انکی ام ولد ہین نام انکا غزالہ ہے جیسا کہ کتاب صفوۃ مین ہے اور صاحب شواہد النبوۃ نے کہا ہے کہ نام انکی ماں کا شہربانو بیٹی یزدجرد کی ہے اولاد

نوشیروان عادل کے منتہی ہوا قول اُسکا اور کتاب حیواۃ الحیوان مین کہا ابن خلکان
نے کہ ما اُسکی سلامت تھی بیٹی یزدجرد آخر بادشاہان فارس کی اور ذکر کیا زمخشری
نے کتاب ربیع الابرار مین کہ تحقیق کہ یزدجرد کو تھین تین بیٹیان جو قید ہوئین زمانہ عمر
ابن الخطاب کے پس ایک اُنمین سے ملی عبداللہ ابن عمر کو کہ جس سے پیدا ہوی سالم اور
دوسری محمد ابن بکر کو کہ جس سے پیدا ہوی قاسم اور تیسرے حسین ابن علی کو کہ جس سے
پیدا ہوی امام علی زین العابدین پس کل وہ لوگ یعنی سالم اور قاسم اور امام زین العابدین
آپسمین خالہ زاد بھائی ہین اور وہ امام زین العابدین علی اصغر ہین سوا اسطی کہ علی اکبر
قتل ہوی ساتھ اسکے شہادت کے کربلا مین اور یہ علی اصغر اپنی باپ امام حسین
علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین تھے درحالیکہ اُنکا سن ۲۳ برس کا تھا مگر وہ علی اصغر
بیمار تھے جو بچھاون پر پڑے رہتے تھے اور اسیوا سطی قتل نہین ہوئے اور کتاب
حیواۃ الحیوان مین کہ امام زین العابدین چھوڑ دی گئی بسبب صغیر سن اُنکی اسوا سطی
کہ وہ قاتلان کربلا کے قتل کرتے تھے کل اُس شخص کو جو کہ کمال جوانی کو پہونچی جیسا کہ
یہ کام کیا جاتا ہی ساتھ کافرون کے اور قتل کرے اللہ فاعل کو اس فعل کے اور
رسوا کرے اُسکو اور لعنت کری اُسکو اور امام زین العابدین مرے مدینہ مین بتاریخ
۱۸ محرم ۹۴ سنہ ہجری کے اور بعضون نے کہا ۹۵ سنہ ہجری مین اور دفن کیے گئے جنت البقیع
مین بعمر ۵۸ برس کے اور روضہ اُنکا اُس قبہ مین ہی کہ جو مشہور ہی ساتھ قبہ عباس کے
اور یہ امام زین العابدین روایت حدیثون کی کرتے ہین حسین اپنی باپ سے اور
حسن اپنی چچا سے اور جابر اور ابن عباس اور مسور ابن مخرمہ اور ابو ہریرہ اور صفیہ
اور عائشہ اور ام سلمہ مادران مومنین سے فقط اور چونکہ خاندان دوازدہ امام کو
خداوند تعالی نی ساتھ علم روحانی کے مخصوص کیا ہی اسواسطی تیمناً و تبرکاً کتاب

صحیفہ کاملہ سے جو کہ زبور ہم لوگ مسلمانون کا ہی اور یہ کتاب بالتمام دعاؤنسے معمور ہی
دو چار فقری دعای اول کتاب مذکور سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہین تا کہ
بلندی خیالات امام چہارم کی معلوم ہو اور تمام اس کتاب کے دیکھنے سے یہ بات
معلوم ہوتی ہی کہ بندہ کو کس خشوع و خضوع اور خلوص دل سے خداوند تعالی سے
دعا مانگنی چاہیئے الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ والاخر بلا اخر یکون بعدہ
الذی قصرت عن رؤیتہ ابصار الناظرین وعجزت عن نعتہ اوہام الواصفین
ابتدع بقدرتہ الخلق ابتداعا واخترعہم علی مشیتہ اختراعا ثم سلک بہم
طریق ارادتہ وبعثہم فی سبیل محبتہ لا یملکون تاخیرا عما قدمہم الیہ ولا یستطیعون تقدما الی ما اخرہم عنہ
ترجمہ سب تعریف ہی اُس اللہ کو کہ جو سب سے اول ہی کہ جو کوئی دوسرا اول نہین
ہی کہ جو قبل اُسکی ہو اور ایسا آخر ہی کہ کوئی دوسرا آخر نہین ہوگا کہ جو اُسکے بعد ہو
ایسا اللہ ہی کہ دیکھنے سے اُسکی آنکھین نگاہ کرنیوالونکی قاصر ہین اور صفت کرنے
سے اُسکی خیالات صفت کرنیوالونکی عاجز ہین اور اپنی قدرت سی پیدا کیا خلق کو
پیدا کرنے کرکے اور اختراع کیا اُن سبھون کو موافق خواہش اپنی اختراع کرنے
کرکے پس چلایا اُس خلق کو اوپر طریق ارادہ اپنی اور برانگیختہ کیا اُس خلق کو اپنی
محبت کی راہ مین درحالیکہ سب لوگ نہین قادر ہین موخر کرنے پر کوی چیز کے کہ جسکو
اللہ نے مقدم کیا اُنکے واسطے اور نہین قادر ہین مقدم کرنیکو اُس چیز کے کہ جسکو
اللہ نے اُنسے موخر کیا ہی اور اس جگہ پر چند اشعار قصیدۂ فرزدق کے لکھے جاتے
ہین کہ جسکا قصہ یہ ہی کہ ہشام ابن عبد الملک ابن مروان بایام بادشاہت اپنی باپ کے
حج کعبہ کو آیا اور جسوقت طواف کے چاہا کہ حجر اسود کو بوسہ دی تو بسبب اژدہام
خلایق کے حجر اسود تک نہین پھونچ سکا اور ایک کنارۂ منبر پر سی حجر اسود کو دیکھتا تھا

اور سرداران ملک شام بھی اُسکے ساتھ تھے کہ اس حال مین حضرت امام زین العابدین طواف کو آئے اور جب حجر اسود کے پاس پھونچے تو خلقت پھٹ کر کے الگ ہو گئی اور آپنے بے مزاحمت خلق کے بوسہ دیا تب ایک شامی نے ہشام ابن عبد الملک سے پوچھا کہ یہ آدمی اسقدر جاہ و جلال کا کون ہی کہ خلقت اسقدر ہیبت اور تعظیم اُسکی کرتی ہی ہشام اس خیال فاسد سے کہ مبادا شام کی لوگ اُسکی طرف رجوع کرین تجاہل کر کے کہا کہ ہم نہین پہچانتے ہین اور اتفاقا فرزدق شاعر بھی اُس مجمع مین تھا سو یہ گفتگو شامی اور ہشام کی سنکر کے بہ تقاضای غیرت ایمانی کے یہ قصیدہ فی البدیہہ کہا کہ جو ہشام یہ قصیدہ سنکر کے غضب مین آیا اور اُس فرزدق کو قید کیا اور اس قصیدہ کی ایک شرح فارسی جناب مولوی جمیل احمد صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کی ہی اور اُسمین ایک مثنوی منظوم ملا عبد الرحمان جامی کی کتاب سلسلۃ الذہب سے خوب نقل کی ہی کہ جو گویا ترجمہ فارسی تمام قصیدہ عربی فرزدق کا ہی

نمبر ۱ هذا الذی تعرف البطحاء وطأته	والبیت تعرفه والحل والحرام
یہ وہ شخص ہی کہ مکہ جای قدم کو اُسکے پہچانتا ہی اور خانہ کعبہ اُسکو پہچانتا ہی اور حل و حرم اُسکو پہچانتے ہین ۔	
نمبر ۲ هذا ابن خیر عباد الله کلهم	هذا التقی النقی الطاهر العلم
یہ بیٹا بہترین تمام بندگان خدا کا یعنی یہ بیٹا رسول اللہ کا ہی یہ پرہیزگار اور پاک اور طاہر اور رہبر دار ہے	
نمبر ۳ هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله	بجده انبیاء الله قد ختموا
یہ بیٹا فاطمہ کا ہی اگر تو نجانتا ہو اُسکو تو ساتھ جد اُسکی پیغمبران خدا کی تحقیق کہ ختم کئی گئی	
نمبر ۴ الله شرفه قدما و عظمه	جری بذلك له فی لوحه القلم

اللہ نے شرف دیا اسکو قدیم سے اور عظیم کیا اسکو؛ اور ساتھ اس بات کے یعنی ساتھ شرف اور عظمت اسکے لوح محفوظ مین اسکے قلم جاری ہوا۔

نمبر۵ فلیس قولک من ھذا بضائرہ		العرب تعرف من انکرت و العجم

پس نہین ہی قول تیرا کہ یہ کون شخص ہی کچھ گزند پہونچانیوالا اسکو؛ اہل عرب پہچانتی ہین کہ جس شخص سی انکار کیا تو نے اور اہل عجم پہچانتے ہین۔

شیرہ گر وصل آفتاب نخواہد		رونق بازار آفتاب نکاہد
نمبر۶ مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم		فی کل بدء و مختوم بہ الکلم

مقدم ہی بعد ذکر خدا کے ذکر ان اماموں کا؛ ہر ابتدای کار مین اور کلام ختم ہوتا ہی انکی ذکر پر

نمبر۷ من یعرف اللہ یعرف اوّلیۃ ذا		والدّین من بیت ھذا نالہ الامم

جو شخص کہ پہچانتا ہی خدا کو پہچانتا ہی اولیّت کو اس شخص کے اور دین کو گھر سی اس شخص کے اور ہم لوگ واسطی اسکی امت لوگ ہین

فصل ہشتّانوی ذکر امام پنجم

تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۶۔

والخامس محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب امّہ ام عبد اللہ فاطمۃ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر و لقّب بالباقر لتبقّرہ فی العلم و ھو توسّعہ فیہ ولد بالمدینۃ یوم الجمعۃ ثالث صفر سنۃ سبع و خمسین من الھجرۃ قبل قتل الحسین بثلاث سنین و اولادہ جعفر و عبد اللہ و امھما ام فروۃ بنت القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصدیق و ابراھیم و علی و زینب و ام سلمۃ توفی بالمدینۃ سنۃ سبع و عشرۃ و مائۃ و قیل ثمان و عشرۃ و قیل اربع عشرۃ و ھو ابن ثلاث و سبعین سنۃ و قیل ثمان و خمسین و قیل سبع و خمسین سنۃ و قبرہ بالبقیع عند ابیہ فی قبۃ العباس کذا فی الصفوۃ

ترجمہ اور پانچوین امام محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہین اور ما انکی عبداللہ کی فاطمہ ہین بیٹی حسن ابن علی ابن ابیطالب کی اور کنیت انکی ابوجعفر ہی اور لقب انکا باقر ہی لسبب تبقر انکی بیچ علم کے اور معنی اس تبقر کے وسعت انکی ہی اس علم مین و پیدا ہوئی وہ مدینہ مین بروز جمعہ ۳۔ صفر ۵۷ھ ہجری تین برس قبل شہادت حسین کربلا کے اور اولاد انکی جعفر یعنی امام جعفر صادق اور عبداللہ ہین کہ ما اون دونونکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی ہین اور اولاد امام محمد باقر کے ابراھیم اور علی اور زینب اور ام سلمہ ہین اور امام باقر مرے مدینہ مین ۱۱۶ھ ہجری مین اور بعض نے کہا ۱۱۸ھ ہجری مین اور بعضون نی کہا ۱۱۴ھ ہجری اور انکی عمر تھی ۷۳ برس کی اور بعضون نی کہا ۵۸ برس کی اور بعضون نی کہا ۵۷ برس کی اور قبر انکے جنت البقیع مین ہی نزدیک قبر باپ انکی قبہ عباس مین اسطرحپر مذکور ہی کتاب صفوۃ مین فقط

اور اس عرصہ مین ہماری پاس ایک کتاب عربی باسم مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر تصنیف ملا سید ہاشم بحرانی مصنف کتاب غایت المرام کی جو طہران مین چھپی ہی بذریعہ جناب مرزا محمد شیرازی صاحب کے بمبئی سے پھونچی کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہی کہ جو مشتمل ہی اوپر ۶۲۵ صفحہ کے اور ہر صفحہ مشتمل ہی ۳۶ سطرون پر اور تمام اس کتاب مین معجزات اور کرامات دوازدہ امام کے مندرج ہین سو یہ پہونچنا اس قسم کتاب نادر کا ایک محض فضل الٓہی ہماری حال پر ہی اور اس کتاب سی اس رسالہ حد تحقیق مین کچھ حدیث بقدر ضرورت نقل کی جائینگی۔

کتاب مدینۃ معاجز الایمۃ الاثنی عشر باب پنجم بذکر معجزات حضرت امام محمد باقر کہ جس مین ۱۱۸ معجزہ مذکور ہی صفحہ ۳۲۳۔

حدیث ثابت ابو علی محمد فقال اسمٰعیل عن جابر فلخذ جابر فقبل یدہ غیبنہ ضمہ

الی صدرہ فقال ھکذا اوصانی رسول اللہ وقال لی یاجابر یولد لعلی بن الحسین
زین العابدین ولد یقال لہ محمد فاذا رأیتہ یاجابر فاقرأہ منی السلام واعلم یاجابر
ان مقامک بعد رؤیتہ قلیل قال فعاش جابر بعد ازراہ ایاما یسیرۃ ومات رضی اللہ عنہ

ترجمہ پس کہا امام زین العابدین نے اُس امام محمد باقر کو کہ سلام پھونچا تو او بیچا اپنی
جابر کے پس پکڑا اُس امام باقر کو جابر نی اور بوسہ دیا درمیان آنکھین اُس امام کے اور
ملا لیا اُسکو اپنی سینہ سی پس کہا اُس جابر نے کہ اسیطرح وصیت کی مجکو رسول اللہ
نی اور کہا مجکو کہ ای جابر پیدا ہوگا علی بن الحسین زین العابدین کو ایک لڑکا کہ کہلاویگا
محمد پس جب دیکھی تو اُسکو ای جابر تو پڑہ تو اُسکی پاس میری طرفسے السلام علیک
اور جان تو ای جابر کہ تحقیق کہ مقام تیرا دنیا مین بعد دیکھنی اُس لڑکے کے تھوڑا
ہوگا کہا اُس راوے نے ـ زندہ رہے جابر بعد دیکھنے اُس امام باقر کے
تھوڑے روز اور مر گئے وہ رضی اللہ عنہ ـ

ف یہ روایت سلام پھونچانے جابر کی کتاب روضۃ الصفا مین بھی مذکور ہی
اور وجہ ہونے لقب باقر کی بنظر کثرت علم کے ہی اور اس کتاب مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر
مین جو ۱۸ معجزے مذکور ہین سو بخوف طوالت اس کتاب حد تحقیق کے وہ سب معجزے
اس کتاب حد تحقیق مین نقل نہین کیئے گئے ـ

فصل ۹۸ ذکر امام ششم

تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۷ ـ

السادس جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی اباعبد اللہ
وقیل ابا اسمعیل ولہ القاب اشہرھا الصادق وامہ ام فروۃ بنت القاسم
ابن محمد بن ابی بکر الصدیق وام ام فروۃ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر

ولذا قال الصادق لقد ولدنی ابو بکر مرتین ولد بالمدینة سنة ثمانین من
الهجرة وقیل سنة ثلاث وثمانین یوم الاثنین لثلاث عشرة
لیلة بقین من ربیع الاول وتوفی بالمدینة یوم الاثنین للنصف من رجب
سنة ثمان واربعین ومائة وقبره بالبقیع فی قبة العباس
وهو القبر الذی فیه ابوه الباقر وجده زین العابدین
وعم جده الحسن بن علی فلله دره من قبر ما اکرمه
واشرفه واعلی قدره عند الله کذا فی شواهد النبوة
وفی الملل والنحل وله خمسة اولاد محمد واسمعیل
وعبدالله وموسی وعلی **ترجمہ** چھٹی امام جعفرؑ
ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابو طالب ہین اور کنیت آپکی
ابو عبداللہ ہی اور بعضون نے کہا ابو اسمعیل ہی اور انکو چند لقب ہین کہ مشہور تر
انکا لقب صادق ہی اور ماں انکی ام فروہ ہین بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابو بکر صدیق کی اور
ماں ام فروہ کی اسما بیٹی عبدالرحمن ابن ابی بکر کی ہین اور اسیواسطی فرمایا امام صادقؑ نے
کہ ہر آئینہ تحقیق کہ پیدا کیا مجکو ابو بکر نے دو دفعہ کرکے اور پیدا ہوی وہ امام جعفر صادقؑ
مدینہ مین ۸۰ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۸۳ سنہ ہجری مین بروز دوشنبہ تیرہ ۱۳ رات باقی رہتی
ربیع الاول سے یعنی بتاریخ ۱۶ یا ۱۷ ربیع الاول کے مرے وہ امام مدینہ مین بروز
دوشنبہ نصف رجب ۱۴۸ سنہ ہجری کے اور قبر انکی جنت البقیع مین اندر قبہ عباس
کے ہی اور یہ وہ قبر ہی کہ جسمین باپ انکی امام باقر اور دادا انکی زین العابدین اور چچا
انکی دادا کے حسن ابن علی ہین پس کیا خوب ہی ایک قبر کہ کیا مکرم اور مشرف اور
اعلی ہی قبر اسکی نزدیک اللہ کے اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین اور

اور کتاب ملل اور نحل مین ہی کہ انکو پانچ اولاد ہوئی محمد اور اسمعیل اور عبد اللہ اور موسیٰ علی فقط

ف یہ ارشاد حضرت امام جعفر صادق کا کہ ابوبکر نے پیدا کیا ہمکو دو دفعہ کر کے اس اعتبار سے ہی کہ ماں انکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر کی یعنی ابوبکر کی پوتا کے بیٹی تھین اور دوسرا رشتہ یہ ہی کہ ام فروہ نانا امام جعفر صادق کی بیٹی اسماء دختر عبد الرحمن ابن ابوبکر یعنی ابوبکر کی پوتے کے بیٹی تھین اسطرحپر کہ بیاہ قاسم ابن محمد ابن ابوبکر کا ساتھ چچازاد بہن اسما بنت عبد الرحمن ابن ابوبکر کے ہوا تھا اور اسطرحپر اظہار نسل دوبارہ از جانب ابوبکر کا جو حضرت امام جعفر صادق نے کیا صریح دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس نسل دوبارہ ابوبکر پر ایک خاص طرحکی خوشی خاطر تھی اور اس خوشی کو مٹا دینا صرف بذریعہ تقیہ کے ہو سکتا ہی اور البتہ اس بات کیواسطے شیعون بڑی ضرورت ہی کہ تقیہ کو جایز ٹھہرا دین حالانکہ تقیہ کا صحیح ثابت ہونا جس طرحپر کہ شیعہ لوگ چاہتے ہین بہت دشوار ہی فقط اور سُنّی لوگ جو کہتے ہین کہ مجتہد ابو حنیفہ کوفی کو شاگردی حضرت امام جعفر صادق سے تھی ہمارے پاس تمامتر صحیح ثابت نہین ہی مگر اسقدر کہ مجتہد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ زمانہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پایا تھا

فصل ۹۹ ذکر امام ہفتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ السابع موسی بن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وابا ابراهیم وقیل غیر ذلک ویلقب بالکاظم لفرط حکمه وتجاوزه عن المعتدین علیه امه ام ولد اسمها حمیدة البربریة ولد بالابواء بین مکة والمدینة یوم الاحد لسبع لیال خلون من صفر سنة ثمان

وعشرین ومائة کذا فی شواهد النبوة وفی الصفوة ولد بالمدینة
ثمان عشرین وقیل تسع وعشرین ومائة واقدمه المهدی بغداد ثم رده
الی المدینة فاقام بها الی ایام الرشید فلما قدم الرشید المدینة
حمله معه وحبسه ببغداد الی ان توفی بها لخمس بقین من رجب سنة
ثلاث وثمانین ومائة وفی شواهد النبوة مات فی حبس هارون الرشید
ببغداد یوم الخمیس لخمس خلون من رجب سنة ست وثمانین ومائة من
الهجرة وقبره ببغداد ویقال ان یحیی بن خالد البرمکی سمه فی رطب بامر هارون الرشید

ترجمه ساتوین امام موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب هین
اور کنیت انکی ابو الحسن اور ابو ابراهیم هی اور بعضون نے کنیت انکی سوای اسکے
بهی کهی هی اور لقب آپکا کاظم هی بسبب افراط حلم انکی اور بسبب تجاوز کرنے انکے
ان لوگونسی جو زیادتی کرتے تهے اس امام پر اور کاظم کے معنی گهونٹنی والی غصه کے
هین اور ماں انکی ام ولد هین که نام انکا حمیده بربریه تها اور پیدا هوی ابوا رهین درمیان
مکه اور مدینه کے بروز یکشنبه سات رات گذری هوی ماه صفر سنه ۱۲۸ هجری کے
اسطرحسی شواهد النبوة مین مذکور هی اور کتاب صفوة مین هی که پیدا هوی یه امام هفتم
مدینه مین سنه ۱۲۸ مین اور بعضون نے کها سنه ۱۲۹ هجری مین اور لی آیا اسکو مهدی خلیفه
بغداد مین اور پهیر دیا اسکو بطرف مدینه کے پس رهی یه امام مدینه مین زمانه خلیفه
هارون رشید تک پس جبکه پهونچا رشید مدینه کو اٹها لایا اس امام کو ساتهه اپنی اور قید
کیا اس امام کو بغداد مین یهانتک که مر گئے یه امام اس بغداد مین پانچ تاریخ باقی رهتی
هوئے ماه رجب سنه ۱۸۳ هجری کے اور شواهد النبوة مین هی که مرے یه امام قید مین هارون رشید
کے بغداد مین بروز جمعرات پانچ تاریخ گذری ماه رجب سنه ۱۸۶ هجری کے اور قبر انکی بغداد

مین ہی اور کہتی ہین کہ یحیی ابن خالد برمکی نے زہر دیا اُس امام کو خرما مین ملا کر کی بسبب حکم ہارون رشید کے۔

فصل ۱۰ ذکر امام ہشتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ الثامن علی بن موسی بن جعفر بن محمد ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن ککنیة ابیه موسی الکاظم ولُقِّبَ بالرضا امه ام ولد لها اسماء منها اروی ونجمة وسمانة وام البنین واستقر اسمها علی تکتم قیل کانت امه جاریة لحمیدة ام موسی الکاظم فرات فی المنام النبی صلی الله علیه وسلم امرها ان تهب نجمة لابنها موسی وقال سیولد له منها خیر اهل الارض ولد بالمدینة یوم الخمیس الحادی عشر من ربیع الاخر سنة ثلاث وخمسین ومائة بعد وفاة جده الصادق بخمس سنین وقیل غیر ذلك ومات ببلاد طوس فی قریة سناباد من رستاقوجاذ قبره فی قبلی قبر هارون الرشید فی قبة فی دار حمید بن قحطبة الطائی وذلك فی شهر رمضان لتسع بقین منه یوم الجمعة سنة ثمان ومائتین

ترجمہ آٹھوین امام علی بن موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی بن محمد بن حسین ابن علی ابن ابو طالب ہین اور کنیت اُنکی ابو الحسن ہی مثل کنیت باپ اُنکے موسی کاظم کے اور لقب اُنکا رضا ہی اور ماں اُنکی ام ولد ہین کہ اُنکا چند نام ہی اور بعض اُن ناموں مین اروی اور نجمہ اور ام البنین ہی اور قرار پایا نام اُس ام ولد کا اوپر تکتم کے۔ اور بعضوں نے کہا ہی کہ ماں اُس امام کی ایک لونڈی تھی حمیدہ مادر موسی کاظم کی پس دیکھا اوس حمیدہ نے خواب مین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حکم دیا اُس حمیدہ کو کہ بخش دین وہ نجمہ کو واسطے اپنے بیٹے موسی کاظم کے اور فرمایا اس پیغمبر خدا نے اُس خواب مین کہ قریب ہے

کہ پیدا ہوگا اُس موسی کاظم کو بہترین اہل زمین کا اور پیدا ہوے یہ امام علی رضا
بروز جمعہ ۱۱- ربیع الثانی ۱۹۴ ہجری کے پانچ برس بعد وفات اپنی دادا امام
جعفر صادق کے اور بعضون نے کہا ہی سوا اسکی بھی اور مری وہ ملک طوس کے ایک
گانون سناباد مین بعلاقہ رستاقو جانز کے- اور قبر اس امام کی سامنی قبر ہارون رشید
کے ہی ایک قبہ مین بخانہ حمید ابن قحطبہ طائی کے- اور یہ بات واقع ہوئی ماہ رمضان
مین تو تاریخ باقی رہنی روز جمعہ ۲۰۳ ہجرے کے فقط-

ف یہ امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام ایک بڑے درجہ کے خدائی آدمی تھے
اور مزار شریف آپکا جہان پر ہی سو وہ مشہد مقدس کہلاتا ہی اور وہ اب ملک خراسان
متعلق فارس مین واقع ہی اور سفر کرنیوالون کے بازو پر روپیہ اشرفی یا پیسہ امام ضامن
کے نام کا جو باندہا جاتا ہی سو وہ آپہی کی نام پر ہی اور آپ کا نام عموما بلقب امام ضامن
تامن کے مشہور ہی اور اس روپیہ اور اشرفی یا پیسا کے باندھنے سے اعتقاد لوگونکا
یہ ہی کہ وہ سفر اُس سفر کرنیوالی کا خیریت اور حفاظت سی طی ہوتا ہی اور جب وہ سفر طی ہو
تو غربای سادات کو دیا جاتا ہی اور بوقت رخصت کرنے کے لوگ بطور دعا کے یہ بات
بھی وقت باندھنی روپیہ وغیرہ کے کہدیتی ہین کہ امام ضامن کی ضامنی مین سونپا اور
ہمکو اس رسم کے جواز شرعی اور عدم جواز مین کچھ گفتگو نہین ہی مگر اس رسم کے نقل کرنے
سی غرض یہ ہی کہ اللہ اکبر کیا شان عالی آپکی تھی کہ جو ہزار برس سے یہ رسم جاری ہی اور
آپ کا لقب عام شاہ خراسان بھی ہی اور گنبد طلائی آپ کے مزار کا بہت بلند ہی کہ
جو تین کوس سی نظر آتا ہی اور مزار پر اب کی بڑی تیاری لاکھون روپیہ کی ہی اور
تمام زائرین اور غربا کو ہمیشہ کہانا اس سرکار سی ملتا ہی اور حضرت خواجہ معروف کرخی
رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑی ولی اور پیران سلسلہ مین سے ہین یکی از مریدان خاص

امام ہشتم کے تھے اور انکی قبر بقرب مزار شریف کے واقع ہی اور دو شعر منفصلہ ذیل عموماً واسطی حاجت کی بیرزادون مین پڑھا جاتا ہی اور ہم سب لوگ بھی پڑھتے ہین

بحق خواجۂ معروف کرخی	نگہداری ز آفت ہاے چرخی
کہ دربان علی موسی رضا بود	علی موسی رضا از وے رضا بود

اور اصحاب ثلثہ باعتقاد سنیان معاویہ شاہی کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے جو کچھہ افضل ہون مگر تمام اولویت اور امامت نسل مین حضرت امیر علیہ السلام کی دیکھی جاتی ہی اور اس مقام مین شعر میر حسن دہلوی کا بہت حسب حال ہی

ہوا یان سے ظاہر کمال رسول	کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول

فصل ۱۰ از ذکر امام نہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ التاسع محمد بن علی بن موسی بن جعفر ابن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر و هو موافق للباقر فی الکنیة والاسم ولذا یقال له ابو جعفر الثانی ولقبه التقی والجواد امه ام ولد اسمها خیزران وقیل ریحانة وقیل کانت من اهل ماریة القبطیة ولد بالمدینة یوم الجمعة لعشرة ایام خلون من رجب سنة خمس وتسعین ومائة وتوفی یوم الثلاثاء لستة ایام خلون من ذی الحجة سنة عشرین ومائتین فی خلافة المعتصم وقیل مسموما ولکنه ما صح وقبره ببغداد خلف قبر جده الکاظم ولکمال علمه وادبه وفضله زوجه المامون فی صغر سنه ابنته ام الفضل وارسلها معه الی المدینة وکان یرسل الی المدینة فی کل سنة الف الف درهم کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ نوین امام محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابو جعفر ہے اور یہ امام موافق ہین ساتھ امام باقر امام پنجم کے کنیت اور نام مین اور اسیواسطی کہی جاتی ہین ابو جعفر ثانی اور لقب اُنکا تقی اور جواد ہے اور اُنکی ما اُم ولد ہین کہ نام اُنکا خیزران ہے اور بعضون نی کہاکہ ریحانہ اور بعضون نی کہاکہ تھی وہ ام ولد ماریہ قبطیہ کے لوگون مین سے اور پیدا ہوے یہ امام مدینہ مین بروز جمعہ دس دن گذری رجب ۱۹۵ھ سنہ ہجری کے اور مرے وہ بروز سنگل چھہ دن گذری ذیحجہ کے ۲۲۰ سنہ ہجری مین بزمان خلافت معتصم کے اور بعضون نے کہاکہ مرے وہ مسموم اور لاکن یہ قول صحیح ثابت نہین ہے اور قبر اُنکی بغداد مین ہے پیچھے قبر اُنکی دادا کاظم امام ہفتم کے اور بسبب کمال علم و ادب اور فضل اُنکی مامون خلیفہ نی بیاہا اُنکو اُنکی صغر سن مین اپنی بیٹی ام الفضل سے اور روانہ کردیا اس ام الفضل کو ساتھ اس امام کے بطرف مدینہ کے اور بھیجا کرتا تہا وہ خلیفہ اُس امام کو بطرف مدینہ کے ہر برس دس لاکھ درہم اسطرحپر مذکور ہے کتاب شواہد النبوۃ مین ــــ

ف مزار کاظمین عبارت ہے اس مزار واقع بغداد سی کہ جسمین قبر امام ہفتم موسی کاظم اور امام نہم امام تقی کی واقع ہے ــ

فصل ۱۰۲ اذکر امام دہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸ العاشر علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن و یقال لہ ابو الحسن الثالث و لقبہ الہادی لکنہ مشتہر بالنقی امہ ام ولد اسمہا سماعہ و قیل امہ ام الفضل بنت المامون و لد بالمدینۃ فی الثالث عشر من رجب سنۃ

اربع عشرة و مائتین و توفی فی زمان المستنصر فی سر من رأی من نواحی بغداد یوم الاثنین من اواخر جمادی الاخرہ سنۃ اربع وخمسین و مائتین و قبرہ فی دارہ التی فی سر من رای وقیل ان مشہد الہادی بقم ولیس بصحیح وانما الصحیح ان مشہد فاطمۃ بنت موسی بن جعفر بن محمد ببلدۃ قم وقد نقل عن الرضا انہ قال من زارہا دخل الجنۃ کذا فی شواہد النبوۃ

ترجمہ دسوین امام علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن علے ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابو الحسن ہے اور ابو الحسن سیوم کہلاتی ہین اور لقب انکا ہادی ہے لاکن وہ مشہور ہین ساتھ لقب نقی کی اور مان انکی ام ولد ہین نام انکا سمانہ ہے اور بعضون نے کہا کہ مان انکی ام الفضل بیٹی مامون خلیفہ کے ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین بتاریخ تیرہوین رجب ۲۱۴ ہجرے کے اور مرے وہ زمانہ خلافت مین مستنصر کے سر من رای نواحی بغداد مین بروز دوشنبہ اواخر جمادی الثانی ۲۵۴ ہجرے کے اور قبر انکی اپنی مکان مین ہے کہ جو سر من رای مین تھا اور بعضون نے کہا کہ مزار امام ہادی کا شہر قم مین ہے اور یہ بات صحیح ثابت نہین ہے اور امر صحیح یہ ہے کہ مزار فاطمہ دختر موسی ابن جعفر ابن محمد کا شہر قم مین ہے اور حضرت امام علی موسی رضا سی یہ حدیث منقول ہے کہ فرمایا اس امام نے کہ جو شخص زیارت کرے اس مزار فاطمہ کو داخل ہوگا وہ شخص جنت مین اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین

ف اب یہ مقام سامرہ کہلاتا ہے کہ اسمین دو امام کا مزار ہے ایک امام نقی امام دہم کا اور دوسرا امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام کا —

فصل ۱۰۳ ذکر امام یازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ و ۲۸۸ | الحادی عشر الحسن بن علی ابن محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق ویکنی ابا محمد ویلقب بالزکی والخاص والسراج و هو ایضا مثل ابیہ مشہور بالعسکری وامہ ام ولد اسمہا سوسن وقیل غیر ذلک ولد بالمدینۃ سنۃ احدی او اثنین و ثلاثین و مائتین وتوفی فی سر من رای فی سنۃ ستین و مائتین و قبرہ بجنب ابیہ

ترجمہ گیارہوین امام حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر صادق ہین اور کنیت انکی ابو محمد ہی اور لقب آپ کا زکی اور خاص ور سراج ہی اور وہ بھی مثل باپ اپنی مشہور ہین ساتھ عسکری کی اور مان انکی ام ولد ہین کہ نام انکا سوسن ہی اور بعضون نے غیر اسکا بھی کہا ہی اور پیدا ہوی مدینہ مین ۲۳۱ سنہ یا ۲۳۲ سنہ ہجری مین اور مری سر من رای مین ۲۶۰ سنہ مین اور قبر انکی جنب مین اپنی باپ کے ہی۔ فقط اور خاندان دوازدہ امام کا مخصوص ساتھ علم کے ہی چنانچہ ایک تفسیر زاید از دو پارہ قران شریف کے بھی اس امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سی ہی کہ اس تفسیر سے ایک انتخاب مختصر قول امام ممدوح کا نسبت تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اس جگہ پر ذکر کیا جاتا ہی کہ پوری تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی زاید از دو ورق مین ہی اور راقم نے اوپر بیان صرف معنی اللہ کے حسب ذیل اکتفا کیا۔

قولہ عز وجل بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام علیہ السلام اللہ ہو الذی یتالہ الیہ عند الحوائج و الشدائد کل مخلوق عند انقطاع الرجاء من کل من دونہ وقطع الاسباب من جمیع من سواہ یقول بسم اللہ ای استعین علی اموری کلہا اللہ الذی لا یحق العبادۃ

الا انه المغیث اذا استغیث والمجیب اذا دعی قال الامام علیه السلام
وهو ما قال رجل للصادق یابن رسول الله دلنی علی الله ما هو
فقد اکثر المجادلون علی وحیرونی فقال الامام یا عبد الله هل رکبت
سفینة قط قال بلی فقال هل کسرت بک حیث لا سفینة تنجیک
ولا ساحة تغنیک قال بلی قال فهل تعلق قلبک هنالک ان
شیئاً من الاشیاء قادر علی ان یخلصک من ورطتک قال بلی
قال الصادق فذلک الشئ هو الله القادر علی الانجاء
حین لا منجا وعلی الاغاثة حین لا مغیث

ترجمہ قول اُس اللہ تعالی کا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی کہا امام حسن عسکری
علیہ السلام نے کہ اللہ وہ شی ہی کہ وقت حاجات اور مصیبتونکی کل مخلوق اُسکی طرف
رجوع کرتا ہی اور وقت منقطع ہونے امید کے تمام اس سے کہ جو سوای اسکی
ہی اور قطع ہونے اسباب کی ماسواسی اور بندہ جو کہتا ہی بسم اللہ سو اسکی معنی یہ
ہین کہ مدد مانگتا ہون مین اوپر تمام امورات اپنی ساتھ اس اللہ کے کہ نہین حق ہی عبادت
مگر اسکو اور وہ فریادرس ہی جب فریاد کیجای اس سے اور قبول کرنیوالا ہی جب دعا
کیجای اُس سی اور فرمایا امام حسن عسکری نی کہ یہ وہ بات ہی کہ جو ایک شخص نے امام
جعفر صادق سی کہا کہ ای پسر رسول خدا کی بتلای ہمکو کہ اللہ کیا چیز ہی کیونکہ جدل
کرنیوالون نی بہت جھگڑا کیا مجھ سی اور حیرت مین ڈالا ہی مجکو پس جواب دیا امام
جعفر صادق نے کہ ای بندۂ خدا کبھو سوار ہوا ہی تو کشتی پہ ابتک کہا اُسنی کہ ہان
فرمایا امام نی کہ آیا کبھو وہ کشتی شکست ہوی اسطرح پر کہ نہ وہان پر کوی کشتی دوسری
تھی کہ جو بچاتی تجکو اور نہ تیرنا آتا تھا تجکو کہ غرق سی وہ تجکو بچادی کہا اُس شخص نی کہ ہان

ب فرمایا امام نی کہ آیا متعلق ہوا دل تیرا اسوقت مین ساتھ کسی شی کے جو کہ قادر ہو
خلاص دینی پر تیری اس ہلاکت سی تیری کہا اس شخص نی کہ ہان فرمایا امام جعفر صادق نے
کہ یہ شی وہی اللہ ہی کہ جو قادر ہی نجات دینی پر جسوقت کہ کچھ جای نجات نہین ہی اور قادر
ہی فریاد رسی پر کہ جب کوئی فریاد رس نہین ہے—

فصل ۱۰۴ ذکر امام دوازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹—

چونکہ تاریخ الخمیس مین بذکر امام دوازدہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چند
اقوال ہین اسوا سطی ہم اسکو اس مقام مین چند حصہ کرکے مع ترجمہ کے نقل کرتی ہین
اور آخر مین ہم خود رای اپنی بھی لکھینگے اول الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی
ابن محمد بن علی رضا یکنی ابا القاسم ترجمہ بارہوین امام محمد ابن حسن
بن علی بن محمد ابن علی رضا ہین اور کنیت آپ کی ابو القاسم ہے—

دوم ولقبہ الامامیۃ بالحجۃ والقائم والمھدی والمنتظر وصاحب الزمان
وھو عندھم خاتم للاثنی عشر اماما ویزعمون انہ دخل السرداب
الذی فی سر من رءی وامہ تنظر الیہ ولم یخرج الیھا وذلک
فی سنۃ خمس وستین ومائتین وقیل فی سنۃ ست وستین
ومائتین وھو الاصح واختفی الی الآن فی زعمھم امہ ام ولد
اسمھا صقیل وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر
ذلک ولد فی سر من رای فی الثالث والعشرین
من رمضان سنۃ ثمان وخمسین ومائتین
ترجمہ اور لقب دیا ہی اس امام دوازدہم کو امامیہ شیعی لوگون نی ساتھ حجت اور

قائم اور مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان کے اور یہ امام نزدیک شیعون کے خاتم ائمہ اثنا عشر ہین اور شیعون کا گمان یہ ہی کہ یہ امام اندر گئی اس سرداب مین کہ جو سر من رای مین ہی اور وہان انکی منتظر ہین اس امام کی اور نہ نکلی وہ امام وہان تک اور یہ بات ۲۶۶ھ ہجری کی ہی اور بعضون نی کہا کہ یہ بات ۲۶۵ھ ہجری کی ہی اور یہ قول صحیح تر ہی اور مخفی یعنی پوشیدہ ہین یہ امام اسوقت تک ان شیعون کے گمان مین وہان انکی اُمّ ولد ہین کہ نام انکا صقیل ہی اور بعضون نی کہا کہ سوسن اور بعضون نی کہا کہ نرگس اور بعضون نی سوای اسکی بھی کہا ہی اور پیدا ہوی یہ امام سُرّ من رأی مین تاریخ ۲۳ رمضان ۲۵۸ھ ہجری کے — سوم وفی جامع الاصول فی اشراط الساعۃ وعلاماتہا عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحدٌ لطوّل اللہ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا منی او من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا وفی روایۃ اخری لا تنقضی الساعۃ حتی یملک العرب من اہل بیتی رجل یواطی اسمہ اسمی اخرجہ ابوداؤد ترجمہ اور کتاب جامع الاصول مین اندر بیان شرائط قیامت اور علامات انکی ابن مسعود سی یہ روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر نہ باقی رہی دنیا سی مگر ایک روز تو اللہ طول دیگا اس روز کو یہانتک کہ اٹھاوی وہ اللہ اس روز مین ایک مرد کو ہمسی یا میری اہلبیت سی کہ برابر ہوگا نام اسکا ساتھ نام میری اور نام انکی باپ کا ساتھ نام میری باپ کے اور بھر دیگا وہ مرد زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھر گئی ہوگی وہ زمین ساتھ ظلم و جور کے اور ایک دوسری روایت مین ہی

کہ نہین ختم ہوگی قیامت یہانتک کہ مالک ہوگا ملک عرب کو ایک مرد اہلبیت سے
میرے کہ برابر ہوگا نام اُسکا ساتھ نام میرے روایت کی اُسکو ابو داؤد نے
چہارم وقال صاحب الفتوحات المکیة فی ذکر المهدی انه
یکون معه ثلثمائة وستون رجلاً من رجال الله الکاملین
وهذا الخلیفة یکون من عترة رسول الله صلے الله علیه وسلم
من ولد فاطمة اسمه اسم رسول الله صلے الله علیه وسلم
وکنیته کنیة جده حسن بن علے یبائع بین الرکنین والمقام
یبایعه العارفون بالله من اهل الحقائق عن شهود وکشف
بتعریف الٰهی رجال الٰهیون یقیمون دعوته وینصرونه هم
الوزراء یحملون اثقال المملکة ویعینون علے ما قلده الله تعالے
ثم قال فان الله یستوزر طائفة خباهم فی مکنون غیبه اطلعهم الله
کشفا وشهودا علی الحقائق وهذا الخلیفة یفهم منطق الحیوان ویسرے عدله فی الانس والجان
ترجمہ اور کہا صاحب فتوحات مکی نے ذکر مین مہدی علیہ السلام کی کہ ہونگی ساتھ
اُسکی تین سو ساٹھ آدمی مردان خدا سی جو کامل لوگ ہونگی اور یہ خلیفہ ہوگا عترت
رسول سے اور اولاد سی فاطمہ کے اور نام اُسکا ہوگا نام رسول خدا کا کنیت اُسکی
مثل کنیت دادا اُسکی حسن ابن علی کے اور بیعت اُسکی لوگ کرینگی درمیان رکنین
اور مقام کے اور بیعت اُسکی کرینگی عارفان باللہ اور اہل حقائق کے کہ جو پہچانینگے
اُسکو از روی مشاہدہ کشف کی ساتھ تعریف الٰہی کے اور مردان خدای لوگ
قائم کرینگی دعوت کو اُسکی اور مدد کرینگی اُسکی اور وہ لوگ وزیران ہونگی کہ جو اُٹھاوینگے
بار مملکت کو اور اعانت کرینگی اُس بات کی کہ تقلید کی اُسکی خدانی اور بعد اُسکے

کہا صاحب فتوحات نے کہ خدا تعالی بوجھا اٹھوا دیگا اسکا ایک گروہ سی کہ راز پوشیدہ انکا پردۂ غیب مین اُس خدا کی ہی اور اطلاع دیگا انکو اللہ از روی کشف و مشاہدہ حقائق کے اور یہ خلیفہ سمجھیگا بولی کو حیوانات کی اور جاری ہوگا عدل اسکا انس و جن مین۔

نجم وفی ذخائر العقبی عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال للعباس منك المهدی فی اخر الزمان و به ینتشر الهدی و به تطفاء نیران الضلالات ان الله عز وجل فتح بنا هذا الامر و بذریتك یختمه وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا ابشرك یا ابا الفضل قال بلی یا رسول الله قال ان الله فتح بی هذا الامر و بذریتك یختمه اخرجه الحافظ ابو القاسم السهمی وعن عثمان قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول المهدی من ولد العباس وعن عبد الصمد ابن علی عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عباس قال لبیك یا رسول الله قال ان الله عز وجل ابتداء الاسلام بی و سیختمه بغلام من ولدك وهو الذی یقدم عیسی بن مریم **ترجمہ**

اور کتاب ذخائر العقبی مین ہی ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ نے عباس کو کہ تجھسے ہوگا مہدی آخر زمانہ مین اور اُس سے پھیلیگی ہدایت اور بذریعہ اسکی آگ گمراہون کی بجھائی جائیگی تحقیق کہ خدای عز وجل نے مجھسے شروع کیا اس امر کو اور ساتھ نسل تیرے ختم کریگا اسکو۔

اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ کہا اُسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ آیا خوشخبری نہین دون تجھکو ای ابو الفضل کہا اُس عباس نے کہ ہان ای رسول اللہ تب کہا اُس رسول نے

کہ خدا نی شروع کیا اس امر کو مجھسے اور ختم کریگا اُسکو ساتھ تیرے نسل کے۔ اس روایت کو نکالا حافظ ابو القاسم سہمی نے اور روایت ہی عثمان سی کہ کہا اُسنی کہ سنا مین نی رسول خدا کو کہتی ہوی کہ مہدی اولاد عباس سی ہوگا اور روایت ہی عبد الصمد ابن علی سے بروایت باپ اسکی دادا سے اُسکی کہ کہا اُس راوی نے کہ کہا اُس رسول خدا نے کہ ای عباس اور عباس نے کہا کہ ہان ای رسول خدا کی تب کہا اُس رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ نے ابتدا کیا اسلام کو مجھسے اور قریب ہی کہ ختم کریگا اسکو بذریعہ ایک لڑکا کی تیری اولاد مین سی اور یہ لڑکا وہ ہی جو کہ پہلی آویگا عیسی ابن مریم سے

ششم وعن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلے الله علیہ وسلم لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق حتی ینزل عیسے ابن مریم عند طلوع الفجر فے بیت المقدس ینزل الی المهدی فیقال تقدم یا نبی الله صل بنا فیقول هذا الامة امراء بعضهم علے بعض اخراجه الامام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقبری فی سنته

ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن عبد اللہ سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول اللہ نی کہ ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ میری امت کا کہ لڑتا رہیگا حق پر یہانتک کہ اتر ینگے عیسی ابن مریم وقت طلوع فجر کے بیت المقدس مین کہ اتر ینگی اوپر یعنی بعد مہدی کے تب کہا جائیگا کہ آگی ہو تم ای نبی خدا کے اور نماز پڑہاؤ ہملوگون کو پس کہینگی وہ عیسی کہ یہ امت امیر لوگ ہین بعض اُنکی اوپر بعض دوسرون کے۔ نکالا اس روایت کو امام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقبری نے بیچ کتاب سنت اپنی کے ؂

ہفتم وعن کعب الاحبار قال یحاصر الدجال المؤمنین بیت المقدس فیصیبهم فیها جوع شدید حتی یاکلوا وتار قسیهم من الجوع فبینما هم

علی ذلك اذ سمعوا صوتا فی الغلس فیقولون ان هذا الصوت صوت
رجل شبعان قال فینظرون فاذا عیسی ابن مریم علیه السلام قال فیقام
فیرجع امام المسلمین المهدی فیقول عیسی علیه السلام
تقدم فلك اقیمت الصلوٰۃ فیصلی بهم تلك قال ثم یکون عیسی
اماماً آخر اخرجه الحافظ ابو عبد الله نعیم بن حماد فی کتاب الفتن
ترجمہ اور روایت ہے کعب الاحبار سے کہا اُسنے کہ تنگ پکڑیگا دجال مسلمانوں کو
بیت المقدس میں پس لگی ایک سخت بھوک اون لوگوں کو یہانتک کہ کھائینگے
وہ لوگ رودون کو اپنی کمانون کے بسبب بھوک کی پس ہونگی وہ لوگ اسی
حال میں کہ ناگاہ سونینگی وہ لوگ ایک آواز کو تاریکی میں رات کے تو کہینگے کہ یہ
ایک آواز ہے آسودہ آدمی کی کہا اُس راوی نے کہ پس ناگاہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
ہونگے کہا راوی نے کہ اُٹھ جائینگے عیسیٰ پر لوٹ آوینگی امام مسلمانوں کے مہدی
علیہ السلام پس کہینگے عیسیٰ علیہ السلام کہ آگے ہو تو اسو سطی کہ تیرے واسطی نماز قائم
ہوئی ہے پس امام مہدی نماز پڑہاوینگی کہا راوی نے کہ بعد اسکی ہونگی عیسیٰ ایک
دوسری امام نکالا اس روایت کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم ابن حماد نی بیچ کتاب الفتن کے
ہشتم وعبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج
المهدی وعلی راسه غمامة فیها ملك ینادی هذا المهدی خلیفة الله
فاتبعوه اخرجه ابو نعیم فی مناقب المهدی وعن عون بن سنبه قال
کنا نحدث انما یکون فی هذه الامة خلیفة لا یفضل علیه ابو بکر
وعمر اخرجه الدانی فی سننه وعن محمد بن سیرین قال قیل المهدی
خیر ام ابو بکر وعمر قال هو خیر منهما وفی روایة وذکر فتنه فقال

اذا کان ذلك فاجلسوا فی بیوتکم حتی تسمعوا علی الناس
بخیر من ابی بکر و عمر اخرجهما الحافظ ابو عبد الله
نعیم بن حماد قال وفی زمن المهدی ترعی الشاة
والذئب ویلعب الصبیان بالحیات والعقارب

ترجمہ اور روایت ہی عبد اللہ ابن عمر سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول خدا نی کہ نکلیگا
مہدی درحالیکہ اوپر سر اُسکی ہوگا ایک ابر کہ اُسمین سی ایک فرشتہ ندا کریگا کہ
یہ مہدی ہی خلیفہ اللہ ہی پس تابعداری کرو تم لوگ اُسکی نکالا اس روایت کو
ابو نعیم نی بیچ کتاب مناقب مہدی کے —
اور روایت ہی عون ابن منبہ سی کہ کہا اُسنی کہ ہم لوگ باخور با چرچا کرتے تھے
کہ اس امت مین ایک خلیفہ ہوگا کہ نہین فضیلت ہوگی ابو بکر اور عمر کو اُسپر نکالا اس
روایت کو امام وفائی نی بیچ کتاب سنت اپنی کی اور روایت ہی محمد ابن سیرین سے
کہ کہا اُسنی کہ پوچھا گیا اُس سی کہ مہدی بہتر ہین یا ابو بکر و عمر اور اُسنی جواب دیا
کہ وہ مہدی بہتر ہی ان دونون سے اور ایک روایت مین ہی کہ ذکر کیا اُس محمد
ابن سیرین نی حال فتنہ کا اور کہا اُسنی کہ جب ایسا ہو تو بیٹھے رہو تم لوگ اپنے
گھرونمین یہانتک کہ سنو تم لوگ ایک آدمی کا حال کہ جو بہتر ہوا ابو بکر و عمر سی نکالا
ان دونون روایتون کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد نی اور کہا محمد ابن سیرین نے
کہ زمانہ مین مہدی کی ایک ساتھ چرینگی بکری اور بھیڑیا اور کھیل کرینگی لڑکی ساتھ سانپون
اور بچھوونکی تمم قال الشیخ علاء الدولة احمد بن محمد السمنانی
قدس سرہ فی ذکر الابدال والاقطاب وقد وصل الی الرتبة القطبیة
محمد بن الحسن العسکری وهو انه اذا اختفی دخل فی دائرة الابدال

وترقی منه درجا طبقة طبقة الی ان صار سید الاقطاب وکان القطب
حینئذ علی بن الحسین البغدادی فلما جاد بنفسه ودفن فی الشونیزیة
فصلی علیه محمد بن الحسن العسکری وجلس مجلسه وبقی فی الرتبة
القطبیة تسع عشر سنة ثم توفاه الله بروح وریحان واقام مقامه
عثمان بن یعقوب الجوینی الخراسانی وصلی علیه هو وجمیع اصحابه
ودفنوه فی مدینة الرسول فلما جاد الجوینی بنفسه جلس احمد
کوچك من ابناء عبد الرحمن بن صوف فی مجلسه وکان توفی فی العجم
وصلی علیه وقبورهم لاصقة بالارض غیر مشرفة
ولا مبنیة لا یعرفها غیرهم وهم یزورا
منها کل سنة کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ کہا شیخ علاء الدولہ احمد بن محمد سمنانی قدس سرہ نی بیچ ذکر ابدال و اقطاب
اُنکے اور تحقیق کہ پھونچا محمد ابن حسن عسکری درجۂ قطبیت تک اور جب کہ پوشیدہ
ہوا وہ تو داخل ہوا وہ دائرۂ ابدال مین اور ترقی کی آہستہ آہستہ ایک ایک طبقہ
کرکے یہانتک کہ ہوگیا وہ سید الافراد یعنی افراد ایک درجہ ہے کہ جسمین آدمی تمام
عالم مین یکہ و تنہا ہوتا ہے اور اسوقت مین علی ابن الحسین بغدادی قطب تھی پس
جب کہ مرگئی وہ قطب اور دفن ہوی شونیزیہ مین تو نماز پڑہی اوپر اُسکی محمد ابن
حسن عسکری نی اور بیٹھی اُنکی مقام مین اور قائم رہی رتبہ قطبیت مین اونیس برس تک
اور بعد اُسکی انتقال کیا اُس محمد ابن عسکری نی ساتھ روح و ریحان کے اور اپنی جگہ
مین قائم کیا عثمان ابن یعقوب جوینی خراسانی کو اور اُسنی و جمیع اصحاب نی اُسکی
نماز پڑہی اُسپر اور دفن کیا اُسکو مدینۃ الرسول مین پس جب کہ مرگئی جوینی تو احمد

کوچک فرزندان سی عبد الرحمن بن عوف کی اُسکی جگہ مین ہوی اور مرگئی وہ جو بینے
ملک عجم مین اور نماز پڑہی گئی اُنپراور قبرین اُن لوگونکی ملصق ہین زمین سے اور
نامعلوم ہین اور نہ اُن قبرون پر کچھ عمارت ہی کہ نہین پہچانتا ہی اُن قبرون کو کوئی شخص
سوای اُن لوگون کی اور وہی لوگ زیارت کرتے ہین اُن قبرون کی ہرسال
اسطرحپر مذکور ہے شواہد النبوۃ مین ـــــ

وھم و فی زبدۃ الاعمال قال سراج الحرم ابو بکر
التکافی قدس سرہ النقباء ثلثمائۃ و النجباء سبعون والابدال
اربعون والاخیار سبعۃ والعمد اربعۃ و الغوث واحد ثم
مسکن النقباء المغرب ومسکن النجباء مصر ومسکن الابدال
الشام والاخیار سیاحون فی الارض والعمد فی زوایا الارض ومسکن
الغوث مکۃ فاذا عرضت الحاجۃ من امر العامۃ ابتہل فیہا النقباء ثم النجباء ثم
الاخیار ثم العمد فان اجیبوا فیہا والا ابتہل فیہا الغوث فلا تتم مسئلتہ حتی یستجاب دعوتہ

ترجمہ اور زبدۃ الاعمال مین کہا سراج الحرم ابو بکر التکافی قدس سرہ نی کہ نقیب
لوگ تین سو ہین اور نجیب لوگ ستر اور ابدال لوگ چالیس اور اخیار سات اور
عمد یعنی ستون چار ہین اور غوث ایک شخص ہی اور مسکن نقیبون کا ملک مغرب اور
مسکن نجیبونکا مصر اور مسکن ابدال کا شام ہی اور اخیار لوگ سیّاح ہین زمین مین
اور عمد چار گوشون مین زمین کی ہین اور مسکن غوث کا مکہ ہی پس جب کہ پیش آوے
کوئی حاجت عامہ خلائق کی تو وہ حاجت رجوع کیجای بطرف نقبا کی بعد اُسکے
بطرف نجبا کی اور بعد اسکے بطرف اخیار کی اور بعد اُسکی بطرف عمد کے پس اگر دعا
قبول کرین وہی لوگ تو بہتر وگرنہ حاجت پیش کیجای غوث سی پس نہین پورا

ہوگا مسئلہ اُسکا یہانتک کہ قبول کیجاے دُعا اُسکی ـ راے راقم ـ
اسقدر روایات پریشان جو مذکور ہوی سوا امر صحیح واقرب الی الذہن ایک یہی
امر ہی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام بی شبہ پسر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
کی ہین کہ جو سرداب سر من رای مین مختفی ہوی اور بملاحظہ انواع قدرت خداوندی اور
مثال زندہ رہنی حضرت مسیح وغیرہ کے زندہ باقی رہنا حضرت امام مہدی کا کوی
امر محال وبعید از قیاس نہین ہی اور اس راے کو قوت ایک اس امر سی بھی ہی کہ
خود مصنف کتاب تاریخ الخمیس نے جو ایک سُنی مذہب کا آدمی ہی ابتدای حال مین بصراحت
تمام نام حضرت امام مہدی امام دوازدہم کا بقید ابن حسن عسکری ابن امام نقی ابن امام تقی
ابن امام علی رضا کی ذکر کیا ہی اور علاء الدولہ احمد ابن محمد ایک شخص سنی مذہب نے ہونا
ایک شخص محمد ابن امام حسن عسکری کا اقرار کرکی مختفی یعنی پوشیدہ ہوجانا انکا قبول
کیا ہی اور اصل بات یہ ہی کہ درحقیقت پیدائش حضرت امام مہدی کی ہوچکی ہو یا نہین
سو یہ دونون امر تا ظہور امام مہدی کی برابر ہی اور زیادہ گفتگو کرنی اسمین کچھ ضرور
نہین ہی اور غنیمت ہی کہ حضرت امام مہدی کا چند روایتون مین افضل ہونا حضرت ابوبکر
وعمر سی قبول کیا گیا ہی کہ جو بی شبہ اولاد حضرت علی مشکلکشا سی ہین اور اگر بالفرض
اولاد عباس سی بھی ہون تو افضل البشر بعد النبی ہونا حضرت ابوبکر وعمر کا باقی نہین رہا
اور حدیث مندرجہ فصل ۲۹ سی ظاہر کہ حضرت رسول خدا نی حضرت امام حسین امام
سیوم کو اپنی گود مین لیکر کے انکی آنکھون اور منھ پر بوسہ دیکر کے فرمایا کہ تو سید ہی بیٹا
سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سادات کا اور تو امام ہی بیٹا امام کا اور بھائی
امام کا اور باپ اماموں کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا اور باپ حجتون کا
کہ جو نو نکلینگے تیری پشت سی اور نوان انکا قائم رہنی والا ہوگا ان نو شخصون سی

سو اس حدیث سی بھی بنظر لفظ قائم کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زندہ قائم رہنا عین قرین قیاس ہی۔

فصل ۱۰۵ ذکر چہاردہ معصوم

ہمنے قبل اسکی ایک فصل مین حساب چہاردہ معصوم کا اسطرحپر لکھا ہی کہ حضرت رسولخدا اور حضرت سیدہ فاطمہ اور دوازدہ امام ملاکے چہاردہ معصوم ہین اور یہ حساب اپنی طور پر درست ہی مگر باب لطیفہ پنجاہ وسوم لطائف اشرفی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ سی کہ مزار شریف اُنکا بمقام کچھوچھہ شریف ملک اودہ کی واقع ہی ظاہر ہوتا ہی کہ لقب چہاردہ معصوم کا عبارت ہی چودہ امام زادون سے کہ جو کم سنی مین انتقال فرمائی ہین حسب ذیل

۱ محمد اکبر بن علی مرتضی کہ بعمر دو سال کے انتقال کیا
۲ عبداللہ ابن امام حسین بعمر — ایضاً
۳ قاسم ابن امام حسین بعمر — ایضاً
۴ قاسم ابن امام حسن بعمر — ایضاً
۵ حسین ابن زین العابدین امام چہارم بعمر — شش سال
۶ قاسم ابن ایضا بعمر — ایضاً
۷ علی ابن امام محمد باقر امام پنجم بعمر — ایضاً
۸ عبداللہ ابن جعفر صادق امام ششم بعمر — سہ سال
۹ یحیی ابن ہادی ابن امام جعفر صادق بعمر — ایضا
۱۰ صالح ابن محمود ابن موسی کاظم امام ہفتم بعمر — ہفت سال
۱۱ طیب ابن امام موسی کاظم بعمر — ایضا

۱۲	جعفر ابن امام تقی امام نہم بعمر	چار سال
۱۳	جعفر ابن حسن عسکری امام یازدہم بعمر	یک سال
۱۴	قاسم ابن ایضا بعمر	سہ سال

صلواۃ اللہ علیہم اجمعین

فصل ۱۰۶ ابذکر ولایت اولیاء اللہ

اولیاء اللہ عبارت ہی دوستان خدا سی کہ جو یاد و محبت خدا مین تا عمر رہ کر کے مردانہ دنیا سی گئی اور بطرف دنیا کی کچھ التفات نہین کیا اور حقیقت مین خوب سمجھا کہ دنیا درحقیقت کچھ قابل التفات کی نہین ہی ھم الفلاسفۃ حقا یعنی یہی لوگ درحقیقت فلسفی ہین اور شیعی لوگ ولایت کو منحصر دوازدہ امام مین جانتی ہین مگر ہم سمجھتی ہین کہ نبی لوگ نبی و امام و ولی سب کچھ ہین اور یہ دوازدہ امام ساتھہ درجہ امامت کی ولی بھی ہین مگر نبی نہین اور ولی لوگ نہ نبی ہین نہ امام مگر بعد دوازدہ امام کی یہ لوگ بھی ہماری پیشوا ہین اور آیت ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون کی مصداق ہین غرض یہ درجہ ولایت کا ایک درجہ خاص ہی کہ جو درجہ نبی و امام کے بعد ہی اور بمقتضای آیت ان اللہ لایضیع اجر المحسنین کی دیکھا جاتا ہی کہ خدا کی طرف سی اُن لوگون کو انعام خوب ملا کہ وہ لوگ درحقیقت مری نہین ہین بل احیاء ولکن لاتعلمون یعنی کہ وی لوگ زندہ ہین مگر تم لوگ نہین جانتے ہو اور ہم اون لوگون کو کیونکر مردہ کہہ سکتے ہین کہ حل مشکلات و رفع حاجات اون لوگون سے برابر جاری ہے اور اکثر لوگون کی تعلیم باطنی و فیض روحانی مزارات شریف سے اونکی ہوی ہی اور کیونکر نہو کہ یہ لوگ پیرو اور نام لیوا حضرت شاہ ولایت یعنی

شاہ مردان مولی مشکلکشا علی علیہ السلام کے ہین ور دوازدہ امام اور سیدۂ معصومہ کو جان و دل سی مانتی ہین اور یہی وجہہ ہی کہ ہم بھی اُن اولیاء اللہ کو تمامتر مانتی ہین اور تمام اقوال کو اُن لوگون کی حق جانتی ہین اور اگر مسئلہ وحدت وجود وغیرہ کا ہماری سمجھ مین نہ آوی تو اُس سی بطلان اُس مسئلہ کا نہین ہوسکتا ہی کہ وہ سب مسائل متصوفین کی از قسم حال کے ہین نہ از قسم مقال کے اور ہم خوب سمجھتی ہین کہ جب ہم اس حال مین پہونچین تو البتہ وہی میرا بھی حال ہوگا اور جب کمال انسانی یہ ہی کہ بحکم تخلقوا باخلاق اللہ کے اوصاف خدائی مثل حلم و ستر عیوب وغیرہ کی آدمی مین آوین تو البتہ اُس آدمی کے قول و فعل مین قدرت خداوندی بھی جلوہ گر ہوگی جیسا کہ اگر لوہا آگ مین ڈالا جاوی تو وہ لوہا سرخ ہوجائیگا اور کام بھی آگ کا مثل جلانے وغیرہ کے کریگا مگر خود آگ نہین ہوجائیگا اور خوب ہی قول الرب رب و لو تنزل والعبد عبد و لو ترقی کا یعنی خدا خدا ہی اگرچہ تنزل کری اور بندہ بندہ ہی اگرچہ ترقی کری اور اہل دل لوگون نی جو کچھ کہ جہا اور بوجھا ہی سو اہل علم ظاہری کے وہم و خیال سی بھی تمامتر باہر ہی بلکہ باطن ایک بات خدائی ہی کہ انرا کہ سید ہند سید ہند وانرا کہ نمی دہند از دمی ستانند

علم ظاہر سربسر قیل است و قال	نہ ازو کیفیتی حاصل نہ حال
پای استدلالیان چوبین بود	پای چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بدے	فخر رازی راز دار دین بدے

اور یہ شعر مولانا روم کا دربارۂ اقتدار اُن لوگون کے بہت درست ہی ع

اولیا راہست قدرت از اِلہٰ	تیر جستہ باز گردانند ز راہ
از برون طعنہ زنی بر بایزید	وز درونت ننگ میدارد یزید

اور اولیاء اللہ مین جو کیفیت خداوندی کی ظاہر ہوتی ہی سو اس مقام مین یہ شعر مولانا روم کا بہت درست ہی

چون پری غالب شود بر آدمے	گم شود از وے صفاتِ مردمے
چون پری را این چنین قانون بود	خالق خود آن پری را چون بود

اور یہ درجہ اولیاء اللہ کا اس امت محمدی مین ایسا ہی کہ اس سے حقیت دین اسلام محمدی کی ثابت ہوتی ہی کہ جب اس دین محمدی مین ایسے ایسے مردان خدا ہین تو البتہ یہ دین حق ہی اور حق یہ ہی کہ اگر وجود اولیاء اللہ کا اس دین محمدیمین نہین ہوتا تو ایک عالم اس دین سی باہر ہو جاتا شعر

اولیا را ہست قدرت از آلہ ؛ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

اور معنی ولی کے یہ سمجھ مین آتے ہین کہ ولی لوگ بعد دوازدہ امام کے ایک خاص لوگ ہین آیندہ کتب صوفیہ مین جو کہ درجات اقطاب و اوتاد و اخیار و افراد و عمد و غوث وغیرہ کا ہی سو اس بات کو وہی لوگ جانتی ہونگی اور ہم اسمین زیادہ گفتگو نہین کر سکتی ہین تا در نیائی ندانی مگر اسقدر بات سمجھ مین آتی ہی کہ جب سلسلہ اولیا کا حق ہی تو انکا اقرار اقطاب وغیرہ کا بھی درست ہوگا اور اس جگہ یہ ذکر بعض اولیاؤں کا کتاب تذکرۃ الاولیاء فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب ذیل کیا جاتا ہی۔

اول حضرت معروف کرخی مادر و پدرش ترسا بودند چون بمعلم فرستادندش استاد بگفت ثالث ثلاثہ گفت نہ بل ہو اللہ الواحد ہر چند معلم میگفت میگوئی ثالث ثلاثہ او میگفت یکی ہر چند اُستادش میزد سود نداشت یکبار سخت بزدش معروف بگریخت و او را باز نمی یافتند مادر و پدرش گفتند کاشکی باز آمدی بہر دین کہ او خواستی تا موافقت کردمی وی بر دست علی ابن موسی رضا مسلمان شد دوم جنید بغدادی کہ یہ ایک ولے

بڑی درجہ کے تھے سوم منصور حلاج کہ غرق وحدت انا الحق کے تھے اور خود راقم حروف کو جو کچھ کہ تجربہ تصرف وکرامات اولیاء اللہ کا حضرت مخدوم الملک شرف الدین علیہ الرحمۃ بہار و حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ کچھوچھہ شریف سے ہوا ہے سو اس کتاب مین کچھ تفصیل اُسکی مناسب مقام نہین ہے اور اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ زبان ہماری بیان مین قدرت و تصرف اُن لوگونکی قاصر ہے اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری علیہ الرحمۃ کا انتقال ۷۸۲ ہجری مین ہوا کہ جو مادہ تاریخ اُسکا شرف ہے اور انتقال حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ کا ۸۰۸ ہجری مین ہوا اور دربارہ لقب ولی کے درمیان سنی وشیعی کے صرف ایک اختلاف لفظی ہے اسواسطی کہ جس معنی سے کہ ہم سُنی لوگ ولی کو قبول کرتے ہین سو اُسکو شیعی لوگ بلقب عارف کی قبول کرتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ جناب ملا سید مرتضی و سید رضی علیہما الرحمۃ دو برادران کو بنظر خوبی اور زہد وتقوی اُنکی ہم حسب اصطلاح اپنی داخل اولیاء اللہ سمجھتی ہین و لا مشاجرۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ جھگڑا نہین ہے۔

فصل ۱۰۷ وحدت وجود

سورۃ الکھف آیت ۱۰۹ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ترجمہ سورہ کہف آیت ۱۰۹ تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھی میری رب کی باتین بیشک دریا نبڑ چکے ابھی نہ نبڑین میری رب کی باتین اور اگر دوسرا بھی لادین ہم ویسا اُسکی مدد کو۔ سورۃ الکھف آیت ۱۱۰ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا
ترجمہ تو کہہ مین بھی ایک آدمی ہون جیسے تم حکم آتا ہے مجکو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے

پھر جسکو امید ہو ملنی کی اپنی رب سے سو کرے کچھ کام نیک اور سا جھا نرکھے اپنی رب کی بندگی مین کسیکا اور تفسیر محی الدین عربی مین بعد عبارت قبل ان تنفد کلمات ربی کے کیا خوب وجہ اُسکی لکھی ہی نکونہا غیر متناهية وامتناع وفاء المتناهی بغیر المتناهی یعنی کلمات رب کے غیر متناہی ہین اور بحر متناہی ہی اور یہ بات ممتنع ہی کہ متناہی پورا اُترے ساتھ غیر متناہی کے

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

بشنو از نے چون حکایت می کند	وز جدائیہا شکایت می کند
کز نیستان تا مرا ببریده اند	از نفیرم مرد و زن نالیده اند
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش	باز جوید روزگار وصل خویش
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست	لیک کس را دید جان دستور نیست
سر نہان است اندر زیر و بم	فاش گر گویم جہان برہم زنم

اشعار سعدی علیہ الرحمۃ

جہان متفق بر الہیتش	فرو مانده در کنہ ماہیتش ؛
درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار	کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار ؛
توان در بلاغت بسحبان رسید	نہ در کنہ بیچون سبحان رسید
کہ خاصان درین رہ فرس رانده اند	بلا احصی از تگ فرو مانده اند
رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست ؛	بر عارفان جز خدا ہیچ نیست
توان گفتن این با حقائق شناس	ولی خورده گیرند اہل قیاس
کہ پس آسمان و زمین چیستند ؛	بنی آدم و دام و دد کیستند ؛
پسندیده پرسیدی ای ہوشمند	بگویم گر آید جوابت پسند ؛

که باموں و دریا و کوه و فلک	پری آدمی زاده و دیو و ملک
همه هرچه هستند ازان کمتر اند	که با هستیش نام هستی برند
چو سلطان عزت علم برکشد	جهان سر بجیب عدم درکشد

میر حسن شاعر دہلوی

وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر	اُسی کے یہ ذرہ ہین شمس و قمر
نہین اُس سے خالی غرض کوی شی	وہ کچھ شی نہین اور ہر اک شی مین ہی
نہ گوہر مین ہی وہ نہ ہی سنگ مین	ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
تامل سے گر کیجئے غور کچھ	تو سب کچھ وہی ہی نہین اور کچھ
اُسی گل کی بو سی ہی خوشبو گلاب	بھرے ہی لئے ساتھ دریا حباب
یہ اُس جوش مین آگے بہنا نہین	سمجھنے کی ہی بات کہنا نہین

ذات خداوند تعالی کی عجب طرح سی عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہی کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کر سکتا ہی اور ہر فرقہ مین ہزار ہا عالم و کامل جست و جو مین مسئلہ توحید کے گذر گئے مگر سوای حیرت کے کچھ ہاتھ نہین لگا اور ظاہر ہی کہ آدمی ایک شی حادث اور محدود علم کا اُس ذات قدیم اور غیر ملتا ہی کو کیونکر سمجھ سکتا ہی جیسا کہ کیڑا جو اندر گولر یا کسی دوسری پھل کے پیدا ہوا اور سوای اُسکے کچھ نہین جانتا ہی سو اسیطرح سی آدمی بذریعہ اسباب ظاہری سمع و بصر وغیرہ کے اشیای ماورای اسباب ظاہری کو نہین سمجھ سکتا ہی مگر یہ قول فلاسفہ کا بہت درست ہی کہ ہر آدمی ذیہوش کے دل مین ایک میل طبیعی واسطی رجوع الی اللہ کے دیا گیا ہی اور یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ تمام کائنات زمین و آسمان کا جو سراسر حکمت و بند و بست و ارادہ و انتظام اور قدرت و شفقت عام سی معمور ہی وجود سی ایک شی قادر مطلق و صاحب ارادہ ذی شعور

وہمو از رحم و کرم کی خبر دیتا ہی یعنی کہ یہ سب دنیا و مافیہا بخودی خود نہین ہی بلکہ صاف
معلوم ہوتا ہی کہ وجود ان سب چیز ہونکا جو ہمکو معلوم ہی اور جو ماورای ہماری علم کے
ہی بالضرور بذریعہ ایک جود اکبر کے ہی اور آدمی کو جو عقل دیگئی سو اُسی عقل سے
یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ آدمی مثل حیوانات وغیرہ کے نہین ہی بلکہ صاف ظاہر کہ آدمی کو
جو تصرف و قدرت افعال نیک و بد کی دیگئی ہی سو ہر آدمی اپنی افعال کا جوابدہ
و ذمہ دار ہی اسواسطی کہ تمیز نیک و بد کی اُسکو دیگئی ہی ہای یہ سب کرشمہ عقل کا ہی
اگر عقل نہین ہوتی تو کیا پروا تھی مگر بات یہ ہی کہ اگر عقل نہوتی تو یہ سب تصرفات
جہاز رانی وغیرہ کی کہان سی کرتے اور عقل یہانتک ہدایت کرتی ہی کہ جب عالم حادث ہے
تو بمقابلہ اُسکی ایک ذات قدیم تر اُس سے ہوگی کہ جو اُسکی ساتھ کوی دوسری چیز
نہین ہوگی اور صرف ایک ذات اُسکی ہوگی اور ایک بات عجیب یہ ہی کہ فلاسفہ
دہریہ وغیرہم جو اپنی کو مثل گھاس بھوس کے سمجھتے رہی سو وہ درحقیقت بطور گھاس
بھوس کے گذر گئے اور اُنسے کوئی خرق عادت اور تصرف وقوع مین نہ آیا اور خلاف
اُنکی انبیا و دیگر خاصان حق جو خدا کو مانتی رہی سو اُنسے بیشمار خرق عادت مثل عبور
دریای نیل و رسزای فرعون و فرعونیان و احیای اموات وغیرہ کے ہوتی رہی اور
ابتک انواع خرق عادات مردان خدا سے ہوتے ہین **بیت**

خم و خمخانہ با مہر و نشان است ہنوز آن ابر رحمت درفشان است

پس ہملوگون کو اسیقدر کافی و وافی ہی کہ ہملوگ بھی وجود خداوند تعالی کو حسب ہدایت
و تعلیمات اُنکی قبول کرلین اور جملہ کتب سماوی اس بات مین متفق ہین کہ خلقت تمام
زمین و آسمان کی ایک لفظ کن سے ہوئی یعنی کہ مرضی خدا کی ہوئی کہ ہوجا اور ہوگیا
سورۃ البقر آیت ۱۱۱ بدیع السموات والارض واذا **قضی**

امرا فانما یقول له کن فیکون (انتہیٰ)

کرنیوالا آسمان وزمین کا ہی اور جب کرنا چاہا کسی امر کو تو کہدیا کہ ہو جا
اور ویسا ہی ہوجاتا ہی اور جب تمام موجودات ایک وقت مین کچہ نہین تہا اور انکا کچھ
اسباب و مادہ کسی دوسری جگہ مین رکہا ہوا نہین تہا تو البتہ صرف اسی ایک ذات سے
یہ سب ظہور ہے تو اسیواسطی وجود غیر اللہ کا باطل ہی اور ہرگاہ صفات الٰہی عین
ذات الٰہی کے ہین تو یہ لفظ کن کی بہی عین ذات الٰہی ہی الغرض مسئلہ و اعتقاد وحدت
وجود کا بہت حق و درست ہی اور فقرہ اول صحیفۂ کاملہ امام چہارم زین العابدین علیہ السلام
سے بہی تائید اس مسئلۂ وحدت وجود کی ہوتی ہی اور وہ فقرہ حسب ذیل ہے
الحمد للہ الاول بلا اول کان قبله والاخر بلا اخر یکون بعده
یعنے سب تعریف ہی اُس اللہ کو جو کہ ایسا اول ہی کہ اُس سی اول کوئی چیز نہین تہی اور
اس اللہ آخر کو کہ اُس سے آخر کوئی چیز نہین ہوگی اور یہی شعر مفصلہ ذیل سے حضرت
امیر علیہ السلام کے جو کہ انکی دیوان مین ہی تائید الٰہی اسی رای کی ہوتی ہی وفی الاحد
البناء لان فیه تبدّی اللہ فی خلق السماء ترجمہ اور روز اتوار مین بنا دنیا کی ہوئے
اسواسطی کہ اُس روز اتوار مین خدا ظاہر ہوا ہیدا کرنے سے آسمان کے یعنی کہ سوائے
خدا کے اور دیگر موجودات کچہ نہین ہی بلکہ صرف ایک ذریعہ ظہور خداوند تعالیٰ کا ہی
مگر بات یہ ہی کہ جب خدا تعالیٰ عالم شہود مین جلوہ گر ہوا اور تفرقہ خالق و مخلوق اور
افعال نیک و بد و عذاب و ثواب کا قائم کیا تو ہمکو اُسی اعتبار سی فرق ہر نیک و بد کا
سمجھنا چاہیئے اور اصل مسئلہ وحدت وجود کو دل سی تمامتر محو و سہو کر دینا ضرور ہی
اور جب تک ہمکو حواس باقی ہی تب تک کچہ بہی خیال اس مسئلۂ وحدت وجود کا نہین
کرنا چاہیی ہان درجہ فنا فی اللہ مین بسبب کمال یاد و استغراق کے بہولچکر کے

اگر لفظ انا الحق کی بھی بطور منصور حلاج کے حالت بدحواسی مین زبان سی نکلی تو وہ دوسری بات ہی مگر یہ امر بھی قابل ذکر اسمقام کے ہی کہ یہ بات ازروی اسی درجہ فنا فی اللہ کے ہی جو کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا انا احمد بلا میم یعنی مین احمد ہون بلا میم کے یعنی احد ہون اور جو کہ حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ شقشقیہ[1] مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرزاق فی الارحام یعنی مین نہایت رحیم اور مین نہایت احسان کنندہ اور مین روزی رسان ہون رحموں مین مادران کے پس اگر مسئلہ وحدت وجود کا قبول کر لیا جای تو صاف بات یہ ہی کہ یہ سب اقوال بحالت کمال استغراق و اتصال مع اللہ کے سرزد ہوئے اور فی الواقع ذات حضرت مسیح و حضرت علی علیہ السلام کی ایسی ہوئی کہ جس سے بہت لوگون کو ان دونون بزرگوارون پر اعتقاد و گمان خود خدا ہونیکا ہوا۔ اور یہ شعر امام شافعی کا بہت حق و درست ہی

کفی فی فضل مولانا علی　　　وقوع الشک فیہ انہ اللہ

یعنی فضیلت مولی علی مین صرف یہ امر کافی ہی کہ نسبت اس علی کے یہ شک پیدا ہوا کہ وہ علی خود خدا ہی اور وقوع اس شک کا دراصل بے وجہ نہین ہی کہ ہرگاہ ازروی حقیت مسئلہ وحدت وجود کے سب کچھ وہی ایک ذات خدا کی ہی اور تمام وجود ماسوی اللہ کا صرف ایک شان ظہور اس خدا کی ہی تو اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہین ہوگا کہ یہ حضرت علی ایک مظہر کامل ذات الٰہی کے ہوئے

بیت

یہان بات کی اب سمائی نہین	خدا او علی مین جدائی نہین
ہم علی کو خدا نہین جانا	پہ خدا اسے جدا نہین جانا

اور اشعار عربی متصلہ ذیل کتاب ریاض النضرۃ کے بہت حسب حال ہین۔

قیل لی قل فی علی مدحۃ　　　ذکرہ یخمد نارا موصدۃ

[1] اور یہی ... [illegible] ۱۲

ترجمہ مجھسے کہا گیا کہ کہہ تو ایک مدح بشان علی کے کہ جسکا ذکر سرد اور ٹھنڈا کرتا ہے آتش طبق بر طبق کو دوزخ کے

قلت لا اقدم فی مدح امرئ		ذکرہ یخمد نارا موصدۃ

مین نے جواب دیا کہ نہین اقدام کرونگا مین مدح مین ایک شخص کے جو کہ صاحب عقل لوگ بھٹک گئے یہانتک کہ عبادت کی اُسکی ف اس جگہ مین صرف دو شعر پر اکتفا کیا گیا کہ تمام پانچ اشعار اس قطعہ کے اندر فصل ۸۰ کتاب ہذا کی صفحہ ۵۰۵ سے صفحہ ۵۰۸ چھپے ہین مگر اتفاق سے یہ شعر دوم قلت لا اقدم کا اصل معہ ترجمہ وہان پر غلط چھپا اور سنیان معاویہ شاہی اس خیال سے خوش نہون کہ جب سب کچھ وہی ایک ذات اللہ کی ہے تو انکی معاویہ کو عذاب و عقاب آخرت سے نجات ہوئی اسواسطے کہ ہمارا اعتقاد وحدت وجود کا بطور و عادت مادہ فرقہ دہریہ کے نہین ہے کہ جو معاویہ بعد مرنے اپنے تمامتر فنا ہو جائیگا بلکہ جب معاویہ نے اس عالم شہود مین اکر کے بغاوت ناحق اختیار کی اور عمر ابن عاص کو براہ فریب ایک ثالث مقرر کرایا اور حضرت امام حسن سے خلافت بجبر چھین کر کے انکی مرنے پر خوش ہوا اور یزید ایک اپنی نالائق بیٹا کو برخلاف شرط کے خلیفہ بنایا اور حضرت علی پر عرصہ تک لعنت کراتا ہوا مر گیا تو اس عالم شہود کا مقتضی یہی ہے کہ خوب سزا اپنی اعمال کی پاوی مصرع گر فرق مراتب نکنی زندیقی ۔ شرح معنی قل ہو اللہ اور فقرہ اول سورۂ اخلاص کے حسب تفسیر محی الدین عربی معہ ترجمہ کے حسب ذیل ہے ۔

قران شریف قل ہو اللہ احد ۔ کہہ تو وہ اللہ ایک ہے ۔ تفسیر قُلْ اَمْرٌ مِّنْ عَیْنِ الْجَمْعِ وَارِدٌ عَلٰی مَظْہَرِ التَّفْصِیْلِ لفظ قل کی ایک صیغہ امر ہے ذات جمع سے کہ جو وارد ہوتی اوپر ذات مظہر تفصیل کے یعنی قل بجای قولوا نکے ہے یعنی کہو تم سب

لوگ اور وارد ہونا صیغہ مفرد کا خطاب کرکے بطرف حضرت رسول کے باین اعتبار ہی
کہ ذات حضرت رسول کی ایک شان ظہور تفصیل کلی کی ہی - ھو عبارۃ عن الحقیقۃ
الاحدیۃ الصرفۃ ای الذات من حیث ھی بلا اعتبار صفتہ لا یعرفھا الا ھو
لفظ ہو کی عبارت ہی حقیقت احدیت محضہ یعنی ذات مجرد من حیث ہی سی بغیر اعتبار
کسی صفت کے کہ نہین جانتا ہی اُسکی صفت کو کوئی شخص مگر خود وہی اللہ جانتا ہی
واللہ بدل منہ و ھو اسم الذات مع جمیع الصفات دل الابدال
علے انّ صفاتہ تعالی لیست بزائدۃ علے ذاتہ بل ھی عین الذات
لا فرق الا بالاعتبار العقلی ولھذا سمیت سورۃ الاخلاص لان
الاخلاص تمحیص الحقیقۃ الاحدیۃ عن شائبۃ الکثرۃ کما قال
امیر المؤمنین علیہ السلام کمال الاخلاص لنفی الصفات
عنہ لشہادۃ کل صفتہ انھا غیر الموصوف وشہادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ
اور لفظ اللہ کی بدل ہی اُس لفظ ہو سی اور وہ اللہ اسم ذات ہی ساتھ جمیع صفات کے
جو کہ بسبب ترکیب بدل کے دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ صفات اُس اللہ تعالی کے
کچھ ذات خدا پر ایک صفت زائد نہین ہی بلکہ وہ صفات عین ذات اُسکی ہین اور نہین
کوئی فرق ہی مگر از روی اعتبار عقلی کے اور اسیواسطی نام اس سورت کا سورۂ اخلاص ہوا
اسواسطی کہ معنی اخلاص کے خالص کرنا حقیقت احدیت کا ہی شائبہ کثرت سی جیسا کہ
کہا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ کمال اخلاص کا واسطی اُس خدا کی نفی کرنی ہی
صفات کی اس خدا سی اسواسطی کہ ہر ایک صفت دلالت کرتی ہی اوپر اس بات کے
کہ وہ صفت غیر ہی موصوف سی اور ہر ایک موصوف دلالت کرتا ہی اس بات پر
کہ وہ موصوف غیر ہی صفت سی و ایاہ عنی من قال صفاتہ تعالے

هو ولا غیره ای لا هو باعتبار العقل ولا غیره بحسب الحقیقة ور اسی قول حضرت
ملی کو مراد لیا اس شخص نے جو کہ یہ بات کہی کہ صفات اصل اللہ تعالی کے نہیں - هو یعنی وہ
ہے اور نہیں غیر اسکا ہے یعنی لا هو ہے باعتبار عقل کے نہیں غیر اسکا ہے بحسب حقیقت کے -
احد خبر المبتدء اور لفظ احد کی ترکیب میں خبر ہے هو الله مبتدا کی -
الفرق بین الاحد و الواحد ان الاحد هو الذات وحدها بلا
اعتبار کثرة فیها ان الحقیقة المحضة التی هی منبع العین الکافوری
بل العین الکافوری نفسه و هو الوجود من حیث هو وجود
بلا قید عموم وخصوص و شرط عروض ولا عروض والواحد
هو الذات مع اعتبار کثرة الصفات وهی الحضرة الاسمائیة
یکون الاسم هو الذات مع الصفة فعبر عن الحقیقة المحضة
الغیر المعلومة الا له بهو وابدل عنها الذات مع جمیع الصفات
دلالة علی انها عین الذات وحدها فی الحقیقة و اخبر عنها بالاحدیة
لیدل علی ان الکثرة الاعتباریة لیست بشیء فی الحقیقة وما بطلت احدیته وما اثرت
فی وحدته بل الحضرة الواحدیة هی بعینها الحضرة الاحدیة بحسب الحقیقة کتوهم القطرات فی البحر مثلا
اور فرق درمیان احد و واحد کی یہ ہے کہ احد وہی ایک ذات ہے بلا اعتبار کثرت کی اس ذات
میں اسی حقیقت محضہ - جو کہ وہ چشمہ منبع ہے چشمہ کافوری کا بلکہ وہ خود ایک چشمہ کافوری ہے
یعنی وہ ایک وجود ہے - من حیث وجود بلا قید عموم و خصوص اور بلا شرط عروض
ولا عروض کے اور واحد ایک ذات ہے ساتھ اعتبار کثرت صفات کے اور وہ کثرت صفات
کے ایک صفت اسمائیہ ہے بسبب ہونے اسم کی ایک ذات ساتھ حقیقت کے پس تعبیر کیگی اُس
ذات کی ایک اسم حقیقت محضہ سی کہ جو غیر معلوم ہے مگر خدا اسکو ساتھ خود ایسی اور

بدل ذات کا ہو اساتھ جمیع صفات کے واسطی دلالت اُسکی اسبات پر کہ وہ صفات
درحقیقت عین ذات اس خدا کے ہین اور خبر دیگئی اُن صفات سی ساتھ احدیت کے
بنظر دلالت کرنے اُسکی اس بات پر کہ کثرت اعتباری درحقیقت کچھ شی نہین ہو اور یہ
کثرت اعتباری نہین باطل کرتی ہو اُسکی احدیت کو اور نہین کچھ اثر کرتی ہو اُسکی وحدت
مین بلکہ وہ شان واحدیت درحقیقت وہی شان احدیت کی ہو مثل تموج قطرات کے دریا کی مثلا

زدریا موج گوناگون بر آمد		زبیچونی برنگ چون بر آمد
گہی در کسوت لیلی فرو شد		گہی بر صورت مجنون بر آمد

فصل ۱۰۸ از رویت باری تعالی

سورۃ الکہف آیت ۱۱۰ فمن کان یرجو القاء ربہ فلیعمل عملا صالحا
ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ترجمہ
پس جو شخص کہ امید کرتا ہو ملاقات کو اپنی رب کی پس چاہئی کہ وہ کری عمل نیک اور
شریک کسی اور کو عبادت مین اپنی رب کی ۲ سورہ فصلت آیت ۵۴
الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شئ محیط ترجمہ
خبردار ہو کہ تحقیق کہ وی لوگ شک مین ہین ملاقات سی رب اپنی کی خبردار ہو کہ تحقیق
کہ وہ اللہ ہر چیز کو محیط ہی ۳ سورۃ الانعام آیت ۳۱ قد خسر الذین کذبوا
بلقاء اللہ حتی اذا جاءتھم الساعۃ بغتۃ قالوا یا حسرتنا علی ما
فرطنا فیھا وھم یحملون اوزارھم علی ظھورھم الا ساء ما یزرون
ترجمہ تحقیق کہ خسارہ پایا اُن لوگون نی جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو رب اپنی کی یہانتک
کہ جب آگیا روز قیامت یکایک وناگہانی تو کہینگے وہی لوگ ای واحسرتا کہ ہملوگون نے
افراط کیا اُس امر مین اور وہی لوگ اُٹھاوینگی اپنی بوجھون کو اپنی پیٹھون پر خبردار ہو

کہ برا ہوگا وہ بوجھا اٹھانا ہم سورۃ انعام آیت ۵ ۵ اثم اتینا موسی
الکتاب تماما علے الذین احسن و تفصیلا لکل شئ
و ہدی و رحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یؤمنون ترجمہ
اور بعد اسکی دی ہمنی موسی کو وہ کتاب کہ جو پوری ہی واسطے اس شخص کے جو کہ
نیک کام کرے اور تفصیل ہی واسطی ہر شی کے اور ہدایت و رحمت ہی کا شکی وی
لوگ ساتھ ملاقات اپنی رب کی ایمان لاوین ۵ سورہ یونس آخر آیت
۴ ۴ قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ و ما کانوا مھتدین ترجمہ
تحقیق کہ خسارہ پایا اُن لوگون نی جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو اپنی رب کی اور نہ ہوئے
وی لوگ راہ پانیوالی فقط اس جگہ مین باستدلال ثبوت رویت باریتعالی کی صرف
اوپر نقل پانچ آیتون کی اکتفا کیا گیا اسواسطی کہ مضمون ان سب آیتون کا ایک ہی ہی کہ
ملاقات اُس خدا سی ہوگی اور کتاب نجوم الفرقان مین جو نشان دیگر اٹھارہ آیات کا ہی
سو بخوف طول کے وہ سب آیات نقل نہین کئی گئے اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ البتہ مضمون
خدا کی دیدار اور محمد مصطفے کی شفاعت کا بہت درست ہی کہ واسطی دیدار خدا کی
بسیاری آیات قران مین موجود ہین اور جو علما کہ دیدار خدا سی منکر ہین سو یہ انکار
اُنکا بنظر عدم قابلیت بصر انسانی اور آیت لن ترانی کے ہوگا اور ہم سمجھتی ہین کہ
فی الواقع چشم انسان کو کچھ قابلیت دیدار الہی کی نہین ہی مگر بمحواے وعد اللہ حق
کی معنی کہ وعدہ خدا کا حق ہی اور بملاحظہ آیات صریح قرانی کے ہمکو تمام تر ایمان اوپر لقاے
رب کی ہی اور ہمکو کیا معلوم ہی کہ بعد مرنے کے روز قیامت مین ہمکو کسطرح کی قابلیت
دیدار خدا تعالی کی ہوگی مگر اس بات پر پورا یقین ہی کہ خدا سب بات پر قادر ہی اور وعدہ
اُسکا سچا ہی اور اصل یہ ہی کہ اگر مسئلہ وحدت وجود کا تسلیم کر لیا جای تو یہ دیدار

کچھ دشوار نہین ہی بلکہ اس دیدار کی امید پر تو خود ہماری زندگی ہی کہ آخر اپنی اصل تک پہونچینگی ؎
ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش ٭ باز جوید روزگار وصل خویش ٭

فصل ۱۰۹ دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ

سورۂ بقر وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءکم من دون الله ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل واتوا به متشابها ولهم فیها ازواج مطهرة وهم فیها خالدون ان الله لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها

ترجمہ اور اگر ہو تم لوگ کچھ شک مین نسبت اُس چیز کی جو کہ اتاری ہین نی اوپر بندہ اپنی کی پس لاؤ تم ایک سورۃ مثل اُسکی اور بلاؤ اپنی شہادت دینی والون کو سوای خدا کے اگر ہو تم سچی سو اگر یہ کام نہ کر سکو اور ہرگز نہین کر سکو گی تو ڈرو اُس آگ سی کہ جسکی چھیٹیان آدمی اور پتھر ہین کہ جو تیار کی گئین ہین واسطی کافرون کے اور خوشخبری دی تو ای رسول اُن لوگون کو کہ جو ایمان لای اور کئی نیک کام ساتھ اسلامت کی کہ اُنکی واسطی ہین جنتین کے جنکے نیچی بہتی ہین نہرین اور جبکہ روزی دیجای اُنکو اُن باغون سی ایک روزی تو کہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ روزی دی گئی ہملوگ ساتھ اُسکی قبل اسکی اور روزی دیجائیگی اُنکو متشابہ یعنی ایک دوسری سی ملتا ہوا اور اُنکو جورو ان پاک ہین اور وے لوگ رہینگی اُن جنتون یعنی باغون مین ہمیشہ تحقیق کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل دینی سی مچھر کے یا اس سے بھی زیادہ ۔

فاتقوا النار التی ــــ والمراد بالنار احتراقهم بسورة نفوسهم وشر طباعهم المصروفة عن الروح القدسی الروحانی والتسم الذوقی الرحمانی المحروسة عن لذة برد الیقین وسلامة دار القرار المقطوعة بالمالوفات الحسیة واللذات البدنیة الممنوعة بما ضریت به والفت مع بقاء حنینها الیه وولهها ورسوخ هیأت التعلق بالامور السفلیة ومحبة الاجساد الارضیة فیها التی هی سبب استیقاد نیرانها

ترجمہ پس ڈرو تم لوگ اُس آگ سی جوکہ اور مراد ساتھ آگ کے جلنا اُن لوگون کا ہی ساتھ تیزی نفوس انکی اور شراری طبیعتون اُنکی کہ جو پھیر گئی ہین روح قدسی روحانی اور نسیم ذوقی رحمانی سی کہ جو محروم ہین لذت ٹھنڈک سی یقین کے اور سلامتی دار القرار سی کہ جو کٹ گئی ہین بسبب غوبات حسیہ اور لذات بدنیہ کے جو کہ ممنوع ہین اُس چیز سے کہ جسکی عادت تھی اور الفت کی تھی ساتھ اُسکی ساتھ باقی رہنی حزن اور شوق اُسکے اور نقش کر جانی ہیئت تعلق ساتھ امور سفلیہ و محبت اجساد ارضیہ کے کہ جو سبب اشتعال اُسکی آگ کا ہی ــــ وقودها الناس والحجارة ــــ ای الامور الجاسیة السفلیة الصامتة التی تعلقوا بها بالمحبة فرسخت صورها فی نفسهم وسجنت نفوسهم بمیلهم الیها کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المرء یحشر مع من احب حتی لو احب احد کم حجرا حشر معه وکیف لا وقد رکزت صورته فی نفسه بالمحبة بحیث صارت صورة قلبه صورته

ترجمہ جو ایندھن اُسکی آدمی اور پتھر ہین ای امور جاسیہ سفلیہ یعنی سخت نازیبا دنیای دون کے جو کہ صامت یعنی نشس ہین کہ جنکے ساتھ وہی لوگ متعلق ہوئے تھے ساتھ

محبت کے پس جم گئین صورتین اُن چیزون کی اُنکی نفوس مین اور اُنکی نفوس مقید ہو گئی
بطلب رغبت اُنکی بطرف اُن چیزون کے جیسا کہ فرمایا رسولخدا نے کہ حشر آدمی کا ہوگا ساتھ
شی محبوب اُسکی یہانتک کہ اگر کوئی تم لوگونکا محبت کری ایک پتھر سی تو حشر اُسکا ہوگا ساتھ
اِس پتھر کے اور کیونکر نہو کہ گڑ گئی ہی صورت اُس شی محبوب کی اُسکے نفس مین اسطرح کہ
ہو گئی صورت دل کی اُسکی عین صورت اُس محبوب کی — ۳۳ وبشر الذین
امنوا وعملوا الصالحات ان لہم جنات تجری من تحتہا الانہار بالصانع
وعملوا ما یصلحہم للجنۃ بمقتضی عملہم بتوحید الافعال
ان لہم مرادا تہم ومشتہیاتہم فوق ما تصوروا وتمنوا التنکیر
الجنات والجنات الجاریۃ من تحتہا الانہار ابہی واطیب ما یکون
من مقام والذ واحلی ما یکون من مرام لاہل الدنیا فہی لنفوسہم
من جنس جنات الدنیا واصفی منہا بحسب المعاد الجسمانی فانہ حق کما ستعلم ترجمہ اور بشارت دے
تو ای رسول اُن لوگونکو کہ جو ایمان لائی اور نیک کام کئی ساتھ بشارت کی کہ اُنکی واسطی جنتین یعنے
باغ سب ہین کہ جنکی نیچی بہتی ہین نہرین یعنی ایمان لائی وہ لوگ ساتھ صانع کی اور
کام کئی نیک بقدر اسکی کہ مستحق ہون جنت کی موافق اعمال اپنی ساتھ توحید فعال
کی بنا بر اس بات کی کہ اُنکو مرادات اور مرغوبات اُنکی ملینگے بالاتر اُس سی کہ جو تصور
و تمنا کرتے تھے بوجہ نکرہ لانے جنات کی درحالیکہ وہ جنتین کہ جنکے نیچے بہتین ہین
نہرین روشن تر و خوب تر ہی اُس سے کہ جو کسی مقام مین ہو اور لذیذ تر اور شیرین تر ہو
اُس سی کہ جو مقصود ہو اہل دنیا کا پس وہ جنتین واسطی نفوس اُنکی از قسم جنات دنیا
کی ہین اور اُس سے صاف تر ہین بحساب معاد جسمانی کی اور یہ بات حق ہی جیسا کہ آیندہ تو جانیگا —
سہم — کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل فی الدنیا

فانها مالوفهم وانواع الرزق متشابها وبقلوبهم هي مقاماتهم كالتوكل مثلا ورضات عالم القدوس التي تنشاء من كل مرتبة منها انهار علوم تنفع السالكين عليه تنفع المقعطشين المشتاقين والثمرات هي الحكم والمعارف

ترجمہ جب جبکہ روزی دی جائین اُن باغون سی ایک پھل سی ساتھ ایک روزی کے توکہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ جو روزی دیے گئے ہملوگ قبل اسکی دنیامین کسواسطی کہ وہ دنیا ایک شی مالوف ومرغوب اُنکی ہی اور دیے جائین وی لوگ ساتھ اوس روزی کے متشابہ یعنی ایک دوسری سی مماثل اور واسطی قلوب ان لوگون کے وہ باغات اُنکی مقامات ہین مثل توکل کے مثلا اور مثل باغات عالم قدوسیت کی کہ جسکی ہر مرتبہ سی پیدا ہوتی ہین نہرین علوم کی کہ جو نفع دی سالکین کو اور نفع دی بیماری کو پیاس والون اور مشتاق لوگونکی اور ثمرات یعنی پھل سب وہ حکمتین اور معرفتین ہین

ف اگرچہ تاویلات صوفیہ کے ایام طالب العلمی مین بلقب شطحیات صوفیہ یعنی کلمات خلاف شرع کے بوتیجاتی ہین مگر رفتہ رفتہ معلوم ہوتا گیا کہ یہ صوفی لوگ اکثر بڑی بڑی عالم ہوتے ہین اور فلسفہ وغیرہ سی خوب واقف ہین اور تمامتر ہمت اُنکی اس بات مین مصروف ہی کہ تمام اعتراضات وتوہمات غیر لوگونکی مندفع ہون چنانچہ اس تاویل سی دوزخ وبہشت وغیرہ کی وہ اعتراض غیر لوگونکا کہ دین اسلام مین بیان دوزخ وبہشت کا ازروی الم ولذت کیفیات جسمانی کے ہی تمامتر دفع ہوگیا کہ ملامحی الدین عربی تعبیر دوزخ وبہشت کی حسب تصریح بالاکی الم ولذت کیفیات روحانی سی کرتے ہین اور یہ تعبیر قریب قریب خیال فلاسفہ کے ہی کہ جو وہ لوگ یہ سمجھتی ہین کہ بعد مفارقت بدن کے اگر روح متعلق اور معتاد بلذات دنیا کی ہو تو اُسکی نہین پانی سے روح کو الم ہوگا اور خلاف اُسکی اگر روح دنیا سی فارغ وآزاد گئی تو اُسکو آرام رہیگا اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ ذکر دوزخ وبہشت کا

جسطرحسے کہ قرآن مین ہی وہ باعتبار کیفیات جسمانی ہملوگون کے ہی کہ مثلاً اگ سی ہملوگ ڈرتے ہین اور باغ وغیرہ سی مسرور ومحظوظ ہوتے ہین سو باعتبار اُسی عادت سے بنظر سمجھانی ہملوگون کے یہ عذاب وثواب لفاظ آگ و باغ وغیرہ سی تعبیر کیئے گئے اور اسی طور پر توریت وغیرہ مین بھی تعبیر عذاب دوزخ کی بلفظ ھیل فائر یعنی آگ دوزخ کی ہی اور اصل یہ ہی کہ ہر گاہ ہملوگ بعد چھوڑنے اس دنیا کی جوابدہ نیک وبد اپنی افعال کے ہین تو البتہ کسی طرحپر جزا و سزا اپنی افعال نیک وبد کی پاوینگے پس اگر تعبیر اُس عذاب وثواب کی الفاظ آگ و باغ وغیرہ سی نہو تو کیا طور امید وبیم ہملوگونکا ہوگا اور دیکھا جاتا ہی کہ خود قران شریف مین بذکر جنت ونار کی جابجا لفظ مثل کی بسیاری ایات مین ہی چنانچہ اس جگہ یہ دو آیتین مفصلہ ذیل بتائید اس بات کی نقل ہوتی ہین۔

اسورۃ الرعد آیت ۳۵ مثل الجنة التی وعد المتقون تجری من تحتها الانهار اکلها دائم وظلها تلك عقبى الذين اتقوا وعقبى الكافرين النار

ترجمہ مثل اُس جنت کے کہ جسکا وعدہ پرہیزگارون کو کیا گیا یہ ہی کہ بہتی ہین نیچی سے انکی نہرین اور خوراک وسایہ انکا دائمی ہی اور یہ عاقبت ہی اُن لوگونکی کہ جو پرہیزگاری کی ان لوگون نے اور عاقبت کافرون کی آگ ہی۔ ۲ سورۃ محمد آیت ۱۶

مثل الجنة التی وُعد المتقون فيها انهار من ماء غير اسن وانهار من لبن لم يتغير طعمه وانهار من خمر لذة للشاربين

ترجمہ مثل اُس جنت کی کہ وعدہ دی گئی پرہیزگار لوگ یہ ہی کہ ہین اُسمین نہرین آب غیر بوسیدہ سی اور نہرین دودھ سی ہین کہ نہین متغیر ہوا ہو مزا اُسکا اور نہرین شراب سے ہین کہ جسمین لذت ہی پینی والون کو۔

اور واضح ہو کہ استعمال لفظ مثل کا وہی عام طور پر حسب محاورہ ہملوگون کے قرائنین

جابجا دیکھا جاتا ہی یہانتک کہ آیت ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا سے
اکی واقع ہی یعنی کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل مارنی سی مچھر وغیرہ کی اور آیت مفصلۂ ذیل
بہی معنی مثل کے وہی معمولی معنی مثل کے ہین۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴۱
مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا
وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت
ترجمہ مثل آن لوگون کی کہ جو بنالیا سوای اللہ کے ولی اپنا مانند مثل مکڑی کے ہی
کہ جو بنالی ایک گھر اور تحقیق کہ کمزور ترین گہرونکا ہر آئینہ گھر مکڑی کا گھر ہی فقط
اور توریت وغیرہ مین جو مذکور ہی کہ خدا آگی آگی بنی اسرائیل کے چلا اور بارۂ ابر مین
نیچی اترا اور اسی قسم سی بہت حالات نسبت خدا کی مثل بیان ہاتھ وغیرہ کے مذکور
ہین سو بہ نسبت اسکی رای علمای مفسرین توریت وغیرہ کے بہت درست معلوم ہوتی
ہی کہ یہ سب بیان بنظر فہمایش ہملوگون کے حسب عادات ہم سبھون کی ہی اور یہین نظر
مسلمانان انگریزی دان سی امید ہی کہ بملاحظۂ بیانات دوزخ و بہشت وغیرہ مندرجہ
قران کی کچھ وحشت کرنے کی حاجت نہین ہی غزل حافظ

امروز شاہ انجمن دلبران یکی است	دلبر اگر ہزار بود دلبر آن یکی است
من بہر آن یکی دل و دین دادہ ام بباد	علیم کن کہ حاصل ہر دو جہان یکی است
سودائیان عالم پندار را بگوی	سرمایہ کم کنید کہ سود و زیان یکی است
خلقی زبان بدعوی عشقش کشادہ اند	ای من غلام آنکہ دلش با زبان یکی است
حافظ بر آستانۂ دولت نہادہ سر	دولت در آن سر است کہ با راستان یکی است

فصل ۱۱۰ معراج باصطلاح صوفیہ

سورۃ بنی اسرائیل سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام

الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا اپنی بندہ کو ایک رات مین مسجد حرام سی مسجد اقصیٰ تک کہ جو سبارک کیا ہمنی گرداگرد کو اُسکی تا دکھلائین ہم اُسکو اپنی نشانیان تحقیق کہ وہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

تفسیر محی الدین عربی بقدر ضرورت مقام

سبحان الذی اسری ای انزھہ عن اللواحق المادیہ والنقائص التشبیھیۃ بلسان حال التجرد والکمال فی مقام العبودیۃ الذی لا تصرف فیہ اصلا لیلا ای فی ظلمۃ الغواشی البدنیۃ والتعلقات الطبیعیۃ لان العروج والترقی لا یکون الا بواسطۃ البدن

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا یعنی پاک کیا اوسکو لواحق مادیہ اور نقصانات تشبیہ سے ساتھہ زبان حال تجرد و کمال کے مقام عبودیت مین کہ جسمین کچھہ تصرف و تحویل نہین ہے ہرگز ایک رات مین اے بیچ تاریکی پردہ ہای بدنیہ اور تعلقات طبیعیہ کے اسواسطی کہ عروج و ترقی نہین ہوتی ہی مگر بواسطہ بدن کے من المسجد الحرام ای من مقام القلب المحرم عن ان یطوف بہ مشرک القوی البدنیۃ ویرتکب فیہ فواحشھا وخطایاہا ویحجہ عن القوی الحیوانیۃ من البھیمیۃ والسبعیۃ والمنکشفیۃ سواء نا افراطھا و تفریطھا یعرزھا عن لباس الفضیلۃ

ترجمہ مسجد حرام سے یعنی مقام قلب سی کہ جو محروم ہو طواف کرنے سی مشرک قوی بدنی کا اور مرتکب ہو اُسمین فواحش اور خطایا کو اُس قوای بدنی کا اور بہت کرے اُس دل سی کہی قوای حیوانیہ بہیمیہ اور سبعیہ سی کہ جو منکشف ہین بدیان افراط و تفریط

کی اسکی بسبب ننگے ہونے اسکی لباس فضیلت سے ان المسجد الاقصی الذی ھو
مقام الروح الابعد من العالم الجسمانی بشھود تجلیات الذات
وسبحات الوجہ و تذکر ماذکرنا ان تصحیح کل مقام لایکون الا بعد الترقی الی ما فوقہ
ترجمہ مسجد قصی تک جوکہ وہ مقام روح کا ہی جوکہ دور تر ہی عالم جسمانی سے ساتھ شہود
تجلیات ذات اور عظمت ہای وجہ اللہ اور یاد کرنے اس بات کے کہ جو ہمنے ذکر کیا کہ تصحیح ہر
مقام کی نہین ہوگی مگر بعد ترقی الی ما فوق کے فقط

غرض کہ حسب تفسیر محی الدین عربی کی معنی معراج صرف نسبت ترقیات روحانی کے ہی
اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ یہ معراج بخواب ہوا تہا اور معاویہ کی روایت ہی کہ یہ
معراج بخیال ہوا تہا غرضکہ درمیان حضرت عائشہ اور معاویہ کی نزدیک یکدیگر ہونا انکی
خیالات کا ظاہر ہی ہرچند کہ معاویہ بہائی حضرت ام حبیبہ ایک سوتن حضرت عائشہ کا تھا پس
کیا خوب ہوتا کہ جو حضرت عائشہ کو بوجہ ہونی معاویہ کی برادر ام حبیبہ ایک سوتن کے اس معاویہ کی ساتھ بھی ہی
عداوت ہوتی کہ جو ساتھ حضرت علی کے ایک دادا ماد حضرت خدیجہ انکی سوتن کے تھی اور ہماری رای یہ ہی کہ
یہ معراج جو بجسم یا بخواب یا بخیال ہو سو یہ ایک مسئلہ فروعات کا ہی اور کچھ زیادہ تحقیق و تفتیش
اس بات کی ضرور نہین ہی کہ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین
اس بات پر شاہد ناطق ہی کہ اصل مرحلہ الٰہی صرف اسقدر ہی کہ عبادت اللہ کی کیجای
خالص کرکے دین کو واسطی اسکی یعنی بلا شرک کی پس انگریزی دان مسلمانان پر کچھ فرمایش
اس بات کی نہین ہو سکتی ہی کہ وہ لوگ بھی جو کہ فلسفہ پڑھی ہوئی ہین فرمایش قبول کرلینے
معراج کی از روی جسم کی بھی کیجائے فقط

فصل ۱۱۱ شق قمر	۱۰

سورۃ القمر پارہ ۲۷ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ترجمہ

قریب ہوئی قیامت اور پھٹ گیا قمر۔ **تفسیر بیضاوی** روی ان الکفار سألوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اٰیۃ فانشق القمر و قیل معناہ سینشق القمر یوم القیمۃ و یویدالاول انہ قرئ وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ وقد حصل من اٰیات اقترابہا انشقاق القمر

ترجمہ روایت ہی کہ کفار نی سوال کیا حضرت پیغمبر خدا سی واسطی ایک نشانی کے پس پھٹ گیا چاند اور بعضون نی کہا کہ معنی اُسکی یہ ہین کہ قریب ہی کہ شق ہو جائیگا قمر بروز قیامت کے اور تائید قول اول کے یہ بات ہی کہ قرأت مین آیا ہی وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ یعنی تحقیق کہ پھٹ گیا قمر ای قریب ہوئی قیامت اور تحقیق کہ حاصل ہوا علامات سی قریب ہونے قیامت کے پھٹ جانا قمر کا فقط

غرضکہ شق قمر ایک اختلافی مسئلہ ہی کہ واقعی شق قمر باظہار معجزہ کے ہوا یا یہ کہ انشقاق قمر کا منجملہ علامات قرب قیامت کی ہی اور چونکہ یہ معاملہ شق قمر کا بھی مسائل فروعات سے ہی اسواسطی زیادہ تفتیش اس مسئلہ مین بھی ضرور نہین ہے

فصل ۱۱۲ شق صدر

سورۃ الانشراح الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک و رفعنا لک ذکرک ترجمہ آیا نہین کہولا ہمنی واسطی تیری سینہ کو تیری اور اُتار لیا ہمنے تجھسے تیری بوجھے کو جسنی کہ توڑا تہا تیری پیٹھ کو اور رفیع و بلند کیا ہمنی تیرے ذکر کو

تفسیر بیضاوی معہ ترجمہ

الم نشرح لک صدرک آیا نہین کہولا ہمنی واسطی تیری سینہ کو تیرے الم نفسحہ حتی وسع مناجاۃ الحق و دعوۃ الخلق وکان غائبا حاضرا آیا نہین کہولا ہمنی اُس سینہ کو یہانتک کہ اُس سینہ کو وسعت مناجات حق اور دعوت

خلق کرنیکی دی درحالیکہ تو خلق سے غائب تھا یعنی کہ لوگ تیری طرف کچھ متوجہ نہین تھی
اور تو خود اُن لوگونکی پاس حاضر تہا او الم نفتحہ بما اودعنا فیہ من الحکم وازلنا عنہ
ضیق الجھول او بما ینستر نالات تلقی الوحی بعد ما کان یشق علیک
یا کیا نہین کہولا ہمنی اُس سینہ کو ساتھ اُس بات کی کہ ودیعت کی ہمنی اُس سینہ مین حکمت
کی باتونسی اور دور کیا ہمنی اس سینہ سی تنگی ضیق جہالت کو یا ساتھ اُس بات کی کہ ہمنی
آسان کردیا تجھکو قبول کرنے کو وحی کے بعد اسکی کہ یہ قبول وحی کرنا تجھپہ شاق تھا وقیل
انہ اشارۃ الی ما روی ان جبرئیل اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی صباہ او یوم المیثاق فستخرج قلبہ فغسلہ ثم ملأہ ایمانا وعلما
لعلہ اشارۃ الی نحو ما سبق اور بعضون نے کہا کہ یہ انشراح صدر کا ایک اشارہ ہے
طرف اُس روایت کے کہ آئی جبرئیل حضرت رسولخدا کی پاس ایام طفولیت مین انکی یا بروز میثاق
معراج یا الست بر بکم کے اور نکالا اُنکی دل کو پس دہویا اُس دل کو تب بھرا اُسکو
ایمان اور علم سی اور شاید کہ یہ قول ایک اشارہ ہی بطرف اُس بات کے جو گذرا بیان اُسکا
یعنی کہ دل کو وسعت قبول کرنے وحی کی دی گئی فقط
غرضکہ یہ مسئلہ شق صدر کا بھی بطور شق قمر اور معراج جسمانی کے ایک مسئلہ اختلافی ہی اور
ہر شخص کو تکلیف قبول کر لینی ان باتون کی نہین دیجا سکتی ہی اور واسطی ثبوت رسالت کے
پیشین گوئیہای سابق واخلاق نبوت آپ کے کافی ہین —

فصل ۱۱۱۳ اصل مسلک صوفیہ

بیان طریقہ صوفیہ کا ہمسے کیا ہو سکتا ہی کہ تصوف ایک بہت بڑا علم ہی اور اُسمین باتین
بہت بہت نازک ہین کہ درمیان کفر و اسلام کے صرف ایک فرق باریک رہجاتا ہی مگر
تمام خلاصہ اس طریقہ کا یہ ہی کہ موضوع اس فن شریف کا صرف خدا شناسی ہی اور یہی

طریقیہ کے لوگونکی دیکھنی سے یہ قول صادق آتا ہی کہ مسلمانی در کتاب و مسلمانان درگور اور مشق توحید و یاد الہی کی اسقدر ہی کہ خود فراموشی یعنی اپنی ذات کا کچھ خیال نہین رہتا ہی بیت

قرب او را وصال سے گویند تو در و گم شو د وصال این ست بس	وصل او را محال سے گویند خود مباش اصلا کمال این ست بس

مسئلہ وحدت وجود ان لوگونکا بہت حق ہی مگر ہم عوام لوگ اگر وحدت شہود پر اکتفا کر کے تابعدار ہین اُس خدا کی رہین تو ہم لوگونکی واسطی اسیقدر بہت غنیمت ہی اور تمام کمالات انسانی گویا اسی دو فقرونمین منحصر ہین اول حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنی محبت دنیا کی اصل تمام خطئیات کی ہی کہ اگر محبت دنیا کی دل مین مرتسخ ہوا اور اُس عالم باقی سے غفلت آوی تو پہر کیا بدی نہین ہو سکتی ہی بیت

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست ∴ لیک او را عون ما را عون نیست

فقرہ دوم ترک الدنیا راس کل حسنۃ یعنی چھوڑنا دنیا کا اصل کل حسنات کی ہی کہ جب آدمی نے دنیا سی اپنی کو علیحدہ کر لیا تو پہر کیا بدی اُس سے ہو سکتی ہی اور اور دنیا کی تعلقات مین سے تعلق زر و مال و زن فرزند کا ایسا قوی نہین ہی کہ جیسا تعلق اپنی خودی کا اور تعلق گمان علم و عقل وغیرہ کا ہی یعنی ترک دنیا کی معنی یہ ہین کہ اپنا خیال کسی طرحکا باقی نہین رہی اور کیا خوب ہی وہ فقرہ انجیل کا کہ ہم ٹھیک طرحسی کہتے ہین کہ پیار کرو اپنی دشمنون کو جیسا کہ پیار کرتے ہو اپنی کو اسواسطی کہ جبتک تم اپنی دشمنون کو مثل اپنی انکے پیار نہین کروگی تب تک کامل نہین ہوگی کہ دوستون کو تو حیوانات بھی پیار کرتے ہین پس کیا کمال ہوا اگر تمنی اپنی دوستون کو پیار کیا فقط سو یہ درجہ پیار کرنے کا دشمنون کے بغیر کمال خود فراموشی کے حاصل نہین ہو سکتا ہی الغرض یہ

فیض عیسوی آخر کو ایک خاص طور پر حضرت علی علیہ السلام کو اور باقی دوازدہ امام کو پہونچا اور انکی طفیل سے اولیاء اللہ بہی اس کاسہ شراب روحانی سے سیراب ہوئے حسب قول وللارض من کاس الکرام نصیب یعنی کریمون کی پیالہ سی زمین کو بہی کچھ حصہ آخرین شراب کا ملتا ہی۔ بیت

گر خوری جرعہ ز ساغر غم ۔۔۔ جام جمشید راز سبنی برہم

فصل ۱۴ ا مسلک شیعہ

الدین و الملک توامان یعنی دین و بادشاہت دونون ہمزاد ہین پس جسطرحرکہ خلافت ثلثہ اور خلافتہای بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ وغیرہ کے ہوتی گئی ویرا استیصال خاندان نبوت کا ہوتا گیا اور انواع حدیثین بسبیل خوشامد و تعصب کے موضوع ہوئین سو اصل مقتضا اس حکومتہای مخالفین علی و اولاد فاطمہ کا یہ تہا کہ سوای مذہب اہلسنت تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے اس دین اسلام مین اور کوئی دوسرا مذہب نہین ہوتا اور اس اسلام مین مذہب اس قسم سنیونکا ویسا ہی ہو کہ جیسا کہ مذہب عیسائیانمین مذہب رومن کاتھلیک کا ہو مگر الحق یعلو و لا یعلی یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس وجہ سی اعتقاد افضلیت اہل بیت و ائمہ دوازدہ گانہ نی دو جگہ سی سر نکالا ایک فرقہ متصوفین کا ہوا کہ جو ببرکت تعلیمات و فیوضات باطنی کے اہل باطن لوگ اس عظمت و جلالت خاندان نبوی سی واقف ہوئی دوم فرقہ شیعونکا کہ شیعہ لوگ بزور قوت علمی و راست بازی کی بطرف خاندان نبوی کے ہو گئی اور یہ فرقہ شیعہ کا کوئی کوئی امر حادث و نو ایجاد نہین ہو کہ حضرت سلمان فارسی و عمار ابن یاسر و ابوذر غفاری و حضرت اویس قرنی و مقداد و ابن عباس وغیرہ اصحاب بطرف حضرت امیر علیہ السلام کے تھے اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نی اس فرقہ کو بلفظ شیعتنا

یعنی بلفظ ہماری شیعون کی یاد فرمایا ہی اور علی بن المنذر تابعی و ابو الصلت ہروی تابعی راویان حدیث کا شاہ عبد الحق صاحب نے اپنی شرح مین مشکوۃ المصابیح کے شیعی ہونا قبول کیا ہی اور شک نہین ہی کہ ابتدای حال مین درمیان شیعہ و سنی کے کچھ تعصب نہین تھا اور ایک دوسری کے پیچھے نماز پڑھتا تھا غرضکہ یہ فرقہ شیعہ کا اس دین اسلام مین ویسا ہی ہی جیسا کہ مذہب عیسائی مین پراٹسنٹ نکلا ہی غرض تمام بنیاد مذہب شیعہ کی اوپر علم و راست بازی کے ہی کہ اصل حالات خلافت وغیرہ کو معلوم کر کے بطرف امر حق کے ہو گئی اور تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ مین جو کچھ جواب مطاعن وغیرہ کا لکھا ہی سو کوئی جواب بقدر تسکین ایک شخص ثالث کے نہین ہی اور اس فرقہ شیعہ کا اصل مرکز ملک فارس عراق عجم و عراق عرب وغیرہ ہی اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ امام لوگ اپنی اصل وطن مدینہ سی نکلکے انہین ملکو مین شہید و مسموم ہوئی یا بمرگ طبیعی انتقال کیا چنانچہ مزارات شریف ان لوگونکی نجف اشرف و کربلای معلی و بغداد و سامرہ و مشہد مقدس مین واقع ہوئی اور قوت از طرف سلطنت کے یہ ملی کہ اسمعیل صفوی وغیرہ بادشاہان فارس کے اس فرقہ کے ہوئے اور یہ ملک فارس حملہ تاخت و تاراج سی قوم ترک کی محفوظ ہو گیا چنانچہ مورخان انگریزی اسی جدائی مذہب بادشاہ و رعایای فارس کو منشاء حفاظت فارس کا صدمہ اتراک رومی سی جانتی ہین اور چونکہ یہ مذہب شیعہ کا ایک نکلا ہوا مذہب ہی سو اسیواسطی کتابین شرائع الاسلام و استبصار وغیرہ مذہب شیعہ کی زمان تالیف مین شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ کتب سنیان سی موخر تر ہین اور یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بقوت سلطنت کی نہین پہونچا کہ لودی و غوری و غزنوی و تیموری وغیرہ تمام بادشاہان دہلی کے سنیان تھے مگر بات یہ ہی کہ یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بذریعہ متوسلان دربار شاہی کے پہونچا اور عرب و شام و مصر و روم

وغیرہ ممالک مغربی مین وہی مذہب سنی کا جو کہ بقوت سلطنت ہای بنی امیہ وغیرہ کی
جاری ہوا تھا سوا اسیطرحپر بلا تجویز و غور ثانی کے قائم رہگیا اور ایک خاصہ مذہب
شیعہ کا یہ ہی کہ اس مذہب مین تمامتر تبعیت الفاظ ظاہری کی ہی یعنی مثلاً اگر حکم
ظاہری بنسبت امتناع سماع وراگ و رنگ کی پایا تو پھر کوئی فکر تاویل اس بات کی نہین ہی
کہ کسی طرحپر گانا سننا حلال بنایا جای مگر شیعون کا اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام سمجھنا
اور انکو برا بھلا کہنا ہماری نزدیک براہ تعصب کے معلوم ہوتا ہی چنانچہ چند شیعیان
عالم وغیرہ کو اس تبرا وغیرہ سی کچھ علاقہ نہین ہی اور بی تکلف ان اصحاب ثلثہ کو بادشاہان
اسلام سی قبول کر لیتی ہین اور ہم سمجھتی ہین کہ یہ تعصب منافق و کافر سمجھنے کا بھی اسی
وجہ سی ہی کہ اس فرقہ مین تاویل و رعایت اور اغماض ور لحاظ ہر جانب چپ و راست کا
کچھ نہین ہی یعنی جو بی اعتدالیان اصحاب ثلثہ کی نسبت اہلبیت کے دیکھین گئین سو
اسی طرحپر ایکبارگی حکم قطعی دشمنان اہلبیت ہونیکا لگادیا اور بطرف احادیث مناقب
صحابہ و دیگر حالات زہد و تقوی انکی لحاظ نہین کیا حالانکہ احادیث مناقب کا
ہونا بشان خلفای ثلثہ وغیرہم کے ضرور ہی اسواسطی کہ یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ اگر کچھ
احادیث وعدہ جنت وغیرہ کی انکی شان مین نہین ہوئی تو کس امید پر یہ سب خاقت
ان لوگونکی تھی اور خود کوئی قول صحیح جناب حضرت امیر علیہ السلام کا دربارہ سب و
طعن ان اصحاب کی دیکھا نہین جاتا ہی اور یہ قول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا
کہ ہمکو ابوبکر نے دوبارہ پیدا کیا صریح دلیل انتساب کی ہی کہ اس نسل ذوبارہ ہونے کو
بسبیل خوشی خاطر و ابتہاج کی بیان کیا ہی اور حضرت امیر علیہ السلام کا یہ امر معاویہ کو
لکھنا کہ ابوبکر و عمر جیسے تھے اور عثمان اگر اچھا آدمی تھا تو ان الابرار لفی نعیم
و اگر برا آدمی تھا تو ان الفجار لفی جحیم دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امیر علیہ السلام کو

ان اصحاب ثلثہ سے کچھ زیادہ تر سو ر نہین تھا اور اس تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوا سے مقداد و سلمان فارسی وغیرہ چند اشخاص معدودہ کے باقی ہزاران اصحاب ایک تبہ محروم از احترام واکرام و داخل منافق و کافر کے ہوگئی اور اسیواسطی سلسلہ حدیث کا مذہب شیعہ مین کچھ درست طرحپر تا خود حضرت رسول کے کمتر پہونچتا ہی کہ منتہای سلسلہ اکثر احادیث کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک ہی اور ایک نقصان عظیم مذہب شیعہ مین یہ ہی کہ زہد وتقوی کی لوگ مثل جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ وغیرہ کے بہت آدمی دیکھی جاتی ہین مگر مذاق فقر و تعلیمات باطنی کا کچھ ذکر و مذکور مذہب شیعہ مین نہین ہی اور اسیواسطی سلسلہ فقر و تصوف کا خوب مرغوب معلوم ہوتا ہی کہ ساتھ اہلبیت دوازدہ امام کے تمامتر گرویدہ ہین اور اپنی کسب و ریاضت باطنی مین مصروف ہین —

فصل ھ ۱۱ - اقسام سنیان

چونکہ بنیاد مذہب اہل سنت کی حدیثون پر ہی اور حدیثون کا حال یہ ہی کہ بہت سے احادیث بروایت مروان و معاویہ و عمرو ابن عاص و عبد اللہ ابن عمر و حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر وغیرہ ایسی لوگونکی کتب صحاح ستہ مین موجود ہین کہ جو قطعاً حضرت علی و تمام اہل بیت و اولاد سیدہ فاطمہ سے علیحدہ و فرق رہکر کے بانی مبانی خلافت ثلثہ وغیرہا کے ہوئی اسواسطی حد و احصا فرقہ ہای سنیان کی بہت دشوار ہی اور ہم صرف بذکر چند فرقہ ہای نامی سنیان کے اکتفا کرتے ہین اول فرقہ سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا ہی کہ حضرات ابوبکر و عمر کو قطعاً اور حضرت عثمان کو ظناً حضرت علی سے افضل جانکر کے قول افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی کا قائم کیا ہی اور فضیلت حضرت علی کی انکی خیال مین باعتبار ثم ثم ثم کے اخیر درجہ مین ہی اور چونکہ فضیلت اصحاب ثلثہ کے بغیر توہین و تنقیص شان علی کے نہین ہوسکتی ہی اسواسطی طرح طرح سی

سں تو ہین مین اہتمام کیا گیا اور حدیث وصیت خم غدیر اور اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ
وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ اور آیت لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی
اور دیگر احادیث وآیات سی چشم پوشی واجب ہو گئی اور جب حضرت علی کی عزت کچھ
باقی نہین رہی تو صرف عداوت معاویہ اور اُسکا اجرای سب ولعن کا نسبت حضرت
علی کے کوئی ایسا امر سنگین نہین ہی کہ جسکے واسطی یہ سنیان معاویہ سی برہم ہون اور
بہین نظر صرف اوپر مسئلہ خطای اجتہادی نکے اکتفا کیا گیا اور طرفہ تر یہ ہی کہ معاویہ
ویزید بہی ایک حساب سی داخل خلفای دوازدہ گانہ کے ہو کر کے یہ سلسلہ خلافت
دوازدہ گانہ کا ولید ابن عبد الملک مروانی تک پہونچایا جاتا ہی اور اس حساب سے
سلسلہ دوازدہ امام کا بہی خورد برد ہو گیا اور اگرچہ ظاہرا خلافت حضرت ابوبکر
کی اجماع پر قائم کیجاتی ہی مگر حدیثون سی اصل باہتمام اس بات کا بہی ہی کہ جس سے
خلافت حضرت ابوبکر کی ازروی نص احادیث قران کے بہی ثابت ہو جای غرض
یہ فرقہ تابع قول ذیل کا ہی۔ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ یعنی جسطرحسی کہ
ترتیب حکومت ظاہری کی ہوتی گئی سو اُسی ترتیب سی یہ سب حکام بزرگواران
وپیشوامان اس فرقہ سنی کے ہین اور کمال یہ ہی کہ معنی مولی وآل وعترت وآل عبا و
اہلبیت وغیرہ کی اسطرحپر بنائی گئی کہ جس سے کچھ خصوصیت مزید پنجتن پاک و دوازدہ امام
باقی نہین رہی غرضکہ یہ لوگ بی شبہہ داخل خوارج ونواصب دشمنان دوازدہ امام
کے ہین۔ دوم فرقہ وہابیان آمین بالجہر ورفع یدین وغیرہ کا ہی کہ عوام لوگ شل شطرنجی باف
وغیرہ کی اسمین زیادہ تر دیکھی جاتی ہین اور پیر وپیغمبر انکی نگاہ مین کچھ زیادہ تر وزن نہین
رکھتی ہین اور ہر بات مین شرک وکفر انکی منھہ مین رکھا ہوا ہی مگر چونکہ یہ فرقہ قران وحدیث
کیطرف متوجہ ہی سو اس وجہ سی ہمکو امید ہوتی ہی کہ رفتہ رفتہ قران وحدیث وسیر

و تواریخ دیکھتی یہ فرقہ قائل عظمت و جلالت خاندان نبوی کا ہوجای یعنی اس فرقہ کا راہ راست پہ آنا بمقابلۂ فرقہ اول کے کچھ سہل تر معلوم ہوتا ہی اور اسیو اسطی اس فرقہ سی ہمکو کچھ تکرار و بحث نہین ہی سوم ایک فرقہ سنیون کا ہی کہ جو فرقہ اول سی نکلا ہی اور یہ لوگ وہ ہین کہ جو اوپر اصل اصول سنیان معاویہ شاہی کے بوجہ استعداد علمی انصاف طبیعی کے قائم و ثابت نہین ہن اور اس قسم کی لوگ بہت مختلف طبقات کی اور مختلف اقوال کے ہین ایک یہ کہ قاعدہ تفضیل الشیخین کا اگرچہ درست ہو مگر تفضیل شیخین کی من کل الوجوہ نہین ہی کہ چند امرون مین حضرت علی افضل ہین دوم یہ کہ افضل و مفضول قرار دینا کچھ ضرور نہین ہے۔ حسب شعر نظامی

گہر چہار اند د گوھر چہار فروشندہ را با فضولی چہ کار

سوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان چاہئی یعنی بُرا بھلا کچھ مت کہو چہارم یہ کہ سلسلہ دوازدہ امام کا بھی درست ہی اور اسی طرح پر بہت لوگ انواع خیالات کی دیکھی گئی اور یہ لوگ مختلف خیالات کی اکثر اہل تمیز لوگ اور کچھ لیاقت دار بھی ہین چہارم ایک عقیدہ تفضیلیہ راقم حروف کا ہی کہ حضرت علی از روی حدیث غدیر خم کے اوسی طرح پر مولی خلفای ثلثہ کے ہین کہ جس طرح پر خود حضرت رسول مولی خلفای ثلثہ کے ہین اور خلفای ثلثہ کو کچھ مقابلہ و نسبت ساتھ حضرت علی کی نہین ہی اور یہ کہ درحقیقت خلیفہ بلا فصل اور اصل جانشین اور وصی برحق حضرت رسول کے حضرت علی ہین اور خلافت ثلثہ جو برخلاف وصیت غدیر خم کے قائم ہوئی سواس بات کیطرف کچھ التفات کرنا ضرور نہین ہی کہ خود حضرت علی نے طوعاً و کرہاً قبول کر لیا اور اُنکی پیچھے نماز پڑھا کئی اور اُن تینون خلافتونمین مشورہ دیا کئی اور فصل قضایا کرتے رہی الغرض مسئلہ کف اللسان کا جو بہ نسبت معاویہ کے بڑی حکمت سی قائم کیا ہی کہ اگر معاویہ پر

زبان بند ہو تو آیندہ خلفای ثلثہ تک کوئی خراش تراش نہین پہونچی گی اور اس
حکمت سی معاویہ ایک چوریہ اسنیون کا قائم ہوا ہی سو ہم یہ بات سمجھتی ہین کہ یہ
مسئلہ کف اللسان نسبت معاویہ کا دراصل نسبت خلفای ثلثہ کے قابل استعمال
کرنے کے ہی اور ہم دیکھتی ہین کہ فی الواقع حضرت علی نمونہ حضرت مسیح کو درحقیقت
کچھ قابلیت خلافت ظاہری کی اور اصلا پابندی مصالح ملک داری کے نہین تھی
جیسا کہ بزمان خلافت حضرت عثمان کے جسطرح کہ عمالان جفاپیشہ بنی امیہ کی تمام
ملک مین بھر گئی تھے سو حضرت علی نے ایکبارگی حکم معزولی اُن عمال کا جاری کرنا چاہا
اور کہا کہ ہم واسطی ایک ساعت کی بھی ان عمالان جفاپیشہ کو بحال نہین رکھ سکتی ہین
پس تماستر ظاہر کہ صرف بوجہ خوف خدا کی تحمل جفاپیشہ لوگونکا نہین ہوسکا غرضکہ تمام
معاملہ حضرت علی کا صرف بقاعدہ الحب للہ و البغض للہ کے تھا اور زمانہ سازی
سی انکو کچھ علاقہ نہین تھا غرضکہ خلافت ثلثہ جسطرح کہ قائم ہوئی سو اس بات مین بڑے
حکمت الٰہی تھی کہ اس ذریعہ سی اسلام خوب پھیلا اور یہ بات بھی قابل لحاظ کی ہی کہ بوقت
ان خلفای ثلثہ کے کوئی بند و بست جانشینی انکی پسران کا نہین ہوا اور ان خلفای
ثلثہ کو ساتھ حضرت علی کے کچھ کچھ ادب بھی تھا کہ حضرت ابوبکر کا یہ قول ہی کہ النظر الی
وجہ علی المحبتہ عبادۃ ہی یعنی کہ محبت سی نظر کرنا بطرف چہرہ علی کے ایک عبادت ہی
اور بہ نسبت حضرت عمر کے یہ روایت ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہ من زمان لیس فیہ
علیٌّ یعنی عمر پناہ مانگتی تھے ایسے زمانہ سی کہ جسمین علی نہون اور یہ بھی ایک قول عمر کا ہی
ھُوَ مَوْلَائِیْ وَمَوْلیٰ کُلِّ مُؤمِن یعنی وہ علی مولی میری ہین اور مولی کل مومن کے
غرضکہ یہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے چاہیئے نہ بہ نسبت معاویہ کے
کہ جو حضرت علی پر برسر منبر لعنت کرتا ہوا مر گیا پس ہم اسکو کیونکر چھوڑ دینگی اور ہم مسئلہ

خطای اجتہادی کو بھی صرف بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے جاری کر سکتی ہین کہ غالباً یہ خلافت یعنی بر خلاف وصیت خم غدیر کے براہ نیک نیتی اجرای دین اسلام کے ہوگی اور تفضیل حضرت علی کا حال یہ ہی کہ اگر کسی شخص کو تفضیلیہ کہا جای تو یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ یہ شخص حضرت علی کی تفضیل کا قائل ہی نہ یہ کہ شیخین کی تفضیل کا قائل ہی اور ہر چند خطاب امیر المومنین کا ایک ایجاد حضرت عمر کی ہی مگر جب حضرت امیر یا جناب امیر کہی تو حضرت علی سمجھے جاتی ہین اور جب کہی کہ فلان شخص مناقب پڑہتا ہی تو یہی بات سمجھی جاتی ہی کہ وہ شخص مناقب حضرت امیر کے پڑہتا ہی اور وجہ اس اطلاق عام اور مراد شخص خاص کی بموجب اُس قاعدہ کے ہے کہ جب عام بولا جائے تو فرد کامل مراد لیا جائے

فصل ۱۱۶ عدم جواز سب ولعن بر صحابہ

سب ولعن صحابہ کا ایک مسئلہ مذہب شیعہ کا ہی کہ اُسکی جوابدہی بذمہ خود اُن لوگونکی ہی اور ایک عالم شیعی نے ایک تحریر چار ورق رو وپشت کی بذکر انواع روایات کی ہماری پاس بھیجی ہی کہ جسمین وسی وہ عالم شیعی سب وتبرا کرنے کو ناجائز قرار دیتی ہین مگر چونکہ یہ کتاب حد تحقیق صرف باثبات افضلیت عام تمام دوازدہ امام کی ہی اور شیعون سی کچھ بحث نہین ہی اسواسطی کچھ ضرورت نقل روایات عدم جواز تبرا کی اس کتاب مین معلوم نہین ہوئی اور شیعون کی خدمت مین ہم صرف یہ بات کہسکتی ہین کہ البتہ حرب با علی حرب با پیغمبر خدا ہی سو خلفای ثلثہ نے کچھ حرب ساتھ حضرت علی کے نہین کیا اور طلحہ وزبیر اور حضرت عائشہ نے اپنی مخالفت سی آخر کو توبہ کی پس اگر آپ کو شوق تبرا اور لعن کہنی کا ہو تو واسطی اس مصرف کے معاویہ حاضر ہی کہ یہ شخص ساتھ حضرت علی کے خوب لڑا اور لعنت کرتا ہوا مر گیا اور اگر مجملاً مر دشمنان اہلبیت لعنت باد کہا جای تو ہم خود شریک اسبات کی ہین کہ البتہ جو شخص دشمن

اہلبیت کا ہو تو وہ شخص عند اللہ بالضرور مستحق لعنت کا ہی

فصل ۱۷ کیفیت استعمال لقب امام

ایک معنی سی امامت بطور نبوت کے ایک خاص عہدہ ہی کہ جسکی وجہ سی لقب امام کا درحقیقت مخصوص دوازدہ امام کا ہی ہان اگر امام صرف بمعنی پیشوا کے لیا جای تو وہ دوسری بات ہی جیساکہ تسبیح کے دانون مین سی ایک دانہ کو سری پر کے اور ہر نماز کے پیش نماز کو بھی امام کہتی ہین اور آیت ۳ سورۃ الاسرے یوم ندعو کلّ اناس بامامھم سے یعنی خداوند تعالی کہتا ہی کہ جسدن کہ ہم بلاوینگی ہر ادمی کو ساتھ پیشوا یعنی سردار اسکی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ اس آیت مین معنی امام کے صرف پیشوا کی ہین اور کچھ تخصیص نیک بد ہونے امام کی بھی نہین ہی پس اہلسنت مین جو کہ استعمال لقب امام کا اوپر امام اعظم ابوحنیفہ کوفی و امام شافعی و امام احمد حنبل و امام مالک و امام محمد غزالی وغیرہ کے ایک ارزباز ارہی سو استعمال مین اس لقب امام بمعنی پیشوا کی بہ نسبت ان لوگونکی کچھ جای تعرض نہین ہی مگر کمال ادب یہ تہا کہ بہ نسبت ان مجتہدان اور علمای اہلسنت کی صرف اوپر لقب مجتہد کی اکتفا کیا جاتا کہ یہ لوگ درحقیقت صرف بطور علمای مجتہد کے ہین اور مجتہد کا حال یہ ہی کہ المجتہد قد یخطی و قد یصیب یعنی مجتہد کبھو خطا کرتا ہی اور کبھو برسر ثواب ہوتا ہی اور لقب امام کا بہ نسبت دوازدہ امام کے ایک دوسری بات ہی کہ اُسکی مخالفت داخل بغاوت ہے

فصل ۱۸ نصب امام

اصول خمسہ مذہب شیعہ کی پانچ چیزین ہین یعنی توحید و عدالت و نبوت و امامت و معاد اور ملا عبد الرزاق بن علی بن حسین لاہجی نے باب سوم مقالہ سوم مین اپنی

کتاب گوہر مراد کی بحث امامت کی خوب لکھی ہی اور اسمین جو کچھ رای صاحب شرح المقاصد کی لکھی ہی کہ ہر کہ متصدی امامت بقہر و غلبہ شود بدون بیعت اگرچہ فاسق باشد علی الاظہر منعقد شود خلافت برای او سو یہ امامت اُس شرح المقاصد کی عبارت خلافت سی ہو گی کہ معاویہ و یزید اور تمام بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ بھی بی تکلف خلیفہ نبی اور اجتک بلقب خلفای مروانیہ وغیرہ کی بولیجاتی ہین مگر ہماری امامت ائمہ اثنا عشر کی ایک دوسری چیز ہی کہ یہ لوگ بعد حضرت رسول خدا کی یکی بعد دیگری امام ہوتی آئی اور یہ سلسلہ امامت کا تا زمان امام صاحب العصر مہدی علیہ السلام کے قائم و بحال رہیگا اور بحث خاص اس فصل کتاب حدیقہ کی یہ ہی کہ آیا نصب امام کا خدا تعالی پر واجب ہی یا نہین اور شیعہ لوگ نصب امام کا خود خداوند تعالی پر واجب قرار دیتی ہین باین دلیل کہ لطف اوس خدا پر واجب ہی اور نصب امام کا ایک لطف ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ غائت و غرض نصب امام کی یہ ہی کہ لوگ ہدایت پاوین سو خدا پر نصب کرنا خود نبیؐ کا بھی واجب نہین ہے اور خلق کرنا دنیا کا بھی کچھ اُسپر واجب نہین تہا یعنی ذات اُس خدا کی کسی طرحسے اور کسی بات مین مجبور نہین ہی بیت

بری ذاتش از تہمت ضد و جنس غنی ملکش از طاعت جن و انس

فصل ۱۹ عصمت ائمہ اثنا عشر

شیعہ لوگ ائمہ اثنا عشر کو معصوم قرار دیتی ہین اور سُنی لوگ محفوظ مانتی ہین سو اصل بات یہ ہی کہ عصمت من حیث الذات کسی فرد بشر کو انبیا تک نہین ہی مگر ہرگاہ فریقین سُنی و شیعہ کے اس بات کی قائل ہین کہ یہ ائمہ اثنا عشر گناہان صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہین اور بی شبہ پاک تہی تو انکی معصوم کہنی مین ہمکو کیا عذر ہو سکتا ہی اور ائمہ اثنا عشر کو بلقب ائمہ معصومین علیہم السلام کی یاد کرنا ایک عمل عبادت کا واسطی ہم لوگون کے ہے

فصل ۱۲ التقیہ

تقیہ کی معنی بچانے کے ہین سو اس بات مین کچھ شک نہین ہی کہ ہمیشہ احتیاط سی بات کرنی اور خصوصاً وقت خطر کے عقلاً بالضرور جائز ہی جیسا کہ حضرت ابراہیم نی اپنی جورو سارہ کو بوقت خوف جور و چھین لئے جانیکے بہن کہا کہ جو سارہ حقیقت مین دختر آذر پدر ابراہیم کی دوسری بطن سے تہین اور اسوقت مین سوتیلی بہن سے نکاح جائز تہا مگر ایسا تقیہ کبہو مقبول نہین ہوسکتا کہ حضرت علیؑ خلفای ثلثہ کو منافق اور کافر سمجھتے تھے اور انکی پیچھی نماز پنج وقتی ابتدای سنہ ۱۱ ہجری زمان انتقال حضرت نبیؐ سے تا زمان خلافت یانی ۳۵ سنہ ہجری کے پچیس برس تک پڑہا کئی اور تمام عبادت فریضہ اپنی بطور باطل کے ادا کی اور اگر اس قسم کا تقیہ جائز ہوتا تو حضرت امام حسینؑ کربلا کو بیعت یزید پر کر لینی براہ تقیہ کے کیا دشوار تھی اور اصل بات اسقدر ہی کہ خلافت ظاہری بلا فصل جو حضرت ابوبکر پر خلاف وصیت غدیر خم کے قائم ہوئی سو یہ امر فی الحقیقت حضرت علی کے برخلاف مزاج کے تہا اور یہ ناراضگی بجا بھی تہی اور صرف عام صحابہ کو خلاف اپنی دیکہکر کے خلافتہای ثلثہ کو بوجہ نہین ہونے اعوان و انصار کے قبول کر لیا اور پہر ان تینون خلافتونمین مشورہ کار رہی اور خلل اندازیکو برخلاف مصلحت دینی کے سمجہا تا اینکہ جب ابوسفیان نی بروز قائم ہونے خلافت ابوبکر کے کہا کہ اگر کہو تو ہم تمہاری حمایت مین وادی عرب کو سواران و پیادہ سے بھر دین تو آپنے اسکی جواب مین فرمایا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب اسلام مین فتنہ انگیزی کیا چاہتی ہو سنو ہم ابوبکر کو لائق اس خلافت کی جانتی ہین اور ہمکو ایک معزز شیعہ سی ملاقات ہی کہ جو تقیہ کو باصرار تمام ناجائز قرار دیتی تھے او ر اصل یہ ہی کہ امر خلافت کا برخلاف وصیت خم غدیر کے ہونا بلا شبہ ثابت ہو لیکن

درحقیقت کچھ ضرورت ایجاد مسئلہ تقیہ کی شیعون کو نہین ہی ہان اگر شوق سب ولعن کرنے خلفای ثلثہ کا ہو تو وہ دوسری بات ہی کہ جب تک تمام افعال واقوال حضرت علی نسبت تعریف شیخین وغیرہ کے محمول بر تقیہ یعنی دروغ ومکر وفریب کے قرار نہین پاوین تو اسوقت تک موقع سب ولعن کرنیکا نسبت خلفای ثلثہ کے نہین مل سکتا ہی اور چند دوستان شیعی نی ہماری یہ بات کہی کہ اصل طبیعت ہماری مناسب تقیہ کی نہین ہی اسواسطی ہم اس مسئلہ تقیہ کو نہین سمجھ سکتی ہین اور فی الواقع شاید اس بات کو بھی دخل ہو کہ تقیہ کسی بات مین دراصل موافق طبع ہمارے نہین ہے

فصل ۱۲۱ متعہ

متعہ عبارت ہی ایک نکاح موقت ومیعادی سی کہ جو ایک آدمی واسطی چند روز یا کسیقدر معین زمانہ کے کسی عورت سی نکاح کرے اور واسطی فسخ اس نکاح کے کچھ حاجت طلاق دینی کی نہین ہی کہ بمجرد انقضای اُس مدت معینہ کے وہ نکاح خود بخود باطل ہو جاتا ہی اور البتہ یہ ایک کانٹرکٹ یعنی معاہدہ اُس قسم کا ہی کہ اسمین کوئی امتناع عقلی نہین ہی اسواسطی کہ جب ایک مرد بالغ اور عورت بالغہ نی برضامندی باخود ہا صرف ایک میعاد معین کیواسطی حسب مصلحت وقت اور شہوت رانی اپنی ایک خاص طرح کا معاہدہ کر لیا تو اسمین کسی دوسری شخص کا کیا بگڑتا ہی اور اگر کہا جای کہ اس جواز متعہ سی ایک عورت بار بار متعہ کر کے سو پچاس آدمی کے پاس جا سکتی ہی تو جواب اس عذر کا صرف اسقدر بس ہی کہ یہ احتمال نکاح دائمی مین بھی بصورت طلاق بار بار از طرف مختلف شوہران کے موجود ہی غرض بہ نسبت عدم جواز متعہ کے کوئی امتناع عقلی پیش نہین ہو سکتی ہی مگر از روی فن اخلاق تمدن کے یہ بات کہی جا سکتی ہی کہ اصل معنے نکاح کو غور کرنا چاہئی کہ ایک جوڑا ہونا زن ومرد کا کیا چیز ہی سو حال اُسکا یہ ہی کہ آدمی

زمین پر نائب خدا کا پیدا کیا گیا یعنی آدمی کو ہر قسم کا اختیار تصرف زمین پر دیا گیا و
حسب آیت جعلنا النهار معاشا کی دن اسواسطی بنایا گیا کہ دن کو کسب معاش
کرکے جب خستہ و ماندہ ہو جای تو رات کو حسب آیت وجعلنا نومكم سباتا کی آرام کرے
اور ضرورت ایک گھر بنانی کی ہوئی کہ جہان اُسکی آرام کی جگہ ہو اور اُس گھر مین ایک
آدمی محافظ مال و اسباب کا چاہئی اور خواہش بقای نوعی کی بہی از روی حکمت
الٰہی کے ودیعت کی گئی ہی کہ جب بعد مرگ اُسکی اولاد اُسکی اور آیندہ ہمیشہ کو اولاد در اولاد اُسکی
جاری رہی اور گھر محافظ مال اسباب کا ایسا ہو کہ جو مال و اسباب کو اپنی شوہر کے
علاوہ اپنا مال جانی اور حفاظت اولاد کی کرے غرض ایسی جورو ہونا ضرور ہی کہ دن بہر
محنت مزدوری کرکے آدمی اپنی گھر مین آوی اور کھانا پکا پکایا پاکر کے بخوبی تمام آرام
کرے چنانچہ یہ مسئلہ کتاب اخلاق ناصری و اخلاق جلالی وغیرہ مین بصراحت تمام
مذکور ہی پس جس مصلحت سے کہ جورو کرنا جائز ہوا ہی سو وہ مصلحت اس متعہ یعنی نکاح میعادی
مین حاصل نہین ہی کہ جب عورت و مرد نی سمجہا کہ یہ تعلق زن و شوہر کا صرف واسطی
ایک مدت معین کے ہی تو وہ کوئی مصلحت خانہ داری کی انجام نہین پاسکتی ہی غرضکہ
یہ متعہ تمامتر خلاف اصل مصالح نکاح دائمی کے ہی اور کسبیان بازاری سے جو معاہدہ کہ
رات بہر کا ہوتا ہی یا جو کہ رنڈیان سو پچاس روپیہ کی درماہہ پر نوکر ہوتی ہین تو اس قسم
معاہدہ مین اور معاہدہ متعہ مین کچھ تہوڑا ہی فرق ہوگا کہ متعہ مین بہی کچھ حاجت گواہ
رکھنی کی نہین ہی غرضکہ متعہ بی شبہہ خلاف تہذیب الاخلاق کی ہی اور شیعہ لوگ ہرچند
متعہ کو جائز قرار دیتی ہین مگر رواج متعہ کا شیعون مین بہت کم ہی کہ اسیواسطی رواج عام
صرف اصل نکاح دائمی کا ہی اور علمای شیعہ کے جو متعہ کو جائز قرار دیتی ہین سو اصل
وجہ اُسکی یہ ہی کہ یہ لوگ تمامتر تابع قران و حدیث کے ہین اور اپنی طرفسی کچھ تاویل نہین

لرتے ہین اور کیا شک ہی کہ بضرورت سفر جہاد کے قران شریف مین جو اجازت
متعہ کی ہوئی ہو کوئی آیت ناسخ اُسکی قران مین نہین ہی اور صرف بحکم حضرت عمر کے
یہ متعہ حرام کیا گیا تو قول حضرت عمر کا کسی طرح ناسخ آیت جواز متعہ کا نہین قرار
پا سکتا ہی بلکہ ہم سمجھتے ہین کہ یہ جواز متعہ کا کوئی حکم فعل وجوبی کا نہین تہا بلکہ صرف
ایک قسم کی رخصت تھی اور جب فتوحات اسلام کے وسعت پذیر ہوئی تو حضرت
عمر کا منع کرنا اُس رخصت کا بنظر نہین باقی رہنی اُس ضرورت کا کچھ بیجا نہین ہی کہ
متعہ درحقیقت ایک طور رنڈی بازی کا ہی اور کتب [illegible] روایات متعہ کرنے
اماموں کی ہین سو بسبب ہونے اُن روایات کے کتب سنیان مین قابل استدلال بمقابلہ
سنیون کی نہین ہین اور اُن روایات شیعہ مین صرف جواز متعہ کا منقول نہین ہی
بلکہ ترتب بہت بہت ثوابون کا بھی بہ نسبت کرنے متعہ کی مذکور ہی کہ اس وجہ سے
خصوصاً وہ روایات از قسم احادیث موضوع کے معلوم ہوتے ہین اسواسطی کہ
متعہ کو جو کہ خلاف تہذیب و مصالح خانہ داری کی ہی کیا ترجیح اوپر اصل نکاح دائمی کے
ہی کہ متعہ کہ نہین اصل نکاح دائمی سے بھی ترصد ثوابون کا زیادہ تر ہو اور جب یہ متعہ
حضرت عمر کے وقت مین منع کیا گیا اور اسکی بعد بارہ برس زمانہ خلافت حضرت
عثمان کا رہا اور حضرت علی کی خلافت چار پانچ برس کی نہایت مختل طور پر رہی اور بعد
اسکی زمانہ خلافت معاویہ وغیرہ بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ کا صدہا سال تک رہا
اور ان حکام نی اس حکم عدم جواز متعہ سی خلاف ورزی نہین کی تو عین قرینہ
اس بات کا ہی کہ سو پچاس برس مین اصل مسئلہ جواز متعہ کا لوگونکی خیال سے سہو محو
ہو گیا ہوگا اور بصورت جواز نکاح تا چار عورت بیک زمان اور جواز طلاق کے کیا ضرورت
توجہ بطرف مسئلہ جواز متعہ کے تھی کہ امام لوگون نی متعہ برخلاف حکم عام حکام وقت کے

کیا ہو اور ایک لقب جب حضرت امام دوم امام حسن علیہ السلام کا مطلیق یعنی نہایت
کثرت سی طلاق دہندہ ہی تو عین قرینہ اس بات کا ہی کہ یہ امام صرف نکاح کرتے تھے
اسواسطی کہ متعہ مین حاجت طلاق دینی کے نہین ہی اور جب حسب اصول شیعہ کے
خلفای ثلثہ منافق و کافر تھے اور حضرت علی علیہ السلام انکی پیچھے نماز براہ تقیہ کے پڑہا
کرتے تھے تو کیا مقام اس بات کا ہی کہ حضرت علی و دیگر اماموں نے برخلاف حکم حکام
وقت کی متعہ کیا ہو اور اگر ایسا کیا تو مسئلہ تقیہ کا تمام تر رخصت ہی اور بروایت
صحیح ترمذی کے روایت متعہ کی جو کچھ بہ نسبت عبداللہ ابن عمر کے جامع عباسی مین
مذکور ہی سو اس روایت پر کچھ دلجمعی نہین ہو سکتی ہی اسواسطی کہ بمجرد ماری جانی حضرت عمر کے
یہ صاحبزادہ حضرت عمر کے معاویہ کے پاس بخوف قصاص خون ہرمزان کے چلے گئے
اور شام مین کچھ رواج متعہ کا نہین تہا پس اس عبداللہ ابن عمر کو فرصت اس خلاف ورزی
حکم پدر کی کب ملی کہ تہوڑی ہی عرصہ مین زمانہ اسکا جنگ صفین مین طی ہو گیا اور علاوہ
اسکی جنگ کربلا و جنگ جمل و جنگ صفین وغیرہ مین شامل رہنا کسی زن ممتوعہ کا
پایا نہین جاتا ہی اور بہ نسبت ائمہ و اولاد انکی نشان انکی مادران کا بقید فلان لونڈے
ام ولد کے پایا جاتا ہی مگر کسی اولاد کا پتہ و نشان بذکر ہونے مادران انکی از قسم زنان ممتوعہ
کی ظاہر نہین ہوتا ہی اور کسی شخص شریف وضع کو نہین دیکھا گیا کہ اسکو اپنی ماں کی زن ممتوعہ
ہونیکا اقرار ہو پس جہان تک ہو سکی انسداد اس متعہ کا ایک فعل متشابہ زنا کا کیا جانا بہتر ہی
اور صرف حضرت عمر کے خلاف پر کچھ اصرار بہ نسبت جواز متعہ کے ضرور نہین ہی ـــ
اور ترجمہ انگریزی لفظ متعہ کا جو بلفظ ٹیمپورری میرج یعنی شادی چند روزہ کی ہے
سو ہم اس بات کو کیا بیان کرسکتی ہین کہ اس لفظ انگریزی کے پڑہنے سے کس قدر تنفر
معلوم ہوتی ہی کہ کسی قوم مین تمام عالم کے یہ نکاح چند روزہ کچھ وجود نہین رکھتا ہوا

اس قسم کے مسئلہ شہوت پرستی سے ایک گونہ اصل اسلام پر دھبا لگتا ہی اور غیر لوگونکو
خوب میدان طعن کا ملتا ہی کہ علاوہ تعدد ازواج اور لونڈیون کے ایک نکاح ٹھیکہ
رات دو رات کا بہی اسلام مین جائز ہی اور لاسہ و تبت مین جو رواج اس بات کا ہی
کہ ایک بڑا بہائی بیاہ کرے اور اُسکی چھوٹے بہائی لوگ جس جس طرح کہ جوان ہوتی جاتیں
سو اُسی بڑی بہائیکی جورو پر اکتفا کرین اور تقسیم راتون کی بحساب عدد اُن برادران
کی ہوتی جائی سو یہ رسم اس ملک تبت و لاسہ والونکی نظر مین نازیبا نہین معلوم ہوتی
ہوگی مگر غیرون کی نظر مین تمامتر خلاف تہذیب ہی بلکہ اس رسم سی جو قناعت دار آدمی
ہونا اہل تبت و لاسہ کا ظاہر ہوتا ہی سو خلاف اسکی اگر متعہ جائز ہو تو اہل اسلام کا
حریص و بی قید ہونا ثابت ہوتا ہی اور اب جسطرح کہ تعلیم انگریزی کی اس ملک ہندوستان مین
بڑھتی جاتی ہی سو اُسی روسی ہمکو امید ہوتی ہی کہ متعہ کو کون پوچھی کہ ایک جورو سی
زیادہ رواج دو تین چار جورو کرنے کا بھی اس ملک ہند سی تھوڑی عرصہ مین یعنی
سو پچاس برس مین خلاف تہذیب و خلاف مصالح خانگی کے متصور ہو کرکے سہو محو
ہو جائیگا کہ بیشتر خرابی مسلمانان ہند کی بوجہ فساد خانگی تعدد ازواج اور اولاد
مختلف الاقسام ہونے کی ہی کہ ایک مرد اور ایک جورو کا ہونا دراصل بموجب آیت
خلقنا کم ازواجا کے ایک امر طبیعی ہی اور حب قرانمین ہی کہ فان خفتم الا تعدلوا
فواحدۃً یعنی اگر تمکو خوف ہو کہ عدل نہین کر سکوگے تو ایک جورو کرو اور ظاہر ہی کہ
عدل کرنا ایک سہل کام نہین ہی پس قران شریف سی بھی رخصت چار جورو ان کرنیکی عموماً
نہین ہی بلکہ ساتھ ایک ایسی شرط سخت عدل کی ہی کہ جسکی تعمیل بہت مشکل ہی اور دیکھا جاتا ہی
کہ بنظر مصالح خانہ داری وغیرہ کے بہت مسلمان لوگ صرف اوپر ایک جورو کے اکتفا
کئی ہوئے ہین اور ایسی لوگ بہت کم ہونگے کہ جو تجربہ دو جورو کا حاصل کرکے

تیسری اور چوتھی جورو تک پہونچین

فصل ۱۲۲ الواطت بازوجہ

سورۃ البقر آیت ۲۲۳ - نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المؤمنین
ترجمہ اردو مطابق ترجمہ انگریزی مسٹر جارج سیل تمہاری جوروان ہین کھیتی
اسلئی تم جاو اپنی کھیتی کو جسطرح جسے کہ تم چاہو اور کرو پہلی کچھ کام کہ فائدہ مند ہو
تمہاری جانون کو اور ڈرو خدا سی اور جانو کہ تم ضرور ملاقات کروگے اُس سے
اور خوشخبری دو مسلمانون کو فقط اور دیکھا جاتا ہی کہ مسٹر جارج سیل نے ترجمہ
انی شئتم کا جو اسطرح کیا ہی کہ جسطرح چاہو سو اُسکی حاشیہ مین یہ بات لکھی ہی
کہ جسطرح چاہو گے معنی یہ ہین کہ اپنی جورون کے پاس جاو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر
اور آگے سی یا پیچھی سے سو اس ترجمہ اور حاشیہ سی ظاہر کہ مترجم مذکور نے انی شئتم
کو بمعنی کیفما شئتم کے لیا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اس معنی پر مترجم موصوف کو بخوبی
تمام اطمینان ہی اور بروایت مسٹر جارج سیل از روی تفاسیر جلال الدین و یحیٰی و زمخشری
کی یہی معنی معلوم ہوتے ہین اور صاحب تفسیر بیضاوی نے بھی یہی معنی مراد لیا ہی
مگر فرقہ شیعہ نے جو تمامتر تابع الفاظ ظاہری کا ہی یہ معنی مراد لیا ہی کہ آنّی ظرف مکانی
ہی پس معنی یہ ہونگی کہ جہان پر چاہو یعنی آگے سے یا پیچھی سے اور اسی آنّی ظرف مکانی
کے رو سے مسئلہ جواز وطی فی الدبر کا ساتھ زوجہ کے نکلتا ہی مگر جواب یہ ہی کہ جب
عورت کی تشبیہ ساتھ کھیتی کے دیگئی تو کھیت مین کھیتی کیجائیگی نہ کہ گڑھا گوڑہی مین
اور یہ شعر بہت حسب حال اس جواب کے ہوگا -

زمین شور سنبل بر نیارد ‖ درو تخم عمل ضائع مگردان

اور اس سے زیادہ گفتگو کرنی اس مسئلہ مین کچھ ضرور نہین ہی اسواسطی کہ صاحب جامع عباسی بست بابی نے باب یازدہم مین بذیل بست وہفت مکروہات جماع کی ستر ہوان مکروہ عبارت ذیل سی لکھا ہی ہفدہم دخول کردن دربس زنان و مالک کنیزکی از علمای سنیان است بہ این رفتہ و بعضی از مجتہدین این دخول کردن را حرام میدانند پس اس ردسی کوئی تکرار ساتھ شیعہ کے باقی نہین رہی اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ رای بعض مجتہدین شیعہ کی جو بہ نسبت حرمت وطی فی الدبر کے ہی سو یہ رای اقرب الی الصواب ہی اور صرف مکروہ جاننا ایک مکروہ بات ہی اور شک نہین ہی کہ خصوصًا انہین مسائل یعنے تقیہ اور لعن بر خلفای ثلثہ اور متعہ اور وطی فی الدبر نی مذہب شیعہ کو بہت بدنما کر رکھا ہی

فصل ۲۳ باغ فدک

باب بست وششم مجمع البحرین مین جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کے انواع روایات نہایہ ابن اثیر اور صحیح بخاری و قسطلانی اور شرح ابن ابی الحدید و شمائل ترمذی وغیرہ کی بصراحت تمام مندرج ہی کہ کچھ حاجت اعادہ کی نہین ہی اور اس کتاب مین صرف ایک خلاصہ مختصر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نی دعوی باغ فدک کا از روی ہبہ کے کیا اور حضرت علی اور دایہ ام ایمن نی شہادت دی اور حضرت ابو بکر نے ایک نوشتہ واگذاشت کا لکھدیا اور حضرت عمر کی رای یہ ہوئی کہ گواہی حضرت علی کی بوجہ شوہر ہونیکی مقبول نہین ہو اور گواہی ایک عورت کی کافی نہین ہی اور آخر وہ نوشتہ حضرت فاطمہ سے واپس ہوکر کے چاک کیا گیا اور حضرت فاطمہ نے از روے غضب کے عہد کیا کہ پھر وہ حضرت ابو بکر سے بات نہین کرینگی اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ نے تا حیات اپنی پھر کوی بات حضرت ابو بکر سی نہین کی اور سیدہ علیہا السلام نے یہ وصیت کی کہ حضرت ابو بکر آنکی جنازہ پر نہ آدین چنانچہ لاش مبارک حضرت سیدہ کی رات کی وقت

بعد ششش ماہ انتقال حضرت پیغمبر خدا کے دفن ہوئی اصل حال اسیقدر تہا جو کہ لکہا گیا
اور اب اسیقدر امر قابل لحاظ کے ہی کہ اس دعوی مین کوی شکل دو فریق کی نہین ہی کہ
اسمین حاجت گواہان فریقین کی ہو بلکہ یہ دعوی حضرت ابو بکر ایک خلیفہ وقت کے
پاس پیش ہوا کہ جو بجای پیغمبر خدا کے خلافت پر بیٹھی تھی تو صرف اسیقدر امر کافی تھا
یا نہین کہ حضرت ابو بکر بطور خود ازروی تحقیقات سرزمین بقدر دلجمعی اپنے اس دعوی
ہبہ کو تحقیق کرتے اور یہ امر بہی قابل لحاظ کے ہی کہ حضرت فاطمہ سے کوی دعوی دروغ
اور حضرت علی سے گواہی دروغ ہو سکتی تہی یا نہین اور اسطرحکا سلوک جو عام لوگونسے
ہوتا ہی ساتھ حضرت فاطمہ و حضرت علی کے بیجا تہا یا نہین اور الزام غضب لانے حضرت
فاطمہ کا اوپر حضرت ابو بکر کے عاید ہوتا ہی یا نہین — بات رہجائیگی اور وقت نکل جائیگا —
اور یہ کیا عجیب بات ہی کہ حضرت فاطمہ تو اس باغ فدک سی محروم ہون مگر بزمان خلافت
حضرت عثمان کے مروان مستحق اس باغ فدک کا قرار پاوی مگر امر حق کو کسقدر زور ہوتا ہی
کہ آخر عمر ابن عبد العزیز وغیرہ اور مامون خلیفہ نے اس باغ فدک کو ساتھ اولاد
فاطمہ کے واگذاشت کیا اور معذرت مین بحق ابو بکر و عمر کے صرف یہ بات کہی جاسکتی ہی
کہ ان لوگون نے خود کوی تصرف نہین کیا بلکہ درمیان بنی ہاشم و ازواج وغیرہ کے
محاصل باغ فدک کا تقسیم ہوتا رہا اور حضرت علی نے جو اپنی خلافت مین بطرف اس
باغ فدک کے التفات نہین کیا سو وجہ اسکی ظاہر ہی کہ جب ایک بار شہادت اونکی
نامقبول ہو چکی تھی تو کیا ہمت انکی پھر اوسطرف متوجہ ہو سکتی تہی بلکہ یہ التفات
نہین کرنا حضرت علی کا ایک دلیل کمال درجہ نارضامندی و دل [illegible] ہے

فصل ۲۴ اعتقاد ام کلثوم

باب پنجاہ و ہفتم مین کتاب مجمع البحرین تصنیف جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کی

یہ قصہ عقد ام کلثوم کا بھی بحوالہ روایات اہلسنت کی بصراحت تمام مندرج ہی اور
کچھ حاجت اعادہ کی نہین ہی اور اصل یہ ہی کہ یہ دو قصہ باغ فدک و عقد ام کلثوم کا
ہم پر اسقدر شاق و گران ہی کہ تمامتر تفصیل کا ہمکو تحمل نہین ہی بہرحال خلاصہ عقد
ام کلثوم کا اسقدر ہی کہ حضرت ام کلثوم دختر حضرت فاطمہ کی بعمر شش سال کے تھین
کہ خلیفہ دوم نے بحیلہ حدیث کل نسب وسبب وصھر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی
وسببی وصھری کے اُس دختر شش سالہ سی باایام پیری اپنی نکاح کرنا چاہا اور مطلب
اس حدیث کا یہ ہی کہ فرمایا رسول خدا نی کہ کل نسب سبب وصھر کٹ جائیگا بروز قیامت کے
مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا وصھر یعنی توسل ہمارا بذریعہ شادی ساتھ ہمارے کے
اور حضرت عمر نے یہ تمہید بھی کی کہ مین بڑا ہوا سو یہ خواہش نکاح کی ازروی شہوت کی
نہین ہی بلکہ برعایت اُس حدیث کی ہی اور جب حضرت علی نے عذر کیا کہ وہ لڑکی صغیرسن
ہی تو یہ نبد وبست کیا گیا کہ حضرت ابن عباس چچیرے چچا اُس لڑکی کے باوصف موجود
رہنی باپ کے ولی بنکر کے نکاح اُس لڑکی کا پڑہا وین اور اُس دختر شش سالہ کو خلیفہ
دوم نی اپنی زانو پر بٹھاکر کے بوسہ اُسکا لیا اور اُس لڑکی کو یہ بات بھی سکھلائی کہ وہ
اپنی گھر جاکر کے کھے کہ وہ واسطی نکاح ساتھ حضرت عمر کے راضی ہی غرضکہ یہ دونون
قصے باغ فدک وعقد کلثوم کے پُراز غم والم ہین اور بقول اللہ یعلم ما فی الصدور کے
یعنی کہ دل کی بات کو خدا جانتا ہی ہم نہین کہہ سکتی ہین کہ اصل نیت دلی حضرت عمر کے
کیا تھی یعنی درا صل واسطی نجات اپنی یہہ نکاح ساتھ ام کلثوم کے چاہتی تھے یا
بوجہ شدت مزاج و درشت خوئی اپنی کے اس دختر بے مادر پر یہ ستم کرنا چاہا تھا اور
یہ استعمال لفظ ستم کا ہمنی اس وجہ سی کیا ہی کہ کیا حضرت عمر بہ نسبت اپنی اس بات کو
پسند کرتے کہ کوئی لڑکی شش سالہ انکی ایک شخص بوڑہی سی بولایت چچیری بہای

انکی بیاہی جاتی پس ستم اسی بات کو کہتی ہین کہ ایک وہ بات بہ نسبت ایک شخص غیر
کے روا رکھی کہ جو بہ نسبت اپنی پسند نہین کرے اور یہ ایک اتنا بڑا مسئلہ فن اخلاق
کا ہی کہ ایک آئینہ ہی تمام اخلاق نیک و بد کا اور ظاہرا یہ ارادہ نکاح ام کلثوم کا درحقیقت
ایک بدلا ہی اس بات کا کہ جو حضرت حفصہ بیٹی انکی زوجہ حضرت پیغمبر خدا کی ہوئین تہین
اور یہ ارادہ بخوبی تمام بدلا اُس بات کا بہی ہی کہ حضرت عمر رضی درخواست اپنی شادی کے
کی ساتھ حضرت فاطمہ رض کے کی تہی اور اُسی امر مین حضرت علی ترجیح پا کر گئے انکی مقابلہ مین
حضرت عمر نے شکست کہائی تہی سو اسکی عوض مین اب خود حضرت علی و حضرت فاطمہ
کی بیٹی کے زوجہ بنانی کا حوصلہ ہوا باقی رہا ایک امر کہ فی الواقع کسی طرح یہ شادی حضرت
عمر کی ساتھ بیچاری ام کلثوم کے ہوئی یا نہین سو تمامتر تصفیہ اس امر کا دشوار معلوم
ہوتا ہی اسواسطی کہ تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ شادی حضرت عمر کی ساتھ حضرت ام کلثوم
کے ہوئی اور یہ کہ زید پسر و زینب دختر دو اولاد بہی ہوئی جو کہ یہ دونون ایک ہی روز
مین مر گئے - اور جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب مجمع البحرین سے
جو ہمنی زبانی پوچھا کہ انکی رای مین شادی حضرت عمر کی ساتھ ام کلثوم کے حقیقت مین ہوئے
یا نہین تو مولویصاحب نے ہمکو جواب یہ دیا کہ انکی رای مین شادی ہوئی مگر حضرت ام کلثوم سے
وصال نہین ہوا اور صاحب رسالہ الہامیہ کی رای یہ ہی کہ درحقیقت نکاح خلیفہ ثانی کا
ساتھ حضرت ام کلثوم دختر فاطمہ علیہا السلام کے ہرگز نہین ہوا تہا بلکہ بات یہ ہی کہ حضرت علی
کے پاس دو بیٹیان تہین ایک ام کلثوم دختر حقیقی انکی از بطن جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام
کے اور دوسری ام کلثوم دختر حقیقی حضرت ابوبکر کی اور دختر ربیبہ حضرت علی کی بطن سے
اسما بنت عمیس کے کہ جو اسما بعد انتقال حضرت ابوبکر کے زوجہ حضرت علی کی ہوئی تہی اور
اپنی بیٹی ام کلثوم کو ساتھ اپنی حضرت علی کے گہر مین لائے تہے سو درخواست شادی

حضرت عمر کی در اصل ساتھ اُس ام کلثوم دختر ابوبکر کے ہوئی تھی اور صاحب رسالہ الہامیہ
نی منجملہ وجوہات اپنی رای کے ایک بات یہ خوب لکھی ہی کہ ہرگاہ حضرت عمر کا استدعای
شادی کرنا بعمر شصت سال کے حسب تصریح کتب سُنیہ کے تہا تو بیشک یہ استدعا
سنہ ۱۷ ہجری مین ہوی کہ حضرت عمر نے بعمر شصت و سہ سالگی کے سنہ ۲۳ ہجری مین انتقال کیا تہا
اور انتقال حضرت فاطمہ رض کا سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا تہا پس ضرور ہی کہ سنہ ۱۷ ہجری مین
بوقت استدعای نکاح حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا دَس گیارہ برس کا ہوگا
کہ حمل محسن کا جو ساقط ہوا تہا سو حضرت ام کلثوم اُس سے پیشتر پیدا ہوئی تہین اور
کتب سُنیہ مین ہی کہ بوقت استدعای حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا بقدر شمش
سال کے تہا پس صاف ظاہر کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے استدعا خلیفہ دوم نے کی تھی وہ دوسری
ام کلثوم بنت ربیبہ حضرت علی کی مادر دختر حقیقے حضرت ابوبکر کی تہی ورنہ ہم نہین سمجہہ سکتی ہین
کہ جب انتقال حضرت فاطمہ کا سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا اور انتقال خلیفہ دوم کا سنہ ۲۳ ہجری مین ہوا
تو اتنی زمانہ قلیل مین منتقل ہونا ایک پسر زید اور ایک دختر زینب کا ام کلثوم دختر
حضرت علی سے کیا معنی رکہتا ہی الغرض ای ہماری اس بات یہ قرار پکڑتی ہی کہ ہرگز شادی
خلیفہ دوم کی ساتھ ام کلثوم دختر از بطن سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے نہین ہوئی تہی

فصل ۱۲۵ شرائط امامت و وجوب قرات

امامت نماز سے غرض یہ ہی کہ نماز جماعت سی ہو و فی الجماعۃ رحمۃ یعنی جماعت
مین رحمت ہی اور فائدہ خاص جماعت کا ایک یہ ہی کہ ایک مسجد اور ایک وقت خاص
مین جو دس بیس آدمی جمع ہوتے ہین تو اُس سے ایک شوکت جمعیت اسلام کی ہوتے
ہے اور آپس کی بات چیت سے ایک کو دوسرے سے قوت دینی حاصل ہوتی
ہی اور ایک دوسرے کا حال دریافت کر کے کچھ سلوک نقدی اور صلاح نیک

وبد تعلیم اطفال و بیماری وغیرہ کی دی سکتا ہی اور ایک بڑا فائدہ یہ ہی کہ اس ذریعہ
سی غریب و امیر و جاہل و عالم و دیگر اشخاص مختلف طبقات کے ایک جگہ مین باسانی
تمام جمع ہو جاتے ہین اور اہل حاجت کو اکثر موقع عرض و معروض کا ملتا ہی اور
کچھ غرور و تفاخر بھی اہل غرور و تفاخر کا اور نفرت امرا و علما وغیرہ کی اشخاص فرو تر
سی انکی کچھ کم ہو جاتی ہی کہ سب لوگ ایک ایسی جگہ مین جمع ہوتے ہین کہ جہان سب
لوگ ایک طور پر حاضر ہوے ہین اور سب لوگون کو ایک قسم کی محتاجی عام بحضور
خداوند عالم کے ہی اور اس رواج عام جمعہ و جماعت سی آبادی مسجد کی ہوتی ہی مگر
مذہب شیعہ مین اسقدر شرائط امام کے کثرت سی ہین کہ کوئی آدمی امامت نماز کی نہین
کر سکتا ہی جبتک کہ اسکو ایک لائسنس یعنی اجازت نامہ امامت کا از طرف مجتہد
صاحب کے حاصل نہو اور ایک آدمی گو بذات خود ہزار درجہ لائق و پرہیزگار ہو مگر بغیر
اس لائسنس کی امامت نماز کی کسی موقع مین نہین کر سکتا ہی سو نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی لوگ
کہ جنکو ٹھیہ امامت کا ملا ہی بہت کم ہین اور سوای مساجد امرای شیعہ کے اور کسی
دوسری جگہ مین کمتر دیکھے جاتے ہین اور اسی وجہ سی مسجدین امرای شیعہ کی حسب
دلخواہ آباد نہین ہین اور اس امر امامت نماز مین مسئلہ سنیان کا بہت آسان تر
معلوم ہوتا ہی کہ جہان پر موقع ادای نماز بجماعت کا ہو تو اسیقدر بس ہی کہ ان اشخاص
حاضرین مین سے جو شخص باعتبار تقوی و علم وغیرہ کے مقدم تر معلوم ہو سو وہ شخص
نماز پڑہا دی سو اس وجہ سی مسجد سنیون کی اور خصوصاً مسجد وہابیون کی خوب آباد
رہتی ہی مگر ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ سید رہتی ہوی ایک شخص غیر سید کا امام ہونا مناسب نہین ہے
اور جاننا قرأت کا عقلاً بہت ضرور ہی تاکہ الفاظ عربی آیات قرآنی وغیرہ کے صحت سے
ادا ہون مگر یہ وجوب اس سختی سے نازیبا معلوم ہوتا ہی کہ بغیر صحت قرأت کی اصل نماز

یا امامت نماز کی ناجائز ہو حالانکہ حضرت بلال بجای اشہد کے اسھد پڑہتے تھے اور وہی اسھد انکا پسندیدہ تر تھا ـــ

فصل ۱۲۶ عہدہ مجتہد

ہرگاہ قران وحدیث وتفاسیر اور کتب فقہ واصول کے موجود ہین تو تخصیص نامزد کرنے ایک شخص کے بلقب مجتہد کے کس مطلب سے ہی اور اگر کوئی رای مجتہد کی کسی شخص عالم غیر مجتہد کی نظر مین بر سر خطا معلوم ہو تو کیا وجہ کہ وہ شخص عالم خلاف تدین اپنی اُس رای پر بر سر خطا کا پابند ہو اور کیا معنے ہین اس قول کے کہ مات المجتہد مات الفتوی یعنی مرا مجتہد تو مرگیا فتوی اُسکا حالانکہ مرجانا مجتہد کا عقلاً کوئی چیز باعث مرجانے فتوی کی نہین ہی اسواسطی کہ یہ بات بخوبی تمام ممکن ہی کہ ایک رای مجتہد مردہ کی صائب تر ہو رای سے مجتہد زندہ کے اور کیا ہوگا جب اختلاف درمیان چند مجتہدان زندہ مقامات لکھنو کربلا وغیرہ کے ہان درجہ مجتہدان لکھنو وغیرہ کا صرف بدرجہ مجتہد بو حنیفہ وشافعی وغیرہ کے سمجہا جاے تو اُسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطی کہ اگر شخص حنفی ہو کر کے کسی مسئلہ کو حسب رای امام شافعی کے عمل کرے تو یہ بات بخوبی ممکن ہی اور کچھ حکومت ابو حنیفہ کو نہین پہونچتی ہی مگر ہم سنتی ہین کہ حکومت مجتہدان زندہ کی حکومت اجتہاد ابو حنیفہ وغیرہ سی بہت زائد تر ہی سواس بات کی بھی کوی وجہ ہمارے خیال مین نہین آتی ہی

فصل ۱۲۷ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بنظر سیادت پرستی کے کچھ ذکر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا بھی ضرور معلوم ہوتا ہی سوا ازروی مقامات دستگیری تصنیف ملا محمد عبد الرحیم ساکن حیدر آباد دکھن کے معلوم ہوتا ہی کہ شیخ عبد القادر جیلانی علاوہ نسب سیادت کی ایک بڑی ولی ہین

اور بلقب غوث اعظم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی کی مشہور ہین

رباعی

آن شاہ سرافراز کہ غوث الثقلین است	در اصل سیادت چہ صحیح النسبین است
از سوی پدر تا بحسن سلسلۂ اوست	از جانب مادر دُر دریای حسین است

اور اس مقامات دستگیر مین نسب نامہ انکا حسب ذیل ہی شیخ عبد القادر جیلانی پسر سید نور الدین ابو صالح ابن ابو عبد اللہ عبد الکریم ابن یحیی الزاہد ابن محمد ابن داؤد ابن موسی ابن عبد اللہ ابن موسی الجون ابن عبد اللہ محض ابن حسن مثنی ابن حسن مجتبی ابن علی مرتضی غرضکہ اس وسی درمیان پیر دستگیر حضرت مولی مشکلکشا علیہ السلام کی واسطہ گیارہ پشت کا ہے

قطعہ ولادت و تعداد عمر و سال وصال

محیّ الدّین کہ انوار جمالش	زعمرش ذکر سی از سہ تا بہ ماہی است
تولد عاشق و کامل سنینش	وصالش دان زمعشوق الہی است

اور ہمکو معلوم ہی کہ سادات قصبہ مجہر ضلع گیا کی اولاد سی انہین سید عبد القادر جیلانی کے ہین۔ اور نفحات الانس مین تصنیف ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بہی حال نسب حسنی الحسینی ہونیکا حضرت پیر دستگیر کے ساتھ تصریح انواع کرامات و خرق عادات کی مندرج ہین اور ہمکو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بلقب شیخ کے بوجہ درجہ شیخ وقت ہونیکے مشتہر ہوئے ہین اور کیا وجہ ہی کہ شیعون کو کچھ سوء اس بزرگ سی ہی مگر افواہًا سنا گیا ہی کہ شاید قول قتل الحسین بسیف جدہ کا یعنی کہ حسین مارگئی ساتھ تلوار اپنی دادا یعنی پیغمبر خدا کے اندر کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف غوث اعظم کے مندرج ہی مگر یہ بات بہی سنی جاتی ہی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین درحقیقت تصنیف اس بزرگ

کی نہین ہی اور ہمنی کسی کتاب مین نشان غنیۃ الطالبین کا تصنیفات سی اس بزرگ کے
نہین دیکہا ہی اور اگر یہ فقرہ قتل الحسین بسیف جدہ کا کتاب غنیۃ الطالبین مین ہو
تو ہم یہی حکم لگادینگی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین ہرگز تصنیف اس بزرگ کی نہو سکے
اسواسطی کہ سید ہوکر کے ایسا فقرہ انکی منہ سی کیونکر نکل سکتا ہی کر اس فقرہ سے تو
خود ظالم ہونا حضرت پیغمبر خدا کا ظاہر ہوتا ہی یعنی امام حسین علیہ السلام جو یزید کی وجہ سے
مارگئی سو یہ امر کہنا کہ اپنی دادا کی تلوار سی مارگئی تو صاف مطلب اسکا یہ ہوا کہ جیسا
دادا نی کیا تہا سو اسکا بدلا پایا۔ اور ہم سنتی ہین کہ غنیۃ الطالبین مین شاید یہ ذکر
بہی ہی کہ بروز عاشورہ محرم کے بجای غم کرنیکی خوشی حصول شہادت کی کرنی چاہئی
سو یہ فقرہ بہی ایک عجیب فقرہ ہی اور اتفاق کی بات یہ ہی کہ ہمنی اس کتاب غنیۃ الطالبین کو
اتنک نہین دیکہا ہی اور اسیواسطی ہم کچہہ لا و نعم نہین کہہ سکتی ہین اور شاید علاوہ امر ات
مذکورہ بالا کے اور بہی کچہہ وجوہات سو رکی شیعون کو ہون کہ جس سے ہمکو اطلاع نہین ہی
اور شعر مفصلہ ذیل سے بہی شیعون کا سوء رسانہ اس بزرگ کی ظاہر ہوتا ہی شعر

دسنوین نہ کبہی حضرت شبیر کی سوجہی گیارہوین سوجہی تو بڑی پیر کی سوجہی

فصل ۲۸ از زیارت کربلا وغیرہ

بہت سی صاحبان موسم حج مین حج حرمین کو جاتے ہین مگر زیارت کربلای معلی و نجف اشرف
وغیرہ سے محروم رہتے ہین اور شاید قول انکا یہ ہی کہ سولہا فرسخ یعنی تین منزل سے
زیادہ تر واسطی زیارت قبور کے جانا ازروی حدیث کے منع ہی مگر یہ عذر محض ناکافی ہی
اسواسطی کہ اس صوبہ بہار سی مقامات اجمیر و پاک پٹن وغیرہ بہی تین منزل سی بڑہکر کے
ہین پس یہ سنی لوگ ان مقامات اجمیر وغیرہ کو کیونکر جاتے ہین اور حدیث مین جو
تین منزل سے زیادہ جانا واسطی زیارت قبور کے منع ہوگا سو مجرد نام حدیث کا

قابل دلیل کے نہین ہی اسواسطی کہ طرق روایت کو دیکھنا چاہیئی کہ متواتر یا حسن یا غریب و منقطع یا مرسل ہی اور یہ کہ اصل مطلب اس حدیث کا کیا ہی اور ہم یہ پوچھتی ہین کہ آیا کربلا جاکر کے موقع ظلم شامیان شامیان کو اور درجہ صبر حضرت شہید کربلا کو ملاحظہ و غور کرنا اور شریک اس غم کا ہونا کسی حال مین خلاف مرضی جناب حضرت نبوی کے ہو سکتا ہی اور کیا یہ بات ممکن نہین ہی کہ جسطرح کہ بمبئی و عدن وغیرہ ہو کر کے حج حرمین کو لوگ جاتی ہین سو اسیطرح سی کربلا وغیرہ بہی ہو کر کے مکہ کو جائین تو اس حال مین وہ عذر بالای تین منزل زیارت قبور کا بہی طی ہو جاتا ہی اور ہمارا اعتقاد تو یہ ہی کہ زیارت کربلا و نجف اشرف وغیرہ کی بمثال تقدم وضو علی الصلوۃ کے اصل حج کرنے سے اول و مقدم کرنا چاہیئی اور اصل یہ ہی کہ یہ نہین جانا سنیان کا زیارات کربلا وغیرہ کو بوجہ غفلت و بی اعتنائی نسبت اہل بیت و عترت نبی صلعم کی ہی اور کیا معنی اسکے ہین کہ بے حج کے سو دنیا جائز ہو مگر زیارات کربلا وغیرہ کی جائز نہین سمجھی جاتی اور اگر یہ عذر ہو کہ کربلا و نجف اشرف وغیرہ مین شیعہ لوگ رہتی ہین سو یہ عذر بہی فضول ہی اسواسطی کہ سوای مشہد مقدس امام ہشتم کے باقی تمام مزارات دس امام کے اندر عملداری بادشاہ روم کے ہین اور کسیطرح پر وہان تبرا نہین ہو سکتا ہے

فصل ۱۹۲ مرثیہ خوانی و تعزیہ داری

مرثیہ عبارت ہی نقل حالات مصائب سید الشہدا خامس آل عبا امام حسین کربلا علیہ السلام سی کہ ان حالات کو یاد کر کے غم کرنا اور تباہی اہلبیت پر رونا عین ایمان ہی اور اتنی بڑے مصائب کا ذکر محو و سہو کرنا ایسا ہی ہی کہ جیسے فرضا عیسائی لوگ ذکر مصائب حضرت مسیح و بدسلوکیہای یہود ان کو متروک کرین اور خود حضرت فاطمہ سے اشعار مرثیہ انتقال حضرت رسول کے مروی ہین پس مرثیہ خوانی سے بہاگنا دلیل اس بات کی ہی کہ

آن پر ہی کہ سوا اونکی نظر و نمین یہ مصائب کربلا کچھ وزن نہین کہتی ہین یا یہ کہ معاویہ و یزید اور اُنکی توابع کی بسلہ گیان سو نہی خلاف مصلحت مذہب سُنی کی ہی کہ مرثیہ خوانی سُنی سے شیعون کا ساتھ دینا لازم آتا ہی اور فعل شیعون کا کسی قدر معقول ہو مگر تقلید اونکی نہین چاہیئے۔ اور خدمت مین سُنی صاحبون کے عرض یہ ہی کہ یہ واقعہ کربلا کا ایک امر مشترک درمیان شیعی و سنی کا ہی کہ شہید کربلا نواسہ رسولخدا کے آخر مقبول فریقین ہین اور اس سید مظلوم نی معاویہ سی کچھ مخالفت بھی نہین کی ہی پس اُنکی حالات سنی مین کیا پیچ و تاب کہانی کی ضرورت ہی اور اگر یہ احتیاط ہو کہ مرثیہ مین مضامین لغو اکثر مندرج رہتی ہین سو اسقدر احتیاط بس ہی کہ صرف مرثیہ ہای مضامین راست گو سُنین اور دیکھی کہ جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب ساکن پہلواری ایک سُنی مذہب کے آدمی ہین مگر کس تپاک و جوش سی کتاب عمدۃ المجالس حالات کربلا کی لکھی ہی اور البتہ یہ کتاب اس قابل ہی کہ ہمیشہ عشرۂ محرم مین پڑھی جای اور اس جگہ پر ایک رباعی اُس کتاب کی تیمنا و تبرکا نقل ہوتی ہی رباعی

مسلم ہی وہی جو ہو فدای شبیر	جان اپنی کرے نذر برای شبیر
مسلم کی پیروی کرینگے مسلم	کافر ہی جسبی نہین ولا سے شبیر

اور تعزیہ داری کا حال یہ ہی کہ تعزیہ یعنی نقل روضہ مبارک اور دیگر سامانہای وجہ کی ہم کچھ تائید نہین کرسکتی ہین کہ البتہ کچھ بنیاد ان سب سومات کی شرع مین نہین ہی اور اگر کوئی شخص بجوش محبت یہ سب کام کرے تو اُسپر کچھ سرزنش بھی ہم نہین کرسکتی ہین۔ حافظ

سخن درست بگویم نمی توانم دید	کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم
گدای میکدہ ام لیک وقت مستی بین	کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

چو غنچہ بالب خندان بیاد مجلس شاہ		پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم
نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ		مرا چہ کار کہ منع شراب خوارہ کنم

فصل ۱۳۰ نماز تراویح

اگرچہ قول مشہور یہ ہی کہ رمضان نمی کشد تراویح می کشد اور وہ مثل درست ہی کہ گئے روزہ بخشانی کو گلی پڑی نماز بیچ یہ ہی کہ دن بھر روزہ رکھ کرکے تراویح کا گلی پڑنا خالی از سختی نہین ہی مگر یہ التزام مالایلزم کرنا حضرت عمرؓ کا بہت قابل پسند ہی کہ اس سے رواج کثرت حفاظ قران کا سنیون مین ہوگیا اور تاریخ واقدی سے معلوم ہوتا ہی کہ جنگ ملک شام مین مجاہدین عرب دن کو روزہ رکھے ہوی جہاد کرتے تھے اور رات کو رات بھر نماز و تلاوت قران مین مصروف تھی سبحان اللہ کیا باہمت یہ لوگ تھی

فصل ۱۳۱ کلمہ توحید

ہماری نزدیک اصل کلمہ توحید دین اسلام کا حسب ذیل ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اور اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ اور جب حدیث مین بنسبت حضرت علی کے ہو ولی کل مومن ہی اور حدیث وصیت غدیر خم کی موجود ہی تو اس بات کی کہنی مین ہمکو کیا عذر ہی شعر سند کے
سنی شیعہ ملا جانین ہم سانچ بات بتاوینگی ٭ گورسی اٹھکی بن پوچھی علی علی دوہراوینگے

فصل ۱۳۲ بعض مسائل متفرقہ کہ جسمین سنی و شیعہ مختلف ہین

اول مسئلہ روزہ افطار کرنیکا ہی کہ شیعہ لوگ دن تمام ہونے پر کچھ رات گئے ہوئے روزہ افطار کرتے ہین اور سنی لوگ بمجرد غروب آفتاب بلا شمول ذرا آنے کچھ رات کی روزہ افطار کرتے ہین اور یہ اختلاف صرف دو چار منٹون کا ہی اور دونون فریق کے

پاس اصل آیت قرانی وہی ایک آیت ہی اَتِمُّوا الصیام الی اللیل کے یعنی روزہ تمام کرو
رات تک اور اس ترجمہ مین بہی کچہہ اختلاف نہین ہی بلکہ بحث صرف اسقدر ہی کہ اصول
سنیان کا یہ ہی کہ اگر غائت جنس ما قبل یعنی مغیاسی نہ ہو تو مابعد حرف غائت کا ماقبل سے
خارج سمجہا جاتا ہی اور چونکہ رات جنس روز سی نہین ہی اسواسطی روزہ سی رات
خارج ہی اور اصل بات اسقدر ہی کہ روزہ در اصل نام ہی دن بہر کے فاقہ رہنی کا
مگر شیعون نے جو کہ شمول کچہہ رات کا بہی کر لیا تو اسمین کیا مضائقہ شرعی ہی بلکہ یہ فعل
ایک احتیاط کا ہی مسئلہ دوم مرافق دہونیکا ہی کہ شیعہ لوگ مرافق یعنی کہنی چہوڑ کر کے
وضو مین ہاتہہ دہوتے ہین اور سنی لوگ مرافق دہو لیتی ہین اور یہ اختلاف بہی فضول
ورائگان ہی کہ اس مسئلہ مین فریقین خلاف مسئلۂ روزہ کی تعمیل کرتے ہین حالانکہ آیت
اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق کے مقبولہ طرفین ہی یعنی جب
ارادہ نماز پڑہنے کا کرو تو دہوؤ تم اپنی منہون کو اور اپنی ہاتہون کو کہنیون تک اور
ہم تو یہ سمجہتی ہین کہ مرافق یعنی کہنیون کو بہی داخل دہونے ہاتہہ کے لینا چاہیے جیسا
کہ افطار روزہ مین کچہہ توقف شیعہ لوگ کرتے ہین **مسئلہ سوم** غسل ومسح پاون کا
سو اصل آیت قرانی اسطرح پر ہی اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا وجوهكم وايديكم
الى المرافق وامسحوا برؤسكم وارجلكم الى الكعبين یعنی جب ارادہ نماز پڑہنی کا
کرو تو دہوؤ تم لوگ منہون کو اپنی اور ہاتہون کو اپنی کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو
اور اپنی پانوون کو ٹخنون تک اور یہ ترجمہ موافق شیعون کے ہی اور ترجمہ سنیون کا اسطرح پر
ہی کہ دہوؤ تم اپنی منہون کو اور اپنی ہاتہون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرون کو
اور دہوؤ تم اپنی پانوون کو ٹخنون تک سو یہ ترجمہ سنیون کا محض بی سیاق ہی اسواسطی
کہ جب منہہ اور ہاتہہ دہونے کے بعد حکم مسح کا سر سی شروع ہوا تو بیشبہہ سیاق عبارت کا

+ اب تحقیق سی معلوم ہوا کہ شیعہ لوگ بہی وضو مین مرافق کو دہوتی ہین مگر ایک اختلاف باقی ہی کہ مرافق سی انگلیون تک ہونا چاہیے یا انگلیون سی مرافق تک اور طریقہ دوم موافق سیاق آیت قرانی کی معلوم ہوتا ہی

یہ جانتا ہی کہ پانوون کا حکم عطف ہی اوپر مسح سر کے اور لطف یہ ہی کہ سنیان ارجلکم
کے لام کو کسرہ بھی دیتی ہین مگر تاویل یہ ہی کہ یہ کسرہ از قسم جر جوار کے ہی اور قرأت
سنیان مین ارجلکم کا لام مفتوح بھی پڑھا جاتا ہی تو اس حالت مین بھی کلام بی سیاق
رہتا ہی اسواسطی کہ اگر پانون دہونا منظور تھا تو یہ عبارت کیا دشوار تھی فاغسلوا
وجوهکم وایدیکم الی المرافق وارجلکم الی الکعبین وامسحوا برؤسکم یعنی دھوؤ منھکو
اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہنیون تک دہو اپنی پانوون کو ٹخنیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو
اور البتہ یہ عذر سنیون کا مقبول ہوسکتا ہی کہ وضو مین دہونا پانون کا ابتدای زمان
اسلام سی حرمین مین ایک طرح پر جاری ہی سو بجواب اسکی شیعہ لوگ بھی کہہ سکتی ہین
کہ طریقہ انکی وضو کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وغیرہ سی منقول ہی بہرحال ایک
شیعی معزز کی یہ وضع ہمکو بہت پسند ہوئی کہ وہ اول پانون دہو کر کے وضو کرتے تھے
اور آخر وضو مین مسح پا کرتے تھے **مسئلہ چہارم** نجاست مردہ کہ شیعون کی نزدیک
مردہ نجس ہی اور چھونا اسکا محض ناجائز ہی اور یہی منشا ایجاد مردہ شوؤنکا ہی اور ہمکو
معلوم ہوتا ہی کہ جب روح نے بدن سی مفارقت کی تو اصل جسم خاکی بلا روح کو ہم کہانتک
پاک کہہ سکتی ہین مگر شک نہین ہی کہ اسقدر سختی شیعون کی کچھ نازیبا معلوم ہوتی ہی اور
ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ ہم اپنی ہاتھ سی دہونا ایک مردہ قوم رذیل کا بھی ایک خدمت
باسعادت اپنی سمجھتی ہین کہ انجام کار اپنا معلوم نہین ہی۔ **مسئلہ پنجم** حرمت خرگوش
کا سو جب خرگوش کو شیعہ لوگ حرام جانتی ہین اور سنی لوگ حلال جانتی ہین تو اس
اختلاف حلال و حرام مین احتیاط اس بات کو مقتضی ہی کہ جانب حرمت کی اختیار کیجاے
اور خصی وغیرہ کا گوشت کیا کم ہی کہ خرگوش کو بالضرور حلال بناوین خصوصاً اس حال
مین کہ طرز منھ اور لٹکا گوشت ہونا اسکا ایسا ہی کہ اسکو مشابہت ساتھہ بلی وغیرہ

کی بہت ہی اور ہم نہین سمجھتی ہین کہ کیونکر گوشت خرگوش کا کہایا جاتا ہوگا **مسئلہ ششم** علم فرائض مین مسئلہ عصبہ کا ایک خاص ایجاد سنیون کی ہی کہ جسکا نتیجہ یہ ہی کہ اگر ایک سنی ایک دختر اور ایک برادرزادہ چہوڑکر مرجای تو آدھا بیٹی کو اور آدھا برادرزادہ کو پہونچیگا اور کچھ وجود وراثت عصبہ کا قران سی پیدا نہین ہی مگر شک نہین ہی کہ یہ مسئلہ عصبہ کا بڑی دور اندیشی سی نکالا گیا ہی کہ اگر حضرت رسولخدا کی وراثت حضرت فاطمہ ایک دختر کو بہ نسبت باغ فدک کی پہونچی تو اسمین نصف حق عصبہ ابن عباس وغیرہ بنی اعمام کا تہا یعنی دعوی کل باغ فدک کا حضرت فاطمہ کا کرنا جائز نہین ہوسکتا ہی اور ہم کیا بیان کرین کہ اس مسئلہ عصوبت نی کسقدر پریشانی ڈال رکھی ہی کہ بھتیجا آدہا حق عصوبت کا لیکر کے اُس ایک بیٹی صلبی شخص متوفی کو کس کس طرح سے دبایا چاہتا ہے اور اگر وہ بیٹی بیوہ اور لاولد ہوئی تو اس بھتیجی کو گویا تمام متروکہ بے تکلف خود زندگی مین اُس دختر کے ہاتھ لگ جاتا ہی اور علاوہ اسکی بسیاری مسائل فقہیہ و مسائل فرائض وغیرہ مین فریقین مختلف ہین کہ حد و احصا اُسکا حیثیت اس کتاب سی باہر ہی اور بہین نظر صرف اوپر ذکر چند مسائل مذکورۂ بالا کے اکتفا کیا گیا اور یہ قول شیعون کا کثیر الوقوع ہی کہ الحق دائر بین الاربع یعنی حق دائر ہی درمیان ائمہ اربعہ سنیان کے سوا اکثر مسئلہ شیعہ لوگون کا ایسا ہی کہ کسی نہ کسی امام ابوحنیفہ وغیرہ سے مطابق ہو جاتا ہے۔

فصل ۱۳۳ صلوۃ و سلام بر علی علیہ السلام

ہمارے نزدیک بقول صلوا علیہ و آلہ کی سلام و درود بھیجنا حضرت علی و تمام دوازدہ امام پر واجب لازم ہی اور کچھ عذر سنیان کا قابل سماعت نہین ہی ؎

گر بحکم حمی یہ حدیث نبوی سے	بے صل علی نام علی بے ادبی ہے

فصل ۱۳۴ چند امورات متعلق خاتمہ کتاب

اول یہ کہ ذکر چند قولون کا کتاب تذکرۃ الاولیای فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب
ذیل نقل کیا جانا مناسب اس جگہ پر معلوم ہوتا ہی۔ اول اس کتاب کا باب اول بذکر
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتخاباً اسطرح پر ہی۔ آن سلطان ملت مصطفوی
آن برہان حجت نبوی آن عامل صدیق آن عالم تحقیق آن میوۂ دل اولیا جگر گوشہ سید انبیا
آن ناقد علی آن وارث نبی آن عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق چون از اہلبیت بود
سخن طریقت بیشتر او گفتہ است و روایت بیشتر ازو آمدہ است کلمہ چند از آن او بیاورم
که ایشان ہمہ یکی اند یعنی کہ قومی مذہب او دارند مذہب دوازدہ امام دارند یعنی یکے
دوآزدہ است و دوازدہ یکی در جملہ علوم و اشارات بی تکلف بہ کمال بود و قدوہ جملہ
مشایخ بود و اعتماد ہمہ بر وی بود و مقتدای مطلق بود ہم الٰہیان راشیخ بود و ہم محمدیان را
امام و ہم اہل ذوق را پیشرو بود و ہم اہل عشق راپیشوا ہم عباد را مقدم بود و ہم زہاد را مکرم
ہم صاحب تصنیف حقائق بود و در لطائف تفسیر و اسرار تنزیل بی نظیر بود و از باقر رضی اللہ
عنہ بسیار سخن نقل کردہ است۔ عرض راقم حروف۔ سُنی صاحبان ملاحظہ کرین
کہ فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ کو وجود دوآزدہ امام و اہلبیت سے ساتھ کس جوش و تپاک کے
اقرار ہی اور شاہ عبدالحق صاحب وغیرہ کا معنی بنانا اہلبیت کا کیا رائگان ہی۔ دوم
عجب میدارم از آن قوم کہ ایشان راخیال بندد کہ اہلسنت وجماعت را با اہلبیت چیزے
درراہ است۔ راقم حروف۔ اہلسنت مین اکثر ایسی لوگ بھی ہین کہ انکو ساتھ
اہلبیت کی کچھ خلش نہین ہی۔ سوم در چہ خیال باطل ماندہ است آن کہ بمحمد صلی اللہ علیہ
وسلم ایمان دارد و بفرزندان او ندارد۔ راقم حروف۔ ہمکو نہایت عجب ہی اس بات پہ
کہ پیغمبر خدا کو قبول کر کے قرآن و عترت حدیث الثقلین سے علیحدہ و فرق رہنا کیا معنی
رکھتا ہی اور یہ کیا ایمان ہی۔ چہارم شافعی را رضی اللہ عنہ در دوستی اہل بیت

برنقض نسبت کردند و او را محبوس گردانیدند۔ راقم حروف۔ امام شافعی پر کچھ موقوف نہین ہی کہ مثل احمد نسائی وغیرہ کی بعلت محبت اہلبیت کی انواع عقوبت سی بہت لوگون کی جان گئی ہی اور اب بھی وہ زمانہ موجود ہی مگر بقول لارڈ میکالین کے کہ رگ وہی ہی مگر خون وہ نہین ہی اب یہ اثر سلطنت انگریزی کا ہی کہ ہر شخص رای آزادانہ دی سکتا ہی تا اینکہ اگر ایک شخص لامذہب خود خدا و حضرت مسیح روح خدا کو بھی برا بھلا لکھی تو اُس سے کچھ تعرض حکام کو نہین ہی بلکہ یہ ایک حق عام دیا گیا ہی کہ جو شخص چاہی سو تردید قول اُس دہریہ کی کرے

پنجم انصاف آنست کہ چون بادشاہ دنیا و آخرت محمد را میدانی وزرای او را بجای خود باید شناخت و صحابہ را بجای خود باید دانست و فرزندان او را ہمچنین تا مسنی پاک باشی۔

راقم حروف۔ عجب زراہین کہ سلطنت سی خود وصی و ابن عم و داماد بادشاہ کو خارج کر دیا گیا یعنی کہ اس وصی و جانشین برحق نے اس سلطنت وزرا کو بمجبوری قبول کر کے بنا رکھا الغرض

خلافت کو نہین گر مان لیتی تو آج کیا کرتی	گر انکا ظلم سہنی کو بنا سارا اگھر اتنا ہے
اُسی نی ہے تو ہم بھی مان لیتی ہین خلافت کو	ہوا اسلام شائع واقف اس سی اک مانہ ہر

ششم ابو حنیفہ را سوال کردند از پیوستگان پیغمبر کہ کدام فاضلتر است گفت از پیران صدیق و فاروق و از جوانان عثمان و علی و از زنان عائشہ و از دختران فاطمہ۔

راقم حروف۔ یہ قول ابو حنیفہ کا محض خبط و لغو ہی اسواسطی کہ حضرت عثمان کو بذیل جوانان کے شامل حضرت علی کے کر دینا کچھ معنی نہین رکھتا ہی اسواسطی کہ حضرت عثمان باعتبار سن کے تو حضرت عمر سے بھی بڑی تھے اور بذکر زنان کے ذکر حضرت عائشہ کا بی معنی ہی اسواسطی کہ آسیہ زوجہ فرعون و مریم مادر مسیح و خدیجہ زوجہ اولی اور فاطمہ دختر چار عورتون کو سیدۃ النسا کا لقب دیا گیا ہی اور اسمین کچھ ذکر حضرت عائشہ کا

نہیں ہے - دوسرا سبب تالیف اس کتاب حد تحقیق کا یہ ہوا کہ ہم لوگ ہقانیوں میں دونوں مذہب کے لوگ سنی و شیعہ ایک ساتھ رہتی چلی آتے ہیں اور آپسمیں شادی بیاہ بھی جاری ہے اور محبت و تعظیم اہلبیت دوازدہ امام میں فریقین ہمداستان ہیں تا اینکہ مولانا احمدی صاحب مرحوم پھلواری مخشی میرزاہد ملا جلال وغیرہ کے خود اپنی سر پر گھڑا شربت کا ایک عشرہ محرم میں امام باڑہ تک لاتے تھے اور انکی مرثیہ کا ایک شعر منفصلہ ذیل ہے کہ جو ایک آیت قرآنی کو نظم کیا ہے ثم اقررتم وانتم تشهدون ثم انتم هؤلاء تقتلون یعنی تس پیچھے تم لوگوں نے اقرار کیا اور تم لوگ گواہ ہو تب پھر تم لوگ انہیں لوگون کو قتل کرتے ہو اور حضرت شاہ ابوالحسن صاحب فرد سجادہ نشین پھلواری کی ایک مرثیہ ہے انکی کتاب کلیات فرد مین موجود ہے اور شعر منفصلہ ذیل بھی انکا ہے

یا علی ایست الا بندہ احسان تو نیست	بندہ نیست کہ اندر خط فرمان تو نیست

اور جناب قاضی سید محمد عالم صاحب پھلواری مصنف کتاب عمدۃ المجالس وافعات کربلا کی بفضلہ تعالی اسوقت تک اسی اعتقاد قدیم پر حی و قائم ہیں مگر بالفعل گل دیگر شگفت کا مضمون پیدا ہوا کہ بزعم خیال علم کے روایات ابن تیمیہ وغیرہ کو استدلال کر کے توہین و تنقیص شان علی میں اہتمام تام کیا گیا اور اشعار مفصلہ ذیل سے جناب مولوی سید نور الحسن خانصاحب بہادر صدر الصدور شاہ آباد کے اس خرخشہ تازہ کا حال کچھ کچھ ظاہر ہوتا ہے۔

الہی این چہ غوغا صبح و شام است	سواد پٹنہ گویا ارض شام است
یکی را در بیان فضل شیخین	بتوہین علے بصد اہتمام است
معاذ اللہ ازین بے راہ رفتن	علی مرتضے آخر امام است

اور آخر یہ نوبت پہونچی کہ بحث تفضیل الشیخین من کل الوجوہ و من بعض الوجوہ کی شروع
ہوگئی اور فصل صفدری و مصابیح الظلام وغیرہ انواع تحریرات از طرف جناب
سید نجم الدین حسن صاحب قبلہ برادر بزرگ ہماری و از طرف فریق ثانی انکی تحریر پای اور ایک کتاب
بڑی شور و زور سے باسم اسوۂ حسنہ کی مخالفت علی مین مرتب ہوئی اور بدست مخالفان
علی کے دست بدست پہونچی اور یہ بات زبان زد ہوئی کہ اسوہ حسنہ تمام احادیث
سے مملو ہے اور لوگونکی اعتقاد مین بہت فساد شروع ہوا تو ہمکو ضرور معلوم ہوا کہ
اصل تحقیق مذہب سنی کی خود قران و حدیث و تواریخ سے کیجای اور احادیث
موضوعہ وغیرہ موضوعہ کا فرق دکھلایا جای اور ہمنی اس کتاب اسوہ حسنہ وغیرہ کو
ابتک قصداً نہین دیکھا ہے تاکہ اس ہماری تحریر مین غصہ و نفسانیت کو کچھ شمول نہو اور
ہماری تحقیق مین تفضیل الشیخین ایک جعلی و بے بنیاد بات ہے کہ کسی صحابہ کو ساتھ حضرت علی کے
کچھ مقابلہ نہین ہے کہ حدیث مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہے اور ہم کیا بیان کرین
کہ اس فساد عقیدہ سے کیا کیا آفات و بے برکتی پٹنہ و قصبہ پھلواری کو خوار و خارستان
کر رہی ہے خدا کرے کہ وہان کے لوگ بدستور سابق راہ راست پر آجائین مصرعہ
بہار آی الہی چمن پری ہو جای ۔ سوم یہ کہ یہ کتاب ہماری اگرچہ مخالف سنیان
معاویہ شاہی کے ہے تو اسی طرح پر کچھ مخالف شیعہ کے بھی ہے مگر ہم دیکھتے ہین کہ یہ
سنیان اس کتاب سے بنظر جنگ و جدل کے تمامتر فرار کرتے ہین اور شیعہ لوگ بفحوای
خذ ما صفا ودع ما کدر سے بڑی رغبت سے اس کتاب کو ملاحظہ کرتے ہین
اور ہمکو امید ہے کہ علمای شیعہ کی جہان جہان کہ ہمکو انسے اختلاف ہوا ہے تردید ہمارے
رائے کی لکھینگے مگر سنیان معاویہ شاہی سے کچھ امید اس بات کی نہین ہوتی ہے
اسواسطے کہ سنیون کو عموماً کتاب پڑہنے سے نفرت ہے اور ایکبارگی جاہل لٹھ

ہوگئی ہین **چہارم** یہ کہ اگر مباحث مذہبی فریقین کی ہزار حصہ کی فرض ہون تو یقیناً اسمین سے
معلومات ہماری دس حصہ تک بہی نہین ہونگی اور ہمین سے ایک حصہ بہی ہم لکہ نہین سکی اور ہمنی صرف
بقدر ضرورت پر اکتفا کیا کہ اگر در خانہ کس است یکحرف بس است **پنجم** یہ کہ مذہب و مسلک طریقہ صوفیہ
صافیہ کا بہت پاک صاف ہی کہ یہ لوگ یاد الٰہی و محبت رسول و خاندان رسول مین مصروف ہین
اور تمام جہگڑا و فساد کو متکلمین پر چہوڑ دیا جای **حافظ**
حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو ؛ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا
ششم یہ کہ چند تاریخین اس کتاب کی قابل ذکر کے ہین

مادہ تاریخ	سال	نام تاریخ گوئندہ
۱ حب تحقیق مشرب سنی	سال ابتدای تالیف	خود مولف کتاب ہذا
۲ افضال صفدری ۱۲۹۴ھ	سال اختتام کتاب	خود مولف
۳ ہدایت الطریق بابالانصاف و التحقیق ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۵ھ	سال وصول کتاب	جناب مولوی سید ضیاء الصمد صاحب رئیس بہاگلپور

اور واضح ہو کہ ہدایت کی حرف تا کا تاریخ لیا گیا ہی اسواسطی کہ یہ حرف تا بجاے ہای ہوز کی ہی اور یہ تاریخ جناب موصوف کی تقریظ عربی مندرجہ فصل ۸۱ مین مندرج ہی

۴ کیا حسبہ باغ ارم ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب اور یہ تاریخ فصل ۶۵ مین مندرج ہے
۵ مرحبا غالب ہو ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب یہ تاریخ فصل ۶۵ مین مندرج ہی
۶ منقبت حیدر کرار کی ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب سید مہدی حسین صاحب
۷ زہی ذوالفقار علی ولی ۱۲	سال اختتام کتاب	جناب سید مظہر علی صاحب الکرامی تخلص مجنون یہ تاریخ فصل ۹ مین ہی
۸ میز حق و باطل کتاب یا خطاب ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب سید محمد حسین صاحب تخلص ندرت فصل ۹ مین ہی

۹ لکھا کتاب بلا ریب سبیل نجات	سال وصول کتاب	ایضا فصل ۹ مین ہی
۱۰ ختم گردید داہ گفت مہروش	سال وصول کتاب	ایضا

۱۲۹۵

اور علاوہ تاریخہای مذکور الصدر مندرجہ کتاب ہذا کی جو قصائد و اشعار تاریخیہ کہ حال مین وصول ہوی ہین حسب ذیل ہین — اول

از جناب مولوی سید نثار حسین صاحب ساکن موضع پالی ضلع گیا کہ جو ہماری قرابت مین ہین اور پیشنماز و عالم و طبیب بھی ہین

یہ آل عبا کی مناقب مین ہی	فضائل مین ہی اور مصائب مین ہی
جناب وحید زمان نے لکھا	رسالہ یہ حال مذاہب مین ہی
سراپا ہی انصاف طبع وحید	وہ مقبول درگاہ واہب مین ہی
بنزد جہان علم و دین وحید	نہین ریب انکی مراتب مین ہی
نہ کیونکر پسند جہان ہو کتاب	ائمہ کے فضل و مناقب مین ہی
لکھی مین نے تاریخ ختم کتاب	یہ تحقیق باب متسارب مین ہی

۱۲۹۶

دوم از جناب ایضا

داہ وا باب اصول دین مین	مولوی صاحب نی کی تدقیق خوب
از پئے تاریخ اغاز کتاب	شور ہی لکھا صد تحقیق خوب

۱۲۹۴

سوم از جناب ایضا

چکایا دین کا صدر الصدور نی جھگڑا	تو منصفان زمان کو بہت پسند آیا
لکھی ہی مین نی یہ ختم کتاب کی تاریخ	عجیب فیصلہ شرع صدر اعلی کا

۱۲۹۶

چہارم از جناب ایضا

ایمان کی دی ہی داد جو ازادنی دلا	جن و بشر ملک نی انہین مرحبا کہا

تاریخ ابتدای رسالہ کی فکر ہمی | آئی ندای غیب کہ مرعوب دل ہوا

۱۲۹۴

پنجم از جناب ایضاً

تحقیق مذہب مین انشا ہوا | رسالہ بلاغت مین یکتا ہوا

تواریخ مین یہ رسالہ ہی خوب | نہایت باعجاز انشا ہوا

ہوئی خوب تلخیص علم کلام | خلاصہ حدیثون کا اچھا ہوا

کہامین نے تاریخ کا مادہ | یہ لب تواریخ زیبا ہوا

۱۲۹۴

ششم از جناب ایضاً

جناب مولوی صاحب نے دکھلائی رہ دین ہی | ہر اک تا ہی فیض انسی وہ دین مین جو کم بین ہر

زہی ہادی زہی عالم زہی مسند ہی جواد | عجب وہ ذات بابرکات وبا انصاف وتمکین ہی

رسالہ یہ حدیقہ تحقیق و بستان بلاغت ہی | گلستان فصاحت ہی کہ سحبان اس سی گلچین ہی

ہوا ختم رسالہ جب تو مین نی مادہ ڈہونڈھا | صدا ہاتف سی یہ آئی چراغ جادہ دین ہی

ہفتم یہ کہ شکر وہزاران شکر خداوند تعالی کو ہی کہ بتصدق و برکت روح پاک نبی و علی و الی و وصی کے یہ کتاب مجھہ ایسی قلیل البضاعت آدمی سی انجام کو پہونچی اور امید ہی کہ ہمنی اس کتاب مین اپنی جانتی کوئی تجاوز و تفاوت نہین کیا ہوگا ہان اسقدر قصور البتہ ہی کہ بہت حالات سی نسبت حضرت عائشہ و خلفای ثلثہ و طلحہ و زبیر وغیرہ کے بالقصد اکثر جگہ چشم پوشی کی کہ بملاحظہ تمام حالات و کیفیات نیک و بد ان لوگونکی اور از روی آیت ان الحسنات یذہبن السیئات کے سب نیک و بد کو مجرا مجری کر کے یہ لوگ بھی اپنی اپنی طور پر اچھے لوگ معلوم ہوے اور شیخین کا اندر قبہ مزار نبی کے دفن ہونا گو کسی ذریعہ سی ہو خصوصاً باعث ادب کا ہی اور بال کی کھال شرم سی ہم کھینچ نہین سکے اور خطوط مین جناب مولوی سید محمد صاحب اگرہ و جناب سید عطا علی صاحب لو رنیہ

اور اشعار و اقوال مین جناب مولوی سید نثار حسین صاحب وغیرہ کی جو کچھ شکایت ایجاز
و اختصار کی نسبت ہماری ہی سو یہ شکایت اُن لوگونکی بیوجہ نہیں ہی بہرحال اے خدایا
جو کچھ تجاوز و تفاوت یا کوتاہی قلم تیری نظر مین ناپسندیدہ ہو تو اُسکو اپنی خداوندی سے
معاف کر اور اصلاح ہماری قصورونکی بذریعہ کسی اپنی بندہ کے کرادی ہشتم یہ کہ
المنت مللہ کہ نیازم بہ نسب نیست ٭ اینک بشہادت طلسم لوح و قلم را
ہمارا کچھ قصد نہین تہا کہ اس کتاب مذہبی مین کچھ حسب و نسب اپنا جتاوین کہ ہم بہت
پشتون سی اس اضلاع پٹنہ و گیا کی رہنی والی ہین اور کچھ حاجت نام لینی فلان ابن
فلان کی نہین ہی اور علاوہ اسکی سعادت یا شقاوت ہر شخص کی جدا جدا ہی اور
نسب کو کچھ دخل نہین ہی **شعر**

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ٭ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

مگر ہمنی دیکہا کہ یہ کتاب دور دور تک پہونچی اور یہ نصیب ہمارا ہوا کہ فرمائش دو نسخونکی
اس کتاب کی کربلای معلی سے آئی **مصرعہ** بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس است
پس قیاس چاہتا ہی کہ صوبجات دور دور کے خوانندگان اس کتاب کو ایک
تجسس اسبات کا بہی پیدا ہوگا کہ مولف اس کتاب کا کون شخص ہی سو رفع انتظار
کرنا اس امر کا بہی مناسب معلوم ہوا اور علاوہ اسکی ہر شخص کو شوق اس بات کا ایک
امر طبیعی ہی کہ نام و نشان اُسکا بذریعہ اولاد و احفاد اُسکی جاری ہی اور بلند نامی سے
ایک شخص کے سربلندی اُسکی قرابت داران کی بہی ہوتی ہی غرض ضرور ہوا کہ کچھ کچھ حال
ہمارے آبا و اجداد و قرابت داران کا لکہا جاوی کہ اس ذریعہ سی ایک امید اشاعت عام
اس کتاب کی درمیان قرابت داران کے بہی ہوتی ہی سو حال ہماری خاندان کا یہ ہی
کہ ہمارا خاندان کوئی خاندان نامی گرامی نواب نزیر وغیرہ کا نہین ہی بلکہ ہم سب صرف

دیہاتی لوگ ہین اور ہمنی اپنی باپ کو فخر نسب مین کہتی ہوئے سُنا ہی کہ علم وفقر عمدہ
اسباب پردہ پوشی نسب کے ہین سو ہماری نسب آبائی مین کوئی شخص عالم یا مخدوم
و پیر فقیر نہین ہوا ہی مگر اسی حالت ظاہری توسط یا غربت مین ابتدا سی سید کہلاتے
آئے ہین سو حسب فرمودہ اپنی باپ کی یہ بات ہم دیکھتے ہین کہ ہماری نسب آبائی مین
فی الواقع کوئی شخص عالم نہین گذرا ہی اور جسقدر مزارات اولیاء اللہ مقامات اجمیر
دیکھو چھپرہ و بہار و منیر وغیرہ کے ہندوستان مین ہین سو ہمکو کسی صاحب مزار سی دعوی
سلسلہ نسبی کا نہین ہی مگر یہ دعوی البتہ کہ تمام قرابت داران ہمارے سادات
کہلاتی ہین - خلاصہ یہ ہی کہ جد اعلی ہماری سید فیروز نسل سے سید ابو الفرح کو واسطے
کی اس ملک مین آئے کہ اس وسی ہم اپنی باپ کیطرف سی زیدیہ ہین اور ہماری باپ
سید امداد علی ابن سید امام علی ابن سید بقیت اللہ ابن سید احمد اللہ ساکن کرائے
پرسرای چار کمرہ ہی جانب جنوب فتوحہ اسٹیسن ضلع پٹنہ کے تھے اور پیدایش
انکی سنہ ۱۲۰۴ ہجری کے تھے کہ کسی شاعر نے اُسوقت کی ایک قصیدہ مبارکباد پیدایش کا
انکی بحضور سید مردان علی نانا انکی جو کہ عامل پرگنات بھوجپور وغیرہ ضلع شاہ اباد
کی تھے پیش کر کے مادہ پیدایش ہماری باپ کا لفظ چراغ کو قرار دیا تھا کہ جس سے
بارہ سو چار نکلتا ہی اور انتقال ہماری باپ کا بتاریخ چہارم شوال سنہ ۱۲۸۰ ہجری
مطابق ۱۳ - مارچ سنہ ۱۸۶۴ ع کے ہوا کہ برعایت اُسی لفظ چراغ مادہ پیدایش کے
ایک شاعر نے مادہ انتقال کا چراغ دین بود کو قرار دیکر کے نظم کیا ہی اور منجملہ مادہ ہا
تاریخ انتقال ایک لفظی تا ہفت لفظی کے جو کہ اوپر سنگ مزار انکی کندہ ہین یہہ
یہ ایک مادہ چار لفظی کا ہمکو بہت پسند ہی دخل الجنۃ بامداد علے
اور کل عمر ہماری باپ کی چھہتر برس کی ہوئی اور ہماری باپ سید امداد علے ۱۲

بعہدہ صدر اعلی ضلع سارن کے مقرر تھے کہ بعد تیئیس برس خدمت سرکاری کے
یکم مارچ ۱۸۴۴ء سی پنشن لیکے اونیس برس تیرہ روز تک زندہ رہی اور ہماری باپ نے
اپنی فیصلجات وغیرہ مین کبھو خطاب خان بہادر کو استعمال نہین کیا اور اعتقاد تولاے
اہلبیت و دوازدہ امام مین راقم حروف سی بھی زیادہ تر راسخ تھے اور ہماری دادا
سید امداد علی اور پر دادا سید بقیت اللہ صراحۃً اور بی تاویل شیعی تھے مگر تبرا وغیرہ
کا کچھ ذکر ان لوگونکی پاس نہین تہا اور ہماری تمام قرابت دادھیالی سُنی و شیعہ سے
معمور ہی اور دونون فریق سنی و شیعہ ہماری قرابت کے آپس مین ملی جُلی ہوئی ہین
اور تعزیہ داری وغیرہ مین باخود ہا کچھ فرق و امتیاز نہین ہی اور ہماری پر دادا
سید بقیۃ اللہ تحصیلدار مقام باڑہ ضلع پٹنہ کے تھے اور اُسی عہدہ مین انتقال کیا
اور سال انتقال اُنکا ہمکو معلوم نہین ہی اور ہماری دادا سید امام علی عہدہ تحصیلداری
مین مقام کوئلور ضلع شاہ آباد کے مقرر ہوے تھے مگر اتفاق یہ ہوا کہ ایک ہندو زمیندار
نی کہ جسکے ذمہ کچھ مالگذاری سرکار باقی تھی ہماری دادا سی یہ کہا کہ فلان عرصہ تک وہ
زمیندار مالگذاری کو بیباق کردیگا اور اُس مدت تک حضرت مولی مشکلکشا علی کو ضامن
دیتا ہی سو ہماری دادا نے اس نام کے سنتے ہی اُسی وقت اُس زمیندار کو رہائی دیدی
اور جب وہ وقت موعود قریب پہونچا تو وہ زمیندار اطراف ڈہری گھاٹ سی دریاے
سون مین کشتی پر سوار ہوکر کے بطرف کلکتہ کے چلا اور اتفاق یہ ہوا کہ عین روز وعدہ
کو وہ کشتی مقابل کوئلور کے پہونچی اور اُس زمیندار نے چاہا کہ وہ کشتی پورب کنارہ
ہوکر کے آگے کو بڑہے مگر ایک باد مخالف ایسی چلی کہ وہ کشتی چار ناچار پچھم کنارہ نیچی
کوئلور کے آلگی اور ایک ہندو پیادہ نے تحصیلداری کے جو اُسوقت اتفاقاً کنارہ
پر تہا اُس زمیندار کو پہچانا اور فوراً تحصیلدار مین اطلاع کی اور تحصیلداری سے

لوگ آئی اور اُس زمیندار کو پکڑ کے لیگئے اور تمام مالگذاری وصول و بیباق ہوگئی
مگر حاکم وقت نی یہ حکم لکھوا کر کے عہدہ سی ہماری دادا کو معزول کر دیا کہ یہ تحصیلدار
ایک بیوقوف آدمی معلوم ہوتا ہی کہ ایک شخص مردہ کی ضامنی پر باقیدار سرکار کو چھوڑ دیا
اور ہمنی اس قصہ کو بدین نظر قلم بند کیا ہی کہ اس قصہ سی اعتقاد و یقین کا درجہ ہمارے
دادا کا ساتھ حضرت مولی علی علیہ السلام کے ظاہر ہوتا ہی اور ہمارے دادا کا یہ ایک
امر التزامی تہا کہ بغیر مہمان کے اکیلے کبھو نہین کہاتی تھے۔ اور منگرا و شہر اب دو
چھوکرے گھر کے تھے کہ اگر کوئی مہمان نہین رہا تو گانون سی باہر جا کر کے اور راستہ پر سے
یہ بات کہکر کے کہ میان واسطی مہمان کی بلاتے ہین مہمان لی آتے تھے اور جب کوئی مہمان
نہین ملا تو ہماری دادا ہماری باپ یا ہماری منجھلے چچا سید اشہد علی کو بلا کر کے
اور اُنکو مہمان بنا کر کے کہانا کھاتے تھے اور نام مولی علے کا ہر وقت ورد زبان اُنکا
تہا اور اُنکی ایک دعا دائمی یہ تھی کہ یا اللہ یا مولی علی ہم کو اور ہماری آل اولاد کو کبھو
محتاج مت کر سو یہ ایک عجیب بات ہی کہ خدا کی فضل سے اسوقت تک کوئی آل یا اولاد
اُنکی محتاج نہین ہی اور انتقال ہماری دادا کا سنہ ۱۲۳۴ ہجری مین ہوا اور سید علی احمد و سید
علی قاسم پسران اشہد علی ہماری منجھلی چچا کی اور سید عبد الکریم و سید اصغر حسین پسران
سید ارشاد علی ہماری سنجھلے چچا کی موجود ہین اور سید افتخار علی ہماری چھوٹے چچا کو
بیٹیونکی طرف سی کچھ اولاد ہین مگر انکو بیٹا کوئی نہین ہوا اور ہماری چھوٹی چچا باسم
بودھو میان کی اور بڑی آدمی سخی مرد اور دلیر تھے اور مادہ اُنکی انتقال کا غازی مرد
ہی کہ جس سے سنہ ۱۲۶۲ ہجری نکلتا ہی اور ہمنی از پر بیان کیا کہ ہماری باپ کی جانب کوئی شخص عالم
یا فقیر صاحب مزار نہین گذرا ہی مگر ہماری مانکی طرف نشان دو عالم کا ملتا ہی ایک شاہ سید محمد دایم
رحمۃ اللہ علیہ ہماری مان کے دادا کہ دہلی مین تحصیل علم ظاہری سے فرصت کر کی اور

حضرت شاہ مظہر جان جانان یا حضرت شاہ محمد منعم یا کسی دوسری بزرگ سی استفاضہ باطنی کرکے تارک الدنیا ہوی اور قریب ۱۱۸۰ھ ہجری کی انتقال کیا اور انکسی خرق عادات وکرامات بہت ظاہر ہوی دوم ملا سید محمد سعد ابن ملا سید احمد کہ بلخ سی آکر کے موضع سرہدہ ضلع گیا مین سکونت پذیر ہوی اور سیکڑون مواضعات بادشاہ دہلی کیطرفسی ملی اور یہ ملا سعد استاد شاہ جہان دہلی کے اور انکی پسر حاجی سید محمد سعید خان وزیر السلطنت تہی اور دہلی کیطرفسی وکیل مطلق ہوکرکے روم کی بادشاہ کے پاس گئی تھے اور دہلی مین انتقال کرکے لاشں انکی آٹھ روز مین سرہدہ مین اکرکے دفن ہوئی اور ایک مسجد عمدہ انکی سرہدہ مین یا اسکی قریب عین تنکم دریای پھلگون مین واقع ہوگئی ہی اور ابتک قائم ہی اور نواب عتیق اللہ خان پسر میر محمد فرخ ابن ملا سعد یعنی بھتیجا حاجی محمد سعید خان کی صوبہ دار اٹاوہ کے تھے کہ اولاد انکی بذریعہ میر نصیر الدین وغیرہ کے ابتک مقام نوشہرہ قریب سٹیشن شکوہ آباد کے ضلع مین پوری اور خاص مقام اٹاوہ مین موجود ہین اور راقم حروف کو بعضے ان قرابت داران سی ملاقات ہی اور مقام اٹاوہ مین سید عظمت علی صاحب زمیندار ومختار کار معزز اٹاوانی ہماری دعوت بڑی تکلف سی کی تہی اور یہ سب لوگ شیعی مذہب ہین اور اس ملا سعد کے ایک بیٹا محمد فرخ اور انکا بیٹا محمد فاضل ساکن ہتھیانوان ضلع گیا کی تھے اور محمد فاضل کی بیٹا سید ابو المعالی اور انکی بیٹا سید فضل المصطفے اور انکی بیٹی مسماۃ اقلیمہ اور انکی بیٹی مسماۃ حیاتن ہماری مان تہین کہ اس رو سے ہماری مان کی نانا سید فضل المصطفے کی دادا سید فرخ اور انکی دادا ملا سعد تھی اور جناب حاجی سید اسماعیل علی صاحب رئیس اعظم پٹنہ محلہ کوچہ صدر کے اولاد سے ملا سید میر محمد ایک پسر ملا سعد کی ہین اور ہماری مان کے آبائی جد اعلی سید محمد عرب خنگ سوار تہی کہ جو اس ملک مین آکر کے

نیورہ قریب داناپور کو ایک ہندو راجہ سی لڑکر کے فتح کیا تھا اور اُنکی قبر اس نیورہ مین مین ہی اور یہ بات اندر سات سو ہجری کے ہی اور تمام سادات نیورہ وکر ریہ کے اولاد سے انہین سید محمد عرب خنگ سوار کے ہین اور بہت اولاد اُنکی مواضعات کندوئی وآدم پور پیلانوان وغیرہ مین ہین اور یہ بات سُنی گئی ہی کہ اُن سید محمد عرب کی ایک بھائی سید حسن خنگ سوار تھی کہ اولاد اُنکی قریب اجمیر کی کسی پہاڑی پر بسی ہوئی ہین مگر ہمکو خود کوئی تحقیق اس بات کی حاصل نہین ہی۔ اور یہ سید محمد عرب سادات رضوی سی تھے بہر حال ہماری مان اُنکی نسل مین بنت سید سلامت علی ابن شاہ سید محمد دائم ابن سید محمد منور ساکن نیورہ قریب داناپور کے تھین جو کہ بتاریخ ۱۳۔ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۴۴ع کے انتقال کیا اور عبادت وریاضت فقر وغیرہ مین گویا قدم بقدم اپنے دادا کے تھین اور مادہ تاریخ انتقال اُنکا حسب ذیل ہے

وہ بی بی حیا تن جو تھین عابدہ		بیا دِ الٰہی وہ کامل ہوئین ÷
جو رحلت کو پوچھا تو دل نی کہا		کہ ہی سال جنت مین داخل ہوئین

اور معلوم ہوتا ہی کہ اس شاعر نے ہوئین کے ہمزہ کا جو حرف داو کے بعد ہی ایک عدد لیا ہی اور یہ ایک عدد لینا ہمزہ بجای الف کی درست بھی ہی اور ہماری مان کی باپ سید سلامت علی بعہدہ صدر امینی ضلع شاہ آباد کی مقرر تھی اور انتقال اُنکا سنہ ۱۲۳۰ ہجری یعنی سنہ ۱۲۲۴ فصلی مین ہوا اور سید نجم الدین مولف کتاب مصابیح الظلام وغیرہ کی اور سید فرید الدین صدر امین شاہ آباد کی اور راقم حروف تین برادران تھی کہ سید فرید الدین ہماری منجھلی بھائی نے بتاریخ ۲۸ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۵ ہجری مطابق ۱۶ استمبر سنہ ۱۸۶۸ع روز چہارشنبہ کی انتقال کیا اور مادہ پیدائش اُنکا کسی شاعر نی حسب ذیل نظم بند کیا ہی

ز تاریخ ہجری ظہور حسن ÷		ز تاریخ فصلی ظہور علے ÷
۱۲۰۹		۱۲۰۹

اور قطعۂ تاریخ انتقال اُنکا جناب مستطاب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی سے عربی مین حسب ذیل ہے

اذ فرید الدین لاقی ربہ	من خیار الناس ال الفاطمہ
رمت تاریخا لتلك الواقعہ	قال قلبی نیل حسن الخاتمہ

اور خدا کی فضل سے سید لطف الرحمن اکلوتا بیٹا ہماری منجھلی بہائی موصوف کا بخیریت سی موجود ہی اور اپنی زمینداری کا کام کرتا ہی اور سید نجم الدین صاحب برادر کلان اور راقم حروف کو متعدد پسران و دختران موجود ہین اور سید قطب الدین پسر اکبر بڑی بہائی کا جو ایک داماد ہمارا ہی بعہدہ سب ڈپوٹی کلکٹر کے مقرر ہی اور سید محی الدین پسر دوم انکا سررشتہ انگریزی محکمہ فوجداری مین نوکر ہی اور سید امداد امام پسر اکبر ہمارا مدرس عربی پٹنہ کالج کا ہی اور اشعار اُسکی مناقب علی مرتضی مین اندر فصل ۸۷ کتاب ہذا کی منقول ہین اور سید فضل امام پسر دوم ہمارا ایک کمشنر منجملہ کمشنران مینوسپل کمیٹی شہر پٹنہ کے مقرر ہوا ہی اور ہماری ماموں تین برادران تھے سید لطف علی و سید راحت علی و سید شجاعت علی اور منجملہ انکی سید راحت علی منجھلے ماموں ہماری ایک بڑی نامور وسخی مرد اور فیاض آدمی تھے اور اُنکی قبر پر مادہ انتقال اُنکا حسب ذیل کندہ ہے۔
بود سید جنتی راحت علی ؁ اور پسر اکبر انکی سید محمد کاظم تھی کہ ۱۲۸۵؁ھ مین بایام نوجوانی اپنی اندر عمر پچیس برس کے غازی پور مین لاولد انتقال کیا اور پسر دوم سید راحت علی کے سید عبد الحی منیجر کورٹ آف وارڈس ضلع شاہ آباد کے اور رئیس وقت کام تیورہ کے بفضلہ تعالی حی وقائم ہین اور اُنکا بیٹا سید عبد الحمید ایک لائق لڑکا نکلا ہی اور حال مین شادی اُسکی ساتھ دختر سید امداد امام پسر کلان ہماری یعنی ساتھ پوتی ہماری کے ہوئی ہی اور سید لطف علی و سید شجاعت علی بڑی اور چھوٹی ماموں ہمارے

لاولد گذر گئی اور سید فرزند علی پسر سید کرامت علی از بطن مسماۃ واسعن ایک خالہ ہمارے ایکے
ایک شخص از بس لائق وذی شعور تھے اور بعد انجام عہدہ سررشتہ داری عدالت
دیوانی ضلع شاہ آباد بعہدۂ وکالت درجہ اعلی ضلع سارن کے بہت نام ونشان و
عزت وآبرو سی سفر تھی کہ بتاریخ ۲۰ جمادی الاول ۱۲۹۰ ہجری مطابق ۲۳ جولائی
۱۸۷۳ع کی بعمر اندر پچاس برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انتقال انکا جناب
سید مہدی حسین صاحب خنا ہماری قرابت دار سے حسب ذیل کیا خوب ہی۔
بفرزند علی جنت عطا شد ۱۲۹۰ اور سید فخر الدین پسر اکبر سید فرزند علی مرحوم کا عربی
وفارسی وانگریزی مین از بس لائق ہی کہ ذکر اُسکا اس کتاب مین اندر فصل ۹۴ کے
ہوچکا ہی اور سید فخر الدین کا ایک خواب بہت عجیب ہی کہ اُسنی محرم گذشتہ کی نوین
تاریخ کو رات کی وقت خواب مین دیکھا کہ جیسی ایک شخص نے اس فخر الدین کو کہا
کہ ایک شخص غریب بہت جاڑا کہاتا ہی سو اپنی کمل کو جو برف لانے کے واسطی ہی
سو اگر وہ کمل اُسکو دو گے تو تمکو برف سی زیادہ آرام ملیگا غرض جب فخر الدین
اُسوقت جاگا تو ایک آواز سُنی گئی کہ جیسے باہر مین کوئی شخص کچھ کہہ رہا ہی آخر
فخر الدین اپنی خلوت کی مکان سی صدر زنانہ مین آور وہانسے دروازہ کھول کر باہر
کمرہ کے صحن مین آیا اور صدر دروازہ کھولوا کر کے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک
ہندو فقیر صرف ایک لنگوٹی پہنے ہوئے جاڑی سے ٹھٹھر رہا ہی اور کہہ رہا ہی
کہ امام صاحب کمل دو تب فخر الدین جلدی سے پھر آیا اور توشک خانہ سی اُس کمل کو
نکلوایا کہ جو گرمی کے دن مین واسطی برف لانے کے مقرر تھی اور اُس کمل کو لیکر کے
اُس ہندو فقیر کو اوڑہا دیا اور وہ ہندو فقیر وہانسے اُٹھ کر کے وہ کمل اوڑہی ہوئے
امام باڑہ کے چبوترہ کی پاس آکر کے اور اُس چبوترہ سی بطور سجدہ وشکر کے سر اٹھایا

انکا کرکے اُس چبوترہ کی پاس رات بھر بٹھیا رہا اور آخر جب دن ہوا تو فخر الدین نے
نئی کمبل منگوا کر کے اُس فقیر کو دلوا دی غرض کیا شان ہی حضرت امام حسین علیہ السلام
کی کہ ایک ہندو فقیر کے سوال کو بھی رد نہین کیا اور اب حال عقیدت فخر الدین کا یہ ہی
کہ مکان خانہ امام باڑہ کو کچھ اینٹ وغیرہ سی باہتمام خاص اپنی درست کرا رہا ہی خدا مبارک
کرے آمین - اور سید نصیر الدین پسر دوم برادر مرحوم کا بعہدہ سب ڈپوٹی کلکٹری کے
مقرر ہوا ہی اور سید شرف الدین پسر خورد انکا شہر لندن ملک انگلینڈ مین واسطے
حاصل کرنے درجہ بارسٹری یعنی وکالت کی قانون روم وغیرہ پڑہتا ہی اور سید عبد الوہاب
برادر دوم سید فرزند علی مرحوم اور سررشتہ دار محکمہ صدر الصدور شاہ آباد کی ایک بڑی
سخی و فیاض آدمی تھے کہ بتاریخ دہم جمادی الاول سنہ ۱۲۷۹ ہجری مطابق ۴ نومبر سنہ ۱۸۶۲ع
بعمر اندر ۳۵ برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انکا حسب ذیل ہے -

یا الٰہی داخل جنت بود عبد الوہاب - اور سید ظہیر الدین پسر سید عبد الوہاب مرحوم
کا انگریزی و عربی و فارسی مین بہت لائق ہی اور امتحان وکالت درجہ اعلی ضلع کا
ہائی کورٹ الہ آباد مین طی کر کے داخل وکلای عدالت ضلع غازی پور کا ہوا ہی اور
سید عبد الکریم برادر سوم سید فرزند علی کا جو بجای سید عبد الوہاب بھائی اپنی کے
سررشتہ دار صدر الصدوری شاہ آباد کا مقرر ہوا تھا اندر عمر تیس برس کی بتاریخ
۱۰ - صفر سنہ ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۲۷ - جولائی سنہ ۱۸۶۳ع کی لاولد انتقال کیا اور سید محمد اسمعیل
برادر چہارم سید فرزند علی مرحوم کا سررشتہ دار منصفی شہر پٹنہ کا ہی اور داماد ہمارے
بڑی بھائی سید محمد نجم الدین صاحب کا ہی اور سید محمد حسین صاحب پسر اکبر سید
کبیر حسین مرحوم ایک مختار کارنامی مقام کلکتہ کا بیاہ جو ساتھ دختر کلان سید رحمت علی
منجھلے ماموں ہماری کے ہوا ہی سو یہ ایک بہت لائق ہین اور مسلک تصوف اُنکا

اور محبت اہلبیت ایک خاندانی بات انکی ہی اور انکی باپ سید کبیر حسین صاحب جو ایک
مختار کار مقرب سرکار مہاراجہ متر جیت سنگھ بہادر راجہ مقام ٹکاری ضلع گیا کی تھے
سو شعر مفصلہ ذیل مہاراجہ موصوف بعمر ہشتاد سال کا قابل نقل کرنیکی معلوم ہوا
زنسیان خودم خورسندمی باشم کہ دیرین :. بیادم میدہد کمتر ز ایام جوانیہا
اور ایک خالہ ہماری مسماۃ فصیحن زوجہ سید بضاعت علی کی سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین وقت نماز
تہجد کے عین سجدہ مین جانماز پہ انتقال کیا اور اس جانماز پر سی مردہ اٹھائی گئین
اور انکو تین پسران تھی ایک سید محمد صدیق مرحوم محافظ دفتر عدالت دیوانی شہر
پٹنہ کے تھے کہ سنہ ۱۲۸۴ ہجری مین لاولد انتقال کیا اور بہت نیک و ممدوح عام تھی
دوم سید محمد یحیی مستعفی مقام بہار ضلع گیا کی تھی اور انکی جان کثرت عبادت و ریاضت
سی گئی کہ رات دن مین صرف ایک ٹکڑہ جو کی روٹی کا کچھ ساگ کی ساتھ کہاتی تھی ور
سرکاری کام سی فراغت کرکے روزہ داری و شب بیداری مین رہتی تھے اور سنہ ۱۲۷۲
ہجری مین لاولد انتقال کیا اور مادہ انتقال انکا راقم حروف سی حسب ذیل ہی - داد غم و درد داد
۱۲۷۲ ہجری
سوم سید محمد عمر کہ اپنی زمینداری کا کام کرتے ہین اور افسوس یہ ہی کہ انکو بھی کوئی اولاد
اسوقت تک نہین ہی اور پیدایش راقم حروف کی بتاریخ ۱۳ - صفر سنہ ۱۲۳۴ ہجری مطابق
۱۲ - دسمبر سنہ ۱۸۱۸ ع کی ہوئی تھی کہ اس وجہ سی نام تاریخی ہمارا اظہر حسین ہی شعر
۱۲۳۴ ہجری
وای نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا :. خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
نہم یہ کہ ان دنون بسبب کثرت تقریبات شادی وغیرہ کی رقعجات نوید مختلف طور کی دیکھی
گئی سو اب تعصب کا حال یہ ہی کہ ایک رقعہ مین ذکر نکاح ام المومنین کا حمد مین اور ذکر
نکاح سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بعد اسکی نعت مین تھا اور عبارت نکاح ام المومنین
کی اسطرح پر تھی کہ ام المومنین را در مجلس ملائک علی رؤس الاشہاد در عقد ا د

سو اگر اس ام المومنین سے حضرت عائشہ مراد ہوں تو نکاح انکا معمولی طور پر ہوا تھا کہ یہ نکاح مجلس ملائک کا حضرت زینب سے متعلق ہو نہ حضرت عائشہ سے اور چونکہ حضرت عائشہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اسواسطے ذکر انکی نکاح کا رقعجات شادی میں دستور نہیں ہے اور اسیواسطے ماہ ذیقعدہ میں جو نکاح حضرت عائشہ کا ہوا تھا سو اس مہینہ کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں اور اس مہینہ میں نکاح سے پرہیز کرتے ہیں اور قریب قریب اس رقعہ کے بعض دیگر رقعجات اہل تسنن میں بھی کچھ کچھ بوی تعصب سنیت کی بطرز جدید دیکھی گئی شعر

زہر غم نوش کن و لب بشکایت مکشا :۔ کہ شکایت ز فلک شیوۂ عام است اینجا

مگر تین رقعجات منجملہ دیگر رقعجات اہل تشیع کی ہمکو نہایت درجہ پسند اور قابل نقل کے معلوم ہوئی ایک رقعہ نوید سید ولایت علی خانصاحب سی آئی ای کا کہ نظم اسکا جناب مولوی سید نصیر الحسن صاحب استاد نوشتہ سے بہت لطیف و بلیغ طور پر مرتب ہوا ہے اور اون اشعار پر جو نہایت درجہ انتخابی مضمون کے ہیں نشان حرف ص کا دیا گیا دوم رقعہ نوید سید و اعظ حسین ساکن موضع پالی ضلع گیا کا کہ حمد و نعت اسکا بذکر آیت تطہیر اور فقرہ امابعد اخف الکونین المتمسک بالثقلین السید و اعظ حسین کا ہمکو پسند ہوا اور ذکر رسم کندوری کا بہت پسند ہوا کہ قدیم طریقہ عام ہملوگوں کا یہی ہے اور یہ سید و اعظ حسین ہماری قرابت کی آدمی ہیں سوم رقعہ نوید جناب راجہ سید غضنفر حسین و راجہ سید باقر حسین تعلقداران اکبرپور علاقہ اودہ کا کہ بہت سادہ طور پر بعبارت الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین و علی آلہ و عترتہ الطاہرین مکے ہے اور ایمان و حب اہلبیت سے خبر دیتا ہے

نقل رقعہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زہی حمد آن بادشاہ مجید ... کہ نہ حجلۂ آسمان آفرید

صدف را گہر بحر را موج داد ... بہر فرد از فضل خود زوج داد

رسولم گل بوستان خلیل ... جلیل و جمیل و شکیل و عقیل

بر آن خسرو نہ محل صد درود ... کہ در پردہ حق راز با او کشود

سرور دلش حضرت فاطمہ ... خدا کرد عصمت برو خاتمہ

وصیش بتوقیر از جملہ بیش ... کہ بنہاد بر پشت او پای خویش

خوشا رفعت و شان آن شہسوار ... نبیؐ داد دختر خدا ذو الفقار

علی راز دار خدا و رُسل ... علی کاشف سرّ ہر جزو و کل

حسن رنگ افزای باغ جہان ... ازو گشت سرسبز کون و مکان

وحید زمان سرور مشرقین ... شہنشاہ عالم امام حسین

بنسلش ہمہ مہرتابان شدند ... عیان نہ امامان ذیشان شدند

پس از حمد و نعت خدا و نبیؐ ... دہد مژدہ نور ولایت علے

بگلشن نسیم بہاری وزید ... گل و لالہ در بوستان بر دمید

درینوقت از فرط عیش و سرور ... رسانم نویدے بنزدیک و دور

گل گلشنم سرو بستان من ... سرور دلم راحت جان من

چو شد لفظ الطاف ضم با حسین ... شدہ منجلی نام آن نور عین

بسانِ خضر باد عمرش دراز ... معین شدہ عقد آن سرفراز

ز افراط افضال ربّ غفور ... نمودم بنا بزمہاے سرور

بتاریخہاے سعید و نکو ... کہ در ذیل ثبت است تصریح او

همه صاحبان مسرت پسند	بآن روزها عزت افزا شوند
بهمراه نوشه روند از کرم	بشان و شکوه و بجاه و حشم
ز اشفاق یاران یاران نواز	کنم شادمانی شوم سرفراز

نقل رقعه دوم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله العلی الکبیر والصلوة علی رسوله البشیر و اهلبیته الذین نزل فی شانهم آیة التطهیر اما بعد اخت الکونین المتمسک بالثقلین سید اعظم حسین ابقیه اعطاه الله سعادة الدارین بخدمت عالی درجت بزرگان ذیشان و محبان خلاص نشان چنین ملتمس است که درین زمان مسعود و آوان محمود کتخدائی ... نغمه سنجها مشغول لیل و نهار و پیک عبادت ده رسان آمده بار است بعطلات بزرگان والا تبار و ... عالی وقار چنان رقم ... آورده که بتاریخ دوم روز پنجشنبه جمادی الاول رسم سایه بندی و بتاریخ سوم روز شنبه نیاز کندوری و سامان ارباب نشاط و بتاریخ چهارم روز یکشنبه روانگی بارات قوت افزای بصر سعید دو سرا سید حیدر رضا طال الله حیاته و ضاعف درجاته بمقام بالی قرار یافته امید که گرمی هنگامه نشاط را از قدوم میمنت لزوم نورا علی نور ساخته رونق دوبالا بخشند و السلام بالاکرام زیاده ناطقه آرزومند گفتار است و باصره متمنی دیدار

امید کرم هست بحضور شده شمارا ؛ شاهان چه عجب گر بنوازند گدارا

العاقبة بالعافیة

نقل رقعه سوم جانب راجه سید غضنفر حسین و راجه سید باقر حسین صاحبان

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و الصلوة و السلام علی خیر خلقه محمد سید المرسلین و علی آله و عترته الطاهرین

اما بعد درین ایام میمنت انجام کہ الطاف حضرت آفریدگار شامل حال و کافل امانی
و آمال ہست غلغلہ آمد فصل بہاری در گنبد دوار پیچیدہ و زمزمہ عیش و طرب از فرش
زمین تا عرش برین رسیدہ ترانہ مسرت و انبساط از کام و زبانہا در جوش و مرغان چمن
ہر سو محو الحان و پر خروش ؎

گلہا و بہار فوج در فوج ۔ مرغان و ترانہ موج در موج
روی سمن و بہار شمشاد ۔ از شام و سحر نمیدہد یاد
نظارۂ آب و رنگ گلہا ۔ بہ جام و سبو نشاط افزا

بتقریب تسمیہ و مکتب نشینی و نیز غسل صحت از رسم مسنون ختنان نونہال چمن اقبال تازہ
سرو حدیقہ آمال برخوردار کامگار قرۃ العین سید ابوجعفر صانہ اللہ عن کل شین بمقام
متو پور انعقاد بزم نشاط قرار گرفتہ و تاریخ پنجم و ششم شہر ربیع الثانی یوم شنبہ و یکشنبہ
زیب تعین پذیرفتہ چشمداشت از حضرت روسار عالیشان و اعزہ و الا دودمان احباب
خلت نشان چنان ہست کہ بتاریخ معینہ یا قبل ازان بقدوم بہار لزوم خود بزم نشاط را
زیب و بہار بخشند و محفل انبساط را رنگین فرمودہ منت و افتخار بر فرق نیاز گذارند

فقط دوہم یہ کہ ایک تشبیہ مذہب اہلسنت معاویہ شاہی اور مذہب شیعہ اور
مسلک تصوف کی ہماری خیال مین یہ ہی کہ مذہب سنی تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا
مثل ایک بت سنگین دل کی ہی کہ جو ہاتھ پانون اور آنکھ ناک اور منھ اسکا خوب حدیث
وغیرہ سی خراش تراش کرکے ایک خوبصورت آدمی کا نقشہ بنا لیا ہی مگر اسمین بسبب
نہونے محبت اہلبیت کی کچھ جان نہین ہی اور جیسا کہ مسلمان بادشاہون کی وقت کا کسی
کی ناک کسیکا منھ کسیکا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہی سو اسطرحسی مسئلہ سلیون کا کم تر صحیح
ثابت ہوگا اور آیت سورۂ مریم اذ قال لابیہ یا ابت لم تعبد ما لا یسمع

ولا یبصر ولا یغنی عنك شیئا کی یاد آتی ہی یعنی ابراہیم نی کہا اپنی باپ کو کہ
ای باپ میری توکسو اسطی عبادت کرتا ہی اسکو کہ جو نہ سُنتا ہی اور نہ دیکھتا ہی
اور نہین بی نیاز کریگا تجھکو کسی شی سی سوان سنیونکی حضور مین ہماری عرض یہ ہی کہ
معاویہ وغیرہ کیا کام آوینگی مناسب ہی کہ قبل مرنیکی اندر لوای محبت حیدری کی چلی آی
کہ خدا و پیغمبر آپ سی راضی ہون اور شفاعت مولی علی اور آب حوض کوثر کا آپکو
نصیب ہوا اور مذہب شیعہ کا بہی ایک پتھر ہی مگر وہ پتھر ایک ہیرا کوہ نور کوہ طور
کا ہی کہ جو خزانہ بادشاہی کی چیز ہی یعنی کہ مذہب شیعہ کا تمامتر تابع قرآن و حدیث
ثقلین کا ہی اور ارکان نماز وغیرہ کی خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
مروی ہین مگر بسبب تبرا وغیرہ کی یہ ہیرا کسیقدر گرد آلود ہو گیا ہی اور مسلک تصوف
کا بھی ایک ہیرا ہی کہ جو کوہ نور کوہ طور کے برابر تو نہین ہی مگر بوجہ استغراق یاد
آلہی و محبت اہلبیت کی یہ چہوٹا ہیرا وہ ہی کہ جو خلعت شاہی مین سر کی کلغی مین جڑا
ہوا ملتا ہی **یازدہم** یہ کہ اگر ہمکو سنی کہا جای تو ہم سُنی بی تعصب ہین یعنی فضائل
وولای اہلبیت مین شیعہ سی کچھ کم نہین ہین اور اگر ہمکو شیعہ کہا جای تو ہم شیعہ بی تقیہ
و بی تبرا ہین اور محبت دوازدہ امام کی ہم خدا سی چاہتی ہین کہ آخر وقت تک اور
قبر مین اور حشر مین ہماری ساتھ رہی **دوازدہم** یہ کہ بوقت دعوی باغ فدک کے
حضرت ابوبکر و حضرت عائشہ نی یہ حدیث بیان کی کہ الانبیاء لم یرث ولم یورث
یعنی کہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوئی اور نہ کوئی اُنکا وارث ہوا اور حضرت عمر خوب
آمین اللہ مین اِس حدیث کی ہمداستان ہوئی اور حضرت فاطمہ اس بہانہ سی محروم
کی گئین سو یہ حدیث صراحتہ ساختہ و موضوع ہی اسواسطی کہ یہ حدیث صریح خلاف
آیت قرآنی وورث سلیمان وداؤد کی ہی اور علاوہ اسکی حضرت پیغمبر جو

کم سنی مین یتیم ہوئی تھے سو چند شتر انکی حصہ کے حوالہ ابو طالب انکی چچا اور ولی کی گئی گئی
اور ہر گاہ حضرت رسول کو پیغمبری بعمر چالیس سال کے ہوئی تو بوقت مرنے عبداللہ
انکی باپ کی لوگون کو کیا اطلاع ہو سکتی تہی کہ یہ لڑکا آخر کو نبی ہوگا کہ بقصور احتمال نبی ہونیکے
حضرت رسول اپنی حصہ داری متروکہ پدری سے محروم کیئے جاتی سو مضمون فقرہ اول
نہین وارث ہونیکا محض بی بنیاد ثابت ہر اور اسی واسطی اگر اس حدیث مین صرف
اوپر فقرہ دوم کے اکتفا کیا جاتا تو انکو اختیار و قابو تہا کہ اس حیلہ سی حضرت فاطمہ کو
محروم کرتے اور ہم پوچھتی ہین کہ کیا حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب و سلیمان و داؤد
وغیرہ انبیا اپنی وراثت آبائی سے بعذر انبیا ہونیکے محروم کیئے گئے تھے اور یہ بات
نہین ہی بلکہ توریت و دیگر کتب عہد عتیق سی ثابت ہر کہ ان سب انبیا نی اپنی جائداد
موروثی پر قبضہ پایا تہا اور اسی بنیاد پر حکومت بیت المقدس و فلسطین و کنعان
وغیرہ کی حسب وعدہ الٰہی کے یکے بعد دیگرے اسی نسل بنی اسرائیل مین ہوتی چلی آئی
اور کیا قصور انبیا کا ہر کہ ہم خواہ لوگ وراثت پاوین اور وارثان انبیا کی محروم
رہین ہان صفات ذاتی انبیا اور تمام عوام و خواص کے البتہ ایسی ہوتے ہین کہ انمین
وراثت کو کچھ دخل نہین ہر مگر ہم دیکھتی ہین کہ حضرت علی کو اصل وراثت صفات
نبوت کی بھی ملی تھی اور اسیواسطی اب آرزو یہ ہر کہ ایک شرح اردو اشعار عربی
دیوان مظہر العجائب حضرت علی ابن ابیطالب غالب علی کل غالب کی بھی کیجای تاکہ
رفعت و جلالت شان انکی ظاہر ہو اور تمام سلوکات خلفای ثلثہ تا عباسیہ کے اور
انکی نسل کی اسطرح پر ہوی کہ جیسے پیغمبر خدا کلالہ یعنی محض لاوارث مرے ہون مگر عجب
قدرت خدا کی ہر کہ دوازدہ امام سی یہ گھر ہمیشہ کو آباد رہا اور معاویہ و یزید کلالہ ہو گئی
حسب آیت ان شانئک ھو الابتر کے کوئی شخص ہونا اپنا نسل معاویہ و یزید سی

قبول نہین کرتا ہی اور چند صاحبان معزز کی ہمیر ایک فرمایش خاص یہ تھی کہ ہم کوئی کتاب بطور یادگار کے لکھ جائین سو اتفاقاً تعمیل اس فرمایش کی بذریعہ تحریر اس رسالۂ حد تحقیق کے ہوگئی مگر خوف یہ ہی کہ البتہ یہ کتاب موافق طبع انکی نہو گی اور زبان حال انکی یہ بات کہہ سکتی ہی کہ صلاح نشد بلا شد بہر حال واسطی تسکین خاطر ہماری اسیقدر بس ہی کہ بسیاری صاحبان علم و شعور نی فریق شیعہ کے قدر دانی اس کتاب کی ہماری حوصلہ سی بھی زیادہ تر کی ـ

نقل خط جناب راجہ سید غضنفر حسین صاحب تعلقہ دار اکبر پور ملک اودہ

جناب السید السند و الحبر المستند البحر القمقام و الحبر الهمام علامة الزمان فهامة الدوران صدر الصدور محاکم الدینیه و الشرعیه آمر الامور معالم الاصلیه و الفرعیه الاوذعی الالمعی و المولوی اللیلمعی منطقه کرهٔ تدقیق نقطه دائرهٔ تحقیق فاصل بین الحق و الباطل فاضل عین الصدق و الکامل وحید الدهر فرید العصر ادام الله العالمین جلاله و مد علی اهل العلوم ظلاله مدحتی که نفحات سوابق نیاز و اخلاص مشام جان اخوان الصفا را معطر و خامتی که نفوحات روائق خلوص و اختصاص دماغ دل ارباب صدق و وفا را منضر دارد بجناب رفیع و صدر منیع که مجمع مقبلان روزگار و مرجع صاحبدلان اخیار است هدیه می فرستد و بامید استجابت در منظر تصور کرامت منظر خادمانه می الیستدع گر قبول افتد زهی عز و شرف آثار سقاطر اقلام گوهر بار و انوار جواهر کلام درر نثار طلیعهٔ جنود سعود و حجة الزمانی ذریعه وفود سعود دولت جاودانی غیوم ماطره بر ظهر قحط سالی و غمام متقاطره ما نا بهمت عالی اعنی کتابات عطریه الرقوم و خطابات مسکیه الرسوم اعذبان من الفرات و الکوثر و اطیبان من المسک و العنبر محتوی بفتوحات فائحات کریمهٔ ذلک الکتاب

لاریب فیہ ہدی للمتقین و منطوی بفیوضات لائحات منطوق ہذا کتابنا ینطق علیکم بالحق
والیقین محلی بزیور اعجاز وارث عالم علم لدنی مسمی بحد تحقیق مشرب سنی مرۃ بعد اولی
وکرۃ بعد اخری مانند معصرات مستنزلہ باستبشار دورہ شمس در اسد و سنبلہ و سحب
ممطرۃ و صحف مطہرۃ بایدی سفرۂ کرام بررۃ در اوقات سعیدہ و ساعات حمیدہ نزول
اجلال جاودانی و حلول آمال و امانی مرحمت و ارزانی فرمودہ غرف سرور و سرور
موفورہ ابواب فرح و حبور نامحصور برروی ارباب عقل و شعور سیما بدیدۂ مخلص مہجور
کشود بلکہ سواد ہر حرفش گلوی حور را از غرفات قصور بسایہ بیوت و دور اہل جنان و
فرادیس معمورۃ النور کالنور من شواخ الطور بہر نزدیک و دور می نمود یا دامن دہن
اکواب یاقوت و بلوریہ از شراب طہور مرکب بمزاج زنجبیل و کافور برراحات ایادی
حور روشن تر از وجنات حور جلوہ شہود و ظہور می افزود رباعی

اتانی کتاب من المستطاب	کطوبی تظل علی کل باب
فافدی بنفسی لاتیانہ	کموسی فداء لفصل الخطاب

الحق حق و لاے امام بحق وصی مطلق ہمین ہست کہ از ان سید جلیل حبر نبیل سلیل
ہمان امام نبیل و حبیب و خلیل و صنو جلیل و صہر جمیل قدوۂ آل ابراہیم الخلیل صلوات
اللہ المقیل المنیل علیہما و علی آبائہما و ابنائہما برروی کار آمد جزاکم اللہ فی الدنیا
والآخرۃ خیر الجزاء بمحمد و الہ الی محمد و لوحشن اللہ کہ آن ساعی
شعائر لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی و داعی مشاعر سیجعل لہم
الرحمن ودا مجارے اوقات عمر عزیز شریف را در رفع اختلاف دین حنیف
وازالۂ افتراق سخیف کہ باجماع خفیف اہل سقیف رو دادہ بسر کردند و این دولت
عظمی و نعمت کبری بسعی مشکور و جہد موفور بدست آوردند ہمانا از باقیات صالحات

ونافیات طالحات تا زمان ظهور موفور السرور آیہ جلال اللہ وقائم آل اللہ یادگار آن ملتمس حقائق التنزیل بدقائق البیان وموتمس مبانی التاویل بمعانی التبیان خواہد ماند دگم گشتگان تیہ ضلالت وغوایت را باندک غور وفکر بصراط المستقیم ولایت ومنہاج قویم ہدایت خواہد رسانید ع

مرحبا مرحبا جزاک اللہ آفرین آفرین بقاک اللہ

درحقیقت ملا زمان آن کاشف براقع استار اتفاق واختلاف عارف مواقع اسرار وفاق وخلاف درطلب حق آل رسول ازدلائل وبراہین معقول ومنقول کاری نمایان کردہ اند بلکہ حقا ثم حقا کہ برخدا ورسول وزوج بتول احسان فراوان کردہ اند کہ درکنج ہرفقرہ وگوشہ ہرکلمہ حق نہفتہ را نشان دادہ مانند ید بیضای موسی برکف دست اوردہ اند گویا درچنین تنہائی وبی نوائی وبی کوسی وبی لوائی رستمانہ ومردانہ بہ ذو الفقار زبان ونیزہ خامہ مقطوع اللسان بلشکر حق پوشان وسیاہ ناحق کوشان شکست آوردہ اند ع

این کار از تو آید ومردان چنین کنند ہان پیروان ضیغم یزدان چنین کنند

الحاصل راقم آثم زبانی ندارد کہ شمہ از مدحت آن بمعرض بیان آرد امیدوار الطاف کریمانہ ومنت گذار اعطاف قدیمانہ آنکہ از عطای بقیہ این عطیہ رضیہ وتحفہ بہیہ وہدیہ مرضیہ بہرہ اند وز سعادت کونین وکامیاب رشادت دارین فرمایند وجرم تاخیر ارسال رسیدش کہ بوجہ ہجوم افکار سرزدہ بہ کزلک عفو حک نمایند

منظومہ ساقی نامہ لراقمہ

ساقیا سالکین دلکش کو	شاہد نازنین مہوش کو
آن خم عہد خم کجاست بیار	قمقم رشک قم کجاست بیار

از خمار شبینه جان بلبم   وه صبوح سکینه جان بلبم
آبله پا مشو بداد ن جام   السلام السلام زرو دخرام
نامهٔ جانفزاے یار رسید   بلکه گویم که نو بهار رسید
چهچهه بلبلان شنو بخروش   نغمهٔ صلصلان شنو بخروش
می سراید یکے ترانهٔ خوش   می نواید یکے فسانهٔ خوش
بلبلے حالتی عجب دارد   بیت غم خوانده در طرب آرد
یازده سن شروع هجرت بود   که نبیؐ زین جهان وفات نمود
بارها گفته بود پیغمبر   که نگردد ز حق جدا حیدر
لیک باطل چنان هجوم نمود   که بپوشید حق ز عین شهود
دیدها جمله با صرو بینا   لیک بنگر همه ز مهر و ضیا
دست حق اندر آستین آمد   دست باطل بر آستین آمد
شد مفضول آنکه افضل بود   حکم نافذ نگر معطل بود
ستم و ظلم و جور شایع گشت   حب و وُد وفاق ضایع گشت
تا بقول یکے نکو گفتار   به قضائے مقدر مختار
آنکه متبوع بود تابع شد   اولین در شمار رابع شد
آنچنان دین باختلاف رسید   که بعهد یزید شوم و پلید
گشته شد شمع دین بکرب و بلا   گشت تاریک یثرب و بطحا
باز خون مدینه گشت روان   رفت آخر بسوی مکه دوان
کعبه را هم بسوخت آن بیدین   کس نپرسید آن چه گشت و چه این
با چنین کفر العیان نه پدید   جز بباطل کسے بحق نرسید

لیک چون وعدهٔ خداست چنین | که نیاید زوال دین مبین
بسر صد سن از قضا و قدر | حجت حق پدید ماند اگر
باز غیبت چنان بخلق نهفت | که رخ حق ز دیدها بنهفت
سال نهصد گذشت در تکرار | خلق با همه گر سر پیکار
سن هجری که حال در کار است | یکهزار و دو صد نود چار است
تا جناب **وحید** دین آزاد | صد تحقیق را نمایش داد
بعد این مدت مدید و مزید | سعی مشکور او بخیر رسید
اختلاف و خلاف را بر داشت | صاف بگرفت و دُرد را بگذاشت
خط بطلان کشید بر بُطلان | حق گرفت و نمود و داد نشان
داشت در دل چو حُب آل رسول | گشت همدوش با نوال رسول
شد نزول کمک بعزت و جاه | از حضور جناب ظل اله
حجت حق خلیفة الرحمان | قائم و منتظر امام زمان
یافت حق را بجیب و سینهٔ خویش | یک بیک جلوه اش نمود از پیش
در دلش ماند هیچ شک و نه ریب | بنوشت انچه یافت از سر غیب
حق همین است انچه او بنوشت | نیک دریافت و نکو بنوشت
حق ولی دوسے بحق باشد | در عدد هم علی بحق باشد
حبذا عالم نکو کردار | که بحق علے کند اقرار
حق بفرمود احمد مختار | نتوانند نهفت حق زنهار
باز تعریف حق نمود ادا | کان یعلو و کان لا یُعلی
هیچنان اکثرے ز اهل خرد | حق گرفتند و قول باطل رد

نتل اکثر ائمه سنّی
امرِ حق را پدید می کردند
می بود در تمام ماه روان
چون بهر صد شهود اشهاد است
تا عیان گشت حق بدولت او
بهر تاریخ سال این تصنیف
سعی مشکور باصواب افتاد
۱۲۹۴

غنا فعی تفتنر اسنے ونسائی
سب قوم یزید می کردند
معلن حق مجدد ایمان ہے
سیزده صد بدست آزاد است
باد دایم بخلق حشمت او
عقل چون کرد فکر در توصیف
حق بکرسی نشسته زین آزاد
سنہ ۱۲۹۵ ہجری

بید وحید الدینخان بہادر و آزاد نیوروے

ملتمسہ بست و نہم شہر ربیع الاخر سنہ ۱۲۹۶ ہجرے (سنہ ۱۲۹۵ ہجری) مقام اکبرپور ضلع فیض آباد

المتمسک بذیل الثقلین الراقم الآثم غضنفر حسین

نقل خط جناب سیّد ریاض الحسن صاحب لکھنوی مدرّس مدرسہ ایمانیہ

جناب مولویصاحب فخر الاواخر والاوائل المتحلے بالفضائل والمتخلے عن الرذائل محی السنة ماحی البدعة دامت معالیکم و بورکت ایامکم ولیالیکم۔
بعد اہدای ہدیہ بہیہ سنت سنیہ حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ الاف التحیة گذارش مدعای ضروریہ اینکہ درین زمانہ کہ کساد بازار علم وانصاف از چارسو ہویدا و فساد آزار اہل جہل و اعتساف کوبکو پیدا است رسالہ شریفہ حد تحقیق کہ از مغتنمات این زمانہ بلکہ در مراعات سجیہ رضیہ انصاف و ترک طریقہ نامرضیہ معاندت و خلاف بسان مولف خود وحید و یگانہ است بنظر قاصر گذشت و تحقیق انیق و تجدید عہد عتیق موجب انشراح خاطر گشت زہی مولف و خہی مولف کہ قول لی اللہ المتعال انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال در نظر تحقیق بر خوبی و خوش اسلوبی

هردو دال ہست یعنی نمیشود کہ شیعی بر مضامین حقائق آگین این رسالہ دل نہ بندد
ومحض بلحاظ اینمعنی کہ مولفش شخص سنی ہست کلام حق را نہ پسندد بلی اگر سنیان معاویہ
شناسی کہ ہنوز در ہمان پایۂ اولین بغاوت وگمراہی اند ہیچو کلمات حق سمات را
تلقی بالقبول نہ نمایند و از غلبۂ محبت معاویہ و عداوت آل رسول باستماع فضائل
شیر حق و رذائل روباہ مطلق ازجا در آیند وجناب سامی را بگناہ محبت اہلبیت
وکلمات کیست و ذیت بتہمت رفض وغلو فرمایند جا دارد کہ این حضرات بابرکات امام
خویش شافعی را ہم ہمین علت از ہیچو افترا و تہمت معذور نداشتہ و فخر المتکلمین چو درا
نیز بجرم یک کلمۂ حقی کہ در نظر انصاف بہ نسبت دیگر محامد و اوصاف مرتضوی چندان
پایہ ندارد شیعی پنداشتہ اند چنانچہ ابن طباخ رکابی مذہب کہ از کاسہ لیسی معاویہ و
اخرابش در بغض علیؑ ثابت الجاش بالکہ بمصداق مثل مشہور کاسہ گرم تر از آش ہست
درحق امام رازی چنین زبان درازی کردہ کہ ان الفخر کان شیعیاً یقدم محبۃ اہل
البیت کمحبۃ الشیعۃ حتی قال فی بعض تصانیفہ کان علیؑ شجاعاً بخلاف غیرہ انتہی
خوشا بحال شیعیان کہ در تقدیم محبت اہلبیت مطعون سنیان باشند و وای برحال
چنین سنیان کہ در تنقیص مراتب این بزرگان نمک بر جراحت اہل ایمان پاشند
لاکن نازم بر اخلاص وسنیت خاص حضرت مولف کہ در استکمال ولای علی و اولاد علی
از بند و قید مجانبت بیجای عمرو زید آزاد اند و در سنیت بہ تعمیل ارشاد مرتضوی
دلشاد چنانچہ روایتی طولانی در توضیح معانی اہلسنت وجماعت واہل بدعت وتسناعت
در کنز العمال منتقی ہست سطور و شطری از کلام بلاغت نظام امام انام مناسب مقام
درینجا مذکور میگردد قال علیہ السلام واما اہل السنۃ فالمتمسکون بما سنہ اللہ لہم
ورسولہ وان قلوا اما اہل البدعۃ فالمخالفون لامر اللہ ولکتابہ ورسولہ العاملون

بارائهم واهوائهم وان كثروا واما اهل الجماعة فانا ومن اتبعني وان قلوا

واما اهل الفرقة فالمخالفون لی ومن اتبعني وان كثروا انتهی

پس بايد كه سنيان معاويه شاهی بر كثرت خود مغرور نشوند وبر همين جادهٔ ممدوح

وسنيت غير ممدوح كه جناب مولف دران وحيد اند ايشان هم بروند خلاصه چنين

كتاب لاجواب در مذهب اهلسنت تا اين زمان بنظر فقير نرسيده بلكه چشمی نديده و

وگوشی نشنيده ه

لا يدرك الواصف المطری خصائصه ... وان يك سابقا فی كل ما وصفا

پس بشرط امكان دو سه جلد آن بمقداريكه تا اين زمان چاپ زده باشند باين مشتاق

نيز حسب نشان خاتمه لطف فرمايند تا نهاحظ نبرم بلكه بعض مخلص احباب خصوصا

قاری فضل حق صاحب را نيز كه زياده تر از مخلص فريفتهٔ اين اعجوبهٔ روزگار وشيفته

اين باغ نوبهار اند درين نعمت شريك خود كنيم ودر حالت تعسر يك جلد هم كافی است

وآينده هر قدر كه مطبوع شده باشد بعنايت آن مذاق قند مكرر بخشيده باشند

ونشان اين بی نشان همين بس كه در شهر لكهنو محله كتره ابوتراب خان مكان مسكنه

مولوی كمال الدين حسين صاحب رسيده نزد فلان برسد وباين طور هم ممكن كه در شهر لكهنو

محله سرای معالیخان در كوٹهی زرد مملوكه آغائی صاحب مكان مدرسه ايمانيه رسيده

نزد رياض الحسن مدرس درجهٔ عربی برسد كه انشاء الله بلا وقت خواهد رسيد زياده اشتياق

سامی ملازمت بر مزيد — الراقم الاثم عبده السيد رياض الحسن النقوی البخاری

الاثنی عشری الصفی پوری موطنا واللكهنوی مسكنا والنجفی مدفنا انشاء الله العلی العظيم ۲۸ شهر ۱۲۹۶

نقل خط حكيم مرزا احمد رضا صاحب نبيره جناب حكيم مسيح الدوله

بهادر مرحوم لكهنوی ساكن كٹره سيد حسين خان متصل خيرگ

شمس فلک علم ایقان بدر کامل نور عرفان سالک مسالک ایمان جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر دامت برکاتکم ولازالت افاداتکم۔

سلام من خزائن لطف دسنے ÷ علی من عندہ روحی وقلبی

مدحاتی کہ صفا ازلال ازینابیع خاص وخصوص جاری وتحیاتی کہ مجاری درود در مشارب صدورش ازشوائب تکلف وکدورت تصلف عاری وخالی باشد بالظہور الاسحار بدرگاہ دولت آثار مرفوع میگرداند

نسیم صبح سلامم بدوستان برسان	پیام بلبل بیدل بگلستان برسان
تاکرد جا بگوشم آوازۂ جمالت	خلوت سرای دل شد جولان گہ خیالت

ہرچند دیدہ ظاہر بسعادت لقای انور فائز نگشتہ امااز استماع اخبار فضل و کمال آن منظور نظرات الطاف ملک متعال کہ درعرصہ غبرا وقبہ خضرا زمزمہ صدای آن زیور گوش ہوش شدہ مہیج شوق عظیم است ؎

در دیدۂ جانم چو تو ئی مردم دیدہ ‌‌ عالم بہ تو می بینم و روے تو ندیدہ

افسانہ اشتواق و داستان الم فراق نہ بمثابہ ایست کہ اندکی از ہزار وقدرے از بسیار بحیز تحریر درآوردہ ناچار

خامہ بشکستیم ولب بستیم از تعداد شوق ‌‌ کان نہ در تحریر ما گنجد نہ در تقریر ما

للہ الحمد والمنہ کہ بباعث تالیف وترسیل کتاب سراپا ہدایت الموسوم بہ حد تحقیق بمشرب سنی اگر غلط نکنم میتوان گفت کہ فی الواقع نمونہ ایست از اسرار الٰہی و رمزیست از رموز خلاق سپیدی وسیاہی کہ احدی را قابلیت تبلیغ این امور باین نمط پیش حق پوشان عترت سید المرسلین دردرین زمان و زمین بجز ذات فیض بنیاد آنگرامی مرتبت ممکن نبود غرض اوصافش چند انکہ مرقوم کردہ شوند از رفعت شانش حجاب

ی آید و از علوی پایہ اش آسمان خند دکہ ستائش دیگر یست لہذا بنظر اکتساب ثواب
ہ بر وفق تعریف کتاب اکتفا بہ ترقیم این دو تا بیت می نمایم **ابیات**

بنفسی کتاب جاز کل فضیلۃ	وصار لتکمیل البریۃ ضامنا
مولفہ قد ابرز الحق خالصا	بتالیفہ من بعد ما کان کامنا

بہترین ذریعہ رسال نامجات بلکہ امید حصول شرف ملاقات دستیاب شدہ سرت عظیم بخشید مرحوا از الطاف لایزال آنکہ بہر چہ زودتر نسیم ظہور نور جمال باکمال مخدومی بر چمن دل وزد و ترقب از عنایات حضرت واہب المواہب تعالت اسمائہ و توالت نعمائہ آنکہ ضیاء چشم مشتاق را بمعاینہ غرہ غرا و بمشاہدہ جمال جہان آرا کہ عنوان سعادت و دیباچہ دفاتر مراد است بزودی روزی گرداند قریب مجیب کتاب والا باحسن اوقات ہمدست عنایت فرمای بندہ میر سخاوت حسین صاحب بیش نحیف رسید عظم اللہ اجورکم و رفع اللہ شانکم عنایت فرمودہ بر وقت اختتام کتاب از باقی اجزائش ہم ضرور یاد فرمایند و حسب خواہش بعض احباب کہ بوزر صفت و سلمان وقار ہستند ضرورت دو نسخہ دیگر نیز ہست بہر نوعیکہ مناسب باشد یعنی اگر کتاب محتشم الیہ بفروخت ہم ممکن باشد فہو المطلوب والا بفحوای روی تو نادیدہ مہمان آمدند آنہم مرحمت فرمایند فقط

الراقم الاثم مرزا احمد رضا نبیرہ جناب حکیم مسیح الدولہ بہادر مرحوم لکھنوی ساکن کٹرہ سید حسین خان متصل چوک۔

نقل خط جناب نواب سہراب جنگ بہادر

خلف نواب سید مہدی قلیخان بہادر ابن نواب سید کریم قلیخان بہادر ابن نواب سید منیر الدولہ بہادر از کوٹھی بھکنا پہاڑی شہر عظیم آباد بتحریر سید تقریر حقیت و فضیلت

اہلبیت نبوت افتادگان چاہ ضلالت را راہ ہدایت نمودہ الطاف گستر اجزاکم اللہ خیرا
کار آستان بوتراب پرستان محب یکرنگ سہراب جنگ پس تبلیغ ہدیہ سلام مسنون ہرچہ
انہ لی مطالب نگارش دہد اینکہ دیروز باعث سامان باد و باران وہم بسبب میسر نشدن
اسپ ڈاک از حصول شرف ملاقات آن وحید عصر پا در گل ماندم چشم عفو دارم انشاءاللہ تعالی
اگر حیات مستعار وفا نمود فردا تا ساعت یازدہ بصحبت سراسر افادت ان الطاف گستر
مستفید خواہم شد باقی بہ تسطیر اوصاف نسخہ ہدایت خیز و رسالہ حقیقت آمیز آن حق شناس
شفیق کہ فی الحقیقت دین محمدی و مذہب حق را روز بازار تازہ بخشید افتادگان چاہ
ضلالت را راہ ہدایت نمودہ اند اگر ہر بن مویم را ہزار زبان شود یکی از ہزارہا اندکی
از بسیار شرح دادن نتوانم انشاءاللہ در روز جزا صلای این حق فشانی و استخوان شکنی
از خدا و حضرات آل عبا علیہم السلام خواہند یافت المختصر بعقیدہ این کمین بندہ آستان
ایمہ ہدی مطالعہ ہمچو کتاب متبرکہ و رسالہ رہنما کہ سواد حروفش را طوطیای چشم بصیرت
کور باطنان توان گفت خالی از عبادت نیست از وقتی کہ آن مصدر الطاف کتاب
مذکور را بمن عطا فرمودہ اند یکدم و یک نفس از دست نگذاشتہ بمطالعہ اش مشغول میباشم
بل دیگر شغلی ندارم و چہ حظہا کہ از مطالعہ اش بر نمیدارم و چہ دعاہا کہ بحق آن الطاف گستر
نمیکنم جزاکم اللہ من رب الغفور و سعیہم المشکور بجا کہ اگر تمامی فرق اسلام فی الجملہ عقل
سلیم داشتہ حق پرست باشند و حق را از باطل و باطل را از حق فرق نمایند این کتاب
مستطاب را از جان و دل عزیز تر دارند و سواد حروفش را سرمہ وار بدیدہ دل کشند
اما حق شناس کو و عقل سلیم کجا فقط والسلام علی من اتبع الہدی سہراب جنگ عفی عنہ روز شنبہ

نقل خط جناب مرزا محمد علی صاحب وکیل آگرہ

عمدة الاعاظم والارکان زبدة العمایدہ والاعیان مولوی سید وحید الدین خان صاحب

بہادر زاد شرفہم - بعد تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم عرض میشود کہ نسخہ حد تحقیق بمشرب
سنی رسیدہ ممنون فرمود قصور توقف اطلاع رسیدنش معاف بفرمائید -
مشغول بمطالعہ آن بودم دیروز ختم کردم و حظی برداشتم - کتابی است کہ اصل
حقیقت خلافت و امامت و تشریح و تمیز این ہر دو را برہانی است روشن و جمع
تفرقہ صدہا سالہ را کہ درین امت مرحومہ واقع شدہ تدبیری احسن خدا توفیق
بدہد کہ شیعیان دست از سب صحابہ چنانکہ معمول شانست بردارند و سنیان تاویل
خطار اجتہادی پدر یزید نپرداختہ اقلا علیہ ما علیہ گفتن روا دارند و بہ عظمت شان
حیدری قائل شدہ غیر را بر ولی و وصی رسول ترجیح ندہند - آری کف لسان نسبت
بسب صحابہ کبار بابت مشاجرات و واقعات نا ملائم کہ دل و جان رسول حسن و قبح
آنہا را خوب سیداند لازم است و اگر واجب نباشد مستحسن بودنش عقلا و نقلا بہ
اوضح براہین ثابت اعتقاد حقیر اینست کہ بحق خلفا ثلاثہ مثل امیر المومنین کلام باید
کردن و یا آنہا باید بودن شکر عطای کتاب موصوف ہر چہ ادا کنم کمتر است و
آرزوی حصول بقیہ آن بعد اختتام طبع بشتر والسلام ۵ - مئی ۱۸۷۹ء یوم دو شنبہ
مطابق ۱۳ رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مقام آگرہ گذری منصور علیخان رقیمہ بندہ محمد علی وکیل
اور دیگر بسیاری خطوط جناب نواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ و جناب مولوی
سید سخاوت حسین صاحب لکھنو و محمد امیر باز خان صاحب شملہ و سید عبد الرحیم صاحب
سابق وکیل ریاست پٹیالہ و حال مقیم انبالہ و سید لطف علی شاہ صاحب امرت سر
و حکیم سید محمد حسن صاحب گیا و جناب مرزا محمد شیرازی صاحب بمبئی وغیرہ کے
متضمن قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی آئی ہین کہ بخوف طوالت کتاب کی وہ سب
خطوط نقل نہین کئے گئے -

خلاصۂ رای مولف در خاتمہ

نیکی و بدی ہر شخص کی اُسکے اعمال و افعال سے ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ جو دس اسقرطی کا حال یہ ہوا کہ باوصف ہونے یکے از دوازدہ حواریان حضرت مسیح روح اللہ و کلمۃ اللہ کے خود جناب مسیح ممدوح کو طمع دنیوی مین آکر گرفتار کرا دیا اور عیسائیان لوگ صرف اوپر نقل اُس روایت کی اکتفا کرتے ہین سو اُسی طرح پر تفتیش حال نیک و بد ہر صحابہ کی راست راست طور پر ضرور ہی مگر اُس سے زیادہ اپنی طرف سی سب ولعن بڑھانا کچھ ضرور نہین ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ تسکا تیین مندرجہ اشعار مفصلہ ذیل کی تمامتر بے بنیاد نہین ہین ـ

باغ فدک کو چھین لیا اور مکر گئے	محسن کے تئین شہید کیا اور مکر گئے
مولی علی پہ ظلم کیا اور مکر گئے	حضرت حسن کو زہر دیا اور مکر گئے
محشر مین یہ صدا ہی سدا شور و شین کی	ایسا نہو کہ مکر ین شہادت حسین کی

پس ہماری عرض یہ ہی کہ اگر سنیان معاویہ شاہی کو کچھ بھی پروا روح پاک حضرت نبی کی ہو تو ان سب حالات کو غور اور تحقیق کرنا چاہئی کہ یہ سب حالات کسقدر صحیح اور درست ہین یا کہ تمام بی بنیاد ہین

شکر کہ این نامہ بپایان رسید
پیشتر از عمر بہ سامان رسید

صحیفہ کاملہ

الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ	والاخر بلا اخر یکون بعدہ

قد تم الکتاب

فہرست فصول کتاب حد تحقیق مشرب سُنی

نمبر ۳

بقرب او کہ رسیدم ز خود بعید شدم	خودی چو ترک نمودم بسے بعید شدم
بسوے ہر کہ برفتم ز بس ملول شدم	بسوے خویش چو باز آمدم پدید شدم
کدام جاست در اینجا کہ جلوہ گر او نیست	ملاحظہ کہ نمودم وران وحید شدم
کمال لطف بکرد او کہ خود مرا طلبید	ز فیض بحر سخائش در فرید شدم

ز رنج و فکر تعلق چنان شدم آزاد
کہ من معاف ازان وعدۂ وعید شدم

نمبر ۴

ز انجیل جلے تحریر تو کن	محبت با عدو تسخیر تو کن
تو خود نیکے و نیکے کن بحقم	نکوئی با بدان لتعزیر تو کن
من و او ہم گنا ہم جملہ یک ہست	بپیشش رو ہمین تقریر تو کن
چو مسکین و حزین باشد ترا دل	ز بخت نیک وان تغفیر تو کن
ترحم بر غریبان نقش دل ساز	برائے حفظ خود تدبیر تو کن
بخواب دوش دیدم زلف اورا	مقید کرد یا التعبیر تو کن
ولے آوارہ دارم نا مقید	چو بلبشت آمدم نخچیر تو کن
بدرگاہت رسیدم طالب خیر	گدائے ہیر را توقیر تو کن
چو عفوش بر تر آمد از گناہان	چہ پروا باشدت تقصیر تو کن
دلت بوسیدہ گشتہ از گناہان	از ین دل بیرون آ تعمیر تو کن

خوشا وقتے کہ گوئی توبہ آزاد
بیا اے عاشقم زنجیر تو کن

نمبر ۵

را د فضل تو چو بود بر پناه ما … ما را چه خوف هست ز کار تباه ما
رچند واجب است سزای گناه من … اما که عفو تو بزداید گناه ما
ن بیت اقدسی که دران انبیا بدند … تعظیم آن مکان بودم در نگاه ما
نچه که وعده بود بذات تو شد وفا … دانم تو ای مسیح ع ز رب اله ما
ے ذات احمدی که لقب تراحب … موعود رهنما و رسولے براه ما
انم فدای نام تو ای شاه کربلا … ظلمی که بر تو رفت گواه است آه ما

هیهات گر بنجف نروم تا تمام عمر
آزاد در دل بر سان تا بشاه ما

نمبر ۶

پرسیت و یاد رفتگان هم … هر لحظه بفکر این و آن هم
بوسه ندهی دهی تو دشنام … بے انس مشو و بدزبان هم
مغرور مشو بکار دنیا … ماند نه مکین نه این مکان هم
هر شے که نظر کنم بعالم … مقصود توئی ز دل وجان هم
بے شبهه مرا تو دوست داری … معلوم ز چشم ابروان هم
ایجان اگر تو خوف داری … بیخوف روی و شادمان هم

آزاد توئی وحید دوران
در فضل و هنر و خاندان هم

اشتہار کتب مطبوعہ مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکھنو

عمدة الطالب۔ در نسب سادات بزبان عربی ۔ عـ۸ر

مطالب السئول فی مناقب آل الرسول از محمد بن طلحہ شافعی ۔ عـ۸ر

کتاب صاح و باغم تصنیف ابو یعلی محمد بن الهباریہ در مناظرہ طیور

بطور کلیلہ دمنہ در نصائح بطرز لطیف بزبان عربی نظم ۔ ۴ر

مقامات بدیع الزمان ہمدانی عربی ۔ ۸ر

اطیب العرب دیوان عربی جناب مفتی سید محمد عباس صاحب ۔ عـہ

موجہ کوثری شرح قصیدہ سید اسمٰعیل حمیری علیہ الرحمہ ۔ عـہ

من لا یحضرہ الطبیب تصنیف محمد بن زکریا رازی در طب ۔ ۱ر

تخریج الآیات موسوم بنجوم الفرقان در استخراج آیات قرآنی عـہ

حق الیقین از اخوند ملا محمد باقر مجلسی در اصول خمسہ عـ۸ر

سفینة النجات در اثبات امامت و دیگر مباحث اصول ۔ ۱۲ر

صحیفة الرضا علیہ السلام ۔ ۱۲ر

مشکوة الانوار از اخوند مجلسی ۔ ۴ر

صراط النجات از اخوند مجلسی مشتمل بر چہار رسالہ از رسالہ مناہی و محرمات

ترجمہ اثنا عشریہ جلد اول بجواب تحفہ شاہ عبد العزیز

دہلوی در ذکر حدوث مذاہب ۔ سے

حد تحقیق بمشرب صوفی ۔ عـ۸ر

ضربت حیدریہ بجواب شوکت عمریہ در مبحث متعہ رد جلد الغیر

ابواب الجنان جلد دوم در صلوة از ملا رفیع واعظ ۔ عـہ

تذکرہ علمای امامیہ مسمی بہ نجوم السماء بزبان فارسی ۔ سے

رسالہ رجعت از اخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ ۔ ۳ر

مجموعہ ہفت رسالہ اخوند ملا محمد باقر مجلسی مشتمل بر رسالہ نکاح

و رسالہ متعہ و رسالہ صفات ذاتی و صفات فعلی باری تعالے

و رسالہ جبر و تفویض و رسالہ بداء و رسالہ شکیات و

رسالہ رضاع از اخوند ملا محمد تقی مجلسی ۔ ۳ر

تحفہ جوادیہ در ادعیہ و اعمال ضروریہ اردو ۔ عـہ

اردو ترجمہ جلاء العیون جلد اول از حال حضرت

خاتم الانبیا تا حال امام حسن علیہ السلام ۔ عـہ

ایضاً ۔ جلد دوم از حال امام حسین تا حال قائم آل محمد ۔ عـ۸ر

بحور الغمہ جلد اول خوشخط و اصح قریب چہل جزو کلان ۲ سے

نخل ماتم از حاج مرزا جعفر علی فصیح مرحوم ۔ ۶ر

مرثیہ و سلام ہای فصیح جلد اول و دوم و سوم ۔ عـ ۱۲ر

مرثیہ ہای جناب میر خورشید علی صاحب نفیس ۔ عـہ

مرآة التحقیق در اصول خمسہ مع دلائل و براہین ۔ عـہ

تائید الاسلام رد تبجیر از جناب مفتی سید محمد عباس صاحب

قبلہ بزبان اردو ۔ ۴ر

تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام اردو ترجمہ

کتاب انزیبل موکو سید امیر علی صاحب ۔ یہ کتاب

لاجواب سیرت و حالات سوانح عمری جناب رسول

مقبول مین بطرز جدید ہے اسمین فرقہ یہود و نصاری

کے اعتراضات کا جواب شافی انہین کی کتب معتمدہ

سے جو مسلم الثبوت ہین نہایت متانت سے دیا ہے ۔ عـ۸ر

اخلاق احمدی ۔ اس کتاب مین مفصل طور پر مضامین

تہذیب اخلاق کو حسب مزاج زمانہ بابت ملک و قوم کے

اردو زبان مین لکھا ہے ۔ عـ۸ر

زبدة النجوم قواعد تنجیم مین ۔ ۲ر